سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ' 23- ستمبر 1998ء

(چہار شنبہ' 31 - جمادی الاوّل 1419ھ)

جلد' 11 شمارہ' 7

(بشمول شمارہ جات 1 تا 12)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اردو ترجمہ	672
پوائنٹ آف آرڈر۔	
غیر متعلقہ گفتگو سے گریز	673
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ امداد باہمی)	676
ــــ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	709
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	727
استحقاق۔	
سٹی مجسٹریٹ شیخوپورہ کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	741

جاری .....

صفحہ

تحاریک التوائے کار۔

گوجر خان' پیر پھلاہی کینال روڈ کی مرمت ---------- 746
عباسیہ لنک نہر میں پانی کی عدم فراہمی ---------- 747
پنجاب سے باہر آنے کی نقل و حمل پر پابندی ---------- 753

سرکاری کارروائی۔

مسودہ قانون' جنگلی حیات کی کونسل پنجاب مصدرہ 1998۔ ---------- 761

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

بدھ' 23۔ ستمبر 1998ء جلد نمبر 11-A

(چہار شنبہ' 31۔ جمادی الاوّل 1419ھ) شمارہ : 7

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 6 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ
سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾

سورۃ العنکبوت آیت 61 تا 64

اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے تو پھر یہ کہاں اُلٹے جا رہے ہیں o اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے o اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے o اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے o وما علینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

غیر متعلقہ گفتگو سے گریز

وزیر بیت المال، (سید محمد بنیامین رضوی) جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، بی' رضوی صاحب!

وزیر بیت المال، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں کل اپنی بعض انتہائی اہم سرکاری مصروفیات کی وجہ سے ہاؤس میں موجود نہیں تھا میری عدم موجودگی میں معظم وٹو نے یہاں میری سفید پوشی کا مذاق اڑایا اور مجھ پر مختلف قسم کی باتیں کیں۔ میں اپنے بھائی ملک آصف کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اسے خوب "پھکی" دی لیکن میں آپ سے ایک دو باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر ! میری گزارش ہے کہ سپیکر ہاؤس کو کیوں آگ لگا دی گئی تھی اور یہ مسئلہ کیوں دب گیا تھا؟ سپیکر ہاؤس کو آگ لگا کر وہاں کا سارا فرنیچر اور سامان وغیرہ سب جلا دیا گیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بے تکی بحث جو پچھلے کئی روز سے چل رہی ہے اگر یہ اسی طرح سے چلتی رہی تو یہ ختم نہیں ہوگی۔ میں سپیکر صاحب اور وزیر قانون سمیت تمام ٹریژری بنچز سے گزارش کروں گا کہ میرے خیال میں اس معزز ایوان میں اب ایسی باتیں ختم ہونی چاہئیں۔ یہ تو کوئی مناسب نہیں کہ روزانہ بار بار وہ باتیں دہرائی جائیں اور پھر جواب الجواب تیار کیا جائے اور وہ یہاں دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں ہے۔ میں آپ سے بھی اور آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے بھی استدعا کروں گا کہ براہ کرم وزراء کرام اور ٹریژری بنچز کے معزز اراکین سے کہیں کہ اب اس بحث کو ختم کر دیں۔

وزیر بیت المال، جناب سپیکر! یہ سابق کرپٹ وزیر اعلیٰ کے spokesman ہیں۔ آپ ہر معاملے میں کیوں آتے ہیں؟ آپ ہمیں بات کرنے دیں۔ آپ جائز بات کیا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! میں آپ کو عرض کرتا ہوں یہ بات نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ الفاظ حذف کریں۔ اگر میں کچھ بتانا شروع کروں گا تو یہ پھر روئیں گے۔ میرے پاس بتانے کے لیے بہت کچھ ہے۔ میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں یہ کیا چیز ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! آپ ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں۔ منیس صاحب! بات یہ نہیں ہے کہ.....

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ ان کو روکیں ورنہ ان کو پھر ہمیں رسہ ڈالنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب! آپ مجھے موقع دیں گے تو میں روکوں گا۔ آپ تو مجھے بولنے ہی نہیں دے رہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر ، رضوی صاحب! میری بات سنیں۔ No cross talk please. No cross talk please. رضوی صاحب! آپ چیئر سے مخاطب ہوں۔ آپ ان سے براہ راست بات نہیں کر سکتے۔ آپ چیئر سے مخاطب ہوں اور میری بات سنیں' یہ بات نہیں ہے۔ یہ کس وقت بات ہوئی۔ میں نے تو یہ بات ختم کر دی تھی کیوں کہ جب معظم وٹو صاحب بات کر رہے تھے تو میں نے روک دیا تھا کہ میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ جب میں 15/20 منٹ ہاؤس میں نہیں تھا تو اس دوران کوئی بات ہوئی ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جو بات ہوئی تھی وہ میں نے کارروائی سے حذف کر دی تھی۔ رضوی صاحب! پھر اس پر ضرورت کیا ہے؟ میں عرض کروں گا کہ میری یہ آپ سے گزارش ہے کہ ہاؤس میں ہمارے اپوزیشن کے چند بھائی ہیں۔ ماشاء اللہ ہاؤس میں آپ کی اکثریت ہے اگر آپ نے ہاؤس کے decorum کو سامنے نہیں رکھنا اور اپوزیشن تو بعض اوقات ایسی بات کرتی ہے کہ ماحول میں گرما گرمی پیدا ہو۔ میں آپ سے ایک گزارش کروں کہ کل میں نے اس لیے اجازت نہیں دی تھی اور وہ الفاظ حذف کرا دیے تھے۔

اس سے پہلے کہ ہم کارروائی کو شروع کریں میں دو لفظوں میں بات ختم کرتا ہوں۔ ملک جن حالات سے گزر رہا ہے ان حالات میں ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے مثبت تجاویز اور ٹھوس پالیسیوں

کی بجائے اگر ہم یہاں آ کر ذاتیات پر باتیں شروع کر دیں تو یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ کون کیا [redacted] ہے۔ میرا خیال ہے قوم اس وقت تک اب بہت کچھ جان چکی ہے۔ اب قوم کو دوبارہ بتانے کی بھی ضرورت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے اندر اپنے آپ کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت ہے تو ایک چیز کی ہے کہ اگر کسی شخص کے، اگر کسی سابق رکن اسمبلی کے، اگر کسی آفیسر کے، اگر اس پاکستان میں رہنے والے شہری کے خلاف کوئی ایسے ثبوت ہیں کہ جنہیں ملک و قوم کو لوٹا ہے تو یہ کام ہے انتظامیہ کا، یہ کام ہے عدلیہ کا کہ اس کام کو کس طریقے سے handle کرتے ہیں۔ ہم نے تو اب تک جو کسی کا کچا چٹھا تھا وہ نکال کر رکھ دیا ہے، عوام کے سامنے ہے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ آج بھی اور آئندہ بھی معزز ممبران بحث میں حصہ لیتے ہوئے، کوئی بات کرتے ہوئے ذاتیات کی بجائے ملکی اور صوبائی مفادات کو سامنے رکھیں، تاکہ ہم کچھ کر کے دکھائیں۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ میں باہر گیا تھا، لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ نے سوائے بیانات کے کیا کیا ہے؟ میری یہ گزارش ہے کہ ماشاء اللہ آپ کابینہ کے رکن ہیں آپ بیانات کی بجائے وہاں کابینہ میں ایسی باتیں ٹھوس بنیادوں پر سامنے لے کر آئیں۔ جو سزا کا حق دار ہے وہ اپنی سزا سے مرے، جو بے گناہ ہے، اس کو لوگ دیکھیں کہ وہ بے گناہ ہے۔ تو میں آپ سے یہ ذاتی گزارش کروں گا کہ چونکہ کل میں نے یہ الفاظ حذف کروا دیے تھے اور اجازت نہیں دی تھی آپ بھی مہربانی کریں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

آج میں یہاں خاص طور پر آپ دوستوں کو بتاؤں کہ ہم نے ایک پالیسی کی بہت پہلے کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے تھے لیکن آج پھر اسی سلسلے میں بڑی خوب صورت شروعات کی ہیں۔ دوسرے ملکوں میں ہوتا یہ ہے کہ خاص طور پہ چھٹیوں کے ایام میں جب اجلاس ہوتے ہیں تو سکول کے بچوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ آئیں اور ہماری کارروائی دیکھیں کیوں کہ کل کے شہری، کل کے قانون ساز وہی ہوتے ہیں اور یہاں کچھ حالات ایسے رہے کہ وہ نہ ہو سکا۔ آج ہمارے اس ہاؤس کی کارروائی کو دیکھنے کے لیے نوجوان بچے وزیٹنگ گیلریز میں بیٹھے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کی تعلیم کے لیے آج ہمارا رویہ اور طرز عمل زیادہ بہتر ہونا چاہیے تاکہ قوم کے نونہال یہ جان سکیں کہ آئندہ جب انھوں نے یہاں پر بیٹھنا ہے تو انھوں نے کیا کرنا ہے۔ تو اب ہم سوالات کو لیتے ہیں۔ کوآپریٹو کے دو سوال کل سے پینڈنگ آ رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلوانے کی کوشش کروں گا کہ کل یہاں ایک قرارداد پر بات کرتے ہوئے قائد ایوان نے میری بات کے کہنے پر ہی فرمایا تھا جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ بجٹ میں ٹریکٹرز پر سبسڈی کی گنجائش نہیں رکھی گئی تو انھوں نے پھر بعد میں فرمایا تھا کہ واقعی بجٹ میں گنجائش نہیں رکھی گئی لہٰذا اس کو ضمنی گرانٹس میں ڈال دیا جائے گا تو میں آپ کی اور معزز ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب رقم نہیں ہوگی تو وہ ضمنی گرانٹس میں بھی نہیں ڈالی جا سکتی اور ویسے بھی آج اخبار میں میرے ہی حوالے سے ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا ہم بجٹ پر بحث کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، ہم بجٹ پر بحث نہیں کر رہے۔ میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں جو ہاؤس کی اطلاع کے لیے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! آپ بڑے بادشاہ آدمی ہیں ہم سوالات لے رہے ہیں آپ بجٹ کی انفرمیشن لے اٹھے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے جو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ آئی ایم ایف نے یہ شرط لگا دی ہے کہ پاکستان کے لیے تمام سبسڈیز ختم کر دی جائیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ امداد باہمی)

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ مہربانی۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال ہے۔

ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے عملہ کی تعداد

*1369۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی لاہور کے شعبہ سول انجینئرنگ میں کل کتنا عملہ کس کس عہدہ

پر کتنے کتنے عرصہ سے تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شعبہ سول انجینئرنگ کا عملہ لوگوں سے رشوت لے کر ناجائز تعمیرات کرواتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شعبہ سول انجینئرنگ ناجائز تعمیرات کرنے والوں کو سوسائٹی ہذا کے قانون کے مطابق جرمانے کرتا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو گزشتہ پانچ سالوں سے اب تک ناجائز تعمیرات کرنے والوں سے جرمانہ کی کتنی رقم وصول ہوئی نیز کن کن لوگوں کو جرمانہ کیا گیا ہے۔ جرمانہ ادا کرنے والوں کے نام مع پتا جات کی تفصیلات ہاؤس میں پیش کی جائیں؟

وزیر امداد باہمی (چودھری محمد ریاض)۔

(الف) ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی لاہور کے شعبہ سول انجینئرنگ میں عملے کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	تاریخ تقرری
1۔	خالد محمود بھٹی	سب انجینئر (مئی 1997ء سے بطور سول انجینئر ڈیوٹی کر رہے ہیں)	16-5-1985
2۔	محمد حفیظ	ڈرافٹس مین	18-2-1988
3۔	محمد انور	روڈ انسپکٹر	13-6-1987
4۔	ملک محمد سلطان	بلڈنگ انسپکٹر	23-9-1997
5۔	مقصود احمد	اسسٹنٹ روڈ انسپکٹر	4-12-1997
6۔	عابد حسین	ریکارڈ کیپر (انجینئرنگ)	19-11-1985
7۔	محمد طفیل	اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر	21-12-1996

(ب) درست نہ ہے۔ بلکہ شعبہ انجینئرنگ کا عملہ موقع کی پیمائش کے مطابق ناجائز تعمیر کا جرمانہ مالک سے داخل خزانہ سوسائٹی کرواتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ شعبہ سول انجینئرنگ ناجائز تعمیرات کرنے والوں کو سوسائٹی ہذا کے

قانون کے مطابق جرمانے کرتا ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں میں مبلغ -/1,68,88,546 روپے جرمانے کی مد میں وصول کیے گئے۔ ناجائز تعمیر کا جرمانہ ادا کرنے والوں کے نام بمعہ پتا جات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ مئی 1997ء سے خالد محمود بھٹی سب انجینئر جو کہ بطور سول انجینئر ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ یہ عارضی طور پر تعینات ہیں یا انھیں ترقی دے کر ڈیوٹی پر سول انجینئر لگایا گیا ہے؛ اگر نہیں تو اب تک سول انجینئر کی اسامی خالی کیوں ہے؟

وزیر امداد باہمی: جناب والا! یہ ایک نیا سوال ہے۔ کیونکہ اس کی appointment کے بارے میں تو مجھے علم نہیں ہے لیکن جو میرے پاس ریکارڈ ہے اس کے مطابق یہ 1997ء سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے' انھوں نے خود لکھا ہے کہ عارضی طور پر ایک سال سے جو سب انجینئر ہے وہ سول انجینئر کی جگہ ڈیوٹی دے رہا ہے تو ایک سال سے وہ اسامی کیوں خالی ہے؟ کیا کوئی سول انجینئر مل نہیں رہا یا یہ رکھنا نہیں چاہتے؟

وزیر امداد باہمی: یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ وہ عارضی طور پر تعینات ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ: یہ سب انجینئر ہیں اور سول انجینئر کی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بٹ صاحب! جواب میں تو یہ لکھا ہے کہ ماڈل ٹاؤن کوآپریٹو سوسائٹی لاہور کے شعبہ سول انجینئرنگ میں عملے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اور نیچے نام دیے ہوئے ہیں۔

وزیر امداد باہمی: خالد محمود بھٹی' سب انجینئر مئی 1997ء سے بطور سول انجینئر ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں' یہاں یہ لکھا ہے۔ عارضی یا پکا نہیں لکھا۔ یہ آپ کو پتا ہو گا کہ وہ عارضی ہے یا نہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ آپ کے ذاتی معاملات ہیں۔ وہ سول انجینئر کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ کسی جگہ کچا' پکا یا ڈیپوٹیشن نہیں لکھا۔

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب سپیکر! ایک سال سے وہاں سول انجینئر تعنیات نہیں ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ اسامی آج تک خالی ہے۔ وہاں کسی کو رکھنا نہیں ہے یا اسی کو ترقی دے کر وہاں کام

کروانا ہے؟ کیا وجوہات ہیں کہ مئی 1997ء سے وہ سیٹ خالی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ یہ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں کہ وہاں پر ایک سال سے سول انجینئر کی سیٹ خالی ہے یا نہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ، وہ کم گریڈ کا سب انجینئر ہے اور اسے سول انجینئر بنایا ہوا ہے۔ یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسی کو ترقی دے کر وہاں رکھنا ہے یا انھیں سول انجینئر نیا مل نہیں رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سب انجینئر اور سول انجینئر میں کیا فرق ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، سب انجینئر کا گریڈ کم ہوتا ہے اور سول انجینئر کا گریڈ زیادہ ہوتا ہے۔

ملک مظہر عباس راں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

ملک مظہر عباس راں، جناب! ابھی سب انجینئر اور سول انجینئر کی بات چل رہی ہے کہ وہ اس کی جگہ ڈیوٹی دے رہا ہے۔ ابھی ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب بھی منسٹر کی جگہ پر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ ان معاملات کو صحیح چلوایا جائے اور جو سب انجینئر ہے وہ سب انجینئر کی ڈیوٹی دے جو انجینئر ہے وہ انجینئر کی ڈیوٹی دے اور اپوزیشن لیڈر اپنی جگہ ڈیوٹی دے۔ یعنی ہر آدمی اپنی اپنی جگہ ڈیوٹی دے۔

(اس مرحلہ پر جناب سعید احمد خان منیس، قائد حزب اختلاف، محمد بشارت راجہ، وزیر قانون کے ساتھ وزراء کی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے)

جناب قائم مقام سپیکر، جی، مہربانی۔ جی بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! جن کو جرمانہ کیا گیا ہے ان کی مجھے ایک فہرست مہیا کی گئی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ پانچ سال میں ایک کروڑ 68 لاکھ 88 ہزار 5 سو 46 روپے جمع ہوئے ہیں۔ کیا لوگوں کی طرف کچھ بقایا جات ہیں اگر ہیں تو کتنی رقم بقایا ہے؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! کوئی بقایا جات نہیں۔ تمام کی تمام رقم سوسائٹی کے خزانہ میں جمع ہو چکی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! اسی فہرست میں صفحہ 12 نمبر 2 پر H-21 جو میرے نام سے ہے،

یہاں بیس ہزار روپیہ لکھا ہوا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اتنی ہی رقم تھی یا مزید اس سے زیادہ رقم تھی' جو لکھی نہیں گئی؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! جو لکھی ہے' اتنی ہی ہوگی اور اتنا ہی ان کو جرمانہ کیا گیا ہوگا اور اتنا ہی انھوں نے جمع کروایا ہوگا۔ اگر ان کو بیس ہزار سے زیادہ کا نوٹس گیا ہے تو برائے مہربانی اپنے فرض کو پورا کرتے ہوئے جمع کروا دیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! ایک لاکھ 67 ہزار 3 سو 51 روپے 28 پیسے مجھے جرمانہ ہوا تھا' جو میں نے سارا ادا کیا ہوا ہے۔ میرے پاس ثبوت ہے۔ ابھی یہ صرف میرے نام سے ہے۔ باقی فہرست اگر چیک کی جائے تو اس میں لاکھوں روپے کا گھپلا نکلے گا۔ آپ نے آج سے چھ ماہ پہلے بھی ایک مہربانی فرمائی تھی' اسی طرح ایل ڈی اے کا ایک سوال تھا اسے آپ نے کمیٹی کے سپرد کیا تھا۔ آج چھ ماہ گزر چکے ہیں اور ابھی تک ان کی اس سے جان نہیں چھوٹی۔ اگر آپ مہربانی کریں اور اسے بھی کمیٹی کے سپرد کر دیں تو میں یہ ثبوت دوں گا کہ اس میں لاکھوں روپے کا گھپلا ہے۔ میرے پاس ثبوت ہے۔ میرے نام سے ایک لاکھ سے زیادہ کی رقم ہے اور یہاں صرف بیس ہزار روپیہ لکھی ہوئی ہے۔ میں نے اس کی ایک ایک figure چیک کی ہے۔ پانچ سالوں کا کوئی ریکارڈ نہیں۔ میں پورا ثبوت دوں گا اگر ثبوت نہیں ہوگا تو جو ہرجانہ کہیں گے دینے کے لیے تیار ہوں گا۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے۔ یہ میرے پاس چیمبر میں آئیں اور مجھے رسیدیں دکھائیں۔ اگر کسی کے خلاف کرپشن کا ثبوت نکلا تو میں آپ کو on the floor of the House یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس کے خلاف مکمل کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ، نہیں۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ تو صرف میرے نام سے ہے۔ جو اتنی بڑی لسٹ دی گئی ہے۔ ابھی کیا پتا کہ اس میں کتنا گھپلا باقی ہے۔ جب میں ہی سوال کر رہا ہوں جس نے ایک لاکھ سے زیادہ جرمانہ ادا کیا ہوا ہے وہی نہیں لکھا ہوا۔ اس میں اتنا زیادہ گھپلا ہے تو مجھے بھی یہ موقع دیا جائے یا اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ میں باقی بھی آپ کو بتاؤں کہ اس میں کتنا گھپلا ہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ میرے ذاتی نام سے اس میں پیسے نہیں ہیں۔ تو باقی لوگوں کا

کیا پتا کہ کتنا پیسہ یہ کھا گئے ہوئے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ آپ کمیٹی بنا دیں۔ اگر کوئی گھپلا ہوگا تو انشاء اللہ محکمے سے پوری بازپرس کی جائے گی اور جن کے خلاف کرپشن کا الزام ثابت ہوگا اس کے خلاف مقدمات درج کیے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے پتا چلا ہے کہ کوآپریٹو کی کمیٹی نہیں بن سکی۔ اس کے لیے ہم کمیٹی بنا دیتے ہیں۔اس کمیٹی میں یہ ارکان شامل ہوں گے۔

1۔ حاجی مقصود احمد بٹ، محرک

2۔ میاں فضل حق

3۔ جناب ارشد عمران سلہری

4۔ راجہ جاوید اخلاص

5۔ جناب سعید اکبر خان

6۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ

منسٹر صاحب اس کے ممبر تو ہوتے ہی ہیں۔ اس کمیٹی کے کنوینر جناب ارشد عمران سلہری صاحب ہوں گے۔ اور یہ کمیٹی ایک مہینے کے اندر اندر انکوائری کر کے رپورٹ پیش کرے گی کہ اس میں کیا گھپلے ہیں اور کیا embezzlement ہے؟ تو یہاں سیکرٹری صاحب کو ہی علم ہے کہ اس سے پہلے جو ایل۔ ڈی۔ اے کی کمیٹی بنی تھی اس کی کوئی رپورٹ یا کوئی بات؟ ----- ابھی تک میٹنگز ہو رہی ہیں۔ سلہری صاحب! اس میں بھی آپ تھے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ کمیٹی پر بات تو کرتے ہیں اور پھر میٹنگز پر ہی بات کو جاری رکھتے ہیں. That is most important.

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ تو کمیٹی کے چیئرمین کے اوپر depend کرتا ہے۔ ہم نے اس کمیٹی کی میٹنگز میں تقریباً کوئی 8 کروڑ روپیہ جو کہ سوئی گیس کے حوالے سے جوہر ٹاؤن کے رہائشیوں پر بوجھ ڈالا جا رہا تھا وہ کم کروایا ہے اور اس میں ابھی ہماری مزید چھان بین جاری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ کریں کیونکہ ایل۔ ڈی۔ اے میں جتنے گھپلے ہیں اتنے تو کہیں بھی نہیں ہیں اور ابھی تک تو آپ نے کیا ہی کچھ نہیں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں تقریباً کوئی 808 کے قریب جو فائلیں غائب ہیں اس کی چھان بین کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی اگلی میٹنگ کب ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، میرا خیال ہے کہ اس سیشن میں اس کمیٹی کی extension لینی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بہرحال اگر اس کی extension مل جائے اور اس کی کوئی میٹنگ ہو تو پھر مجھے بھی بتانا' میں بھی دیکھوں کہ آپ وہاں پر کرتے کیا ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جی' ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں اسی ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے حوالے سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو اب کمیٹی بنا دی ہے۔ اب اس کے بارے میں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! کمیٹی بن گئی ہے' ٹھیک ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں تاکہ ہاؤس کو بھی پتا چلے کہ یہ جو گھپلے وغیرہ کی بات ہوئی ہے' اس کی چھان بین کے لیے آپ نے کمیٹی بنا دی ہے۔ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے بارے میں حکومت کا کیا رویہ ہے؟ کیا اس کو بحال کیا جا رہا ہے؟

وزیر امداد باہمی، جناب والا! ارشد عمران سلہری صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے اسحاق ڈار صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے کہ جو اس سوسائٹی کے معاملے میں دیکھے کہ اس کے ایڈمنسٹریٹر جو کمشنر ہیں ان کو مارشل لاء کے آرڈر کے تحت اس سوسائٹی کو ختم کر کے ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا تھا اس کو دوبارہ سوسائٹی کے حوالے کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ یہ اس کے ممبر ہیں اور میاں فضل حق صاحب بھی اس کے ممبر ہیں اور اسحاق ڈار صاحب اس کے سربراہ ہیں۔ ان کو معلوم ہے۔ انھوں نے اسی طرح جس طرح پہلے یہ میٹنگ کی ہے' اگلے چھ سال میں ان شاء اللہ یہ میٹنگ کرنی ہے۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میں اس مسئلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ ماضی میں بھی اور اب بھی جب ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے متعلق کوئی سوال آیا تو اس پر بہت کچھ کہا اور سنا بھی گیا۔ آج منسٹر صاحب نے پہلا ہی سوال آیا اور پہلے ہی سوال کو انھوں نے کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ بڑی اچھی بات ہے۔ میں اس کو سراہاتا ہوں کہ کم ازکم کچھ نہ کچھ تو سامنے آئے گا۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ 16 سال سے ایک ایڈمنسٹریٹر یہ سوسائٹی چلا رہا ہے جو پاکستان کے اندر ایک واحد مثال ہے۔ 1985ء میں جمہوری ادارے بحال ہوئے اور آج 1998ء ہے آپ imagine کیجیے کہ ایشیاء کی خوبصورت ترین آبادی کو ایک ایڈمنسٹریٹر چلا رہا ہے۔ جس طرح وہاں پیسے کا زیاں کیا جا رہا تھا' جو کچھ بھی ہے' وہ ماضی کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ آبادی اسی لیے تو خوب صورت ترین نہیں ہے کہ اس کو وہ چلا رہا ہے۔

میاں فضل حق، اس دفعہ میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہم نے یہ گزارش کی کہ اس مسئلے کو اب اس طریقے سے اٹھایا جائے کہ اگر ماضی میں کچھ ہوا بھی ہے' جس کی وجہ سے یہ بنیاد بنائی گئی کہ اس کو ایڈمنسٹریٹر کے حوالے کیا گیا تو میں یہ کہتا ہوں کہ کیا ہمیشہ غلط لوگ یا غلط شہرت حامل کے لوگ ہی آئیں گے؟ اچھے لوگ نہیں آئیں گے؟ اب وزیر اعلیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ پندرہ دن کے اندر یہ رپورٹ دی جائے کہ اس کو بحال کیسے کیا جائے؟ یہ نہیں کہ اس کو کمیٹی کی وساطت سے چلایا کیسے جائے گا؟ میں منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ کمیٹی جو بنائی گئی ہے وہ ان کو اس interim period کے لیے سپروائز کرے گی جب تک الیکشن نہیں ہوتے۔ آپ imagine کیجیے کہ حاجی صاحب نے جو ابھی کہا کہ یہاں بیس ہزار لکھا ہوا ہے اور مجھ سے ایک لاکھ اکتیس ہزار روپے لیے گئے ہیں۔ وہاں اس قدر financial irregularities ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ' آپ wind up کریں۔ ٹائم ضائع ہوتا ہے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے اور جس کا انھوں نے حوالہ دیا ہے میں اس کے اوپر صرف یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ ہو گیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ چھوڑیں۔ وہ تو بن گئی ہے۔ وہ آپ نے بنائی ہے۔ اس کا اس سے تو

کوئی تعلق نہیں۔ اب نئی کمیٹی جو بنائی ہے اس کو ذرا جلدی سے کریں اور اس میں دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

میاں فضل حق: بڑی مہربانی۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ آج کیوں ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ ہم ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دیں۔ ضرورت اس لیے محسوس ہو رہی ہے اور میں متعدد بار یہ point out کر چکا ہوں کہ آج ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ہاؤس مکمل نہیں ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیز ابھی تک بنائی ہی نہیں گئیں۔ کوآپریٹو کی بھی نہیں بنائی گئی اور میری اطلاع کے مطابق ایس اینڈ جی اے ڈی اور انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کی بھی سٹینڈنگ کمیٹیز ابھی تک نہیں بنیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو جو پچھلے ادوار کا normal طریقہ کار چلا آ رہا ہے اس کو اگر دیکھیں تو پھر ہمارا tenure تقریباً مکمل ہونے والا ہے۔ تو یہ نہ ہو کہ اسمبلی کا tenure مکمل ہو جائے اور یہ سٹینڈنگ کمیٹیز نہ بنیں۔ اس کے علاوہ جو بن چکی ہیں ان میں خاص طور پر میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کا ذکر کروں گا کہ ابھی تک اس کا چیئرمین نہیں بنا۔ یہ اتنی اہم کمیٹی ہے اور ہم یہاں روزانہ accountability کی بات کرتے ہیں۔ تو accountability کا process کس طریقے سے چل سکتا ہے جب بہتر بات ہی نہ ہو کہ اس کی سٹینڈنگ کمیٹیز بن جائیں۔ اس کے بعد چیئرمین حضرات منتخب ہو جائیں اور اس کے بعد وہ اپنا کام کریں۔ باقی کمیٹیز کو تو کام سونپا جاتا ہے اور وہ چیئر سونپتی ہے۔ لیکن پبلک اکاؤنٹ کمیٹیز ایسی کمیٹیز ہیں کہ جن کا مسلسل process رہتا ہے۔ جب آڈیٹر جنرل کی رپورٹ lay کر دی جاتی ہے تو اس کے بعد ایک continuous process ہے جس میں وہ لگاتار کام کرتے رہتے ہیں اور میرے خیال میں وہ کام نہ ہونے کی وجہ سے آج We lack behind آج غالباً آڈیٹر جنرل کی 1993-94ء کی رپورٹ take up ہو رہی ہے۔ تو جب تک ہم یہ مکمل process نہیں کریں گے تو اس وقت تک ہم آج تک پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر آپ فوراً حکومت کی توجہ دلا دیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے خوب صورت بات point out کی ہے۔ ان شاء اللہ اس پر جلد ہی بات کریں گے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو کچھ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے میں اس پر تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک سٹینڈنگ کمیٹیز کو مکمل کرنے کا تعلق ہے تو قائد حزب اختلاف اس بات سے آگاہ ہیں کہ ان کی مشاورت سے ہم نے ان کو مکمل کر لیا ہے اور اب ہاؤس سے اس کا ایک ریزولیوشن پاس ہونا ہے اور وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دو دن میں ہم کروا لیں گے۔ یہ ہم ان کی مشاورت سے مکمل کر چکے ہیں۔ دوسری بات پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین کے انتخابات کی ہے تو کمیٹی مکمل ہو چکی ہے۔ جب بھی جو تاریخ بھی اسمبلی اس کے انتخابات کے لیے مقرر کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ اس پر انتخابات مکمل ہو جائیں گے۔ تیسری بات انھوں نے ابھی جو آپنے سپیشل کمیٹی قائم کی ہے' اس حوالے سے کی ہے تو یہ آپ نے اور منسٹر صاحب نے خود consent دی ہے اور یہ آپ نے صرف اس سوال کے حوالے سے تشکیل دی ہے' اس سوال میں جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان پر تعین کے لیے آپ نے یہ کمیٹی تشکیل دی ہے اس لیے اس کا سٹینڈنگ کمیٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف اس سوال سے متعلقہ کمیٹی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ یہ بھی کل pending تھا۔

کوآپریٹو سوسائٹیز متاثرین کو بیت المال سے رقم کی ادائیگی کیے جانے کے اقدامات

*1693۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں کوآپریٹو سوسائٹیز کے کتنے متاثرین کو اب تک کل کتنی رقم ادا کی جا چکی ہے۔

(ب) کیا حکومت کوآپریٹو سوسائٹیز کے متاثرین کو بیت المال سے ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک؟

وزیر امداد باہمی (چودھری محمد ریاض)،

(الف) پنجاب کوآپریٹوز بورڈ برائے لیکویڈیشن نے 102 کالعدم کوآپریٹو فنانس کارپوریشنز کے کل

185677 کھاتہ داران کو 3762 ملین روپے کی ادائیگی 31 جولائی 1998ء تک کی ہے۔ جن میں سے پانچ بڑی کوآپریٹو فنانس کارپوریشنز کے 125004 کھاتہ داران کو 3072 ملین روپے' ساٹھ(60) چھوٹی فنانس کارپوریشنز کے 36573 کھاتہ داران کو 315 ملین روپے جبکہ سینتیس (37) کالعدم فنانس کارپوریشنز کے جملہ 24100 کھاتہ داران کو 375 ملین روپے کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔

(ب) جی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم بیت المال سے کوئی پیسے نہیں لے رہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! محکمے کے پاس اس وقت کوآپریٹو کی کروڑوں روپے کی جائیداد ہے اس کو نیلام کر کے ادائیگی کیوں نہیں کر دی جاتی۔ اس کو ابھی تک کیوں pending رکھا ہوا ہے؟

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! 1993ء میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے حکم سے قومی بنکوں سے دو ارب روپیہ کوآپریٹو سوسائٹیوں کو دیا گیا اور اس پراپرٹی کو دو ارب روپے کے عوض pledge کیا گیا مگر بدقسمتی سے ہماری حکومت ختم ہو گئی اور وہ پیسہ پیپلز پارٹی کے حوالے ہوا انھوں نے اس پیسے کو جس طرح لوٹا' اور اس پر عیاشیاں کرتے رہے وہ آپ کو بھی معلوم ہے اور صوبہ بھر کے عوام کو بھی معلوم ہے۔ اس دو ارب روپے کے عوض ان تمام کوآپریٹو سوسائٹیوں کی پراپرٹیز pledge ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے چند دن پہلے ایک میٹنگ کی ہے اور بنکوں سے بات چیت طے کر لی ہے۔ ان شاء اللہ ہم ان معاملات کو ایک سال کے اندر اندر ختم کر دیں گے۔ ہمارے پاس جو بھی پراپرٹیز ہیں ان کو ہم شفاف طریقے سے نیلام کرنا چاہتے ہیں اور نیلام کرنے کے بعد لوگوں کو پیسے ادا کر دیے جائیں گے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 1993ء کے بعد بنکوں سے میاں نواز شریف کے حکم سے جو دو ارب روپیہ لیا گیا تھا اگلی حکومت نے وہ پیسہ لوٹا۔ تو میرا سوال ہے کہ وہ جو پیسہ دوسری حکومت نے یا لوگوں نے لوٹا ہے اس کے متعلق اب تک کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

وزیر امداد باہمی، جناب لوٹا اس طرح کہ اپنے ہی عزیزوں کو' اپنے ہی رشتہ داروں کو وہ پیسہ دیتے رہے اور وہی ممبر لیگل بھی تھے اور وہی ایکٹنگ چیئرمین بھی تھے اور وہی اس وقت بعد میں آ کر گورنر

بھی بنے ۔ جب یہ بڑے لوگ اس طرح کرتے ہیں تو وہ اپنے نشانات نہیں چھوڑتے کہ ان پر مقدمات بنائے جائیں بلکہ اس دو ارب روپے کو اس طرح سے بانٹا گیا جس طرح کہ بندر بانٹ کی جاتی ہے۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ بندر بانٹ کس نے کی؟

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب' ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ پیسہ تو انھوں نے بانٹ لیا۔ کیا آپ نے کوئی ایسے اقدامات کیے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہ پیسہ واپس آ جائے۔ اصل میں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب جو غلط طریقے سے پیسے دیے گئے ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں کہ جن کا صحیح پیسہ ہے وہ پیسہ ان کو واپس دیا جائے۔ ان شاء اللہ ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پیسہ کن لوگوں میں بانٹا گیا؟ کیا یہ پیسہ کھاتے داروں کو دیا گیا؟ اس وقت کا گورنر تو چند ماہ اس کا چیئرمین رہا ہے وہ زیادہ دیر نہیں رہا۔ میرے خیال میں ان کا اشارہ طارق رحیم صاحب کی طرف تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی کافی لوگ رہے ہیں۔ وہ پیسہ کہاں گیا؟ وہ سرمایہ دو ارب کا تھا اور اس پر interest پڑ کر وہ رقم پتا نہیں کہاں تک چلی گئی ہے۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ پیسہ کن لوگوں میں بانٹا گیا کیا یہ کھاتے داروں میں بانٹا گیا یا کہیں اور گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی، جناب والا! جس طرح سے جواب میں ہے کہ ہم نے کھاتے داروں کو 3762 ملین روپے دیے ہیں ۔ یہ ساری باتیں آپ کے سامنے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو پیسہ دیا ہے مگر میں نے جو بات کہی ہے کہ وہ اصل کھاتے داروں کو نہیں دیا گیا انھوں نے اپنے فرضی نام بنا کر دیے ہیں کہ جناب اس کی بیٹی کی شادی ہے اس کو دس لاکھ روپیہ چاہیے لہٰذا اس کو دے دیا۔ جس کسی غریب شخص نے لاکھ روپیہ لینا تھا وہ اسی طرح دھکے کھاتا رہا۔ میں نے کہا ہے کہ انھوں نے اپنی ہی پارٹی میں وہ پیسے تقسیم کیے ہیں مگر وہ پیسے ان لوگوں کو نہیں دیے گئے جن لوگوں نے وہ پیسے لینے تھے۔ وہ اس طرح کا کوئی فارمولا بنا دیتے کہ 25 ہزار' 50 ہزار یا 30 ہزار تک لوگوں کو دیتے ۔ پیپلز پارٹی کے دور میں اس طرح دس' دس پندرہ پندرہ' پانچ ' پانچ لاکھ روپے لوگوں کو دیے گئے ہیں۔ یہ ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ میں نے یہ بات کی ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب کوآپریٹو بورڈ نے کالعدم فنانس کارپوریشنز کے کل 1,85,677 کھاتہ داروں میں سے ابھی تک 1,25;004 کو ادائیگی کی ہے اور 55 ہزار بے چارے کھاتے دار ابھی تک پھر رہے ہیں اور میرے خیال میں وہ چھوٹے کھاتے دار ہیں تو یہ کب تک ان کو ادائیگی کر دیں گے۔ پانچ سال کا عرصہ گزر گیا ہے میرے خیال میں کئی تو ان میں سے فوت ہو چکے ہیں۔ تو ان کو کب تک ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: جناب والا! ہم ان کو ایک سال کے اندر اندر پیسے ادا کر دیں گے۔

جناب محمد افضل خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بنکوں کے پاس پراپرٹی گروی رکھ کر تقریباً دو ارب روپیہ لے لیا گیا ہے اور وہ پیسہ کھاتے داروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہاں خدشہ ہے کہ وہ جو بنکوں سے قرضہ لیا گیا ہے اس کے ساتھ تو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی liability اور بڑھ گئی ہے اور یہ معاملات تو اور بھی complicated ہوتے جا رہے ہیں اور بنکوں میں جو پراپرٹیز گروی رکھی گئی ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان کی قیمت بڑھی ہو گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے پہلے والا معاملہ آپ نے کمیٹی کے سپرد کیا ہے یہ معاملہ تو اس سے زیادہ اہم ہے اس پر کمیٹی بننی چاہیے کیونکہ لوگ بہت پریشان ہیں اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ جس پر لوگوں کی بات سنی جائے اور اس پر مضبوط طریقے سے ہاتھ ڈالا جائے۔ میں درخواست کروں گا کہ اس پر کمیٹی بننی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اس پر تو وزیر صاحب نے یقین دہانی کرا دی ہے۔ اس پر کمیٹی کی ضرورت نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ ایک سال کے اندر اندر ان کو بھی پیسے مل جائیں گے اور باقی کے اقدامات وہ کر رہے ہیں لہٰذا اس کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس دن سے انھوں نے اس محکمے کا چارج لیا ہے اس کے بعد کتنے لوگوں کو کتنی ادائیگی کی گئی ہے؟

وزیر امداد باہمی: جناب والا! کافی لوگوں کو پیسے دیے گئے ہیں مگر تعداد اور رقم کا تعین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مجھ سے پہلے وزیر اور تھے۔ پچھلے مہینے سے ہم نے پابندی لگا دی ہے کہ اب کسی کو تین مہینے کے لیے رقم ادا نہیں کی جائے گی۔ یہ عارضی پابندی لگائی ہے کیونکہ ہم نے ان کی پراپرٹیز بیچنی

ہیں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک میٹنگ کی ہے جس میں یہ تمام معاملات طے کیے گئے ہیں۔ تین مہینے کے اندر اندر ہم کافی handsome amount اکٹھی کر کے ان شاء اللہ لوگوں کو یکم جنوری سے ادائیگی کرنا شروع کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال نمبر 830 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے ۔ جی چنیوٹی صاحب!

دربار شاہ برہان کا رقبہ

*830۔ **مولانا منظور احمد چنیوٹی،** کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) دربار شاہ برہان چنیوٹ کا کل رقبہ کتنا ہے اور محکمہ اوقاف کے اس پر کل کرایہ دار کتنے ہیں۔ ان کے نام اور ان سے کرایہ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا شوکت علی محکمہ کا کرایہ دار ہے یا ناجائز قابض ہے؟

(ج) ناجائز قابضین کے تصرف میں کل کتنا رقبہ ہے اور وہ کون کون ہیں؟ کیا ناجائز قابضین سے رقبہ و اگزار کرانے کے لیے، محکمہ کوئی کارروائی کر رہا ہے۔ اگر نہیں کر رہا تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر اوقاف، جناب والا! کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے یا پھر وہ پڑھیں؟ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے یا پھر آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کریں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں ایوان میں ابھی آیا ہوں اور میں اس کے جواب کو پڑھ نہیں سکا لہٰذا مجھے تھوڑا سا وقت عنایت فرمایا جائے تاکہ میں اسے پڑھ کر کوئی ضمنی سوال کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا وزیر موصوف اسے پڑھ دیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، نہیں، جناب پہلے میں خود پڑھ لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ جب تک مولانا صاحب اسے اچھی طرح سے پڑھ لیتے ہیں ہم اگلا سوال لے لیتے ہیں۔ پھر بعد میں اس پر آ جائیں گے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! چونکہ آپ نے بول دیا اور آپ نے رولنگ دے دی ہے لہٰذا میں اس کے احترام میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن مولانا صاحب کو چاہیے تھا کہ جب انھوں نے یہ سوال دیا آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ پورا محکمہ اور ہم اس کی تیاری کرتے ہیں تو اگر یہ پہلے تشریف لے آتے تو وہ زیادہ بہتر تھا۔ اب بھی اگر ان سے پوچھ لیا جائے تو آپ کی بڑی ذرہ نوازی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کی عمر کے پیش نظر تھوڑا خیال کرنا چاہیے۔ وہ اسے پڑھ رہے ہیں۔ ہم اس سے اگلا سوال لیتے ہیں اس کے بعد ہم پھر واپس آ جائیں گے۔ ہم اس دوران اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 889 سردار منصب علی ڈوگر صاحب کا ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال نمبر 890 بھی سردار منصب علی ڈوگر صاحب کا ہے اور وہ ایوان میں موجود نہ ہیں۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔اس سے اگلا سوال بھی انھی کا ہے اور وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی اللہ یار انصاری صاحب کا ہے ۔

دینی اداروں کو مالی امداد کی فراہمی

*991۔حاجی اللہ یار انصاری، کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جولائی 1994ء سے یکم جولائی 1997ء تک کس کس دینی ادارے کو کس قدر مالی امداد مہیا کی گئی ہے۔

(ب) دینی اداروں کو مالی امداد مہیا کرنے کا طریق کار کیا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا امداد کی منظوری کن کن حکام نے دی ہے۔ ان کے نام بتائے جائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (صاحب زادہ حاجی فضل کریم)،

(الف) یکم جولائی 1994ء سے یکم جولائی 1997ء تک زکوٰۃ کی تقسیم مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کے تحت کی گئی ہے۔ یہ سوال صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ اور صوبائی اسمبلی سے متعلقہ نہ ہے۔ یہ سوال قومی اسمبلی میں ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔ تاہم ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹی ہائے سے حاصل کردہ اطلاع کے مطابق اس عرصہ کے دوران 186 دینی اداروں کے زیر تعلیم طلباء کو زکوٰۃ فنڈ سے مبلغ -/1,20,89,928 روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زکوٰۃ فنڈ سے دینی مدارس کو مالی امداد مہیا کرنے کا طریق کار درج ذیل ہے۔ زکوٰۃ فنڈ میں سے مدارس کا حصہ 8% ہے۔ جو کہ درج ذیل شرح کے ساتھ طالب علموں کو دیا جاتا ہے:

1۔ حفظ و ناظرہ -/100 روپیہ ماہوار

2۔ موقوف علیہ -/125 ۔ایضاً۔

3۔ دورہ حدیث -/175 ۔ایضاً۔

مرکزی زکوٰۃ کونسل نے دینی مدارس کے طلباء کو وظائف کی فراہمی کے لیے درج ذیل طریق کار منظور کیا ہے۔

دینی ادارے میں زیر تعلیم مستحق طالب علم جو کہ اس مدرسہ میں قیام رکھتا ہے مجوزہ فارم پر اپنی مستقل رہائش کے چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے استحقاق کا تعین کروانے کے بعد مدرسہ کے سربراہ کی تصدیق کروا کر فارم متعلقہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی میں جمع کرواتا ہے ضلع زکوٰۃ کمیٹی اس طالب علم کے وظیفہ کی رقم کا چیک طالب علم کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو ارسال کرتی ہے۔ اور مقامی زکوٰۃ کمیٹی اس رقم کو طالب علم یا اس کے والدین/ سرپرست کو بذریعہ کراس چیک ادا کرتی ہے۔ جولائی 1994ء تا جولائی 1997ء اسی طریق کار کے تحت دینی مدارس کے طلباء کو امداد فراہم کی گئی۔

(ج) دینی اداروں کو مالی امداد مہیا کرنے کے طریق کار کے مطابق کوئی آفیسر امداد دینے کا مجاز نہ ہے۔ بلکہ یہ امداد ضلعی زکوٰۃ کمیٹی مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے طالب علم کے استحقاق کا تعین کروا کر دیتی ہے۔ دینی مدارس کے طلباء کو امداد دینے والی ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ہائے کے چیئرمین سرکاری اور غیر سرکاری ممبران کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا متصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب! اس کا جواب پڑھا ہوا متصور کر لیں۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ اس سوال کا جواب قومی اسمبلی سے منگوا کر دیا گیا۔ مگر میں یہ جاننا چاہوں گا کہ جیسا کہ جواب میں 8 فی صد بتایا گیا ہے۔ کیا 8 فی صد کے حساب سے -/1,20,89,928 روپے ہی بنتا ہے۔ باقی 92 فیصد کس طرح خرچ کیا جاتا ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تھی تو انھوں نے زکوٰۃ و عشر کے محکمے کو سنٹرلائز کر لیا تھا۔ جو موصوف کا سوال ہے وہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی کل رقم جو کہ سو فی صد ہے اس میں سے صرف مذہبی اداروں کے لیے 8 فی صد کا ذکر کیا گیا ہے۔ سوال چونکہ 8 فی صد کا تھا ہم نے اس کا جواب دے دیا۔ جہاں تک ان کے نئے سوال کا تعلق ہے وہ ایک تازہ سوال ہے۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ نیا سوال کریں اس کے مطابق جواب دے دیں گے۔ البتہ میں آپ کی وساطت سے موصوف کی خدمت میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ ہم subsistance allowance 60% دیتے ہیں۔ 18 فی صد ہسپتالوں کو دیتے ہیں۔ 4 فی صد مستقل بحالی کے لیے دیتے ہیں اور 4 فی صد ان بیوہ اور غریب، یتیم بچیوں کے لیے دیتے ہیں جو ان کی مستقل بحالی کے لیے ان کی مدد کر سکے۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جیسا کہ انھوں نے 186 دینی اداروں میں رقوم کی تقسیم کا ذکر کیا ہے۔ کئی مدرسوں کو تو بہت تھوڑی رقم دی گئی ہے اور ایک مدرسہ، مدرسۃ الشریعہ انصاف کوٹ ادو کو 11 لاکھ 65 ہزار روپے دیے گئے ہیں۔ جبکہ باقی مدرسوں کے لیے دو لاکھ سے تجاوز نہیں کیا گیا۔ کسی کو ایک لاکھ روپے اور کسی دو لاکھ روپے اور کسی کو پچاس ہزار روپے دیے گئے ہیں۔ یہ 11 لاکھ 65 ہزار روپے ایک ہی دینی مدرسے کو کس طرح دیے گئے ہیں۔ کیا یہ مدرسہ بنوایا گیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر، وفاقی حکومت نے یہ محکمہ سنٹرلائز کر لیا تھا اور تمام تر اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے۔ جب کہ اس سے پہلے 1990ء سے لے کر 1993ء تک یہ پریکٹس تھی کہ پنجاب کے اندر تمام دینی اداروں کا سروے ہوتا تھا۔ جہاں اڑھائی سو سے زائد طلباء ہوتے تھے ان کو 3 لاکھ روپے فی دینی ادارہ کے حساب سے مدد دی جاتی تھی۔ اس کی مختلف کیٹیگریز ہیں۔ موقوف علیہ کی الگ ہے، حدیث کی الگ ہے اور شعبہ حفظ و ناظرہ کی الگ ہے۔ یہ دینی مدارس کی تین کیٹیگریز ہیں۔ جب مرکزی حکومت نے یہ محکمہ سنٹرلائز کر لیا اس کے بعد تمام کے تمام اختیارات وہاں پر چلے گئے۔ براہ راست وہ چیک بھیجتے تھے۔ ان کا سوال مرکزی حکومت سے متعلق ہے۔ یہ سوال کا تازہ نوٹس دیں تو اس کے بعد میں ان شاء اللہ تعالیٰ جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا مولانا صاحب تیار ہو گئے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔جی، سوال نمبر 830 کا جواب

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) دربار شاہ برہان چنیوٹ 19 جنوری 1911 سے بطور "مخصوصہ عمارت" حکومت پاکستان ، آثار قدیمہ کی تحویل میں ہے۔ ان کے نوٹیفکیشن مجریہ 19۔جنوری 1911ء کے مطابق اس کا کل رقبہ دس کنال دس مرلے ہے۔

ڈائرکٹر آرکیالوجی، نارتھ سرکل، پرانا قلعہ لاہور کی رپورٹ کے مطابق متبرہ شاہ برہان کے رقبہ پر محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پاکستان کا کوئی کرایہ دار نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ ابتدائیہ میں بتایا جا چکا ہے کہ شوکت علی محکمہ اوقاف، پنجاب کا تو کرایہ دار ہے لیکن محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پاکستان اس کو ناجائز قابض شمار کرتا ہے، جس کی بے دخلی کے لیے انہوں نے اپریل 1990ء سے ضلعی انتظامیہ کے ہاں نالش دائر کر رکھی ہے۔

(ج) محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پاکستان کی رپورٹ کے مطابق درج ذیل پندرہ افراد ناجائز قابض ہیں اور ان کے زیر تصرف کل 14,433 مربع فٹ رقبہ ہے۔

نام	رقبہ	
خدا بخش ولد احمد بخش	848	مربع فٹ
عبدالرحمٰن ولد مولا بخش	592	"
عمر علی ولد حافظ محمد صدیق	432	"
سعید احمد ولد اللہ دتہ	688	"
محمد حسین ولد حاجی محمد لطیف	488	"
سرفراز ولد حاجی محمد لطیف	768	"
شوکت علی ولد محمد رمضان	335	"
اللہ دتہ	357	"
مولوی شیخ احمد	6300	"

نور زماں ولد علی محمد	850	"
شوکت ولد احمد بخش	1565	"
شفقت ولد احمد بخش		
رانجھا ولد ناجا		
گرلز مڈل سکول	650	"
غفور ولد غلام محمد	560	"
میزان	14,433	مربع فٹ

کئی ناجائز قابضین کی بے دخلی کے لیے محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پاکستان نے نالش دائر کر رکھی ہے جو اس وقت سٹی مجسٹریٹ چنیوٹ کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ انھوں نے لکھا ہے کہ دربار شاہ برہان جس کا رقبہ دس کنال اور دس مرلے ہے، محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں ہے۔ اور سوال کا جزو "ب" یہ تھا کہ کیا شوکت علی محکمہ اوقاف کا کرایہ دار ہے یا ناجائز قابض ہے؟ انھوں نے جواب یہ دیا ہے کہ شوکت علی محکمہ اوقاف پنجاب کا تو کرایہ دار ہے لیکن محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان اس کو ناجائز قابض شمار کرتا ہے۔ جس کی بے دخلی کے لیے انھوں نے اپریل 1990ء ضلعی انتظامیہ کے پاس نالش دائر کر رکھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں ہے تو شوکت علی محکمہ اوقاف کا کرایہ دار کیسے بن گیا۔

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)، 1960ء میں ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے مرکزی حکومت نے اس دربار اور اس سے ملحقہ ساری جائیداد کو محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام دے دیا تھا۔ ہم نے متعدد مرتبہ یہ کوشش کی ہے۔ اس وقت وہاں پر موجود جتنے بھی ناجائز قابضین تھے انھوں نے اوقاف تنظیم کو باقاعدہ کرایہ دینا شروع کر دیا تھا۔ اب جب مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کے درمیان استحقاق کا مسئلہ چل رہا ہے تو دیگر کرایہ داروں نے نہ مرکزی حکومت اور نہ ہی محکمہ اوقاف کو کرایہ دینا شروع کیا ہے۔ اب ہم اس سلسلہ میں de-notify کر رہے ہیں تاکہ یہ سارے کا سارا مسئلہ مرکزی حکومت کو آسانی سے سپرد کر دیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! 1911ء میں محکمہ آثار قدیمہ نے اسے اپنی تحویل میں لیا ہے۔ شوکت علی محکمہ اوقاف کا کیسے کرایہ دار بنا ہے اور کب سے بنا ہے؟ میری ان کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی۔

وزیر اوقاف، میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جب محکمہ اوقاف نے اسے ٹیک اوور کیا تو اس وقت شوکت علی محکمہ اوقاف کا باقاعدہ کرایہ دار بنا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میری اس جواب سے تسلی تو نہیں ہوئی ۔ اس لیے کہ محکمہ آثار قدیمہ 1911ء میں اسے اپنی تحویل میں لے چکا ہے ۔ جب محکمہ اوقاف سے اس کا تعلق نہیں تو شوکت علی تو چند سالوں سے اس کا کرایہ دار ہے ۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہمارا کرایہ دار ہے ۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب وہ ان کی تحویل میں نہیں ہے وہ محکمہ اوقاف کا کرایہ دار کیسے بن گیا؟ اب ان کا جھگڑا عدالت میں کئی سال سے چل رہا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں محکمہ اوقاف کا کرایہ دار ہوں ۔ محکمہ آثار قدیمہ کہتا ہے کہ تم کرایہ دار نہیں ہو ۔ یہ جھگڑا تو محکمہ اوقاف نے پیدا کر دیا۔ محکمہ اوقاف اس کا ذمہ دار ہے ۔

وزیر اوقاف ، جناب والا! میں عرض کروں کہ مولانا موصوف کو آواز چونکہ اونچی سنائی دیتی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ 1911ء میں محکمہ آثار قدیمہ کو یہ دربار دے دیا گیا تھا ۔ پھر محکمہ اوقاف نے 1960ء کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے اس کو اپنے حق میں لینے کی کوشش کی ۔ محکمہ آثار قدیمہ کے ساتھ محکمہ اوقاف کا مسئلہ چل رہا ہے ۔ اس وقت جو ناجائز آدمی قابض تھے اوقاف تنظیم نے ان سے کرائے وصول کرنے شروع کر دیے ۔ جب محکمہ آثار قدیمہ نے کہا کہ یہ ہمارا استحقاق ہے تو اس پر اوقاف تنظیم نے کہا کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ لہٰذا اب ہم اس مسئلے کو حل کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ بہت جلد یا تو اسے محکمہ آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا جائے گا یا آثار قدیمہ والے اوقاف کے سپرد کر دیں گے ۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! میری یہ عرض ہے کہ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے سوال کا انتظار کر رہا تھا ۔ اس سے اگلے سوال پر بحث کی اجازت دی جائے ۔ یہ بڑا اہم سوال ہے ۔ وہ miss ہو گیا اور آپ آگے چلے گئے ۔ میں انتظار کرتا رہا کہ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے بعد کھڑا ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے تو سب کے نام پکارے ۔ جو یہاں حاضر نہیں تھے ان کے نام پکارنے کے بعد ان کے سوالات سے آگے گیا ہوں ۔ آپ کا سوال کون سا تھا۔

جناب محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہاں ہاؤس میں کچھ شور زیادہ تھا' میری غلطی کہ میں اسے miss کر گیا۔ یہ سوال نمبر 889 بڑا اہم ہے' مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو آپ کا سوال ہی نہیں ہے اور پھر اب ہم آگے چلے گئے ہیں۔

جناب محمد افضل خان: یہ فیصل آباد سے متعلقہ ہے' میں نے ان کے ایماء پر بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں افضل خان صاحب! sorry اگلا سوال سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1138۔جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

اوقاف آرگنائزیشن پنجاب میں موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم کے حکم سے کسی بھی ملازم کو معطل نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی بحال کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1140۔جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔

تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عمر خان احمد خان ڈاہا)

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ ٹرانسپورٹ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کسی سرکاری ملازم کو معطل نہ کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

سنیارٹی لسٹ

*1163۔جناب محمد افضل خان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ زکوٰۃ کے کتنے نان گزٹیڈ اہل کاران کو سنیارٹی لسٹ مجریہ 1988ء کے مطابق گزٹیڈ آفیسرز کی پوسٹ پر تعینات کیا گیا۔ کیا سنیارٹی لسٹ جو فیلڈ اور ہیڈ کوارٹر سٹاف کی جائنٹ سنیارٹی لسٹ جاری کی گئی تھی اس کو نظر انداز تو نہیں کیا گیا نیز محکمے میں کتنے افراد کو دیگر محکمہ جات سے گزٹیڈ اسامیوں پر ڈیپوٹیشن پر لیا گیا تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)۔

محکمہ زکوٰۃ کے مندرجہ ذیل اہل کاران کو گزٹیڈ آفیسرز کی پوسٹ پر تعینات کیا گیا۔

نمبر شمار	نام	تاریخ ترقی	پوسٹ جس پر ترقی دی گئی۔
		بی۔ایس17	
1۔	محمد نواز	21-7-91	اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ
2۔	محمد یوسف بٹ	21-5-92	اکاؤنٹ آفیسر
3۔	شفقت پرویز	21-7-93	اسسٹنٹ ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ
4۔	وسیم ایوب	21-7-93	اسسٹنٹ سیکرٹری
5۔	شجاعت پرویز	21-7-93	۔ایضاً۔
6۔	نصیر احمد خان	21-7-93	پبلیکیشن آفیسر
7۔	مرزا عبدالوحید	31-7-93	پرائیویٹ سیکرٹری
8۔	عبدالحمید	31-3-94	آڈٹ آفیسر

9۔ ذوالفقار احمد شہزاد 22-6-94 سپرنٹنڈنٹ

فیلڈ ہیڈ کوارٹر سٹاف کی جانٹ سنیارٹی لسٹ چونکہ 27-6-94 کو جاری کی گئی تھی اور اہل کاران اس سے پہلے پوسٹ ہو چکے تھے۔ لہذا لازمی طور پر نظر انداز ہوئی ہے۔

محکمے میں اس وقت 22 گریڈ 17 کے آفیسر دوسرے محکمے سے تعینات ہیں۔ ان میں سے صرف ایک آفیسر مونس رضا شوگر کارپوریشن کراچی سے ڈیپوٹیشن پر ہے۔ باقی 21 مندرجہ ذیل آفیسر محکمہ سوشل ویلفیئر ویمن ڈویلپمنٹ پنجاب سے لیے گئے ہیں۔ ان کو کوئی ڈیپوٹیشن الاؤنس نہ دیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام آفیسر	نمبر شمار	نام آفیسر
1۔	اصغر علی گورچانی	2۔	چودھری منظور
3۔	اعجاز احمد	4۔	چودھری نثار
5۔	صبح صادق	6۔	غلام صابر
7۔	این۔ایم۔ جعفری	8۔	امجد عباس دستی
9۔	محمد نواز	10۔	محمد آصف
11۔	عدنان احمد خان	12۔	نصیر اختر
13۔	محمد اقبال	14۔	شوکت جاوید صدیقی
15۔	پرویز احمد کھوٹ	16۔	مولا بخش
17۔	واجد شکیل	18۔	محمد اعظم
19۔	محمد سلیم چودھری	20۔	غلام صابر
21۔	محمد اقبال		

نیز مندرجہ ذیل 17 سوشل ویلفیئر آفیسر محکمہ سوشل ویلفیئر ویمن ڈویلپمنٹ پنجاب سے محکمہ زکوٰۃ میں ضلعی زکوٰۃ آفیسر تعینات رہے ہیں۔ مگر اب ان کو اپنے محکمہ میں واپس کردیا گیا ہے۔

1۔ وجاہت حسین
2۔ شمس الحق خان
3۔ چودھری زاہد عزیز خان
4۔ محمد نسیم

5۔ محمد انور
6۔ ایس۔ایم حمید الدین
7۔ اشتیاق احمد رتو
8۔ ظفر اللہ چودھری
9۔ چودھری رشید
10۔ کوثر علی گل
11۔ اظہر عباس
12۔ صغیر احمد بٹ
13۔ محمد پرویز
14۔ وقار احمد
15۔ شاہد قیصر باجوہ
16۔ خلیل احمد
17۔ عبدالرحمان نیازی

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ ------ کوئی نہیں۔ اگلا سوال بھی جناب محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

مستحقین کو زکوٰۃ کمیٹیوں کی معرفت ادائیگی

*1168۔**جناب محمد افضل خان:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سابقہ دور میں کل کتنے گھی کے ڈبے، آٹے کے تھیلے اور عید گفٹ پیک ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی دونوں زکوٰۃ کمیٹیوں سٹی اور رورل کی معرفت تقسیم ہوئے، نیز کن مستحقین کو تقسیم ہوئے اور ان کی کل مالیت کتنی تھی اور کس مد میں سے ادا کی گئی، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

سابقہ دور میں ضلع فیصل آباد کی دونوں ضلعی زکوٰۃ کمیٹیوں سٹی اور رورل کی معرفت کل 14401 گھی کے ڈبے، 28862 آٹے کے تھیلے اور 34820 عید گفٹ پیک تقسیم ہوئے ان کی تفصیل "جھنڈی الف" پر لف ہے۔ جن مستحقین میں یہ گھی کے ڈبے، آٹے کے تھیلے اور عید گفٹ پیک تقسیم کیے گئے تھے ان کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جہاں تک ان گھی کے ڈبوں، آٹے کے تھیلوں اور عید گفٹ پیک کی مالیت اور مجوزہ مد جہاں سے ان کی ادائیگی کی گئی کا تعلق ہے ضلع زکوٰۃ فنڈ سٹی اور رورل سے اس ضمن

میں کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔ مرکز سے ہدایات موصول ہونے کے بعد ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں نے یہ پیک اپنے ضلع کے متعین کردہ یوٹیلٹی سٹورز سے وصول کیے تھے جبکہ رقم کی ادائیگی مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ نے براہ راست کی تھی۔

جھنڈی "الف"

زکوٰۃ فنڈ سے مختلف مواقع پر عید گفٹ پیکس کی مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کی تفصیل بابت ضلعی زکوٰۃ کمیٹی فیصل آباد سٹی و رورل۔

نمبر شمار	نوعیت گفٹ پیک	تعداد گفٹ پیک		کل تعداد	کیفیت
		سٹی	رورل		
1۔	گھی پیک (اڑھائی کلو)	4416	9985	14401	مستحقین میں چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی معرفت ممبر ضلعی زکوٰۃ کمیٹی ہائے کی نگرانی میں تقسیم کیے گئے۔
2۔	آٹا پیک (10 کلو گرام)	8891	19971	28862	۔ایضاً۔
3۔	عید گفٹ پیک ایک کلو چینی' ایک کلو بیسن ایک پیکٹ سویاں' ایک پیکٹ ٹافیاں' ایک پیکٹ غبارے	14848	19972	34820	۔ایضاً۔
		28155	49928	78083	

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: چودھری سلطان محمود گوندل کے ایما پر سوال نمبر 1325 دریافت کیا۔

محکمہ اوقاف کی تحویل میں املاک کی تفصیل

*1325۔چودھری سلطان محمود گوندل: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے مزارات و مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں اور ان سے متعلقہ املاک کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) مالی سال 97-1996ء کے دوران مذکورہ املاک اور دیگر ذرائع سے محکمہ کو ہونے والی آمدنی واخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ اوقاف کے زیرتحویل مزارات/مساجد اور ان سے ملحقہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مساجد	ملحقہ جائیداد
1۔ جامع مسجد مرکزی منڈی بہاؤالدین	18 دکانات
2۔ جامع مسجد مرکزی اہلسنت و الجماعت ملکوال	18 دکانات
3۔ مسجد درس بھولانہ، موضع بھولانہ تحصیل وضلع منڈی بہاؤالدین	زرعی رقبہ 103 کنال
مزارات	
1۔ دربارمسجد حضرت نوشہ گنج پاک موضع رنمل شریف تحصیل پھالیہ	_
2۔ دربار حضرت گوہر شاہ، موضع رنمل شریف تحصیل پھالیہ	_
3۔ دربار حضرت حسن عالم موضع رنمل شریف تحصیل پھالیہ	_
4۔ دربار حضرت نور شاہ، موضع کوٹ بلوچ، تحصیل منڈی بہاؤالدین	_
5۔ دربار حضرت احمد شاہ، موضع گوہڑ تحصیل ملکوال	_
6۔ دربارمسجد حاجی شیخ احمد، ملکوال	_
7۔ دربار حضرت اعتبار شاہ، موضع قادر آباد، تحصیل پھالیہ	9 عدد دکانات

(ب) مذکورہ املاک سے ملحقہ جائیداد و دیگر ذرائع سے آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے،

نام وقف	آمدن سال 97-96ء	اخراجات 97-96ء
1۔ جامع مسجد مرکزی، منڈی بہاؤالدین	4,46,041/- روپے	4,49,291 روپے
2۔ جامع مسجد مرکزی اہل سنت ملکوال	97,201/- روپے	1,17,776/- روپے
3۔ مسجد درس بھولانہ موضع بھولانہ	60,000/- روپے	57,900/- روپے
4۔ دربار حضرت نوشہ گنج موضع رنل شریف	7,16,114/- روپے	1,43,733/- روپے
5۔ دربار حضرت گوہر شاہ موضع رنل شریف	65,670/- روپے	20,828/- روپے
6۔ دربار حضرت حسن عالم موضع رنل شریف	5,161/- روپے	-
7۔ دربار حضرت نور شاہ، موضع کوٹ بلوچ تحصیل منڈی بہاؤالدین	3,35,728/- روپے	25,512/- روپے
8۔ دربار حضرت احمد علی شاہ، موضع گوہڑ تحصیل ملکوال	15,662/- روپے	5,000/- روپے
9۔ دربار حضرت اعتبار شاہ موضع قادر آباد تحصیل پھالیہ	11,795/- روپے	-
10۔ دربار مسجد حاجی احمد ملکوال	49,477/- روپے	94,464/- روپے
ہندوستان و دیگر جگہوں پر واقع مزارات و مساجد کے نام	2,46,255/-	-
اس ضلع میں الاٹ شدہ وقف رقبہ 1501 کنال 16 مرلے۔		
کل میزان	20,49,103/-	9,14,504/-

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے مزارات و مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں اور ان سے متعلقہ املاک کی تفصیل کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں وزیر موصوف نے مزارات کی ایک فہرست فراہم کی ہے۔ میں آپ کی توجہ آگے صفحہ نمبر 18 کے سوال نمبر 1453 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک درگاہ غلام فاضل سیرے (تحصیل پھالیہ) کا ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ نام سوال نمبر 1325 کے جواب میں جو فہرست دی گئی ہے اس میں مجھے نظر نہیں آیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب نامکمل ہے کیونکہ اس درگاہ کا اس لسٹ میں ذکر نہیں ہے۔ سوال کرنے والے نے پورے ضلعے کے متعلق سوال کیا ہے جبکہ جواب پورے ضلعے کے بارے میں نہیں دیا گیا بلکہ میں یہ کہوں گا کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! غلط جواب نہیں دیا گیا بلکہ محکمے کی طرف سے کچھ clerical mistake ہو گئی ہے۔ تاہم اس کے ذمہ دار لوگوں سے ضرور پوچھا جائے گا۔ میں آپ کا اس توجہ دلانے پر انتہائی

مشکور اور ممنون احسان ہوں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ مجھے آج بہت خوشی ہوئی کیونکہ قائد حزب اختلاف کو ہمارے پارلیمانی سیکرٹری محکمہ تعلیم نے اچھے انداز سے بریف کیا ہے اور پارلیمانی جمہوریت میں یہ ایک اچھی پریکٹس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سعید منیس صاحب! کیا آپ مطمئن ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! جب معزز وزیر نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس میں غلطی ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ غلط جواب کا اس ایوان میں آنا breach of the privilege of the House ہے۔ بہرحال میں ان کی بات سے مطمئن ہوں۔

وزیر اوقاف: جناب والا! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ افراد جنھوں نے یہ clerical mistake کی ہے ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ کیونکہ اس ہاؤس کو جواب دیتے وقت محکمے کے ذمہ دار افراد کا یہ کام ہے کہ وہ صحیح اور مکمل جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بالکل آپ ان سے سنجیدگی سے کہیں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

زائد کرایہ کی وصولی

*1335۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SO.TR1/2-75/96 مورخہ 30 دسمبر 1996ء کے مطابق انٹرسٹی روٹس پر پکی سڑک پر چلنے والی نان ایئرکنڈیشنڈ ویگن (HIACE) کا کرایہ 23 پیسے فی کلومیٹر متعین کیا گیا۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو لاہور سے چنیوٹ فاصلہ 144 کلومیٹر کا کرایہ تقریباً -/33 روپے بنتا ہے جبکہ اس روٹ پر عرصہ ڈیڑھ دو سال سے -/45 روپے فی سواری کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جز "ب" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زائد کرایہ کی وصولی کے سدباب کے لیے فوری اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ: (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)

(الف) یہ درست ہے کہ بمطابق نوٹیفکیشن محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے انٹرسٹی روٹس پر

پکی سڑک پر چلنے والی نان ایئر کنڈیشنڈ ویگن کا کرایہ 23 پیسے فی کلو میٹر مقرر کیا ہے۔

(ب) لاہور چنیوٹ کا کرایہ فاصلہ 144 کلومیٹر بمطابق گورنمنٹ پنجاب نوٹیفکیشن بحساب 23.00 پیسے فی کلومیٹر 33.12 روپے بنتا ہے۔ زائد کرایہ کی وصولی کی شکائت قبل ازیں وصول نہ ہوئی ہے محکمہ ہذا نے اپنے ماتحت افسران کو ہدایات دی ہوئی ہیں کہ زائد کرایہ وصول کرنے والے ٹرانسپورٹروں کے خلاف سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے مزید ایس۔پی ٹریفک لاہور کو تحریر کیا گیا ہے کہ اپنے ماتحت ٹریفک پولیس کو ہدایت دیں کہ خصوصاً لاہور چنیوٹ روڈ پر اوور چارجنگ/ زائد کرایہ کی وصولی نہ ہو۔ خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کارروائی عمل میں لائیں تاکہ شکایت کا ازالہ ہو سکے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ شکایت زائد کرایہ کی وصولی کے سدباب کے لیے محکمہ ہذا نے اپنے ماتحت افسران اور ایس۔پی ٹریفک کو ہدایت کی ہے کہ زائد کرایہ وصول کرنے والے ٹرانسپورٹروں/ گاڑیوں کے خلاف موٹر وھیکلز رولز کے تحت سخت قانونی کارروائی عمل میں لائیں اور یہ کارروائی جاری رکھیں تاوقتیکہ ٹرانسپورٹر اصل کرایہ بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن وصول کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! جواب میں وزیر صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ یہ شکایت درست ہے اور ہمیں پہلے اس کی شکایت نہیں ملی۔ میرا سوال 97-12-15 کا دیا ہوا ہے۔ جواب میں انھوں نے لکھا ہے کہ اب ہم نے ماتحت افسران کو اس کی ہدایت کر دی ہے کہ زائد کرایہ وصول کرنے والے ٹرانسپورٹروں، گاڑیوں کے خلاف موٹر وھیکلز رولز کے تحت سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا 9 مہینے میں کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ ابھی تک وہ کرایہ تو اسی طرح وصول ہو رہا ہے جبکہ میرے سوال کو 9 ماہ سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! مولانا چنیوٹی صاحب نے اپنے ضمنی سوال میں جو کچھ پوچھا ہے اس بابت عرض ہے کہ ہمارے محکمے نے کارروائی کی ہے، تقریباً 19400 روپے جرمانے کیے گئے ہیں۔ ویسے بھی یہ کرائے 1996ء میں متعین کیے گئے تھے، اس کے بعد پٹرول وغیرہ کی قیمتیں بڑھتی رہی ہیں لیکن کرائے نہیں بڑھائے گئے۔ اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کرائے دوبارہ نئے سرے سے

متعین کیے جائیں اور ٹرانسپورٹروں کو ان کا پابند کیا جائے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے تو صرف ایک روٹ کی نشان دہی فرمائی ہے اور اس پر انھوں نے ایکشن بھی لے لیا ہے لیکن پورے صوبے میں پنجاب کے مختلف روٹوں پر چلنے والی بسوں یا ویگنوں پر کوئی کرایہ نامہ آویزاں نہ ہے اور نہ ہی وہ 23.00 پیسے فی کلومیٹر کے حساب سے کرایہ وصول کرتے ہیں۔ اسی طرح hill station کے لیے حکومت کی طرف سے جو کرایہ مقرر کیا گیا ہے اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوتا بلکہ ٹرانسپورٹر حضرات اپنی من مانی کرتے ہیں۔ کیا اس بارے میں وزیر موصوف بتانا چاہیں گے کہ پورے صوبے میں وہ کوئی یکساں پالیسی نافذ کرنا چاہتے ہیں یا اس پر کوئی چیک رکھنا چاہتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ کرائے 1996ء میں بنائے گئے تھے۔ بعض جگہ ٹرانسپورٹرز خود اپنی مرضی سے کرائے بڑھا دیتے ہیں لیکن جہاں کہیں ہمیں شکایت ملی وہاں ہم نے کارروائی کی اور ویسے بھی ہم نے اپنے محکمے کو کہہ دیا ہے کہ جہاں کہیں بھی over charges ہو، اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(اس مرحلے پر جناب اختر محمود ایڈووکیٹ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ محمد خالد خان: جناب چیئرمین! آپ کو کرسی سنبھالنے پر مبارک ہو۔ وزیر موصوف سے میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا کیا function ہے؟ کہ جب کبھی بھی تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو وہ اس کے مطابق کرائے کو بڑھاتے ہیں یا کم کرتے ہیں؟ کم ہونے کا تو اس ملک میں رواج نہیں ہے لیکن جب قیمتیں بڑھتی ہیں تو وہ اس کے مطابق کرائے نامے کو بدلتے ہیں اور اس کے مطابق کرائے نامے آویزاں کرنے کے لیے ٹرانسپورٹر حضرات کو کہا جاتا ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا function کیا ہے؟

وزیر خوراک، (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ابھی راجہ صاحب نے ایک فقرہ کہا ہے کہ اس ملک میں قیمتیں کم ہونے کا کوئی رواج نہیں۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنے ریکارڈ کو درست کریں کہ حال ہی میں پنجاب کی تاریخ میں ایک تاریخ ساز

فیصلہ کیا گیا کہ آٹے کی قیمت میں ایک روپیہ فی کلو کمی کی گئی۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا چاہیں گے کہ کبھی پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے کو واپس لیا گیا ہے؟

وزیر خوراک، وہ میرے متعلقہ نہیں۔

راجہ محمد خالد خان، تو پھر آپ کو یہ تکلیف بھی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میرا سوال وزیر ٹرانسپورٹ سے تھا۔ ایک دن پہلے بھی راجہ اشفاق سرور صاحب نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے ماضی کا جو act ہے اس حوالے سے آپ یہاں جواب دینے کے اہل نہیں ہیں اور نہ دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)، جناب چیئرمین! سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کرائے مقرر نہیں کرتے بلکہ پورے ملک یا پورے صوبے کے حساب سے کرائے مقرر کیے جاتے ہیں لیکن سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی چیک ضرور کرتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! قیمتوں کا اضافہ یا واپسی' سیکرٹری کی ڈیوٹی کیا ہے' میں نہیں پوچھوں گا۔ میں تو یہ پوچھوں گا کہ سڑکات پر حادثات کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا ٹرانسپورٹ سیکرٹری ' ٹرانسپورٹر' ان کی دوڑ' ان کی کمیشن؟ آپ صرف فیصل آباد کا ریکارڈ چیک کر لیں کہ سینکڑوں لوگ حادثوں میں مارے گئے۔ مگر ان سے پوچھیں کہ ٹرانسپورٹ کی رفتار پر کنٹرول کیوں نہیں۔ وہ کمیشن کے پیچھے بھاگ بھاگ کر کیوں extend کر رہے ہیں۔ تو کیا وزیر موصوف اس بات کا جواب دیں گے کہ پورے پنجاب کے اندر کتنے حادثات ہوئے ہیں؟ اگر رفتار پر کنٹرول کیا جائے تو یہ حادثات نہ ہوں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب چیئرمین! ویسے تو یہ سوال relevant نہیں ہے لیکن پھر بھی میں سالار صاحب کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ابھی بھی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے اور اس پر خصوصی توجہ دے رہی ہے کہ over speeding کو کنٹرول کیا جائے۔ اس میں صرف محکمہ ٹرانسپورٹ ہی نہیں بلکہ اس میں ٹریفک پولیس بھی ہے اور یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہم over speeding کو کنٹرول کریں تاکہ حادثات کم ہوں۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب

اس میں کافی بہتری ہوئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میرے سوال کو 9 ماہ ہو گئے ہیں اور انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ہدایات کر دی ہیں لیکن میری معلومات کے مطابق ابھی تک کرایہ 45 روپے وصول کیا جا رہا ہے۔جب کہ حساب سے -/33 روپے بنتا ہے۔ تو انھوں نے اب تک کسی ٹرانسپورٹر کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اور اگر نہیں کی، تو کب تک کریں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی چنیوٹی صاحب کے ضمنی سوال کا جواب دیا ہے کہ ہم نے کارروائی کی ہے اور تقریباً 19400 روپے ان سے جرمانہ وصول کیا ہے جو چنیوٹ روٹ پر over charging کر رہے تھے۔ میں نے پہلے بھی جواب میں تفصیل سے بتایا ہے اور اب پھر کہہ رہا ہوں کہ ہم اس پر سختی سے کارروائی کریں گے تاکہ over charging کہیں بھی نہ ہو سکے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب چیئرمین! چنیوٹی صاحب بار بار 9 مہینے پر زور دے رہے ہیں۔ اس کے متعلق کیا خیال ہے؟

جناب چیئرمین، ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی درگاہ کی اراضی سے آمدن/خرچ کی تفصیل

*1388۔سید مسعود عالم شاہ۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی درگاہ سے کل کتنی اراضی وقف ہے اور کہاں کہاں واقع ہے۔

(ب) سال1990ء سے آج تک درگاہ کی اراضی کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا اس آمدنی سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کو بھی کوئی فنڈ دیا جاتا ہے اگر دیا جاتا ہے تو کتنا دیا جاتا ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی فضل کریم)،

(الف) حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی درگاہ سے کل وقف اراضی مندرجہ ذیل ہے۔

15مرلے 3 کنال 15,517 ایکڑ محلِ وقوع کی نوعیت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وقف درگاہ حضرت خواجہ غلام فرید سے جولائی 1995ء تا دسمبر 1997ء تک مندرجہ ذیل آمدنی /اخراجات ہوئے۔

آمدنی	اخراجات
53,87,048/- روپے	19,96,292/- روپے

(ج) اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں خواجہ فریدؒ چیئر کے لیے سالانہ 1,00,000/- روپے بجٹ میں مختص کیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی' کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً ساڑھے پندرہ ہزار ایکڑ حضرت خواجہ غلام فرید کی درگاہ کی ملکیت ہے۔ میری گزارش کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اگر ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ بھی مستقاری لی جائے تو جو آمدنی بتائی گئی ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن موجودہ صورت حال یہ ہے کہ یہ تقریباً ساڑھے تین سو روپے فی ایکڑ مستقاری بنتی ہے۔ جبکہ علاقے میں فی ایکڑ مستقاری تین سے چھ ہزار روپے چل رہی ہے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! موصوف نے صحیح مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ جب سے میں نے وزارت اوقاف کا قلم دان سنبھالا ہے جتنی بھی زمین تھی' چاہے وہ راولپنڈی میں ہے' بہاول پور میں ہے یا کسی درگاہ سے منسلک ہے اس کا نئے سرے سے سروے کر رہے ہیں۔ سروے کے بعد جب اس کی assessment complete ہو جائے گی تو ان شاء اللہ یہ مسئلہ حل کر لیا جائے گا۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! اسی ضمن میں میری ایک اور گزارش ہے کہ یہاں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کی Chair کے لیے صرف ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ جبکہ باقی علاقوں یعنی حضرت سچل سرمست کی Chair کے لیے ایک کروڑ روپیہ ہے اور ریکارڈ دیکھیں تو لاہور میں بھی پچاس پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ ان کی موجودہ آمدنی میں ابھی بھی تیس لاکھ روپے کی بچت ہے۔ تو کیا بہاولپور کی یونیورسٹی کے لیے ایک لاکھ روپیہ کم نہیں ہے؟

وزیر اوقاف، جناب والا! یقیناً انھوں نے درست کہا ہے ہمیں یہ تجویز یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے دی تھی تو موصوف وائس چانسلر صاحب سے مل لیں اور پھر میرے ساتھ میٹنگ کر لیں تو جتنی بھی ضرورت ہو گی مناسب حد تک بڑھا دیے جائیں گے۔

جناب چیئرمین، اس کے ساتھ ہی وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب والا! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کوہستان لگژری کوچ کا اڈہ

*889۔سردار منصب علی ڈوگر، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوہستان لگژری کوچ لیاقت روڈفیصل آباد اڈہ ڈی کلاس کے لائسنس حاصل کرنے کے لیے سابقہ ایم۔این۔اے شاہد نذیر کے سیاسی اثر کی بناء پر چیف سیکرٹری کے آرڈر مورخہ 6-01-94 کے تحت منظوری ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈہ کا کیس آر۔ٹی۔اے کی میٹنگ میں ڈیفر ہو گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈہ کی منظوری حاصل کرنے کے لیے اڈہ کی جگہ کا ایک ایگریمنٹ مورخہ 21-7-92 کا تحریر کردہ بابت کرایہ داری دکانات ملکیتی ضلع کونسل ساتھ لگایا گیا اور اس کے ہمراہ ایک نقشہ کی کاپی بھی لگائی گئی جب کہ اس جگہ کے حقوق کرایہ داری بذریعہ اقرار نامہ مورخہ 24-7-93 کو اس وقت کے چیئرمین ضلع کونسل زاہد نذیر کے حکم سے انیس الرحمان اور محمد شفیق پسران حاجی محمد ابراہیم کو منتقل ہو چکے تھے، ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد کو غلط دستاویزی ثبوت پیش کر کے جعل سازی و دھوکہ دہی سے اڈہ کی منظوری حاصل کی گئی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر جناب صبغت منصور نے بطور ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل فیصل آباد کی حیثیت سے بطور اڈہ ڈی کلاس چلانے، کے لیے ضلع کونسل کی طرف سے این۔او۔سی جاری کیا تھا۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تمام معاملات میں جعل سازی، دھوکہ دہی اور غلط دستاویز پیش کر کے منظوری حاصل کرنے کی بابت مقامی ٹرانسپورٹرز نے ایک درخواست برائے اندراج مقدمہ اور موٹر وہیکل رول 266 کے تحت منسوخی لائسنس اڈہ ڈی کلاس کمشنر صاحب فیصل آباد کو دے رکھی ہے جس پر ابھی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)

(الف) یہ درست نہ ہے۔

مسٹر شاہد نذیر سابق ایم۔این۔اے نے ایک درخواست مورخہ 05-12-93 بابت منظوری لائسنس ڈی کلاس ویگن سٹینڈ اس وقت کے چیف سیکرٹری پنجاب کو پیش کی تھی جو کہ مورخہ 06-01-94 کو صاحب موصوف نے سیکرٹری پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور کو برائے مناسب کارروائی ارسال کی۔ جو مورخہ 12-10-94 کو اس وقت کے سیکرٹری پنجاب پروانشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور نے سیکرٹری آر۔ٹی۔اے فیصل آباد کو برائے ضروری کارروائی ارسال کی جس پر ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد نے موٹر وہیکلز رولز 1969ء کے تحت لوکل اتھارٹیز یعنی ڈپٹی کمشنر، ایس۔ایس۔پی، ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے ٹریفک و دیگر متعلقہ امور کے مدنظر ان کی رائے دریافت کی۔ ہر سہ دفاتر نے اس بارے میں عدم اعتراض کی رپورٹ ارسال کی۔ علاوہ ازیں ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل فیصل آباد کی جانب سے بھی اس سلسلہ میں عدم اعتراض کی نقل منسلک کی۔

بعد ازاں آر۔ٹی۔اے فیصل آباد نے اپنے اجلاس منعقدہ 27-04-94 ان رپورٹ ہائے کے پیش نظر مذکورہ ڈی کلاس ویگن سٹینڈ لائسنس کے اجراء کی منظوری دی۔

(ب) مذکورہ بالا ڈی کلاس ویگن اسٹینڈ لائسنس کی منظوری آر۔ٹی۔اے فیصل آباد کے اجلاس مورخہ 27-04-94 میں دی گئی تھی۔ اس سے قبل یہ کیس اتھارٹی کے کسی اجلاس میں زیر غور آ کر ڈیفر (ملتوی) نہ ہوا تھا۔ البتہ لائسنس مذکورہ کی تجدید کا کیس اتھارٹی کے اجلاس مورخہ 16-10-95 میں متعلقہ دفاتر سے عدم اعتراض کے سرٹیفکیٹس کے بروقت موصول نہ ہونے پر زیر غور آ کر ڈیفر (ملتوی) ہوا تھا۔

(ج) یہ اس حد تک درست ہے کہ اڈہ کی منظوری حاصل کرنے کے لیے اڈا کی جگہ کے ایگریمنٹ کی فوٹو کاپی درخواست کے ہمراہ منسلک کی گئی تھی لیکن اس پر تاریخ درج نہ تھی البتہ اس کے ساتھ جو چٹھی نمبر 422-T0 بابت منظوری ٹرانسفر دوکان ازاں چیئرمین جاری کردہ ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل فیصل آباد منسلک کی گئی تھی اس پر تاریخ 21-7-92 درج تھی۔

یہ درست ہے کہ درخواست کے ہمراہ نقشہ کی فوٹو کاپی بھی منسلک کی گئی تھی۔

ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل فیصل آباد کی رپورٹ مجریہ 20-6-97 کے مطابق مورخہ 24-7-93 کو اس وقت کے چیئرمین ضلع کونسل کے حکم سے حقوق کرایہ داری حسب ضابطہ مسمیان انیس الرحمٰن اور محمد شفیق کے نام منتقل ہوئے تھے اور بوقت دائری درخواست برائے حصول ڈی کلاس سٹینڈ لائسنس و بوقت منظوری ڈی کلاس سٹینڈ لائسنس حقوق کرایہ داری میسرز کوہستان لگژری کوچ سروس کے نام منتقل شدہ نہ تھے۔

(د) یہ درست ہے۔

(ہ) اس الزام کے بارے میں جناب کمشنر / چیئرمین صاحب آر۔ٹی۔اے فیصل آباد کی جانب سے نوٹس اظہار وجوہ زیر قاعدہ نمبر 266 موٹر وہیکلز رولز 1969ء بنام کوہستان لگژری کوچ سروس فیصل آباد جاری کیا گیا ہے۔

(ز) جیسا کہ جز(ہ) مذکورہ بالا میں درج ہے مسئول علیہ کی طرف سے نوٹس اظہار وجوہ زیر قاعدہ نمبر 266 موٹر وہیکلز رولز 1969ء کا جواب موصول ہونے پر اس معاملے میں مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ویگن سٹینڈ پل 47

*890۔ سردار منصب علی ڈوگر، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری آر۔ٹی۔اے سرگودھا نے کنٹونمنٹ بورڈ ویگن سٹینڈ اڈہ پل 47 کی منظوری برائے سی کلاس اڈہ دی تھی اور تمام ٹرانسپورٹروں کو 13 عدد شیڈ / بیس بنا کر مختلف روٹوں کے لیے الاٹ کیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈہ کی منظوری برائے سی کلاس کے لائسنس میں فی گاڑی پانچ

روپے فی پھیرا کے حساب سے اڈہ فیس مقرر کی گئی تھی جس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوگنا زیادہ فیس وصول کی جا رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈہ کی منظوری صرف فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ، ملتان کے لیے دی گئی تھی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اڈہ میں منظور شدہ 13 شیڈ/بیس کے علاوہ کنٹونمنٹ بورڈ کے عملے نے عارضی طور پر زیرو پوائنٹ کے نام سے اپنے منظور نظر لوگوں کو غیر قانونی بغیر استحقاق اجازت نامے جاری کر رکھے ہیں اور منظور شدہ دکانوں کے علاوہ بے شمار ریڑھیاں و چھابڑیاں بھی لگوا رکھی ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو قانون کے مطابق اڈے کا انتظام وانصرام چیک کرنے اور غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عمر خان احمد خان ڈاہا)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ آر۔ٹی۔اے سرگودھا نے سی کلاس ویگن سٹینڈ کی منظوری بحق کنٹونمنٹ بورڈ سرگودھا دے رکھی ہے۔ البتہ ٹرانسپورٹروں کو شیڈز کی الاٹمنٹ کنٹونمنٹ بورڈ سرگودھا نے کی ہے جو کہ اڈہ کے اندرونی معاملات کی ذمہ دار ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ اڈہ کی منظوری برائے سی کلاس کے لائسنس کی شرائط کی رو سے فی گاڑی پانچ روپے فی پھیرا کے حساب سے اڈہ فیس مقرر کی گئی تھی فیس کی اوور چارجنگ کا تعلق کنٹونمنٹ بورڈ سے ہے جس کے بارے میں متعدد بار ان کو ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ اڈہ کی منظوری بنیادی طور صرف فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ اور ملتان کے لیے دی گئی تھی۔

(د) یہ بات دفتر ہذا کے علم میں نہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ سرگودھا کے عملے نے منظور شدہ شیڈ/

بیس کے علاوہ عارضی طور پر زیرو پوائنٹ کے نام سے اپنے منظور نظر لوگوں کو غیر قانونی اجازت نامے جاری کر رکھے ہیں۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ منظور شدہ دکانوں کے علاوہ بے شمار ریڑھیاں و چھابڑیاں لگوا رکھی ہیں۔

(ہ) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو قانون کے مطابق اڈے کا انتظام و انصرام چیک کرنے اور غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(و) جہاں تک ان غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروائی کا تعلق ہے۔ آر۔ٹی۔اے نے اپنے اختیار کی حد تک کنٹونمنٹ بورڈ پر واضح کر رکھا ہے کہ جب تک اڈہ پر غیر قانونی اقدامات کو ختم نہ کیا جائے گا۔ اڈہ کا لائسنس تجدید نہ کیا جائے گا اس ضمن میں کنٹونمنٹ بورڈ کی توجہ متعدد بار ان خلاف ورزیوں کی جانب سے دلائی گئی ہے اور ان کے تدارک کی ہدایت کی گئی ہے اور ان پر واضح کیا جا رہا ہے کہ اڈہ لائسنس کی عدم تجدید کی صورت میں اڈہ فیس کی وصولی کا کوئی جواز نہ ہے۔

ٹرانسپورٹ سسٹم کی چھان بین کے لیے کمیٹی کا قیام

*901۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم کا افتتاح کس تاریخ کو ہوا۔ لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم میں پرائیویٹ بس مالکان کے ساتھ کون سی شرائط طے ہوئیں۔

(ب) کیا اس ٹرانسپورٹ سسٹم کے معاملات کی چھان بین کے لیے حکومت ممبران اسمبلی پر مشتمل کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عمر کلان احمد خان ڈاہا):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم کا افتتاح جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 13-6-1997 کو کیا تھا۔ پرائیویٹ بس مالکان کو لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت گاڑیاں چلانے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط پوری کرنی ہوں گی۔

1۔ مالکان و ٹرانسپورٹرز کو اپنی گاڑیاں انفرادی طور پر ادارہ کے ساتھ رجسٹرڈ کرانا ہوں گی۔ اور وہ ادارہ کا ممبر ہو گا۔

2۔ روٹ الاٹمنٹ ادارہ کرے گا۔ ادارہ کی اجازت کے بغیر روٹ بدلنے، چھوڑنے اور مختصر کرنے کا کوئی بھی ممبر مجاز نہ ہو گا۔

3۔ اوور لوڈنگ کی اجازت نہیں ہو گی۔ ایک بھی زائد سواری بٹھانے پر موقع پر جرمانہ کیا جائے گا۔ اور اگر بار بار خلاف ورزی ہوئی تو ممبر شپ منسوخ کر دی جائے گی۔

4۔ ادارہ کے مقرر کردہ کرایہ سے زائد وصولی پر بھاری جرمانہ عائد ہو گا۔ بار بار خلاف ورزی پر ممبر شپ منسوخ کر دی جائے گی۔

5۔ گاڑیاں صرف مقرر کردہ سٹاپ پر روکی جائیں گی۔ جہاں پر مسافروں کو اتارنے اور بٹھانے کی اجازت ہو گی۔ بغیر سٹاپ کے دروازہ کھولنے اور روکنے پر جرمانہ عائد ہو گا۔ بار بار خلاف ورزی پر ممبر شپ منسوخ کر دی جائے گی۔

6۔ گاڑیاں صبح چھ بجے سے رات دس بجے تک چلائی جائیں گی۔ ادارہ کی طرف سے اوقات اور پھیروں پر لگائی گئی پابندی پر عمل کرنا ہو گا۔ ان اوقات اور پھیروں میں وقتاً فوقتاً تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

7۔ گاڑی بغیر اجازت پروجیکٹ ڈائرکٹر روٹ سے باہر نہیں لے جائی جا سکے گی۔ ورک شاپ اور دوسری ضروریات کے لیے پروجیکٹ ڈائرکٹر کو اطلاع کرنا ضروری ہو گا۔ ورنہ گاڑی غیر حاضر تصور کی جائے گی اور یومیہ 500 روپے جرمانہ ہو گا۔

8۔ گاڑیوں کی چیکنگ کے لیے ادارہ اپنا سیکورٹی سسٹم بنائے گا اور اس سیکورٹی سسٹم کے کسی اہل کار کو اختیار ہو گا کہ وہ اس سسٹم میں چلنے والی کسی بھی گاڑی کو کسی بھی جگہ اور کسی وقت دوران روٹ چیک کر سکے گا۔ ادارے نے پہلے ہی ایک کمپنی جس کا نام Anti-Terrorist Security (Pvt)Ltd. ہے کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے اور اس کے اب تک دو سپروائزر اور 12 گارڈ بھی چیکنگ کے لیے تعینات کر دیے ہیں۔

9۔ ہر گاڑی کے مالک کو مبلغ پانچ ہزار روپے بطور سیکورٹی ادا کرنے ہوں گے۔

10۔ ہر گاڑی کے مالک کو مبلغ -/1700 روپے ماہانہ بطور سروس چارج کرنے ہوں گے۔ جو کہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ تک واجب الادا ہوں گے عدم ادائیگی کی صورت میں مبلغ -/50 روپے یومیہ جرمانہ وصول کیا جائے گا۔

11۔ ہر گاڑی کے مالک کو ادارہ کا بتایا ہوا رنگ یعنی سبز، سفید اور نیلا کروانا ہو گا اور گاڑی کے دونوں طرف لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم (ایک طرف اردو میں اور ایک طرف انگریزی میں) لکھوانا ہو گا۔

(ب) یہ ادارہ حال ہی میں قائم کیا گیا ہے۔ ابھی صرف 58 بسیں اس سسٹم میں شامل کی گئی ہیں۔ مزید مالکان کے ساتھ گفت و شنید جاری ہے۔ اس ادارے کو نظم و نسق کے تحت چلانے کے لیے پہلے ہی 12 ممبران کی کمیٹی بنائی جا چکی ہے۔ جس میں سیکرٹری ٹرانسپورٹ، کمشنر لاہور ڈویژن، ڈی۔ آئی۔ جی ٹریفک پولیس، ڈی۔ جی، ایل۔ ڈی۔ اے، ایڈمنسٹریٹر میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور، ڈی۔ سی لاہور، ایس۔ ایس۔ پی لاہور، ایس۔ پی ٹریفک لاہور، ایڈیشنل کمشنر (رابطہ) سیکرٹری آر۔ ٹی۔ اے اور اسسٹنٹ کمشنر (ٹریفک) لاہور شامل ہیں۔ اس ابتدائی مرحلہ پر صوبائی اسمبلی کے ممبران پر مشتمل کمیٹی بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ خواہ مخواہ ان کا قیمتی وقت ضائع ہوگا۔ البتہ جب یہ ادارہ مکمل طور پر کامیابی سے ہم کنار ہوگا اور لاہور میں کم و بیش 1000 کے قریب بسیں چلنے لگیں گی تو پھر اس قسم کی کمیٹی پر غور کیا جا سکتا ہے۔

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام دربار کی آمدن

*941۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔ پی 118 میں محکمہ اوقاف کی اراضی کتنی ہے اور یہ کن افراد کو لیز یا نیلامی پر دی گئی اور محکمہ کی بقیہ اراضی پر کوئی ہسپتال سکول یا دیگر رفاہی ادارہ جات قائم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

(ب) لاہور میں محکمہ کے زیر انتظام ہر دربار کی آمدن/اخراجات کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) دربار حضرت داتا گنج بخش کی روزانہ آمدن اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے۔

(د) کیا حکومت محکمہ اوقاف کے زیر انتظام دربادوں کی آمدن/اخراجات کا جائزہ لینے کے لیے ممبران اسمبلی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)۔

(الف) حلقہ پی۔پی118 میں محکمہ اوقاف کی 590 کنال 8 مرلہ اراضی ہے۔ یہ اراضی جن افراد کو لیز پر دی گئی ہے ان کی فہرست تتمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس حلقہ میں اراضی پر کوئی ایسی سکیم/ تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ب) لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہر دربار کی آمدن و اخراجات کی تفصیل تتمہ "ب" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دربار حضرت داتا گنج بخش کے کیش بکس کی کشادگی ہفتہ میں تین مرتبہ کی جاتی ہے اس لیے حقیقی روزانہ آمدن/ اخراجات مہیا کرنا مشکل ہے۔ تاہم سابقہ دو ماہ جولائی/ اگست 1997ء کی حقیقی آمدنی اور اوسط آمدن و خرچ کی یومیہ تفصیل درج ذیل ہے۔

	آمدن ماہوار	اوسط آمدن یومیہ	خرچ ماہوار	اوسطاً خرچ یومیہ
جولائی97ء	6086715	196345/-	791544/-	25792/-
اگست97ء	4997405	161206/-	833963/-	26902/-

(د) محکمہ اوقاف کے پاس ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار کی مرمت

*1233۔جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار ،بمقام ملتان کی مکمل مرمت کب شروع کی گئی اور کتنی دیر میں مکمل ہوئی اور اس وقت اس پر کیا لاگت آئی اور کس محکمہ نے مرمت کروائی۔

(ب) حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار کی مرمت کے دوران وہاں پر کون کون سے افسران نے کام مکمل کروایا۔ پروجیکٹ ڈائرکٹر، ایکسیئن، سب ڈویژنل آفیسر، اوورسیئر کی تعیناتی کی مدت کیا تھی۔

(ج) آغا خان ایوارڈ جو حضرت شاہ رکن عالم کے مزار کی شاندار مرمت پر دیا گیا تھا۔ وہ کن افسران کو ملا اور اس ایوارڈ کی مالیت کس تناسب سے افسران کو اور محکمہ کو دی گئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) مزار حضرت شاہ رکن عالمؒ بمقام ملتان کی مرمت اکتوبر 1971ء کو شروع ہوئی اور مارچ 1978ء میں مکمل ہوئی ۔ تقریباً ساڑھے چھ سال میں مکمل ہوئی۔ مرمت کنزرویشن سیل (شعبہ درست مالی) محکمہ اوقاف پنجاب نے کرائے ۔ اور اس پر 24 لاکھ 41 ہزار (24,41,000) روپے صرف ہوئے۔

(ب) حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار کی مرمت کا منصوبہ جناب محمد ولی اللہ خان (مرحوم بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ (تحفظ تاریخی عمارات) کی زیر ہدایات تیار کیا گیا اور جن افسران نے کام مکمل کروایا اور ان کی تعیناتی کی مدت درج ذیل ہے۔

نمبر	شمار عہدہ	نام	تعیناتی کی مدت
1۔	ڈائرکٹر پراجیکٹس کنزرویشن	محمد ولی اللہ خان	اکتوبر 71 تا مارچ 1978ء
2۔	ایکسئین	کوئی عہدہ نہ تھا	
3۔	سب ڈویژنل آفیسر	ریاض احمد شمیم	4-9-71 تا 8-7-72
4۔	9-7-72 تا 19-9-72 اوورسیئر انچارج ہی کام کے نگران رہے۔		
5۔	سب ڈویژنل آفیسر	چودھری محمد علی	15-9-72 تا 10-2-76
6۔	10-2-76 تا 22-7-76	اوورسیئر (سب انجینئر انچارج ہی کام کے نگران رہے۔)	
7۔	سب ڈویژنل آفیسر	طالب حسین	23-7-76 تا تکمیل منصوبہ رہے۔
8۔	اوورسیئر / سب انجینئر	طالب حسین	19-8-71 تا 24-8-74
9۔	۔ایضاً۔	محمد شفیق	24-8-74 تا 2-10-74
10۔	۔ایضاً۔	بشیر احمد	21-3-75 تا جنوری 75
11۔	۔ایضاً۔	بشیر احمد	14-7-77 تا تکمیل منصوبہ

(ج) آغا خان ایوارڈ کے لیے دربار مذکورہ کی مرمت کے کام کا تفصیلی جائزہ لینے اور رپورٹ تیار کرنے کے لیے آغا خان فاؤنڈیشن کے ایڈوائزر اور شہرت یافتہ کنزرویشن آرکیٹیکٹ مسٹر رونالڈ لیو کاک (Ronald Lewcock) ملتان تشریف لائے تھے جن کی رپورٹ کی روشنی میں ماسٹر جیوری برائے آغا خان ایواڈ نے اسی عمارت کے مرمت کے کام کو آغا خان ایوارڈ

دینے کا فیصلہ کیا۔ ایوارڈ کی تقسیم کا تناسب اور ان افراد کو دینے کا فیصلہ بھی ماسٹر جیوری نے کیا اور چیک ہر فرد کو انفرادی طور پر بھیجے۔ ایوارڈ کی کل مالیت 45 ہزار ڈالر تھی۔

مندرجہ ذیل افراد کو نقد ایوارڈ اور اسناد دیں۔

1۔ اوقاف آرگنائزیشن	16 ہزار امریکی ڈالر
2۔ محمد ولی اللہ خان بحیثیت پراجیکٹس ڈائرکٹر	15۔ایضاً۔
3۔ طالب حسین سب ڈویژنل آفیسر اور سب انجینئر	2۔ایضاً۔
4۔ بشیر احمد سب انجینئر	2 ہزار امریکی ڈالر
5۔ امتیاز احمد ڈرافٹسمین/فوٹو گرافر	2۔ایضاً۔
6۔حاجی رحیم بخش (مرحوم) ہیڈ معمار	2۔ایضاً۔
7۔ عبدالواحد حولی کنندہ کار	2۔ایضاً۔
8۔ اللہ ڈوایا کاشی کار	2۔ایضاً۔
9۔ نذرحسین کاشی کار	2۔ایضاً۔

محکمہ اوقاف کے افسران کے خلاف کارروائی

*1400۔جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مسٹر ذوالفقار علی ایڈمنسٹریٹر اوقاف لاہور اور مسٹر محمد شبیر ملک' آر۔ڈی داتا دربار لاہور کب سے ان عہدوں پر فائز رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ افسران کے خلاف بہت سی انکوائریاں ہوئیں اور ہر انکوائری میں ان کو بدعنوان قرار دیا گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ بالا افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)۔

(الف) مسٹر ذوالفقار علی بطور ایڈمنسٹریٹر داتا دربار لاہور حلقہ مرکزی لاہور اور ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب/ڈائرکٹر ایڈمنسٹریشن تعیناتی کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

1۔ لاہور زون	9-7-1978 تا	14-7-1980

	18-4-1983	تا	21-7-1986
2۔ داتا دربار	3-11-1988	تا	17-7-1989
3۔ ایڈمنسٹریٹر پنجاب	17-7-1989	تا	12-6-1991
4۔ ڈائرکٹر ایڈمنسٹریشن	12-12-1994	تا	17-1-1998

مسٹر محمد شبیر ملک بطور پراجیکٹ ڈائرکٹر داتا دربار لاہور مورخہ 25-11-1981 تا 5-6-1990 تعینات رہے ہیں۔

(ب) مسٹر ذوالفقار علی کی تعیناتی کے دوران دفتر کے ریکارڈ کے مطابق کوئی انکوائری نہ ہے جس میں ان کو بدعنوان قرار دیا گیا ہو۔ البتہ مسٹر محمد شبیر ملک کے خلاف داتا دربار میں تعیناتی کے دوران ای اینڈ ڈی رولز کے تحت دو انکوائریاں شروع کی گئی تھیں۔ ان میں سے داتا دربار نئی مسجد کی تعمیر سے متعلق ایک انکوائری آفیسر مجاز کی طرف سے مکمل کی گئی تھی۔ اس دوران مسٹر محمد شبیر ملک سابق پراجیکٹ ڈائرکٹر نے عدالت عالیہ میں آفیسر مجاز کی تبدیلی کے لیے رٹ نمبر 15056/97 دائر کر دی جو کہ باقاعدہ سماعت کے لیے منظور کر لی گئی ہے مگر باقاعدہ سماعت کے لیے ابھی تاریخ مقرر نہیں ہوئی اور اس رٹ اور عدالت عالیہ کی طرف سے حکم امتناعی کی وجہ سے محکمہ کسی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ ہے۔ دوسری انکوائری میں آفیسر مجاز کی طرف سے چھوٹی سزا دیتے ہوئے ان کی دو سالانہ ترقیاں روکی گئی تھیں اور کیس تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

(ج) تفصیلی جواب پیرا (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

درگاہ فاضل سیرے سے ملحقہ اراضی

*1453۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) درگاہ غلام فاضل سیرے (تحصیل پھالیہ) سے ملحقہ اراضی کتنی ہے اور یہ کس ٹھیکے دار کے پاس ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس درگاہ کی اراضی کے سابقہ ٹھیکے دار نے اراضی ٹھیکہ پر نہ ملنے کی وجہ سے جمع شدہ سیکورٹی واپس کرنے کے لیے درخواست دی تھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ درخواست

کب محکمہ کے دفتر میں موصول ہوئی اور اس پر اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

(ج) کیا سیکورٹی کی رقم مذکورہ ٹھیکیدار کو مل گئی ہے اگر نہیں تو اس تساہل کے ذمہ دار اہل کاران و افسران کون ہیں۔ کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے اور سیکورٹی کی رقم واپس کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) درگاہ فاضل شاہ سے ملحقہ اراضی 92 کنال 16 مرلے موضع سیرے تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں واقع ہے۔ اراضی کا موجودہ سال 1997-98ء کا ٹھیکہ مسمی عبدالخالق کے پاس ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سابق پٹے دار فتح محمد نے اپنی جمع شدہ رقم مبلغ -/14,500 روپے ٹھیکہ منظور نہ ہونے کی وجہ سے واپسی رقم کے لیے 16-11-1996 کو منیجر اوقاف گجرات کو درخواست گزاری۔ منیجر نے ریفنڈ کیس تیار کر کے مورخہ 04-12-96 کو زونل ناظم کو ارسال کیا جنہوں نے 8-03-1997 کو صدر دفتر سفارش کے ساتھ ارسال کیا۔ صدر دفتر نے 13-03-1997 کو مصدقہ بنک سکرول ارسال کرنے کی ہدایت کی۔ ناظم حلقہ کی طرف سے 25-09-1997 کو منیجر کی طرف سے فراہم کردہ سکرول ارسال کیا گیا۔ جس پر شعبہ حسابات صدر دفتر نے دوبارہ اعتراض کیا کہ سکرول بنک کا تصدیق شدہ ہونا چاہیے۔ لہذا اس بارے میں دوبارہ زونل ناظم کو 20-12-1997 کو ہدایت کی کہ وہ تصدیق شدہ بنک سکرول ارسال کریں۔ بالآخر زونل ناظم نے مطلوبہ مصدقہ بنک سکرول 14-2-98 کو صدر دفتر ارسال کیا۔ جس پر شعبہ حسابات کی تصدیق کے بعد رقم کے ریفنڈ کی منظوری کا حکم 19-2-98 کو جاری کر دیا گیا اور رقم 20-2-1998 کو زونل ناظم کو بذریعہ بنک ٹرانسفر کر دی گئی۔

(ج) سیکورٹی کی رقم مبلغ -/14,500 روپے فتح محمد کو مورخہ 26-2-1998 کو زونل ناظم کی طرف سے ادا کر دی گئی ہے۔

عدالت عالیہ کے فیصلہ پر عمل در آمد

*1465۔ جناب عبدالرؤف مغل، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے اپنے فیصلہ مورخہ 23 اپریل 1997ء میں مسٹر افغان جاوید خان کی جگہ مسٹر محمد منور قریشی کو ڈائرکٹر ٹیکنیکل پی۔ آر۔ ٹی۔ سی پنجاب لگانے کے لیے لکھا تھا اگر ہاں تو مسٹر محمد منور قریشی کو تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے مذکورہ فیصلہ میں مسٹر محمود احمد شاہ کی جگہ پر حکومت پنجاب کے کسی ایڈیشنل سیکرٹری کو ڈائرکٹر فنانس لگانے کے لیے لکھا تھا اگر ہاں تو اس فیصلہ پر عمل نہ کرنے کی وجوہات کیا تھیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ مورخہ 30-4-97 (نہ کہ 23-4-97) میں مسٹر محمد منور قریشی کو (محمد سلیم اصغر نہ کہ افغان جاوید خان کی جگہ پر) عارضی طور پر ڈائرکٹر ٹیکنیکل تعینات کرنے کا حکم دیا تھا۔ لہٰذا مورخہ 5-5-97 کو مسٹر محمد منور قریشی کو انجینئر محمد سلیم اصغر کی جگہ عارضی بنیاد پر ڈائرکٹر ٹیکنیکل لگا دیا گیا۔

بعد ازاں محمد منور قریشی نے رضا کارانہ طور پر گولڈن ہینڈ شیک سکیم قبول کرتے ہوئے مورخہ 30-06-97 کو ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ جبکہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی بھی مورخہ 30-6-97 سے عملاً بند ہو چکی تھی۔

اندریں حالات موصوف کو مورخہ 30-6-97 کے بعد ڈائرکٹر ٹیکنیکل تعینات کیے جانے کی ضرورت نہ رہی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ لاہور نے اپنے کسی فیصلہ میں مسٹر محمود احمد شاہ کی جگہ حکومت پنجاب کے کسی ایڈیشنل سیکرٹری کو ڈائرکٹر فنانس لگانے کا حکم جاری کیا ہو۔

مسٹر افغان جاوید خان کی پی۔ آر۔ ٹی۔ سی میں تعنیاتی

*1466۔ جناب عبد الرؤف مغل۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی پنجاب کی مینجمنٹ نے مسٹر افغان جاوید خان کو ڈائرکٹر ٹیکنیکل کے عہدے پر 30 جون 1997ء سے کنٹریکٹ پر رکھا ہوا ہے۔

(ب) کیا بھی درست ہے کہ مسٹر محمد منور قریشی سابق ڈائرکٹر ٹیکنیکل کی خدمات سے استفادہ کیا

جا سکتا تھا اگر ہاں تو اس سے استفادہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی پنجاب کی 669 بسیں فروخت کرنے کا عمل شروع کیا گیا تھا اس معاملہ میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور جنوری 1998ء تک بسوں کی فروخت سے کتنی رقم وصول ہوئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) یہ امر درست ہے کہ پی۔ آر۔ ٹی۔ سی عملاً بند ہو چکی ہے اور جملہ ملازمین بشمول افسران 30 جون 1997ء سے گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے تحت ملازمت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ البتہ گو کہ موصوف افغان جاوید خان کی یکم جولائی 1997ء سے اولاً عارضی طور پر ڈائرکٹر ٹیکنیکل کنٹریکٹ پر لگایا گیا۔ مگر بعد ازاں مذکورہ حکم تعیناتی موثر ماضی منسوخ کر دیا گیا اور اس وقت یہ کام ڈپٹی ڈائرکٹر ٹیکنیکل تنویر احمد اپنے عہدے پر اسی سکیل پر کر رہے ہیں۔

(ب) کارپوریشن کیونکہ عملی طور پر 30 جون 1997ء سے بند ہو چکی تھی۔ لہذا ڈائرکٹر ٹیکنیکل وغیرہ کی عملاً ضرورت نہ تھی۔ اس لیے موصوف کی خدمات سے استفادہ حاصل نہ کیا گیا۔ دیگر موصوف کے خلاف 456 ایام کی تنخواہ کی غیر قانونی وصول یابی سے متعلقہ شکایت زیر تفتیش ہونے کی بناء پر مسٹر محمد منور قریشی سابقہ ڈائرکٹر ٹیکنیکل یا کسی بھی دیگر عہدے پر تعینات نہ کیا جا سکتا تھا۔ موصوف مذکورہ عرصہ کے دوران بیک وقت دفتر اور تعلیمی استعداد بڑھانے کے لیے ٹریننگ / کورس دفتری اوقات کے اندر اپنی حاضری ظاہر کرتے رہے۔

(ج) بسوں کی نیلامی مورخہ 98-2-09 سے شروع ہوئی اور مورخہ 98-3-18 تک 159 بسوں اور دیگر چھوٹی گاڑیوں کی نیلامی ہوئی۔ اس نیلامی سے پی۔ آر۔ ٹی۔ سی کو -/1,79,38,000 روپے کی آمدن ہوئی۔ جو کہ ریزرو قیمت سے -/44,50,000 روپے زیادہ تھے۔ اس کے علاوہ 655 والو وبسوں کی نیلامی بحق میسرز ٹرانس موبائیل کمپنی منظور ہوئی ہے۔ انہوں نے 300 بسیں بحساب -/3,00,100 روپے فی بس اور 355 بسیں بحساب -/2,85,000 روپے فی بس خریدی ہے۔ مذکورہ فرم نے اب تک -/62,50,000 روپے اپنے منظور شدہ شیڈول کے

مطابق جمع کرا دیے ہیں۔

مسجد کی تعمیر و مرمت

*1469۔حاجی مہر خضر حیات ہراج، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جامع مسجد موضع نوری سہاگ (تھانہ تلمبہ) میاں چنوں سے ملحق زمین کتنی ہے اور اس سے حکومت کو 1990ء سے آج تک کتنی آمدن ہوئی ہے۔

(ب) سال1990ء سے آج تک محکمہ نے اس مسجد کی تعمیر و مرمت پر کتنی سالانہ رقم خرچ کی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس جامع مسجد کی حالت خستہ ہے اور یہ مسجد گرنے کے قریب ہے۔ کیا حکومت اس مسجد کی سالانہ آمدن اسی مسجد پر خرچ کر کے اس کی تعمیر و مرمت کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں' نیز اس وقت اس مسجد سے ملحقہ اراضی کس فرد کو اور کتنے ٹھیکہ پر سالانہ دی ہوئی ہے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی فضل کریم)،

(الف) جامع مسجد نوری سہاگ (تھانہ تلمبہ) میاں چنوں سے ملحقہ 20 ایکڑ 4 کنال اراضی ہے۔ 1990-91ء تا 1997-98ء اس سے مبلغ -/2,64,110 روپے کی آمدن محکمہ کو ہوئی ہے۔

(ب) سال 1990ء سے تا حال مسجد مذکورہ کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔ تاہم اس سال اس کی تعمیر و مرمت کے لیے مبلغ -/8,06,600 روپے منظور کیے گئے ہیں۔ کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) I۔مسجد قابل مرمت ہے۔ جس پر مبلغ -/8,06,600 روپیہ اب خرچ کیے جا رہے ہیں۔

II۔ رقبہ تعدادی 20 ایکڑ 4 کنال ہے اور 1997-98ء کا زر پٹہ مبلغ -/70,000 روپے ہے۔ جو اللہ دتہ ولد احمد نے حاصل کیا ہے۔

لاہور شہر میں واقع محکمہ اوقاف کی تحویل میں مزارات سے متعلق تفصیلات

*1764۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لاہور شہر کی حدود میں کتنے مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں۔ ان کے نام اور ان سے

ملحقہ جائیداد کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) سال 1995ء سے آج تک ان مزارات سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہوئی اور یہ آمدن کس کس مد پر خرچ ہوئی۔

(ج) ہر مزار کی دیکھ بھال کے لیے تعینات عملہ کا نام اور عہدہ جات کیا ہیں۔ نیز حکومت ان پر سالانہ کتنی رقم خرچ کرتی ہے۔

(د) ان مزارات پر زائرین کے لیے حکومت کی طرف سے کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) لاہور شہر میں 65 مزارات محکمانہ تحویل میں ہیں۔ ان سے ملحقہ جائیداد (ماسوائے داتا دربار) کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ جبکہ داتا دربار سے ملحقہ 69 کرایہ داری یونٹ ہیں، جن میں مکانات اور دکانات شامل ہیں۔

(ب) (I) سال 1995ء سے سال 1998ء تک حکومت کو ان مزارات (ماسوائے داتا دربار) سے درج ذیل آمدن ہوئی۔

1۔ سال 1995-96ء	1,89,59,609/- روپے
2۔ سال 1996-97ء	2,13,14,876/- روپے
3۔ سال 1997-98ء	2,36,41,239/- روپے

مد وار خرچ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(II) داتا دربار لاہور ایک علیحدہ انتظامی یونٹ ہے۔ اس کی آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ سال 1995-96ء	5,84,58,170/- روپے
2۔ سال 1996-97ء	6,52,33,790/- روپے
3۔ سال 1997-98ء	6,54,86,787/- روپے

مد وار خرچ کی تفصیل تتمہ (ج) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) (I) ہر مزار کی دیکھ بھال کے لیے نگران متعین ہیں اور مزارات سے ملحقہ مساجد میں خطیب/امام/

مدرس، مؤذن / خادم تعینات ہیں۔ محکمہ اوقاف ان مزارات پر متعین عملہ کی تنخواہ اور الاؤنسز پر(ماسوائے داتا دربار) مبلغ -/73,59,425 روپے سالانہ خرچ کرتا ہے۔ تفصیل تتمہ (د) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(II) داتا دربار کے انتظام اور صفائی وغیرہ پر متعین عملے کی تفصیل تتمہ (س) پر لف ہے۔ اس پر مبلغ -/41,30,050 روپے سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

(د) (I) مزارات پر زائرین کے لیے پینے کے ٹھنڈے پانی، وضو گاہ، طہارت خانے، غسل خانے، سایہ اور لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(II) داتا دربار پر زائرین کی سہولیات کے لیے گرمیوں میں ٹھنڈے پانی، سایہ کے لیے شامیانے مہیا کیے جاتے ہیں۔ سردیوں میں وضو کے لیے گرم پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ بیماروں کے لیے دربار ہسپتال قائم ہے۔ تمام دن زائرین کے لیے لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بجلی چلے جانے کی صورت میں جنریٹر کا متبادل انتظام کیا گیا ہے۔ زائرین کے لیے حفاظت پاپوش سائیکل سٹینڈ، کار پارکنگ قائم کیے گئے ہیں۔ ہر جمعرات کو محفل سماع کا انتظام کیا جاتا ہے۔ مسجد میں نمازیوں کے لیے ایئر کنڈیشنڈ کا انتظام ہے۔ ہر سال رمضان المبارک میں تقریباً تین ہزار معتکفین کے لیے اعتکاف اور ان کے لیے سحر و افطار کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عمومی انتظام اور امن و امان کو یقینی بنانے کے لیے دربار پر پولیس چوکی قائم کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ زائرین کی جان و مال کی حفاظت کے لئے سیکورٹی کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ زائرین کے لیے ایک عظیم الشان لائبریری قائم ہے۔ یتیم، بے سہارا اور مستحق بچیوں کو شادی کے موقع پر جہیز فراہم کیا جاتا ہے۔ بچیوں کے لیے دست کاری سکول جبکہ بچوں کے لیے مدرسہ/ سکول قائم کیا گیا ہے۔

مزار حضرت مادھو لال شاہ حسینؒ کی تعمیر و مرمت کے لیے اقدامات

*1766۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور اور حضرت امام بریؒ راولپنڈی کی توسیع و مرمت اور تزئین و آرائش کا کام جاری ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو ان مزارات پر کس مد سے رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ نیز اب تک ان پر کتنا کام ہو چکا ہے۔ کتنا بقایا ہے اور یہ کام کن کن ملازمین' افسران اور ٹھیکیداروں کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزار حضرت مادھو لال شاہ حسینؒ کی حالت انتہائی خستہ ہے لیکن اس کی عرصہ دراز سے تعمیر و مرمت پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ مزار کی تعمیر و مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی فضل کریم)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مزار حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور کی توسیع و مرمت اور تزئین و آرائش کا کام جاری ہے اور جہاں تک دربار حضرت امام بریؒ راولپنڈی کا تعلق ہے۔ یہ مزار محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر اہتمام نہ ہے بلکہ یہ وفاقی محکمہ اوقاف اسلام آباد کے زیر انتظام ہے۔

(ب) دربار داتا صاحبؒ کمپلیکس کی توسیع و مرمت اور تزئین و آرائش پر محکمہ اوقاف اپنے وسائل سے خرچ کر رہا ہے دربار کی تعمیر پر اس وقت تک 9 کروڑ 80 لاکھ کا خرچ کیا جا چکا ہے۔ جس میں سول ورک کا 75 فی صد' الیکٹرک ورک 75 فی صد اور 25 فی صد مکینیکل کا کام ہو چکا ہے۔ جہاں تک اس کام کی نگرانی اور ٹھیکے دار کا تعلق ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تفصیل ملازمین' افسران و ٹھیکے دار جن کی نگرانی میں داتا دربار کمپلیکس پر تعمیراتی ہو رہا ہے

نمبر شمار	نام ملازمین	عہدے
1۔	چودھری عبدالستار	چیف انجینئر ایل ڈی اے
2۔	چودھری محمد سرور	ایڈیشنل چیف انجینئر (ای ایم ای)
3۔	امتیاز عابد	ڈائرکٹر بلڈنگز ایل ڈی اے
4۔	محمد سعید اختر	ڈپٹی ڈائرکٹر بلڈنگز ایل ڈی اے

5۔	رانا طارق امین	ڈپٹی ڈائرکٹر (میکنیکل)
6۔	محمد سلطان	اسسٹنٹ ڈائرکٹر بلڈنگز ایل ڈی اے
7۔	اکرام الرحمٰن	اسسٹنٹ ڈائرکٹر
8۔	جہانگیر سلطان	سب انجینئر سول ایل ڈی اے
9۔	عبدالرشید	سب انجینئر ایل ڈی اے
10۔	محمد رفیق	سب انجینئر ایل ڈی اے
11۔	منظور احمد	سب انجینئر

آرکیٹکٹ، پلانرز اور ڈیزائنر

1۔	شفیق احمد ملک	ڈائرکٹر آرکیٹکٹ ایل ڈی اے
2۔	میسرز نقوی اینڈ صدیقی کنسلٹنٹ	
3۔	میسرز اے سی، ای، پرائیویٹ لمیٹڈ	

ٹھیکے دار (سول ورک)

1۔ میسرز گرنٹی انجینئر پرائیویٹ لمیٹڈ

ٹھیکے دار (مکنیکل و الیکٹریکل)

1۔ میسرز سیمنز کمپنی آف پاکستان

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مزار حضرت مادھو لال شاہ حسینؒ لاہور کی حالت انتہائی خستہ ہے بلکہ اس مزار کی تعمیر و مرمت پر پچھلے چند سالوں میں خاصی توجہ دی گئی ہے اور جب بھی کسی تعمیر و مرمت کی ضرورت پڑی تو دربار کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر فوری کام کروایا جاتا ہے۔ اس مد پر چار لاکھ چار ہزار اور پانچ سو روپے خرچ ہوئے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ملازمین کی تعداد

155۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں ان

کے نام، عہدہ جات، تاریخ پیدائش، تعلیم اور ڈومیسائل کے کوائف کیا ہیں نیز آغاز ملازمت سے لے کر اب تک ان کی تعیناتی کہاں کہاں رہی ہے۔

(ب) اہل کاران متذکرہ کے خلاف تاریخ تعیناتی سے اب تک کن الزامات کے تحت تحقیقات ہوئیں، مقدمات درج ہوئے اور اگر بریت ہوئی تو کس مجاز اتھارٹی نے ان کو کن تاریخوں میں بے گناہ قرار دیا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)۔

(الف) محکمہ صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ماتحت ضلع فیصل آباد میں کل 18 ملازم ہیں۔ جن کے مکمل کوائف جو سوال میں پوچھے گئے ہیں ضمیمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ کر دیے گئے ہیں۔

(ب) فیصل آباد میں تاریخ تعینات سے لے کر اب تک ان ملازمین میں سے صرف ایک ملازم یعنی مرید حسین، جونیئر کلرک کے خلاف ایک مقدمہ نمبر FIR-57 مورخہ 17-11-94 کو انٹی کرپشن راولپنڈی میں درج ہوا۔ جس کا فیصلہ سپیشل جج انٹی کرپشن راولپنڈی نے مورخہ 19-06-95 کو کیا جس کی رو سے مرید حسین، جونیئر کلرک کو بری کر دیا گیا۔

خواجہ غلام فریدؒ کی دربار کی اراضی

242۔میاں عبد الستار (PP-234)۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) خواجہ غلام فریدؒ کی جملہ زرعی و غیر زرعی جائیداد کتنی ہے اور اس کا محل وقوع کیا ہے۔

(ب) خواجہ غلام فریدؒ کے مزار سے منسلک ٹھیکہ جات کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) زائرین کی سہولت کے لیے خواجہ صاحب کے مزار پر کیا انتظامات ہیں اور اس کے کیا اخراجات ہیں۔

(د) خواجہ غلام فریدؒ کے نام وقف اراضی اور شہری جائیداد سے حاصل شدہ آمدنی اور خرچ کی تفصیل کیا ہے اور آمدنی کن کن مدات میں خرچ ہو رہی ہے

(ہ) خواجہ صاحبؒ کے مزار سے منسلک مجلس خانہ، آستانہ، مہمان خانہ اور مسجد کی توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔

(س) اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں خواجہ فریدؒ چیئر Chair کے لیے کس قدر رقم مختص کی گئی ہے۔

(ص) خواجہ غلام فریدؒ کے مزار کی ناگفتہ بہ حالت کو درست کر کے عمدہ بنانے کے لیے محکمہ نے کیا منصوبہ بنایا ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)

(الف) خواجہ غلام فریدؒ سے ملحقہ زرعی اراضیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ زرعی اراضیات ضلع رحیم یار خان	6 مربہ 4 کنال 13,524	1 ایکڑ
2۔ زرعی اراضیات ضلع ڈیرہ غازی خان	9 مربہ 7 کنال 1992	1 ایکڑ
میزان	15 مربہ 3 کنال 15,517	1 ایکڑ

ان اراضیات کا محل وقوع "ANNEX"A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ غیر زرعی (سکنی جائیداد) کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکانات 13 عدد واقع کوٹ مٹھن جدید ضلع راجن پور

فریدی محل 1 عدد واقع چاچڑاں شریف تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان

(ب) دربار حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے ہونے والی سالانہ آمدنی کی مد وار تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ کرایہ دکانات و مکانات	20,8000-00
2۔ پٹہ اراضیات	1,62,000.00
3۔ کیش بکس	7,80,000.00
4۔ ٹھیکہ حفاظت پاپوش	69,000.00
5۔ ٹھیکہ گل فروش	20,000.00
6۔ متفرق نذرانہ جات	3,56,000 00
کل آمدنی	14,07,800.00

تفصیل اخراجات سالانہ

1۔ تنخواہ ملازمین	3,15,600.00

2۔ تنخواہ ملازمین، ڈسپنسری لائبریری	1,20,300.00
3۔ بل بجلی	50,000.00
4۔ ختم قرآن	2,000.00
5۔ صف	3,000.00
6۔ دیگر متفرق اخراجات	8,000.00
7۔ کرایہ شامیانہ	8,000.00
8۔ عرس	40,000.00
9۔ وظائف	2,400.00
10۔ خرید ادویات ڈسپنسری	25,000.00
کل اخراجات	5,74,300.00

نوٹ۔ بچت کی رقم (جو کہ امسال -/8,33,500 روپے)، سنٹرل اوقاف فنڈ میں جمع ہو گئی ہے۔ جہاں سے اسے دیگر خیراتی اور رفاہی امور پر صرف کیا جاتا ہے۔

(ج) دربار حضرت خواجہ غلام فریدؒ صاحب کے مزار پر زائرین کی سہولت کے لیے 1۔ رہائش کمرے، 2۔ علاج معالجہ کے لیے ڈسپنسری، 3۔ خواجہ صاحب کی تعلیمات کے مطالعہ کے لیے لائبریری، 4۔ لوڈ شیڈنگ کے دوران استعمال کے لیے جنریٹر نصب کیا گیا ہے۔ 5۔ بیس عدد نئی لیٹرینیں تعمیر کی گئی ہیں، 6۔ پانی کی ہمہ وقت سپلائی کے لیے محکمہ کا ٹیوب ویل نصب ہے۔ 7۔ حال ہی میں دربار کی درست حالی/مرمت اور ایگزاسٹ فین کی تنصیب عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان تمام سہولتوں کی فراہمی پر اوسطاً -/5,74,300 روپے سالانہ کے لگ بھگ اخراجات ہیں۔ تفصیل جز "ب" میں دی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ سوال نمبر جز "ب" میں تحریر کیا گیا ہے۔

(ہ) حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے مزار سے منسلک مجلس خانہ آستانہ، مہمان خانہ اور مسجد کی توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔ مزار کی حالت ناگفتہ بہ نہ ہے۔ لہٰذا کوئی منصوبہ زیر التواء بھی نہیں۔

(س) اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں خواجہ فریدؒ چیئر کے لیے -/1,00,000 روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ص) دربار حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی درست حالی اور مرمت کر دی گئی ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے ہیں۔

1۔ دربار کی مرمت	1,56,000.00
2۔ ترقی لائبریری	1,00,4000.00
3۔ تبدیلی پرانی جالیاں	6,277 00
4۔ تعمیر و مرمت غسل خانہ جات	5,35,000.00
5۔ درست حالی دربار بارہ دری مسافر خانہ مجلس خانہ وغیرہ	4,91,880.00
میزان	12,89,557.00

پنجاب یونیورسٹی میں داتا گنج بخش چیئر کا اجراء

242۔ (الف) میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں داتا گنج بخشؒ چیئر Chair کا اجراء کب ہوا اور اس کے لیے سال بہ سال کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

(ب) داتا دربار سے منسلک رفاہی اداروں کے نام اور ان کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں داتا گنج بخشؒ چیئر کا اجراء 1979ء سے ہوا۔ اس کی سالانہ گرانٹ -/1,00,000 روپے ہے۔

(ب) تفصیل حسب ذیل ہے۔

اخراجات

1۔ داتا دربار ہسپتال	1,84,43,214.00 روپے

آمدنی

9,79,093.00 روپے

	اخراجات	آمدنی
2۔ جہیز سکیم	3,00,000.00	نل
3۔ علی ہجویری چیئر	1,00,000.00	۔ایضاً۔
4۔ دست کاری سکول	50,000.00	۔ایضاً۔
5۔ جامعہ ہجویریہ	4,40,000.00	۔ایضاً۔
6۔ لائبریری	1,00,000.00	۔ایضاً۔

روحانی شخصیات کی وقف املاک

242۔ (ب) میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاول پور، ملتان، ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں کتنی روحانی شخصیات کی وقف املاک ہیں۔ ان کا محل وقوع کیا ہے۔ ان سے 1985ء سے 1996ء تک آمدن/خرچ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد افضل کریم):

نام زون	تعداد	آمدن	اخراجات
		1985-1996ء	1985-1996ء
روحانی شخصیات بہاول پور	36	4,52,05,587.00	15,50,867.83
روحانی شخصیات ملتان	24	5,13,94,991.00	1,81,48,457.00
روحانی شخصیات ڈیرہ غازی خان	29	3,07,37,266.00	92,74,197.00

محل وقوع، تفصیل آمدنی و خرچ کے لیے ملاحظہ فرمائیں گوشوارہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

فیصل آباد میں غیر قانونی اڈہ جات

269۔ سردار منصب علی ڈوگر۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں مورخہ 13-9-93 سے کوتوالی روڈ کو وی آئی پی روڈ قرار دینے کے بعد رول 80 کے تحت منظور شدہ بالٹنگ پوائنٹ متبادل جگہ عبداللہ پور نہر رکھ

برانچ کے کنڈے فی ٹرانسپورٹر 43/40 فٹ جگہ دے کر حفظ کر دیئے تھے۔ جس میں سے تیرہ اڈے کوتوالی روڈ سے حفظ ہونے والے ٹرانسپورٹروں کے علاوہ سترہ اڈے / ہالٹنگ پوائنٹ سیاسی اثر و رسوخ کی بناء پر مندرجہ ذیل اشخاص کو دیے گئے۔

"اڈہ نمبر 2 عبدالحفیظ بٹ بغیر سابقہ اڈہ نمبر 11 محمد ناصر اڈہ نمبر 12 جاوید گلزار اڈہ نمبر 13 چودھری منیر اڈہ نمبر 15 صلاح الدین پہلوان عرف مرچو پہلوان اڈہ نمبر 16 مسعود احمد کسانہ و محمد ظفر و محمد اقبال اڈہ نمبر 17 اڈہ مظہر حسین ڈار اڈہ نمبر 18 اسحاق اعوان اڈہ نمبر 19 طارق عزیز اڈہ نمبر 20 ادریس برادر اڈہ نمبر 21 محمد سعید خان اڈہ نمبر 22 محمد صدیق اڈہ نمبر 23 ملک ناظر کمال اڈہ نمبر 25 شیخ محمد ایوب اڈہ نمبر 28 محمد ظفر و محمد عاشق اڈہ نمبر 29" محمد اکرم

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ اڈے ڈپٹی کمشنر صاحب فیصل آباد کی سربراہی میں دیے گئے جس کی ایک باضابطہ لسٹ 23-9-93 کو جناب ڈپٹی کمشنر صاحب فیصل آباد کی سربراہی میں بنائی گئی تھی اور اس کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے میٹنگ میں منظور کیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عبداللہ پور اڈوں کی جگہ ملکیتی صوبائی حکومت اور ریکارڈ محکمہ مال کے مطابق زیر استعمال محکمہ نہر ہے اور اس کی لیز ابھی تک ویگن سٹینڈ کے لیے منظور نہ ہوئی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ عبداللہ پور میں واقع ویگن سٹینڈ کا نقشہ اور ماڈل منظور کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی نقشے کی کوئی فیس جمع ہوئی ہے جبکہ کسی نقشے کی فیس اور اس کی منظوری کے بغیر قانونی طور پر تعمیر نہیں کی جا سکتی۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اڈوں کی جگہ کا کسی ٹرانسپورٹر کو ماسوائے قبضہ کوئی باضابطہ الاٹمنٹ آرڈر جاری نہیں کیا گیا اور نہ ہی رول 80 کے تحت متبادل ہالٹنگ پوائنٹ کا اجازت نامہ جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی موٹر وہیکل آرڈیننس کے رول 253 کے بطور اے سٹینڈ، سی سٹینڈ، و ڈی سٹینڈ نوٹیفکیشن / منظوری دی گئی جبکہ بغیر نوٹیفکیشن اڈہ نہیں چلایا جا سکتا اور اڈے کی منظوری نہیں فی گاڑی فی پھیرا اڈہ فیس کی منظوری کے بغیر اڈہ فیس نوٹیفکیشن اڈہ نہیں چلایا جا سکتا اور اڈے کی منظوری میں فی گاڑی فی پھیرا اڈہ فیس کی منظوری کے بغیر اڈہ فیس وصول نہیں کی جا سکتی جبکہ اڈہ فیس میونسپل کارپوریشن فیصل آباد گزشتہ چار سال

سے خلاف قانون وصول کر رہی ہے۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک کے شدید دباؤ اور عبداللہ پور میں ٹریفک کے مسئلے کے پیش نظر ویگن اونرز ایسوسی ایشن و اڈہ مالکان کی درخواست پر سابقہ حکومت کے سینئر وزیر نے ٹریفک کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے سٹینڈ نمبر 7 اور سٹینڈ نمبر 8 کے سامنے 32 فٹ چوڑے پل کی تعمیر کا حکم جاری کیا تھا جس کا تخمینہ تقریباً 28 لاکھ روپے لگایا گیا تھا جس کی تعمیر آج تک شروع نہ ہوئی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈوں کی بیک سائیڈ پر چھوڑی گئی 25 فٹ چوڑی سڑک اور ریلوے کالونی کی طرف سے چھوڑی گئی 15 فٹ چوڑی سڑک یعنی کل 40 فٹ چوڑی سڑک یہ جگہ برائے سڑک آج تک نہ بنائی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے بھی ٹریفک کا شدید مسئلہ پیدا ہو چکا ہے۔

(ص) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر رکھ برانچ کے کنارے ویگن سٹینڈ کے علاوہ مضافاتی فیبرکس ٹیکسٹائل مل، سینرز کولڈ سٹوریج، سرگودھا گھی مل، ٹیوٹا موٹرز، ناظر موٹرز، برائے ہیوبسز، سٹیم پاور گریڈ سٹیشن، سوک کمرشل سنٹر، ہنڈا موٹرز، رفحان مل، احسان یوسف ٹیکسٹائل مل، وغیرہ بھی واقع ہیں ان فیکٹریوں/فرموں کو آنے اور جانے کے لیے ٹرک ٹریلر، مزدا ٹرک وغیرہ اسی راستے آ جا رہے ہیں۔ جبکہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ دونوں سڑکیں ہیوی ٹریفک کے لیے بند کر رکھی ہیں اور اس حکم کی غلط تشریح کرتے ہوئے ٹریفک پولیس نے مال بردار گاڑیوں کی بجائے مسافر بردار گاڑیاں/پبلک ٹرانسپورٹ وہیکل بھی بند کر دیے ہیں۔

(ش) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات کا سدباب کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)۔

(الف) کوتوالی روڈ پر قائم شدہ ہالٹنگ پوائنٹس کی وجہ سے اس علاقے میں ٹریفک کا دباؤ بہت زیادہ تھا جس کی بناء پر ٹریفک اکثر جام رہتی تھی۔ لہذا ٹریفک کے ان گمبھیر مسائل کے حل کے لیے ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کی سربراہی میں قائم شدہ کمیٹی اور ٹرانسپورٹرز کی باہمی رضامندی سے ایسے تمام ہالٹنگ پوائنٹس /اڈے عبداللہ پور میں متبادل سٹینڈز کے طور پر

منتقل کیے گئے تھے۔ جہاں تک پلاٹوں کے سائز کا تعلق ہے یہ معاملہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے متعلق ہے۔

مزید یہ کہ اس بارے میں علم نہ ہے کہ ان میں سے 17 اڈے/ہالٹنگ پوائنٹس سیاسی اثر و رسوخ کی بناء پر عبداللہ پور سٹینڈ میں دیے گئے تھے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ عبداللہ پور میں اڈوں کی جگہ ملکیتی صوبائی حکومت اور مقبوضہ محکمہ نہر برائے Silting Tank تھی جہاں تک اس کی لیز بنام میونسپل کارپوریشن کا تعلق ہے یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو لاہور میں زیر غور ہے۔

(د) یہ معاملہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے متعلق ہے۔

(ہ) اس بارے میں گزارش ہے کہ عدالت عالیہ لاہور نے رٹ نمبر 13515/93 (محمد اقبال بنام کمشنر وغیرہ) میں حکم امتناعی جاری کر رکھا ہے اس حکم کی موجودگی میں عبداللہ پور میں واقع سٹینڈز کو "سی" کلاس یا "ڈی" کلاس کا درجہ نہ دیا جا سکا۔

جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے یہ انتظام صرف کوتوالی روڈ پر ٹریفک کے پیچیدہ مسائل حل کرنے کے لیے ہنگامی طور پر کیا گیا تھا۔ اس بارے میں Legal Formalities مرحلہ وار مکمل کی جانی تھیں جو فاضل عدالت عالیہ کے حکم امتناعی کی بناء پر زیر التواء ہیں۔ جہاں تک اڈا فیس کی وصولی کا معاملہ ہے یہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے متعلق ہے۔

(و) جز ہذا کا تعلق میونسپل کارپوریشن فیصل آباد سے ہے۔

(ض) جز ہذا کا تعلق ڈپٹی کمشنر / ایس۔پی (ٹریفک) فیصل آباد سے ہے۔

(ش) جیسا کہ جز "ہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ رٹ پٹیشن نمبر 13515/93 (محمد اقبال بنام کمشنر وغیرہ) میں عدالت عالیہ لاہور کی جانب سے جاری شدہ حکم امتناعی کی موجودگی میں مزید کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی ہے۔ جونہی مذکورہ بالا رٹ کا فیصلہ ہو جاتا ہے آر۔ٹی۔اے فیصل آباد اس فیصلہ کی روشنی میں فوری مناسب قانونی کارروائی عمل میں لائے گی۔

روٹ مکمل کرنا

305۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ویگن نمبر 9-C' 58 اور 70 کا روٹ سٹیشن سے لے کر فتح گڑھ ڈسپنسری تک ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویگن نمبر 9C' 58 اور 70 اپنا روٹ مکمل نہیں کرتی اور فتح گڑھ ڈسپنسری تک نہیں جاتی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ویگن نمبر 9C'58 اور 70 کو روٹ مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)۔

(الف) بمطابق منظوری ازاں ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور سٹی روٹ نمبر 58 حسب ذیل منظور شدہ ہے۔ "ریلوے اسٹیشن تا فتح گڑھ براستہ گڑھی شاہو مغل پورہ لال پل' نیا پل" جبکہ سٹی روٹ نمبر 9 C (سابقہ) کو نیا سیریل نمبر 70 الاٹ کیا گیا ہے۔ اس لیے سٹی روٹ نمبر سی9 کا اب نیا نمبر 70 ہی ہے۔ جس کی روٹ کی منظوری حسب ذیل ہے۔ "ریلوے اسٹیشن تا جلو پنڈ براستہ گڑھی شاہو' مغل پورہ' لال پل' نیا پل فتح گڑھ پل' ہربنس پورہ' جلو پارک" بمطابق منظوری روٹ ہائے فتح گڑھ تک ہے۔ جس میں فتح گڑھ ڈسپنسری کا ذکر نہ ہے۔

(ب) ویگن نمبر 58 (ریلوے اسٹیشن تا فتح گڑھ) اور ویگن روٹ نمبر(سی9 سابقہ) نمبر 70 موجودہ (ریلوے اسٹیشن تا جلو پنڈ) تک اپنا روٹ مکمل کر رہی ہیں۔ لیکن روٹ میں فتح گڑھ ڈسپنسری شامل نہ ہے۔ اس لیے ویگن ہائے کو مذکورہ فتح گڑھ ڈسپنسری تک چلانے کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) کسی بھی گاڑی کے خلاف اگر شکایات موصول ہوں کہ وہ اپنا روٹ مکمل نہیں کرتی تو اس کے خلاف حسب ضابطہ قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ مزید براں ڈسپنسری منظور شدہ روٹ سے 1.3 کلومیٹر مین بازار کے اندر واقع ہے۔ جہاں پر ٹریفک کا پہلے ہی کافی دباؤ/رش ہے۔

چشتیاں میں محکمہ اوقاف کا رقبہ

332۔چودھری محمد جمیل، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 228 چشتیاں میں محکمہ اوقاف کی کل کتنی زمین تھی۔ اس میں سے کتنے رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں اور کتنا رقبہ بقیہ محکمہ کے پاس ہے۔

(ب) حکومت ان ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)،

(الف) حلقہ پی۔پی 228 چشتیاں میں ایک قدیمی اور تاریخی قبرستان 411 ایکڑ 4 کنال 7 مرلے رقبہ پر مشتمل اب شہر چشتیاں کے وسط میں واقع ہے۔ اس قبرستان میں بیشتر رقبہ پر قبریں بنی ہوئی ہیں۔ بہت تھوڑا رقبہ تقریباً 50 ایکڑ رقبہ قبروں کے علاوہ قبرستان کے اطراف میں خالی موجود ہے۔ اس رقبہ میں سے تقریباً 15 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین ہیں، جو 120 کی تعداد میں ہیں جب کہ تقریباً 35 ایکڑ رقبہ باقی خالی ہے۔

(ب) ناجائز قابضین کو وقف رقبے سے بے دخل کرنے کے لیے زونل ناظم اوقاف بہاول پور اور منیجر اوقاف چشتیاں کو 98-4-20 کو ہدایات جاری کی گئیں مگر انہوں نے اس ضمن میں کوئی کارروائی نہ کی ہے۔ان کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت انضباطی کارروائی کی جا رہی ہے۔

آلودگی کا خاتمہ

358۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لاہور شہر میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو کنٹرول کرنے کے لیے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے اور اس کے عوام کو کیا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

(ب) سال1990ء تا دسمبر 1997ء تک کتنی ایسی گاڑیوں کے مالکان کے خلاف کارروائی کی گئی۔ کیا سزائیں دی گئیں اور کتنی گاڑیاں بند کی گئیں۔ سال وار تفصیل دی جائے۔

(ج) کیا حکومت دھوئیں کی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے کوئی ہنگامی بنیادوں پر پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو اس پر عمل درآمد کب سے شروع ہو گا۔

اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (حاجی محمد عرفان احمد خان ڈاہا)

(الف) وزیر ٹرانسپورٹ کی سربراہی میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کو کنٹرول کرنے کے لیے متعدد اجلاس منعقد ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر ایک اجلاس مورخہ 12-7-1997 کو لاہور شہر کے ٹرانسپورٹروں، بس، ویگن، رکشہ، ٹیکسی اونرز ایسوسی ایشن کا ہوا جس میں ٹرانسپورٹروں کو محکمے نے ہدایت کی کہ اپنی گاڑیوں کو مکینیکل اور باڈی وائز درست کریں، فنی خرابی دور کریں۔ خصوصی طور پر رکشہ اونرز ایسوسی ایشن کو کہا گیا کہ رکشہ کے سلنسر اور فنی نقائص دو ماہ کے اندر اندر درست کروالیں بصورت دیگر نقائص والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے بند کر دی جائیں گی۔ محکمہ کے افسران کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائے جائے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے گاڑیوں کی فنی درستی کو یقینی بنانے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ متعلقہ موٹر وہیکلز ایگزامنر، ڈی۔ایس۔پی ٹریفک اور محکمہ ماحولیات کے نمائندہ پر مشتمل ہے۔ اس طرح موٹر وہیکلز ایگزامنر کے صوابدیدی اختیارات ختم کر کے یہ اختیارات مذکورہ کمیٹی کو دے دیے گئے ہیں۔ جس کے دور رس اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ مزید براں شور اور ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے کے لیے محکمہ ٹرانسپورٹ نے جنگی بنیادوں پر فنی خرابی والی گاڑیوں کے خلاف خصوصی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ متعلقہ موٹر وہیکلز ایگزامنر + ٹریفک مجسٹریٹ اور ٹریفک پولیس کے اجلاس بلائے جا رہے ہیں۔ جس میں سلنسر کی خرابی اور دھواں دینے والی اور شور کرنے والی گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی تیز کر دی گئی ہے۔

متعلقہ موٹر وہیکلز ایگزامنر نے بہت بڑی تعداد میں نقائص والی گاڑیوں کی فٹنس معطل کرتے ہوئے ان کی رجسٹریشن بکس قبضہ میں لیں اور مالکان کو ہدایات کیں کہ گاڑی کو درست کروا کر مذکورہ بالا کمیٹی کے سامنے بسلسلہ انسپیکشن پیش کیا جائے کہ تا کہ متعلقہ گاڑی کا فٹنس سرٹیفکیٹ بحال کیا جائے۔ یہ مہم جاری ہے جس سے کافی حد تک دھواں

چھوڑنے والی گاڑیوں کے چلنے میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ب) سال 1990ء تا دسمبر 1997ء تک لاہور میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے مالکان کے خلاف جو قانونی کارروائی کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	کل گاڑیاں چالان ہوئیں	کتنی گاڑیاں بند ہوئیں	جرمانہ عائد کیا گیا
1-	1990	21	10	6600
2-	1991	15	7	5600
3-	1992	14	35	4250
4-	1993	2131 Trafic Sector Secy-RTA	63	129220
5-	1994	3548	80	162192
6-	1995	1354	77	82740
7-	1996	7354	105	483435
8-	1997	11456	117	586950

(ج) حکومت آلودگی کو ختم کرنے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر کام کر رہی ہے اور اس ضمن میں ٹریفک چیکنگ کی مہم تیز کر دی گئی ہے۔ مزید براں گاڑیوں میں آلودگی کی سب سے بڑی وجہ دو سٹروک انجن والی گاڑیاں مثلاً رکشہ اور موٹر سائیکل ہیں۔ جن کا استعمال نئے اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے شروع ہونے پر کم ہو جانے کا اور آلودگی میں بھی خاطر خواہ کمی ہو جائے گی۔

لاہور میں ٹریفک کے انتظامات

380۔جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) حکومت نے لاہور ریلوے اسٹیشن کے چاروں اطراف میں بڑھتے ہوئے ٹریفک رجحان کو روکنے کے لیے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں اور ان پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت نے پرائیویٹ بس اسٹینڈز کو گنجان آباد جگہ سے باہر نکالنے کے لیے کوئی حکمت عملی تیار کی ہے۔

(ج) مجوزہ لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم کے ذریعے بسوں کے روٹ کیا ہوں گے۔ کیا شمالی لاہور کے

لیے اس پروگرام میں روٹ اور بسیں رکھی گئی ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ(حاجی عرفان احمد خان ڈاہا)،

(الف) محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے ریلوے اسٹیشن کے ارد گرد ٹریفک کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کے لیے 36 جاری شدہ اجازت نامے 1987ء میں منسوخ کر دیے تھے متاثرہ فریقین نے عدالت عالیہ سے مختلف رٹ ہائے کے ذریعے رجوع کیا اور عدالت عالیہ کے مشروط حکم امتناعی کے تحت چل رہے ہیں۔ ان Halting Points کے خلاف اجازت نامے کی شرائط کی خلاف ورزی پر قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ یکم جولائی 1997ء سے 30 اپریل 1998ء تک 3646 چالان عدالتوں میں پیش کیے گئے ایسے Halting Points جو مجاز اتھارٹی کی اجازت اور عدالت کے کسی حکم کے بغیر چل رہے ہیں ان کی تعداد میں وقتاً فوقتاً رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔ ان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے موقعہ پر موجود گاڑیوں کو قبضہ پولیس میں لیا جاتا ہے۔ حکم جولائی 1997ء سے لے کر 30 اپریل 1998ء تک 1016 گاڑیاں قبضہ پولیس میں لی گئیں۔

(ب) ایل۔ڈی۔اے(ٹیپا) اور میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی رپورٹس کے مطابق فی الحال بس اسٹینڈز کو گنجان آباد جگہ سے نکالنے کے لیے مزید کوئی بس اسٹینڈ نہیں بنایا جا رہا تاہم موجودہ بس اسٹینڈز اور نیو ویگن اسٹینڈ کے حالات بہتر بنائے جا رہے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بسوں اور ویگنوں کو موجودہ بس و ویگن اسٹینڈ میں جگہ مہیا کی جا سکے۔ ایل۔ڈی۔اے ٹیپا اور میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی رپورٹس ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) مجوزہ لاہور ٹرانسپورٹ سسٹم میں حکومت بسوں کے روٹ تجویز کرے گی۔ لیکن بس کمپنیاں اپنا روٹ سسٹم عوام کی ضرورت اور سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے خود متعین کریں گی۔ تاہم شہر کے تمام علاقوں کی ضرورت کو مد نظر رکھا جائے گا۔ بس کمپنیاں مجوزہ علاقوں میں سڑکوں کی صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب تعداد میں بسیں چلانے کی تجاویز پیش کریں گی۔

مجالس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ارشد عمران سلہری، جناب چیئرمین! سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ تحریک متعلقہ نصاب گورنمنٹ کالج لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی ملک عمر فاروق، جناب چیئرمین! میں سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے، سوال نمبر 695 اور 696 پیش کردہ ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ تک توسیع کر دی جائے۔ (تحریک منظور ہوئی)

استحقاق

جناب چیئرمین، اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ میاں محمد ثاقب خورشید کی تحریک استحقاق تھی انھوں نے واپس لے لی ہے لہذا اسے dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق ملک سرفراز حسین کھوکھر صاحب کی ہے جو pending چلی آ رہی ہے۔اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور دیں گے۔

سٹی مجسٹریٹ شیخوپورہ کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ without going through the merits of this motion آج ہی ملک صاحب اور متعلقہ مجسٹریٹ صاحب کی میں نے بیٹھ کر بات کروائی ہے۔ ان کے مطابق یہ تھا کہ ایسا کوئی واقعہ میں نے نہیں کیا اور نہ ہی ٹیلی فون پر ایم پی اے صاحب کی شان میں ایسی گستاخی کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو گفتگو ان سے کرائی گئی ہے اس سلسلے میں ان سے میری گزارش یہی ہوگی کہ اگر وہ اس کو پریس نہ فرمائیں تو زیادہ بہتر ہے اور اگر وہ پریس کرتے ہیں تو پھر میں میرٹ پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی ملک سرفراز حسین کھوکھر صاحب۔

ملک سرفراز حسین کھوکھر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب سے ابھی میری بات ہوئی ہے۔ میں نے انھیں یہیں اسمبلی سے ہی ٹیلی فون کیا ہے اور بتایا ہے۔ اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور، جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے دوست اس کو پریس کرتے ہیں تو پھر میں میرٹ پر بات کر لیتا ہوں۔ جو تحریک استحقاق میرے دوست نے داخل کرائی ہے' ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق وہ معاملہ ایسا تھا کہ سردار محبوب حسین ڈوگر جو کہ سابقہ ایم پی اے ہیں' وہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے defaulter ہیں۔ اس سلسلے میں ایک ٹیم جو ان کے پاس رقم کی وصولی کے لیے ان کے ڈیرے پر گئی' وہاں پر ان کے بیٹے واصف صاحب انھیں ملے اور واصف صاحب نے یہ کہا کہ اس وقت ہم آپ کو بیس ہزار روپے دے سکتے ہیں اس سے زائد نہیں۔ چنانچہ وہ ٹیم جو ان کے ڈیرے پر گئی تھی اس نے ان سے بیس ہزار روپے لیے اور وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پر چلی گئی۔ اب آگے ان کا پارٹ ٹو ہے کہ انھوں نے مجسٹریٹ صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور ان سے پوچھا کہ آپ وہاں پر گئے تھے تو انھوں نے کہا کہ میں گیا تھا۔ کس سلسلے میں گئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ وہ ایگریکلچر ٹیکس کے defaulter ہیں۔ انھوں نے اتنے پیسے ادا کرنے ہیں۔ اس لیے ان سے ریکوری کے سلسلے میں ہم وہاں گئے تھے۔ ان کے بیٹے نے بیس ہزار روپیہ دیا ہے وہ ہم لے کر آ گئے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب کہتے ہیں کہ میں حلفاً کہنے کو تیار ہوں کہ اس کے علاوہ میری ان سے کوئی اور بات نہیں ہوئی۔ نہ میں نے ایم پی اے صاحب کی شان میں کوئی ایسی گستاخی کی ہے' نہ ہی میں سوچ سکتا ہوں اور نہ ہی ایسی بات کا کوئی وجود ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ اوّل تو ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر کوئی ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی ایسی بات ہے تو میں اس پر معذرت بھی چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کہ کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ میرے خیال کے مطابق اس کو مسترد فرمایا جائے۔ کیونکہ یہ breach of privilege ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین، جناب کھوکھر صاحب! آپ اس جواب اور معذرت سے مطمئن ہیں؟

ملک سرفراز حسین کھوکھر، جناب والا! جب بھی کبھی ایسا معاملہ ہوتا ہے تو معذرت کے ساتھ اسے ختم کر دیا جاتا ہے۔ میرے ساتھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور میں بھی تو بطور ممبر اس ہاؤس میں کہہ رہا ہوں۔ جو میں نے یہاں کہا ہے اس نے ہوبہو وہی کیا ہے۔ اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، چونکہ وہ نہ اس معذرت سے اور نہ آپ کے ان حقائق سے جو آپ کی طرف سے ان کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں مطمئن ہیں۔ وہ ہاؤس کے فلور پر اس بات کو حلفاً کہہ رہے ہیں کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ لہذا میں لاءمنسٹر صاحب سے اس معاملے میں رہنمائی چاہوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجہ)، قبل اس کے کہ آپ کوئی رولنگ دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس معاملے کی دو دن سے تحقیق کر رہے ہیں۔ معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کیا گیا تھا یقین کیجئے کہ ان کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے متعلقہ افسر سے بات کی ہے اور میں نے علیحدگی میں بھی اس سے بات کی ہے۔ ایک ایسا افسر جو ریکوری کے سلسلے میں کسی کے پاس گیا ہو اور جو genuine defaulter بھی ہو۔ اس افسر کو صرف اس جرم کی سزا دیں کہ وہ وہاں کیوں گیا تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہوگی۔ پہلی بات جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ اس واقعہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی زیادتی کی گئی ہے تو اس نے معذرت بھی کر لی ہے۔ اس نے معافی مانگی ہے۔ لیکن معزز ممبر کا استدلال یہ ہے کہ وہ کسی اور سے جا کر معافی مانگے جو کہ بات ہوئی ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ افسر ریکوری کے لیے جس کے پاس گیا تھا اس سے معافی مانگے۔ اگر آپ تھوڑی سی مہلت دیں تو اس معاملے کو مزید scrutinize کیا جا سکتا ہے اور مزید دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صحیح کام کرنے والے افسر کی بھی حوصلہ شکنی ہوگی اور معاملات زیادہ خراب ہوں گے۔ اسی ایوان کو ہم نے گورنمنٹ کے پیسے سے چلانا ہے اگر ریکوریوں سے پیسہ نہیں آئے گا تو یہ ایوان کیسے چلے گا' یہ صوبہ کیسے چلے گا' یہ ترقیاتی سرگرمیاں کیسے چلیں گی؟ اگر ایک افسر ریکوری کے سلسلے میں کسی کے پاس جاتا ہے اور پھر

ناکردہ گناہ کی اسے سزا دی جائے۔ یہ مناسب نہیں ہوگا۔ میں آپ سے التماس کروں گا کہ اس کو pend فرما لیں۔ اس کو مزید دیکھ لیتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں اگر میں واقعی محسوس کرتا کہ ان کا privilege breach ہوا ہے تو یقین کیجئے میں نے ہاؤس میں کبھی بھی اس بات کا stand نہیں لیا میں نے ہمیشہ ممبران کے استحقاق کے سامنے concede کیا ہے۔ لیکن genuinely اگر بنتا ہو تو ہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہوگی اور اپنے معزز رکن سے یہ استدعا ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس نے معافی مانگی ہے وہ دوبارہ معافی مانگنے کے لیے تیار ہے۔ لیکن اس کو اس طرح نہ لیا جائے۔ اگر آپ مہلت دے دیں گے تو مناسب ہوگا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے پھر اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ آپ کی اس تحریک کو pend کیا جاتا ہے۔

ملک سرفراز حسین کھوکھر، کس تاریخ کے لیے؟

حاجی ملک عمر فاروق، میں یہ گزارش کروں گا کہ لاءمنسٹر صاحب متعلقہ افسر کو اور فاضل ممبر کو اپنے پاس بلا کر دونوں کے معاملات کی غلط فہمی دور کرا دیں تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب چیئرمین، ہم اسی لیے اس کو ایک دن کے لیے pending کر رہے ہیں۔ اگر کھوکھر صاحب کو اطمینان ہو جاتا ہے تو پھر وہ میرا خیال ہے کہ اس کو پریس نہیں کریں گے۔

وزیر جنگلات، فشریز، وائلڈ لائف (ملک سلیم اقبال)، I am on a point of personal explanation

جناب چیئرمین، جی۔ Personal explanation.

وزیر جنگلات، فشریز، وائلڈ لائف، جناب والا! 19 ستمبر کے اجلاس میں میرے محکمے کے متعلق ایک تحریک التوائے کار آئی۔ جس کا جواب میرے پاس نہ پہنچنے کی وجہ سے سپیکر صاحب نے اس تحریک التوائے کار کو pend کر دیا۔ اس دن سپیکر صاحب نے یہ ریمارکس نہیں دیے کہ میرا کوئی کنٹرول اپنے محکمے پر نہیں ہے اور نہ ہی کل تحریک التوائے کار کے حوالے سے میں نے سپیکر صاحب کے متعلق یہ ریمارک پاس کیا کہ سپیکر صاحب نے جو ریمارک پاس کیا ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آج کے شمارے میں "A Parliament of Justice" کے عنوان سے کالم نویس نے یہ لکھا ہے

کہ میرا ہدا نخواستہ اشارہ سپیکر صاحب کی طرف تھا اور میں اسی وجہ سے کل oath taking ceremony میں نہیں گیا۔ جناب والا! اس بات میں کوئی حقیقت نہیں' نہ ہی اس کی کوئی بنیاد ہے۔ نہ سپیکر صاحب نے اس دن میرے متعلق یہ ریمارک پاس کیا اور نہ ہی میرا اشارہ کل سپیکر صاحب کی طرف تھا' جو ریکارڈ میں موجود ہے۔ 19 ستمبر کی ریکارڈنگ بھی یہاں پر موجود ہے اور کل کی ریکارڈنگ بھی یہاں پر موجود ہے۔ میرا اشارہ نہ محرک کی طرف تھا' نہ سپیکر کی طرف تھا۔ میرا اشارہ اس کالم نویس کی طرف تھا جس نے اپنے کالم میں یہ بات لکھی۔ مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ پریس کی آزادی ہے۔ ان کے اپنے خیالات ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں' خواہ وہ میرے خلاف لکھیں یا میرے حق میں لکھیں۔ لیکن وہ ان کے اپنے خیالات ہیں اور میں نے ان کے خیالات کے متعلق یہ کہا تھا کہ جواب نہ آنا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ تحاریک التوائے کار پینڈنگ ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی محرک نہیں ہوتا۔ کبھی جواب نہیں آتا اور ہدانخواستہ سپیکر صاحب کے ساتھ میرے تعلقات کبھی خراب نہیں رہے۔ میں ان کا تہہ دل سے احترام کرتا ہوں کل چونکہ میرا وقفۂ سوالات تھا اس وجہ سے میں ان کے حلف کی تقریب میں نہیں جا سکا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ کالم نویس صاحب اپنا ریکارڈ درست کریں۔ اگر کوئی سپیکر کسی وزیر کے متعلق کوئی ریمارکس دیتے بھی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری اصلاح کے لیے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے لیے ایک مشعل راہ ہوتا ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور ہم اپنے اخبار نویسوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔ ان کو آزادی ہے کہ وہ جس طریقے سے چاہیں اپنے خیالات دیں لیکن ایک دوسرے راستے پہ ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ یہی میری گزارش ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر رہی۔

جناب چیئرمین، جی' شکریہ۔ یہ اگلی تحریک استحقاق جناب عثمان ابراہیم صاحب کی ہے جو انھوں نے واپس لے لی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار جناب حاجی محمد حیات خیر صاحب کی ہے۔ یہ کل بھی تشریف نہیں لائے تھے تو یہ پینڈنگ کر دی گئی تھی وہ آج بھی تشریف نہیں لائے تو اس کو dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ جاوید

اخلاص صاحب کی ہے۔

گوجر خان' پیر پھلائی کینال روڈ کی مرمت

راجہ محمد جاوید اخلاص، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گوجر خان' پیر پھلائی کینال روڈ مندرہ پر آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ جس سے علاقہ کے عوام میں شدید بے چینی ہے۔ ابھی چند یوم پہلے دولتالہ کے نزدیک ایک آئل ٹینکر نے تین افراد کو کچل دیا۔ جس سے سارا دن عوام نے احتجاج کیا اور ٹریفک معطل رہی جس کی وجہ سے 3 لاکھ کی آبادی کا تحصیل اور ضلع ہیڈ کوارٹر سے رابطہ منقطع رہا اور خاص طور پر مریضوں کو شدید پریشانی ہوئی۔

ہائی وے محکمہ نے دو سال سے اس سڑک کی کشادگی اور امپروومنٹ شروع کر رکھی ہے اور سڑک اکھیڑ کر چھوڑ دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ٹریفک میں سخت خلل واقع ہو رہا ہے اور لوگ سکول' ہسپتال اور دفاتر میں بروقت نہیں پہنچ پاتے۔ جس سے علاقے میں شدید بے چینی ہے لہذا اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ گوجر خان' پیر پھلائی کینال روڈ کی کل لمبائی 42 کلومیٹر ہے اور اس سڑک کی توسیع اور بہتری کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء کے نمبر 613 پر شامل ہے۔ یہ سکیم جون 1996ء کو منظور ہوئی تھی اور اس پر کل لاگت کا تخمینہ 59.5 ملین تھا۔ جون 1998ء تک اس پر کل 8.6 ملین خرچ ہوئے اور 5 کلومیٹر سڑک کے ٹکڑے کی توسیع ہوئی۔ اس مالی سال میں اس سڑک کے لیے صرف 04. ملین مختص کیے گئے ہیں۔ اس سڑک پر کام 3 گروپوں میں ٹھیکے داروں کو الاٹ کیا گیا ہے اور مالی وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے ٹھیکے داروں کو ادائیگی کی پریشانی لاحق ہے۔ تھوڑا سا کام لیٹ ہوا ہے۔ اس مالی سال میں جو پیسے release ہوئے ہیں وہ ناکافی ہیں تو اس سلسلے میں محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی کو گزارش کی جا رہی ہے کہ وہ اس پر مزید پیسے دیں تاکہ یہ سڑک جلد سے جلد مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد اس پر کام شروع ہو جائے گا اور میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ٹریفک کا یہ مسئلہ ٹھیک ہو جائے

کا تو میری گزارش یہ ہے کہ اس میں امید تو یہی ہے کہ اسی سال میں اس کی توسیع کا کام مکمل ہو جائے گا اگر میرے دوست اس پر مطمئن ہیں تو اس میں مزید بحث والی بات تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جی' راجہ جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑا معقول جواب دے دیا ہے اور جس طرح کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ محکمہ خزانہ کو ہدایت جاری کر رہے ہیں کہ وہ اس سڑک کے لیے فنڈز دیں تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید ہے کہ اس پر جس طرح انھوں نے commitment کی ہے ضرور عمل در آمد ہو گا۔

جناب چیئرمین، تو آپ اس پر زور نہیں دیتے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا یہ پارلیمانی سیکرٹری مواصلات جواب دے رہے تھے؟ کیا یہ پارلیمانی سیکرٹری مواصلات ہیں؟ یہ وزیر مواصلات کے ساتھ ہیں؟ اگر ایسا ہے تو شیخوپورہ تا فیصل آباد روڈ' جو فیصل آباد سے جھنگ اور جھنگ سے کراچی جاتی ہے' وہ سڑک اس قدر خطرناک ہے۔ کیا اس کے بنوانے کا بھی کوئی ارادہ ہے۔ جب کہ بجٹ میں وہ سڑک تھی اور اس پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، صدیق سالار صاحب! آپ اس کے لیے کوئی الگ تحریک التوائے کار لائیں تو اس پر بھی گفتگو ہو سکتی ہے۔ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اگلی تحریک التوائے کار میاں عبدالستار (پی پی۔ 234) کی ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 28 یا 29؟

جناب چیئرمین، جی تحریک التوائے کار نمبر 28۔

عباسیہ لنک نہر میں پانی کی عدم فراہمی

میاں عبدالستار (پی پی۔234)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنج ند ہیڈ ورکس سے جاری شدہ نہروں کے ذریعے ملنے والے پانی کا جو کہ 1933ء میں ہیڈ ورکس بنانے

جانے کے وقت لگائے گئے اندازے جس سے ہیڈ ورکس سے سیراب ہونے والے رقبے پر صرف پچاس فی صد فصلیں اگانا مقصود تھا۔ مگر بعد میں یہ محسوس کیا گیا کہ اس رقبے پر فصلیں سو فی صد سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی ہیں تو اس علاقے کے لیے ایک نئی عباسیہ کینال اسکارپ نمبر 6 کے منصوبے کے تحت چھ سال پہلے مکمل کی گئی۔ مگر کروڑوں روپے کی لاگت سے نہر مکمل ہونے کے باوجود آج تک اس میں پانی نہیں چھوڑا گیا۔ جس کی وجہ سے ٹیل پر پانی کا مسئلہ سخت سنگین ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محکمہ انہار نے چھوٹے راجباہوں پر وارہ بندی شروع کر دی ہے جس سے چھوٹے کسان سخت پریشان ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس ایوان کی کارروائی روک کر اس اہمیت عامہ کے مسئلے پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا بڑا لمبا چوڑا جواب ہے جس کو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ فاضل رکن نے مسئلہ زیر بحث لانے کے لیے یہ جو تحریک پیش کی ہے یہ پنج ند ہیڈ ورکس سے جاری شدہ نہروں کے ذریعے ملنے والے پانی سے متعلق ہے 1933ء میں لگائے گئے اندازے کے مطابق جب کہ ہیڈ ورکس بنایا گیا تھا' اس سے سیراب ہونے والے رقبے پر صرف 50 فی صد فصلیں اگانا مقصود تھیں مگر بعد میں یہ محسوس کیا گیا کہ اس رقبے پر فصلیں 100 فی صد سے بھی تجاوز کر گئی ہیں تو اس علاقے کے لیے ایک نئی عباسیہ کینال سکارپ نمبر 6 کے منصوبے کے تحت 6 سال پہلے مکمل کی گئی مگر کروڑوں روپے کی لاگت سے نہر مکمل ہونے کے باوجود آج تک اس نہر میں پانی نہیں چھوڑا گیا جس کی وجہ سے ٹیل پر پانی کا مسئلہ سنگین ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محکمہ انہار نے چھوٹے راجباہوں پر وارہ بندی شروع کر دی ہے جس سے چھوٹے کسان سخت پریشان ہیں اور استدعا کی گئی ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ فاضل رکن نے تحریک میں پنج ند عباسیہ نہری نظام سے آب پاشی اور سکارپ نمبر 6 منصوبہ کے تحت بنائی گئی نئی عباسیہ کینال کے بارے میں جو نکات اٹھائے ہیں اس ضمن میں صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ پنج ند ہیڈ ورکس سے جاری

شدہ پنج ند اور عباسیہ نہروں پر تقریباً 16 لاکھ ایکڑ سی سی اے رقبہ ہے اس میں تقریباً 10 لاکھ ایکڑ رقبہ ششماہی ہے یعنی ششماہی نہروں پر ہے۔ جب کہ چھ لاکھ ایکڑ سالانہ نہروں پر ہے۔ اس سسٹم پر ڈیزائن آب پاشی سالانہ نہروں کے لیے 80 فی صد اور ششماہی نہروں کے لیے 70 فی صد مقرر کی گئی تھی۔ بعد ازاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے آب پاشی کے رقبہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ اب دوران سال 98-1997ء میں تقریباً 19 لاکھ ایکڑ رقبہ کاشتہ کو پانی مہیا کیا گیا۔ اس طرح 137 فی صد سالانہ intensity حاصل ہوئی۔ محکمہ نے بہتر منصوبہ بندی کر کے نہروں میں زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کر کے یہ کامیابی حاصل کی ہے۔ سارے کاشتہ رقبہ کے لیے مطلوبہ نہری پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ چند نہروں پر وارہ بندی کی گئی تاہم فصلات کو خراب ہونے سے بچایا گیا۔ جہاں تک عباسیہ لنک نہر کا تعلق ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیم اور تھور پر قابو پانے کے لیے واپڈا نے جو سکارپ نمبر 6 کا منصوبہ تشکیل دیا اس میں canal component کے تحت نئی نہریں' جن میں عباسیہ لنک نہر' عباسیہ فیڈر اور صادق فیڈر شامل ہیں' تعمیر کیں۔ پنج ند اور اس کی برانچ نہروں مچن' رحیم یار خان' صادق اور ڈلاس برانچ میں سارا سال پانی چلنے سے بہت سا رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہو گیا۔ منصوبہ کے تحت سیکم کو کم کرنے کے لیے یہ متبادل نئی نہریں تعمیر کی گئیں۔ تاکہ پنج ند ہیڈ ورکس سے ہی ان نہروں کے ذریعے موجودہ نہروں کی ربیع سپلائی بائی پاس کر دی جائے اور پنج ند نہر کو تقریباً ششماہی نہر کر دیا جائے۔ سکارپ نمبر 6 منصوبہ کا فیز 1 پر کام ہوا اور نئی متبادل نہریں ابھی پوری طرح مکمل نہیں ہوئیں۔ ان نہروں کا بقایا کام اور ان کو چلانے کے لیے منسلک ضروری کام سکارپ نمبر 6 کا فیز 2 سکیم میں شامل ہے۔ یہ منصوبہ وفاقی حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہے اور اس کے لیے فنڈز وفاقی حکومت نے واپڈا کو مہیا کرنے ہیں۔ یہ نئی نہریں جو ابھی نامکمل ہیں' واپڈا ہی کی تحویل میں ہیں اور یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے فیز 2 منصوبہ پر جلد عمل درآمد ہونے کی توقع نہیں۔ علاوہ ازیں منصوبہ کے تحت جو اضافی پانی مہیا کرنے کی تجویز تھی۔ موجودہ صورت حال میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے منصوبے کے لیے اضافی پانی کی دستیابی کا مسئلہ بھی درپیش ہے۔ تاہم حکومت پنجاب اس مسئلہ سے پوری طرح آگاہ ہے۔ محکمہ آب پاشی اور واپڈا مل کر اس منصوبے کا بغور جائزہ لے رہے ہیں تاکہ موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس منصوبہ سے جلد از جلد مستفید ہو سکیں۔ نیز یہ ہے کہ پنج ند نہر اور دیگر موجودہ نہروں کی اصلاح Rehabilitation

and Improvement کی منصوبہ بندی کر کے عمل درآمد کیا جانا مقصود ہے۔ میری ان گزارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے، میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ فاضل محرک اس پر زور نہیں دیں گے اور میرے اس جواب سے مطمئن ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی، میاں صاحب۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے ان کی پوری بات سنی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی وجہ سے پانی کی کمی ہے۔ جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ نہریں مکمل نہیں ہیں۔ نہریں مکمل ہیں۔ اور عرصہ دراز سے مکمل ہیں۔ ان میں پانی نہ چھوڑنے کی وجوہات پتا نہیں کیا ہیں؛ پنج ند ہیڈ ورکس پر تقریباً چار پانچ مہینے سے سندھ پانی کا ڈسچارج دیکھتا اور کنٹرول کرتا ہے۔ اس چار پانچ مہینے میں یہ پوزیشن ہوتی ہے کہ سندھ کے کوٹے سے زیادہ ڈسچارج سندھ میں جا رہا ہوتا ہے۔ اگر پانی کی کمی ہے، اس کو پورا سال نہیں چلا سکتے تو کم از کم پانچ چھ مہینے تو چلا سکتے ہیں اور وہ پانچ چھ مہینے وہ ہوتے ہیں، جب کپاس کی فصل پک رہی ہوتی ہے۔ مئی سے لے کر ستمبر، اکتوبر اور نومبر تک پانی وافر ہوتا ہے۔ جہاں تک یہ ہے کہ اس جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ نہریں مکمل نہیں ہیں۔ نہریں سو فی صد مکمل ہیں۔ ان کو محکمہ انہار کا چیف انجینئر لینے کے لیے بھی تیار ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؛ کچھ کہتے ہیں کہ پورا منصوبہ چلتا ہے تو پنج ند نہر کو ششماہی کر دیا جائے گا۔ اور چند بااثر سیاستدان جو اس طرف بھی بیٹھے ہیں اور اس طرف بھی ہیں، وہ اس منصوبے میں رکاوٹ ہیں۔ اس طرح کی افواہیں وہاں گردش کرتی رہتی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بے شک کوئی کمیٹی بنا دی جائے، بے شک گورنمنٹ چاہے تو وہاں جا کر اس نہر کو دیکھے جو مکمل ہے۔ اس کو چلانے میں قطعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں چیف انجینئر بہاولپور نے لکھا ہے کہ فیز 2، سو ملین کا پراجیکٹ ہے۔ اس میں سے مجھے صرف دس ملین دے دیا جائے تو میں عباسیہ نہر چلا دوں گا۔ اور اس عباسیہ نہر کے چلانے سے نہ صرف چولستان کے غیر آباد رقبہ میں وافر پانی ہوگا بلکہ نہروں کی بندی جس کا معزز پارلیمانی سیکرٹری نے اقرار کیا ہے کہ بندی ہم کرتے رہتے ہیں، یہ بندی کا سسٹم بھی ختم ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہوگی کہ میں اس جواب سے قطعاً مطمئن نہیں ہوں۔ اس لیے میری اس تحریک التواء کو آب پاشی کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا

اس کا کوئی اور حل نکالا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! میں نے تو بڑی وضاحت سے اس کا جواب دے دیا تھا۔ جیسا کہ میرے یہ دوست بھی مانتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اس میں جو انھوں نے فرمایا ہے کہ وہاں پر محکمے والے چلے جائیں' میں تو اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ اگر یہ کہتے ہیں تو ہم محکمے والوں کو ہدایات دے دیتے ہیں کہ وہ موقع پر جا کر فاضل دوست سے مل لیں۔ اب ان کی منشاء کے مطابق وہاں جو عمل ہونا چاہیے' اس میں کچھ مشکلات ہیں۔ ان میں سے چند ایک وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں اور جو وفاقی حکومت سے متعلقہ ہیں ان پر تو اس ایوان میں بحث نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ دوست فرماتے ہیں تو ہم محکمہ آب پاشی کو ہدایات دے دیتے ہیں کہ وہ موقع پر جا کر ان مشکلات کو دیکھیں اور ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک وفاقی حکومت کے فنڈ دینے کا یا سکارپ کے فیز 2 کا تعلق ہے۔ میں اس پر بحث نہیں کر رہا۔ وہ تو ایک لمبا پراجیکٹ ہے۔ وہ پراجیکٹ تو خاصی نہروں کا احاطہ کرتا ہے۔ نئی ڈرینج پر احاطہ کرتا ہے۔ میں صرف ایک نہر کی بات کر رہا ہوں' جو مکمل ہے۔ اس کے ہیڈ ورکس سے صرف درے کھلنے ہیں اور نہر نے چلنا ہے اور اس کو چلانے میں رکاوٹ یہ ہے کہ اس میں سے کچھ جگہ muscat اگ آیا ہے صرف صفائی ہونا باقی ہے۔ یہ لمبی نہر ہے اس کے لیے ایس۔ ای رحیم یار خان نے صرف دس ملین مانگے ہیں کہ مجھے ایک کروڑ روپیہ دے دیں تو میں اس نہر کو چلا لوں گا۔ اب صرف مسئلہ یہ ہے۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! آپ نے ان کے آخری جملے کو شاید توجہ سے نہیں سنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم متعلقہ محکمے کو یہ ہدایت جاری کر رہے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں تمام ضروری کارروائی کریں۔ کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میری صرف یہ گزارش ہے کہ جہاں تک محکمہ کا تعلق ہے وہ تو میری سیکرٹری صاحب سے اس معاملہ میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ سیکرٹری آب پاشی بھی اس نہر کو چلانے کے حق میں قطعاً نہیں ہیں۔ اس کی وجوہات کچھ اور ہیں۔

جو میرے شبہات ہیں وہ میں اس ہاؤس میں نہیں کہنا چاہتا۔ مگر میری یہ گزارش ہے کہ مجھے یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اس ہاؤس کی کمیٹی ہو یا اگر وزراء اتنے بااختیار ہوں' کیونکہ سیکرٹری کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خاصا "ڈاڈا" آدمی ہے۔ تو وزراء کی سطح پر ہی کم از کم ایک کمیٹی بنا کر اس کی رپورٹ تو وزیر اعلیٰ کو پیش کریں کہ نہر مکمل ہے۔ اس کے پل مکمل بن چکے ہیں۔ اب تو نہر ٹوٹنے لگی ہے۔ میں صرف ایک نہر کی بات کرتا ہوں اور جو وفاقی حکومت کا پیسہ آتا ہے وہ پراجیکٹ کے لیے آتا ہے۔ اس کے لیے سیکنڈ فیز ہے اور اس میں اور نہریں ہیں' ڈرینج سسٹم ہے۔ اس میں ایس۔ ای رحیم یار خان سرکل نے صرف دس ملین مانگے ہیں۔ کہ آپ مجھے دس ملین دے دیں تو میں نہر چلا دوں گا۔ اس سلسلے میں یقین دہانی کرا دیں۔

جناب چیئرمین، جی' چونکہ وہ بار بار ایک ہی بات کو insist کر رہے ہیں۔ وہ کمیٹی کے بارے میں فرما رہے ہیں۔ آپ اس سلسلہ میں تھوڑی سی ان کی تشفی فرما دیں کہ آپ اس بات کے لیے تیار ہیں۔ اس پر کوئی کمیٹی بنا دی جائے یا پھر ان کو اپنے الفاظ میں یقین دہانی کرا دیں جس سے وہ مطمئن ہو جائیں جنھوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ، جناب چیئرمین! میں نے تو پہلے ہی یہ عرض کیا تھا کہ جیسے میرے یہ دوست فرماتے ہیں ہم محکمے کو ہدایت کر دیتے ہیں۔ وہ موقع پر چلے جاتے ہیں اور ان کی منشاء کے مطابق جو بھی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اب جو فنڈز کا معاملہ ہے' اس کے اوپر تو ہم کوئی commitment نہیں دے سکتے۔ وہ تو سی۔ ایم صاحب دے سکتے ہیں۔ ان کا جو بھی مسئلہ ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے تو وہ ڈیپارٹمنٹ خود لکھ کر فنڈز مانگ سکتا ہے' اگر اتنا سنگین مسئلہ ہو۔

میاں عبدالستار (پی پی 234) ، سیکرٹری صاحب اس منصوبے کو کئی بار دیکھ چکے ہیں۔ وہ دلیل دے کر کہتے ہیں کہ اس منصوبے پر 6۔ ارب روپیہ فضول لگا ہے۔ یہ لگانا نہیں چاہیے تھا۔ کالا باغ سے جب تک پانی نہیں آئے گا یہ نہیں ہو سکتا۔ ان کی تو گفتگو ہی یہی ہوتی ہے۔ وہ تو اس پورے پراجیکٹ کے ہی خلاف ہیں۔ جس پر 6۔ ارب روپیہ لگا ہے۔ میں بات کر رہا ہوں کہ یہ پیسہ نہیں دے سکتے' یہ مجھے یہ کہیں کہ ایک مہینے میں' دو مہینے میں' تین مہینے میں منسٹر جائے گا اور وہاں جا کر حالات

دیکھے گا۔ جہاں تک محکمے کے آفیسرز کی بات کرتے ہیں تو آفیسرز کو میں جانتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب چیئرمین! اس سلسلے میں پھر ایسے کرتے ہیں کہ اس کو pending فرما دیں۔ منسٹر ایگیشن سے بات کر کے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ پھر اس کو pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

پنجاب سے باہر آٹے کی نقل و حمل پر پابندی

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس تقریباً اکاون ہزار ٹن روزانہ آٹا پیسنے کی صلاحیت کی آٹے کی ملیں رجسٹرڈ ہیں۔ غیر رجسٹرڈ شدہ آٹے کی ملوں کی استعداد دس ہزار ٹن روزانہ سے زیادہ ہے جب کہ پنجاب کی روزانہ کی ضرورت اٹھارہ ہزار ٹن ہے۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً چار صد آٹے کی ملیں آٹا پیس رہی ہیں۔ جب کہ پنجاب کی ضرورت صرف ڈیڑھ سو ملوں سے پوری کی جا سکتی ہے۔ بقیہ فلور ملیں اپنا آٹا دوسرے صوبوں کو بیچ کر ملک کی آٹے میں ضرورت پورا کرنے میں معاون ثابت ہو رہی تھیں۔ مگر حکومت پنجاب کے حالیہ فیصلے سے جس کے تحت پنجاب سے باہر آٹے کی نقل و حمل پر پابندی لگا دی گئی ہے' پنجاب میں آٹے کی پسائی کا کاروبار بند ہونے لگا ہے اور ساتھ ہی ملک کے دوسرے حصوں میں آٹے کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں جس کی وجہ سے ملک کے اکثر حصوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین، جی' فوڈ منسٹر صاحب۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان ڈاکوانی)، جناب سپیکر! اس تحریک التوا میں محرک نے ان مسائل کا ذکر کیا ہے جو دوسرے صوبوں کے لوگوں کو درپیش ہیں۔ پنجاب کے عوام کی بہتری کے لیے ہم نے جو اقدامات اٹھائے ہیں اس میں ہم نے سمگلنگ کو بند کیا ہے جس سے پنجاب کے عوام کو وافر مقدار میں آٹا مل رہا ہے اور حکومت نے جو نرخ مقرر کیے ہیں انہی نرخوں پر میسر ہے۔ اب اس

میں دوسرے صوبوں میں گندم کی قیمت یا آٹے کی قیمت زیادہ ہے' اس کا پنجاب سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے کہ وہ دوسرے صوبوں کی جو بھی کمی ہے اس کو پورا کرے۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے میں یہاں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں اور کئی مرتبہ میں گزارش کر چکا ہوں کہ پچھلے تیرہ چودہ ماہ میں پنجاب نے اپنے وسائل سے صوبہ سرحد اور بلوچستان کو تقریباً ساڑھے تیرہ لاکھ ٹن آٹا سپلائی کیا ہے۔ کیوں؟ صرف یہ کہ پنجاب ایک بڑا بھائی ہے۔ پنجاب ان کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہے اور یہ اسلام کے عین اصولوں کے مطابق بھی ہے۔ پھر یہ نہیں کہ آپ تو پیٹ بھر کر کھا رہے ہوں اور آپ کا ہمسایہ بھوک سے نڈھال ہو' یہ تو اسلام کے اصولوں کے ویسے بھی منافی ہے۔ لہٰذا اُسی اصول کے تحت اور اُسی جذبے کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب ان دونوں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کی request پر ان کو روزانہ کے حساب سے تقریباً ساڑھے چار ہزار ٹن آٹا فراہم کرتے رہے۔ حالانکہ یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری تھی۔ آج میں پھر ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پھر یہ بات جب وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں لائی گئی کہ 15 اگست 1998ء سے یعنی گزشتہ کوئی ایک ماہ سے ہم نے وہ پریکٹس بند کر دی تھی کہ آپ کی جو بھی ضروریات ہیں وہ وفاقی حکومت سے لیں تو وہاں سے پھر ڈیمانڈ آئی کہ نہیں جناب! آپ پنجاب سے مہربانی کریں اور ہمیں آٹا فراہم کریں۔ پنجاب کے مل اونرز نے بھی کہا کہ ہمارے بھی کاروبار پر تھوڑی سی زد پڑی ہے تو آپ مہربانی کریں۔ تو اس وقت میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب کو جو latest information دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابھی کل ہی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دوبارہ تین ہزار ٹن یعنی تیس ہزار بوری ہم ان دونوں صوبوں کو روزانہ کے حساب سے دیں گے۔

جناب چیئرمین! میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ جہاں تک پنجاب کی فلور ملوں کا تعلق ہے تو ان کی بھی دیکھ بھال کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ان کے کاروبار کو دیکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ دوسرے صوبوں میں آٹے کی ارزاں نرخوں پر فراہمی' وہ بھی پنجاب کے ایک بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے۔ اور ہم اپنی تمام ذمہ داریوں سے باحسن عہدہ برآں ہو رہے ہیں۔ آپ اس میں پریشان نہ ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو دوسرے صوبوں سے بھی کوئی شکایت نہیں آئے گی۔

جناب چیئرمین! جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے' کل اس پر ایک تحریک پیش ہوئی تھی' آپ

صدارت بھی فرما رہے تھے جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس ہاؤس نے خراجِ تحسین پیش کیا۔ میں اس حوالے سے بھی صرف آپ کی اجازت سے چند سیکنڈ لوں گا کہ جتنے ممبران بھی یہاں تشریف فرما ہیں' یہ پنجاب کے عوام کی جو دلوں کی آواز ہے' یہ اپنی زبان سے یہاں ادا کرتے ہیں۔ کل اس ہاؤس نے اپنے قائد ایوان کو جو خراجِ تحسین پیش کیا دراصل وہ پنجاب کے سات کروڑ عوام کی طرف سے خراجِ تحسین تھا۔ کیوں کہ جناب چیئرمین! شاید قائد حزب اختلاف' شاید یہاں بیٹھے ہوئے میرے کئی دوست بشمول میرے' ہمیں اتنا احساس نہ ہو' لیکن اس غریب سے جا کر پوچھیں کہ جس کے گھریلو بجٹ میں ڈیڑھ دو سو روپے مہینے کا فرق پڑا ہے اور وہ جھولیاں اٹھا کر دعائیں دے رہا ہے۔ وہ مخصوص طبقہ جس کی محدود آمدنی ہے' جو تنخواہ دار طبقہ ہے' جیسے ہمارے کلرک ہیں' ہمارے نائب قاصد ہیں' وہ چھوٹے سکیل کے ملازمین کے جب گھریلو بجٹ میں اتنی بچت ہوئی ہے تو وہ جھولیاں اٹھا اٹھا کر دعائیں دے رہے ہیں۔ پھر یہ ایک سزا اور جزا پر مبنی پوری کائنات ہے۔ جناب چیئرمین! آپ تو ماشاء اللہ ایک ادیب بھی ہیں' آپ ان چیزوں کو سمجھتے بھی ہیں۔ اگر یہ سزا و جزا نہ ہوتی' اگر یہ جنت اور جہنم کا تصور نہ ہوتا تو پھر تو کھلے عام چھٹی ہوتی۔ کوئی کسی سے پوچھنے والا نہ ہوتا۔ یہاں قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھی یقیناً اپنی ایک جمہوری خدمت انجام دے رہے ہیں اور یہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم حکومت کو ان کے غلط کاموں پر ٹوکیں اور ان کی اصلاح کریں۔ لیکن یہاں میں دکھ کے ساتھ اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے محترم بھائی اور دوست قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ کاش کل اگر وہ ایک ہی فقرے میں یہ بات کہہ دیتے کہ ہاں' حکومت پنجاب یا وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ صحیح اور احسن فیصلہ کیا ہے یا صحیح قدم اٹھایا ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ لیکن وہ کہہ رہے تھے کہ اس میں appreciation والی کون سی بات ہے یا اس میں کیوں ہم ان کی تعریف کریں۔ لیکن جہاں یہ تنقید کرتے ہیں وہاں یہ appreciate بھی کریں کہ دو' تین ارب روپیہ جو پچھلے سالوں میں جب ان کی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور جو نگرانوں کا دور حکومت تھا ان کی غفلت ' نالائقی اور بے ایمانی کی وجہ سے پنجاب کے اندر ایک بحران آیا اور جو ہمیں ورثے میں ملا' جس کی وجہ سے پنجاب نے 14 لاکھ ٹن گندم درآمد کی تھی۔ جس پر ہماری 3 ارب روپے کی سبسڈی خرچ ہوئی اور اس سال جناب چیئرمین! آپ کی دعاؤں سے ' اس پورے ہاؤس کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی

سے پنجاب نے ایک دانہ بھی، من کی بات نہیں، بلکہ ایک دانہ بھی درآمد نہیں کیا اور پھر تین ارب روپے کی بچت ہوئی اور جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے دیکھا کہ اس سال ہمارے محکمے نے اچھی کارکردگی کی ہے اور ہم نے اپنا ٹارگٹ حاصل کیا ہے الحمد للہ ہمارے گوداموں میں بھی گندم وافر ہے تو کیوں نہ وہ تین ارب روپے اٹھا کر دوبارہ پنجاب کے عوام کی جھولی میں ڈال دیے جائیں۔ ان کو کیوں نہ کچھ ریلیف دے دیا جائے۔ چنانچہ ایک روپیہ فی کلو یا چالیس روپے فی من کی کمی کر کے تقریباً دو ارب اور چالیس کروڑ روپیہ دوبارہ پنجاب کے عوام کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ تو کیا یہ مستحسن قدم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اس تحریک التوا کے حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے عالیہ فیصلے کی روشنی میں دونوں صوبوں میں آٹے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ قیمتیں بھی صحیح ہیں۔ وہاں پر یہ وافر مقدار میں ہے۔ ان کے جو حدشات ہیں وہ غلط ہیں اور میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ کم از کم اس مسئلے پر محکمہ خوارک نے جو اقدامات کیے ہیں ان کی بدولت یہ اس پر زور نہ دیں اور اس کو واپس لے لیں۔

جناب چیئرمین، جی۔ شکریہ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! خاکوانی صاحب نے بڑے دھواں دار طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم از کم اس چیز سے بھی واقف ہوں گے کہ وراثت ہمیشہ اپنے بزرگوں سے ملتی ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں یہ وراثت کا لفظ استعمال کر رہے ہیں وہ یقیناً اس چیز کی تائید کر رہے ہیں کہ ان کے بزرگوار جو اس وقت وزیر اعظم بنے بیٹھے ہیں وہ نوے اور پچاسی میں یہاں وزیر اعلیٰ بھی تھے۔ تو ان کو یہ وراثت وہاں سے ملی ہے جس پچھلی گورنمنٹ کا ذکر کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اور صرف ایک ہی فقرے میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ اس کے ساتھ ہی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب چیئرمین۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، جی کیا اب بھی آپ کے اتنے تفصیلی جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟ میرا خیال ہے کہ انھوں نے آپ کی تحریک التوائے کار کے سکوپ سے بھی بڑھ کر جواب دے دیا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! آپ مجھے دو منٹ دیں۔ میری عرض ہے کہ وزیر صاحب نے چند ایک ایسی باتیں کی ہیں جن کا میں جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین! پہلی گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ پنجاب سے باہر کا مسئلہ ہے اور آپ باہر کے لیے کیوں پریشان ہیں؟ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے اور ہم سب کو پاکستان کے لیے پریشان ہونا چاہیے۔ مگر میری تحریک التوائے کار میں باہر کا کوئی ذکر نہیں ہے اور پنجاب سے باہر تو باہر ہی ہے۔ جب وقت آئے گا تو اس کا پتا چلے گا۔ جو اندر کی بات ہے وہ تو میں نے صرف طزموں کا مسئلہ اٹھایا تھا۔ اس سلسلے میں ایک دو حوالے دینا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میرے ہاتھ میں پاکستان کا آئین ہے۔ اس کا آرٹیکل 151 ہے اور میں ان کی تسلی کے لیے اس کا اردو version پڑھوں گا۔ اس کے آرٹیکل نمبر 151 کی شق نمبر 1 میں لکھا ہے کہ،

(1) شق (2) کے تابع، پاکستان بھر میں تجارت، بیوپار اور رابطے کی آزادی ہو گی۔

(2) مجلس شورٰی (پارلیمنٹ) قانون کے ذریعے، ایک صوبے اور دوسرے صوبے کے درمیان یا پاکستان کے اندر کسی حصے میں تجارت، بیوپار یا رابطے کی آزادی پر ایسی پابندیاں عائد کر سکے گی جو مفاد عامہ کے لیے درکار ہوں۔

(3) کسی صوبائی اسمبلی یا کسی صوبائی حکومت کو اختیار نہیں ہو گا کہ،

(الف) کوئی ایسا قانون بنائے یا کوئی ایسی انتظامی کارروائی کرے جس میں اس صوبے میں کسی نوع یا قسم کی اشیاء کے داخلے یا اس صوبے سے ان کی برآمد کی ممانعت یا تحدید کی گئی ہو،

تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ ابھی کورٹ میں بھی جائے گا۔ یہ مسئلہ یہاں کی ملیں بند ہونے کا مسئلہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سبسڈی تو صرف پنجاب کے لیے ہے وہ پنجاب کو دیں۔ مگر کوئی

ایسا حل ضرور نکالیں کہ یہاں کی انڈسٹری چلتی رہے۔ اور یوٹیلٹی سٹور پر یا دوسری جگہوں پر سب سڈائز ریٹ پر آٹا دستیاب ہو اور جو آٹا باہر جائے گا اس کے لیے ایسے پرمٹ جاری ہوں گے ۔ تو اس کے لیے کوئی نہ کوئی طریق کار نکالیں۔ آٹے کی ضروریات تو 380 ملیں پوری کر سکتی ہیں یہاں 400 ملیں ہیں۔ مگر یہاں کی تو 400 ملیں بند ہو رہی ہیں اس کے متعلق سوچنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین دوسری بات انھوں نے کہی ہے کہ پنجاب کا فائدہ اور پنجاب سے باہر۔ ہم کہتے ہیں کہ صوبائی تعصب کو ہوا دی جا رہی ہے۔ جب لاہور میں آٹا پونے سات روپے بکے گا اور دالبندین میں جا کر وہ سترہ روپے بکے گا تو میری عرض ہے کہ وہ بھی پاکستان کا حصہ ہے۔وہ باتیں ہوں گی۔ خیر میں تو ان باتوں میں نہیں جاتا۔ یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ چونکہ انھوں نے بات کی ہے میں نے تب بات کی ہے انھوں نے کہا ہے کہ جی ہمسائے ہیں۔۔ یہ ہمسائے والی بات نہیں ہے وہ تو ہمارے بھائی ہیں۔ یہ ہمسائے والی بات نہ کریں۔ وہ ہمارے ہمسائے نہیں ہیں' وہ ہمارے بھائی ہیں۔ جناب چیئرمین، آپ نے تو صرف دو منٹ لیے تھے مگر آپ کی بات تو لمبی ہو گئی۔

میاں عبدالستار (پی پی 234): جی ہاں۔ میری عرض یہ ہے کہ لمبی چوڑی تقریر کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہاں کی انڈسٹری بند ہو رہی ہے ۔ اس انڈسٹری کے لیے ان کو کوئی نہ کوئی لائحہ عمل بنانا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں بات کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے جواب دیا ہے اور ساتھ ہی میں اس کو withdraw کرتا ہوں۔

وزیر خوراک، جناب چیئرمین ! میں نے اپنی گزارشات میں تھوڑا سا پس منظر بیان کیا تھا اور میری ان باتوں کا وہ حصہ شاید میاں صاحب کے کانوں میں نہیں پڑا۔ میں نے گزارش کی تھی کہ ابھی کل ہی ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کو صوبہ پنجاب سے تین ہزار بوری روزانہ جائے گی جس سے ان کا وہ خدشہ کہ پنجاب کی ملیں بند ہو جائیں گی' دور ہو جانا چاہیے۔ وہ ملیں بند نہیں ہوں گی۔ کیونکہ پنجاب کی ملوں کو دیکھ بھال کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ وہ ملیں بند نہیں ہوں گی۔ دوسرے عوام کو ہماری اپنی گندم کا سستا اور معیاری آٹا ملے گا۔ میں اپنے اس مقدس ایوان کے معزز ارکان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری گندم غذائیت کے اعتبار سے قدرے بہتر ہے۔ تو ہم وہ آٹا ان کو بھجوا رہے ہیں۔ لہٰذا میں آپ کے توسط سے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ

ان کے جو خدشات ہیں کہ پنجاب کی ملیں بند ہو جائیں گی میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ پنجاب کی تمام فلور مل ایسوسی ایشنز اور تمام مل مالکان ہمارے حالیہ فیصلے پر مطمئن ہیں اور دونوں صوبے بھی مطمئن ہیں۔ انھوں نے اپنی consent بھی بھیجی ہے کہ ہم آپ کے فیصلے سے مطمئن ہیں۔ تو انشاء اللہ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو پریس نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی میاں صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب چیئرمین! اگر وزیر موصوف صرف ایک لائن یہی کہہ دیتے کہ ہم تیس ہزار ٹن بھیجتے ہیں اور لمبی چوڑی تقریر نہ فرماتے تو میں اس کو اسی وقت withdraw کر لیتا۔ اب میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا۔ میں اسے withdraw کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اس تحریک disposed of کیا جاتا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا دامن پکڑتے ہوئے میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ سال جو فصل پیدا ہوگی، آٹا تین چار روپے فی کلو سستا ہو جائے گا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے مجھے یقین ہے کہ حکومت اس سلسلے میں اقدامات کر رہی ہے۔ وہ جس تیزی کے ساتھ زراعت میں آگے بڑھ رہی ہے اور صنعتی انقلاب لانے کے لیے دن رات اقدامات کر رہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ فصل کے بعد یہاں آٹا تین چار روپے فی کلو سستا ہو گا۔ اور میں اپنے مسلم لیگی ساتھیوں سے اور خاص کر اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ چند ماہ ان باتوں کا تذکرہ نہ کیا کریں دعا کیا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ خوراک کے معاملے میں اس ملک کو خود کفیل بنائے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جرح کرنے کی بجائے ہاؤس میں کسی اور طرف توجہ دیا کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ خواجہ صاحب۔ مگر آپ کی خدمت میں میری گزارش ہے کہ براہ کرم آپ اس بات کو محسوس کریں کہ تحریک التوائے کار کا جو وقفہ تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اسے disposed of کر دیا گیا ہے۔ آپ کے یہ فرمودات بہت خوبصورت ہیں لیکن بغیر کسی پوائنٹ آف آرڈر کے یا بغیر کسی ایسی بات کے اور بغیر چیئر کی اجازت کے آپ کھڑے ہو کر ایک لمبی چوڑی تقریر فرما دیتے ہیں۔ آپ ہمارے بہت ہی اہم اور معزز رکن ہیں براہ کرم آپ تھوڑا سا decorum کا خیال رکھا

کریں اور کارروائی کو آگے چلنے دیا کریں۔ شکریہ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! جو چیز disposed off ہو چکی ہے اس پر بات کرنا کوئی متعلقہ بات نہیں ہے ۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں ۔ اب قانون سازی کریں۔ کل قائد حزب اختلاف وقت کی کمی کے باعث اپنی تقریر نہیں کر سکے تھے ۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کی بھرتی کے لیے تین مرتبہ اشتہارات شائع ہوئے ۔ ہزاروں نوجوانوں نے انٹرویو بھی دیے اور میرٹ لسٹیں بھی بن گئیں۔ اب تیسری مرتبہ اس کو کینسل کر دیا گیا ہے۔ یہ روز روز کا مذاق ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ میرٹ پر بھرتی ہونی چاہیے ۔بالکل کسی ایم پی اے کی سفارش تسلیم نہ کی جائے اور نہ کوئی کوٹا مقرر کیا جائے ۔ لیکن جو غریب ایم۔ اے ' بی۔ اے پاس لڑکے دھکے کھاتے پھر رہے ہیں ۔ ان کی چھاتیاں' قد کی پیمائش سب کچھ ہو گیا ہے۔ سارے میرٹ بن گئے اب پھر تیسری مرتبہ پھر بین لگا کر ان کی بھرتی روک دی گئی ہے ۔ اس سے بڑی تشویش پیدا ہو ئی ہے۔ یہ بار بار مذاق کیا جا رہا ہے ۔ ویسے بھی وہ بےروزگار پھر رہے ہیں لیکن اگر کسی کو روزگار کا موقع ملتا ہے تو ان کو موقع دینا چاہیے ۔

وزیر خوراک، جناب چیئرمین! ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ آپ ان کو اجازت ہی نہ دیتے ۔ یہ relevant ہی نہیں ہے ۔ وہ کھڑے ہو کر' اپنی معذوری کا سہارا لے کر یا فائدہ اٹھا کر تقریر کر دیتے ہیں ۔

جناب چیئرمین، تو ہمیں ان کی معذوری کا انھیں الاؤنس تو دینا ہو گا۔ اس لیے کہ وہ سنتے نہ ہیں ۔ جناب قائد حزب اختلاف سید احمد خان منیس۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون، پیشہ ورانہ تربیت کی کونسل پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب چیئرمین! میں آج اپنی بات کا آغاز اس بل پر کر رہا ہوں جو کہ حکومت نے پیش کیا ہے۔اس میں یہ کہا گیا ہے کہ

To provide for the establishment of the Punjab Vocational Training Council

جناب چیئرمین! پنجاب حکومت اس بل کے ذریعے محکمہ عشر و زکوۃ میں ایک ایسی کونسل قائم کرنا چاہ رہی ہے جو کہ پنجاب کے ہر ضلع میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کرے گی اور ایک آرڈیننس کے ذریعے کونسل معرض وجود میں آ چکی ہے۔ جو کونسل کے اور لوگ نامزد ہوئے ہیں میں ان کے بارے میں عرض کروں گا اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں اس کے نامزد کردہ لوگوں کے نام بھی پیش کروں گا۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں میں آپ کی توجہ اس جانب دلوانا چاہوں گا کہ حکومت جب بھی کوئی نیا قانون لے کر آتی ہے تو ظاہر ہے اس کے کوئی اغراض و مقاصد ہوتے ہیں۔ میں اغراض و مقاصد اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان کے بنانے کا کوئی مقصد ہوتا ہوگا۔ ایک تو ہوئے اغراض و مقاصد اور ایک ہو گئے محرکات۔ اس کے کوئی محرکات بھی ہوں گے۔ جب میں اغراض و مقاصد کی بات کرتا ہوں تو اس کے لیے' اس معزز ایوان کے لیے کیا کوئی brief دینے کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے؟ ایک بل تو دے دیا کہ فلاں چیز کی تعریف یہ ہو گی۔ یہ کونسل اس طرح بنی گی۔ یہ ہوگا' وہ ہوگا۔ لیکن اس کے جو اغراض و مقاصد ہیں' اس کی جو strategy ہے' جس پر ہم نے یہاں بحث کرنی ہے وہ کبھی کسی قانون سازی میں نہیں دی جاتی اور وہی حال اس قانون سازی کے ساتھ ہے۔ اغراض و مقاصد کے بارے میں انھوں نے کچھ نہیں بتایا۔ کم از کم اگر اس چودھویں ترمیم کی اس لٹکتی تلوار کے آگے میرے معزز دوست جو کہ سرکاری بنچوں پر تشریف فرما ہیں وہ اس میں حصہ لینے سے قاصر ہیں تو کم از کم ہم لوگ کہ جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے اگر ہم اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو ایسی کوئی methodology قائم کرنی چاہیے۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کم از کم محکمہ ہمیں بریف کرے

کہ حکومت چاہتی کیا ہے؟ پھر ہم بہتر طریقے سے اپنی آراء دے سکتے ہیں۔ پھر یہ معاملہ ہے بھی ایسا کہ جس کا براہ راست عشر و زکوٰۃ کے حوالے سے اسلام سے اس کا تعلق ہے ۔ میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ ہمیں بالکل یہ نہیں بتایا گیا کہ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ ہاں البتہ جو اس کے پس منظر میں محرکات ہیں ان کا مجھے پتا ہے اور وہ میں آپ کے سامنے پیش بھی کروں گا۔

جناب چیئرمین! بڑی مشکل سے strategy paper سنٹرل زکوٰۃ کمیٹی، اسلام آباد سے کوشش کر کے حاصل کیا ہے اور اس میں جو کچھ مجھے نظر آیا اس پر میں نے اور میرے رفقائے کار نے بحث کی ہے ۔ اب میں بتاؤں گا کہ اس قانون سازی کی ضرورت نہیں ہے ۔

اول یہ کہ اس کے محرکات ایسے ہیں کہ زکوۃ فنڈ کا غلط استعمال کیا جائے گا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ یہ جو کونسل بنے گی اور جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم ہوں گے ۔ ان کے ملازمین کی تنخواہیں اور جتنے اخراجات ہوں گے وہ زکوٰۃ فنڈ میں ادا کیے جائیں گے ۔ اس قانون سازی کے پیچھے ایک ایسا محرک ہے جو کہ mis-use of the Zakat Fund ہوگا ۔ میں کل والی بات کے بارے میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ میرے بھائی حافظ الحاج اقبال خان عاکوانی صاحب نے بھی بات کی، کہ چونکہ ان کا تعلق بھی زکوٰۃ کے ساتھ ہے ۔ انھوں نے فرمایا کہ قائد حزب اختلاف کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے تھی ۔ جناب والا! میں نے تو یہ عرض کیا کہ سستا آٹا فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ اس کی آپ self projection کیا چاہتے ہیں؟ کیا یہ معزز ایوان قانون سازی کے لیے بنا ہے؟ کیا اسے صوبائی اسمبلی پنجاب کہا جاتا ہے یا انجمن ستائش باہمی کہا جاتا ہے؟ ہم اسے انجمن ستائش باہمی کا درجہ نہ دیں۔ہم اس کو ایک قانون ساز ادارے کا درجہ دیں اور اس کو اسی تک محدود رکھیں۔ پھر وہ آٹا جو کہ زکوٰۃ فنڈ میں سے دیا جا رہا ہے کیا وہ جائز ہے ۔ کیا اس کی تقسیم یا اس کی سبسڈی جائز ہے ۔ یہاں میرے محترم بھائی صاحب زادہ فضل کریم صاحب بیٹھے ہیں وہ اسلام اور اسلامی قوانین کے بارے میں مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میں اتنا نہ سمجھتا ہوں لیکن جو کچھ میرے علم میں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ زکوٰۃ کا پیسہ اس آٹے کے سستا کرنے پہ یا سبسڈی دینے پہ خرچ نہیں ہو سکتا۔ پھر اس سے پہلے فوڈ سٹیمپ سکیم شروع کی گئی۔وہ بھی زکوٰۃ فنڈ کے پیسے سے شروع کی گئی اور اس کی تقسیم through certain distribution committees جو کہ حکم رانوں کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی وساطت سے بنائی گئیں۔ ان کے ورکرز اس میں شامل

تھے۔ اس آٹے کو جو کہ حکومت زکوٰۃ فنڈ سے دے رہی ہے تقسیم کر رہے ہیں۔ تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس میں انھوں نے مستحقین اور غیر مستحقین کا کیا طریقِ کار رکھا ہوا ہے؟ میں یہ بھی کہوں گا کہ جو آٹا تقسیم کیا جا رہا ہے وہ مضر صحت ہے۔ میں نے کل بھی یہ بات کہی تھی کہ اگر آپ اس آٹے کو لیبارٹری سے چیک کرائیں تو اس کے test results یہ آئیں گے کہ آٹا قابل استعمال نہیں۔ تو کیا یہاں یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ سستے آٹے کے نام پر حکومت موت بانٹ رہی ہے؟ اور اگر میں ایک مثبت چیز کو point out کرتا ہوں تو میرے معزز وزیر خوراک اس کو غلط رنگ میں کیوں لیتے ہیں؟ میں نے جو کچھ point out کیا' میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس کی اصلاح کر دے' اگر ایک غلط چیز ہو رہی ہے تو اس کو صحیح کر دے۔ کیا آپ اور ہم زکوٰۃ کے مستحق ہیں؟ قطعاً نہیں۔ ہم تو زکوٰۃ دینے کے مستحق ہیں۔ میں پھر اپنی بات کو دہراؤں گا کہ آیا یہ آٹا مستحقین میں تقسیم ہو رہا ہے؟ آپ قرار دادیں ضرور پیش کریں۔ جس کو آپ اچھا سمجھتے ہیں اسے اچھا کہیں لیکن ساتھ ہی جو چیز بُری ہو اسے بُرا بھی ضرور کہیں۔ پرسوں یہاں میرے معزز بھائی ارشد لودھی صاحب نے بڑی اچھی بات کہی کہ امن و امان کی صورت حال حکومت کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ اس وقت ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ آپ ایک قرار داد مذمت لے آئیں اور اس پر بحث کریں۔

وزیر صنعت (جناب محمد ارشد خان لودھی)، نکتۂ ذاتی وضاحت۔ جناب والا! میں نے یہ بات نہیں کی۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ ہاؤس کے ایک معزز رکن پر اتنا تشدد ہوا ہے تو آپ اس بارے میں قانون سازی کریں تاکہ ہم اپنے کارکنان اور معزز شہریوں کا تحفظ کر سکیں۔ میرے بھائی قائد حزب اختلاف اگر اصلاح کر لیں تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت عوام کو روٹی سے زیادہ سیکورٹی کی ضرورت ہے۔ اگر تحفظ میسر نہیں آئے گا' تو پھر لوگ یہاں مرتے رہیں گے تو مرے ہوئے لوگوں نے تو آٹا استعمال نہیں کرنا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون سازی کے پیچھے misuse of Zakat funds کا motive ہے۔ اور پھر

It is simple duplicacy of the earlier developments of the Government.

عشر و زکوٰۃ محکمے میں VTIs بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس محکمہ تعلیم، لیبر ڈیپارٹمنٹ، سوشل ویلفیئر، انڈسٹریز، لوکل گورنمنٹ، پی این ڈی اور آباد کے محکمے میں پہلے ہی موجود ہیں، تو پھر یہ duplicacy کس لیے؟ کیا میری اس بات میں وزن نہیں کہ عشر و زکوٰۃ کے محکمے میں VTIs کو لانا زکوٰۃ فنڈز کا غلط استعمال کرنا ہے؟ کیونکہ اتنے سارے VTIs تو پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ میں نے ان مختلف محکموں سے یہ استدعا کی کہ آپ مجھے ایک فہرست فراہم کریں کہ ہر ایک محکمے میں کون کون سے اور کتنے VTIs ہیں۔ لیکن سوائے ایک کے کسی محکمے نے یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ ہمیں یہ information provide کرتے۔ ایسے حالات میں ہم یہاں کیا contribution کر سکتے ہیں؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہم یہاں قانون سازی میں contribution کریں۔ یہاں پر ہم صرف تنقید برائے تنقید کے لیے نہیں آتے اور حکومتی بنچز کی طرف سے یہ ایک غلط تاثر ہے کہ جو چیز ہم point out کرتے ہیں وہ غلط ہوتی ہے۔ کئی معاملات میں ہم ضرور غلط ہوں گے۔ ہماری رائے غلط بھی ہوسکتی ہے لیکن ہماری جو آراء صحیح ہیں خدارا اسے حکومت اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے اور ہماری طرف سے جو صحیح تراجیم یا آراء آتی ہیں انھیں تسلیم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کا سب سے بڑا اصول ہی یہی ہے کہ اگر کوئی اچھی چیز، چاہے اپوزیشن کی جانب سے ہی کیوں نہ ہو اسے تسلیم کر لیا جائے۔ پہلے تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کے کسی ذمہ دار آدمی سے یہ ضرور پوچھا جائے کہ جو informations میں نے ان محکموں سے مانگی تھیں مجھے وہ کیوں مہیا نہیں کی گئیں؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت میرے اس کام میں مداخلت کرنا چاہتی ہے۔ مجھے حکومت نے assist نہیں کیا۔ جبکہ محکموں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ہمیں assist کریں۔ صرف ایک محکمہ سوشل ویلفیئر نے ہمیں VTIs کی تعداد بتائی ہے۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ سوشل ویلفیئر میں پہلے ہی پچیس ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہومز برائے خواتین موجود ہیں۔ اسی طرح ان کے نگرز کے مطابق ایک ہزار پچاس لوکل انڈسٹریل ہومز ہیں۔ اس کے علاوہ ایجوکیشن، لوکل گورنمنٹ، لیبر، انڈسٹریز سب محکموں میں VTIs موجود ہیں۔ تو پھر ان کے ہوتے ہوئے زکوٰۃ و عشر کے محکمے میں آپ کو یہ VTIs بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ انھی کو update کریں۔ ان میں بہتر مشینری مہیا کریں۔ وہاں بہتر skills کے لیے

کام کریں تاکہ وہاں لوگ آئیں اور اچھے ہنر سیکھ کر باہر نکلیں۔ اور اگر آپ مستحقین کو یہ کرانا چاہتے ہیں تو پہلے سے موجود انہی اداروں میں مستحقین کے لیے نشستیں مخصوص کروا دیں۔ تو ان حالات میں، میں نہیں سمجھتا کہ اس کی کوئی ضرورت ہے کہ عشر زکوٰۃ کے محکمے میں یہ ووکیشنل ٹریننگ کونسل بنائی جائے اور اس کے تحت پھر یہ انسٹی ٹیوٹس قائم کیے جائیں۔ میں نے کوشش کر کے اسلام آباد سے ان کے strategy paper کے مطابق انفرمیشن حاصل کی ہے۔ اس میں دیا ہوا ہے کہ یہ ہر ضلعے میں ایک VTI بنانا چاہتے ہیں۔ پہلے ایک زکوٰۃ کونسل ہوگی پھر ایک بورڈ آف مینجمنٹ ہوگا، پھر اس کے بعد یہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس ہوں گے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس کے لیے کتنا سٹاف درکار ہوگا؟ اس میں ہزاروں لوگ بھرتی ہوں گے۔ ایک طرف تو حکومت کہتی ہے کہ محکموں کو ختم کردو، ڈاؤن سائزنگ کر دو، رائٹ سائزنگ کر دو، فضول خرچی ہو رہی ہے۔ جبکہ دوسری جانب اپنے motives کے لیے حکومت نئے ادارے قائم کر رہی ہے۔ جب میں strategy paper پر آؤں گا تو پھر بتاؤں گا کہ یہ کونسل کن لوگوں پر قائم ہوئی ہے۔اور پھر جو لوگ ان VTIs میں بھرتی کیے جائے ہیں لازماً وہ بھی منظور نظر ہوں گے۔ ایک طرف تو لوگوں کو نکالا جا رہا ہے اور دوسری طرف اپنے چہیتوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ قطعاً اس کی ضرورت نہیں۔ پہلے سے قائم شدہ VTIs کو فنانشل مدد دے کر update کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ایک طرف تو public utility departments wind up کر دیے گئے ہیں، مثلاً پی آر ٹی سی کو windup کیا گیا ہے۔ چلیں اچھا ہے، ایک سفید ہاتھی تھا، خسارے میں جا رہا تھا۔ آپ نے اس کو wind up کر دیا لیکن اس محکمے کے کئی ملازم آج تک مارے مارے پھر رہے ہیں، ان کو گولڈن ہینڈ شیک والا جو چکر دیا تھا انھیں وہ بھی نہ ملا، کسی دوسرے محکمے میں بھی نہ کھپایا گیا۔ اب وہ بے چارے گلیوں میں پھر رہے ہیں۔ اسی محکمے کا ایک VTI گجرگ میں واقع تھا تو محکمہ بند ہونے سے انھوں نے یہ VTI بھی بند کر دیا۔ یعنی ایک طرف تو پہلے سے قائم شدہ VTI بند کیے جا رہے ہیں جبکہ دوسری طرف نئے VTIs کھولے جا رہے ہیں۔ یہ دو عملی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دو عملی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک wastage of resources ہو گا، It would be a burden to the public exchequer. اور پھر مزے کی بات جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ صرف زکوٰۃ فنڈز کو misuse کرنے کے لیے قانون سازی ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ انھوں نے سب کچھ زکوٰۃ فنڈ سے کرنا ہے اور اس آرڈیننس کے تحت جو پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل قائم کی گئی ہے۔ گو اس وقت ہاؤس میں بہت کم تعداد میں معزز ممبران موجود ہیں لیکن جو بھی بیٹھے ہیں اور جن کو اس میں تھوڑی سی بھی دلچسپی ہے وہ سن لیں کہ زکوٰۃ کے پیسے سے جو VTI بنے گا، جو اس کی کونسل بنی ہے، کیا ان کا تعلق غریب یا متوسط طبقوں سے ہے یا ان کا تعلق امراء سے ہے؟ تو میں آپ کو ان امراء کے نام پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس کے چیئرمین سکندر ایم خان چیف ایگزیکٹو ملت ٹریکٹرز، بیگم کوٹ، شیخوپورہ روڈ لاہور ہیں اور حکومت نے ان کو سپیشل اسسٹنٹ کا درجہ دیا ہوا ہے اور یہ مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کریں گے۔ میرے معزز اراکین کے لیے یہ ایک نئی بات ہے ان کو پتا نہیں ہو گا کہ ایسے لوگ سپیشل اسسٹنٹ بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ منتخب لوگوں کا حق بنتا ہے لیکن اگر آپ نے غیر منتخب لوگوں کو بھی لانا ہے تو ان کو لائیے جن کا تعلق سیاست کے ساتھ ہے، کیونکہ یہ ایک سیاسی ادارہ ہے۔ اس کے بعد جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب ایم پی اے ہیں، چلیں ٹھیک ہے انھوں نے ان کو neglect کیا نہ وزارت میں لائے نہ مشاورت میں لائے اور نہ کسی اور معاملے میں لائے حالانکہ میں سمجھتا تھا کہ ان کا حق بنتا تھا۔ چلیں ان کو یہاں کھپا دیا گیا ہے۔ نمبر تین جناب جہانگیر ترین، چیئرمین ٹاسک فورس زراعت، یہ میرے بڑے معزز بھائی ہیں اور میرے کلاس فیلو ہیں لیکن He is acting like Minister for Agriculture. یوں سمجھ لیں کہ زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لیے وزیر کو بھی اس کونسل میں ڈال دیا گیا ہے۔ نمبر چار مسٹر طارق حمید چیئرمین پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری اس میں یہ بھی ایک غریب آ گئے۔ جناب چیئرمین! آپ حیران ہوں گے کہ ان کو بھی سپیشل اسسٹنٹ کا درجہ دیا ہوا ہے۔ یہ بھی حکومت پنجاب کے سپیشل اسسٹنٹ ہیں اور میرے خیال میں یہ کسی کو بھی پتا نہیں کہ یہ بھی سپیشل اسسٹنٹ ہیں۔ یہ بھی زکوٰۃ فنڈ تقسیم کریں گے۔ ان کے بعد ڈاکٹر اکمل حسین، ایم۔ ڈی، سید انجینئرز، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور، ماشاء اللہ ان کو زکوٰۃ تقسیم کرنے کا کافی تجربہ ہوگا۔ مستحقین اور غیر مستحقین کا بھی کافی تجربہ ہوگا۔ I will not go below the belt. پتا نہیں خود زکوٰۃ دیتے بھی ہیں یا نہیں دیتے۔ نمبر چھ پر جناب الماس حیدر، ایم۔ ڈی، سنتھیٹک پروڈکٹ انجینئرنگ لمیٹڈ سمال انڈسٹریل سٹیٹ، کوٹ لکھپت لاہور یہ بھی غریبوں کی نمائندگی کریں گے۔ نمبر سات پر جناب دانش کمال، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سینٹ جانز پارک

کینٹ لاہور۔ میں اس سے پہلے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ نام پیش کر چکا ہوں۔ جب میں نے بجٹ کے موقع پر تعلیم پر بات کی تھی تو اس میں میں نے کہا تھا کہ There are some particular type of names. جس میں دانش کمال تھے، میسرز فرگوسن تھے کہ انہی لوگوں کو بار بار متعدد محکمہ جات میں Without any proper advertisement ,without any proper procedure consultants دی جا رہی ہیں۔ یہ لوگ اپنے محکمے یا اپنے شعبے میں اچھے ہوں گے لیکن ایک طریق کار ہوتا ہے اور ان کو consultants دینے کے لیے ایک شفاف طریقہ ہونا چاہیے۔ پھر مسٹر منور بی احمد، ایم۔ ڈی کمپیوٹر گرافک اینڈ سسٹم پی۔ وی ٹی لمیٹڈ، مین بلیوارڈ گلبرگ لاہور ہیں۔ پھر سیکرٹری خزانہ، سیکرٹری ہائیر ایجوکیشن اور سیکرٹری محنت و افرادی قوت اس کے ممبر ہیں۔ یہ بے چارے تو بے بس لوگ ہیں۔ یہ تو لکیر کے فقیر ہیں۔ ان کو تو حکومت نے جیسے کہنا ہے انھوں نے ویسے کر دینا ہے۔ پھر پروفیسر سجاد حیدر چیئرمین ٹاسک فورس برائے پرائسز اینڈ امپلائیمنٹ بھی اس کے ممبر ہیں۔ یہ سب پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے ممبر ہیں جن کے نام میں نے آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔

جناب والا! میں اس کا انصاف آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آیا یہ صحیح لوگ ہیں؟ کیا ان کو اس میں ہونا چاہیے تھا؟ اس زکوٰۃ فنڈ کو تقسیم کرنے کے لیے، اسے استعمال کرنے کے لیے اسے misuse کرنے کے لیے یہ تمام امراء لوگ ہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ میرے محترم بھائی صاحبزادہ فضل کریم صاحب مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر میں آپ کی وساطت سے ان کی توجہ ان کے مسلک کی طرف بھی دلواؤں گا کہ کیا ان کا مسلک اور اسلام یہ اجازت دیتا ہے کہ زکوٰۃ کا پیسہ ایسی کونسل پر خرچ کیا جائے؟ کیا اس کی کنسٹرکشن، اس کی مشینری کی خریداری اور اس کے سٹاف پر یہ پیسہ خرچ کیا جا سکتا ہے؟

جناب والا! میں نے اپنی معلومات کے لیے اور آپ حضرات کو بتانے کے لیے جامعہ اشرفیہ سے ایک فتویٰ حاصل کیا ہے۔ میں نے انھیں ایک چٹھی لکھی کہ میں یہ رائے لوں کہ کیا زکوٰۃ کا پیسہ خرچ کرنا جائز بھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ میری معلومات کم بھی ہو سکتی تھیں۔ اس لیے میں نے مختلف علماء سے مشورہ لیا۔ میں ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ حکومت کافی عرصے سے چاہ رہی تھی کہ وہ کسی طریقے سے یہ زکوٰۃ فنڈ استعمال میں لے آئے لیکن غالباً چیئرمین سنٹرل زکوٰۃ کمیٹی نے

resist کیا تو حکومت نے ایک طریق کار اختیار کیا کہ ایک جیسی سوچ رکھنے والے علمائے کرام کو اکٹھا کر کے غالباً ان سے ایک اجازت لے لی کہ ہاں جی یہ پیسہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے میں نے محترم صاحب زادہ صاحب کا ذکر کیا یہاں میرے بھائی شرقپوری صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ ان کو بھی اس بارے میں مجھ سے زیادہ علم ہوگا۔ میں نے جامعہ اشرفیہ کو ایک چٹھی لکھی کہ حکومت پنجاب نے پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل قائم کی ہے اور اس سلسلے میں مسودہ قانون صوبائی اسمبلی پنجاب میں زیر غور ہے۔ مذکورہ کونسل جو امراء پر مشتمل ہے وہ ہر ضلع میں ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ قائم کرے گی اور بقول حکومت کے ان اداروں میں مستحقین زکوٰۃ مختلف ہنر سیکھیں گے تا کہ وہ ہنر مند بن کر سرکاری یا غیر سرکاری محکموں میں ملازمت کر سکیں۔ حکومت ان اداروں کو تعمیر کرنے، دیگر تنصیبات نصب کرنے اور ان میں بھرتی کیے جانے والے پورے سٹاف کی تنخواہیں بھی زکوٰۃ فنڈ میں سے دینا چاہتی ہے۔ اس مد میں اربوں روپے خرچ ہوں گے جو کہ strategy paper میں دیا ہوا ہے۔ کیا زکوٰۃ فنڈ میں سے ان اداروں کی تعمیر، دیگر امور اور سٹاف کی تنخواہیں دینا جائز ہے؟ تو اس کے جواب میں جامعہ اشرفیہ سے انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ مذکورہ اداروں کی تعمیر و تنصیبات پر اور ان میں بھرتی کیے جانے والے سٹاف کی تنخواہوں پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ان میں تملیک فقیر مفقود ہے جو کہ صحت ادائیگی زکوۃ کے لیے شرط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسہ ان ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس پر خرچ کرنا اسلام کے مطابق جائز نہیں ہے۔ ایک طرف ہم شریعت کا نظام لانے کی بات کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہم اسلام کے خلاف جو قوانین ہیں ان کو لا رہے ہیں اور زکوٰۃ فنڈ کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ پھر اس میں گورنمنٹ پنجاب نے ایک حقیر سی رقم بطور امداد دی ہے اور وہ رقم ساڑھے آٹھ کروڑ روپے کے لگ بھگ ہے تا کہ یہ نہ کہا جائے کہ یہ زکوٰۃ فنڈ میں سے ہی ہوگا۔ انھوں نے صرف ٹوکن منی دی ہے، جس کا میں آگے آکر ذکر کروں گا۔ اس ٹوکن منی پر بھی وہ سود وصول کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ سود اسلام میں حرام ہے۔ پچھلے دنوں میں نے اخبار میں پڑھا اور ان مفتی صاحب نے فرمایا کہ سود تو حرام ہے لیکن مارک اپ حلال ہے۔ تو کیا یہ اسی قسم کا اسلام لانا چاہتے ہیں؟ جناب چیئرمین! پاکستان کے عوام گزشتہ پچاس سال سے الٰہی قوانین اور قرآن و سنت کی بالا دستی کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور کون مسلمان ہے جو اس بات سے منکر ہوگا کہ شریعت جو کہ اسلام میں مسلمان کا سپریم لاء ہے نافذ نہ کی جائے۔ لیکن کس قسم کی شریعت؟

یہ دیکھنا بہت ضروری اور اہم ہے۔ اور میں یہ عرض کروں گا کہ ہر آنے والی حکومت یہ بات کرتی رہی کہ اسلام نافذ کیا جائے گا اور شریعت کا نفاذ ہوگا۔ لیکن یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوا اور اس کو حقیقت کا روپ دینے کی بجائے اس جذبے کا ہمیشہ استحصال ہی کیا گیا' سبز باغ دکھائے گئے ' جھوٹی امیدوں کو جنم دیا گیا۔ موجودہ حکومت بھی جس طریقے سے یہ بل پیش کر رہی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ خلوص نیت مجھے اس میں نظر نہیں آتی۔ اللہ کرے کہ وہ خلوص نیت سے شریعت نافذ کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن جس طریقے سے انھوں نے یہ کام شروع کیا ہے اور یہ ترامیم لائے ہیں یہ عین اسلام کے مطابق نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے ملک کے بحران' امریکی میزائلوں سے پیدا ہونے والی شرمندگی اور امن و امان کے مسئلے کو عوام کے ذہنوں سے دور کرنے کے لیے ایک strategy evolve کی ہے اور انتہائی جذباتی مسئلے کو exploit کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام اب اتنی بے وقوف نہیں رہی۔ اب ماشاء اللہ ہماری عوام میں کافی شعور ہے اور وہ سمجھتے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ یہ سب بہروپ کس لیے اپنایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شریعت کے مقدس نام پر ملک میں بد ترین آمریت کو تھوپنے کی ایک سازش ہے اور دل چسپ بات یہ ہے کہ نفاذ شریعت کے لیے جیسے میں نے عرض کیا-----

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، پتا نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں؛ لیکن آپ ایک سیکنڈ کے لیے مجھے سن لیجئے گا۔ منیں صاحب نے حکومت کی نیت پر شبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخلص نہیں ہے۔ میں بڑے پیار سے پوچھتا ہوں کہ ان کے پاس اس کا کیا criteria ہے کہ حکومت مخلص نہیں ہے؛ مسلمان کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، میں قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بہت خوب صورت تقریر فرماتے ہیں مگر براہ کرم انھوں نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ اس سے relevant باتیں کریں۔ اور جو آئینی ترمیم سے متعلق معاملات ہیں وہ وفاق تک ' قومی اسمبلی اور سینٹ تک رہنے دیں۔ مناسب ہوگا کہ وہ یہاں تک اپنے آپ کو محدود رکھیں ۔ شکریہ۔ relevant باتیں بہت مفید ہوتی ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کو اس

سلسلے میں خود بہت تجربہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ بجا فرما رہے ہیں کہ مجھے relevant ہونا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں relevant بات کر رہا ہوں کیوں کہ یہ معاملہ زکوٰۃ کے ساتھ ہے اور زکوٰۃ اسلام کا ایک جز ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ میں کوئی irrelevant بات کر رہا ہوں؟ میں زکوٰۃ کی بات کر رہا ہوں کہ زکوٰۃ کا پیسہ اس بارے میں استعمال نہیں کیا جا سکتا جس بارے میں یہ قانون سازی کی جا رہی ہے۔ میں آپ سے پھر عرض کر رہا ہوں کہ سود اسلام میں حرام ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ساڑھے آٹھ کروڑ روپیہ جو حکومت پنجاب نے ٹوکن منی دی ہے وہ سود پر دی ہے۔ میں آپ کو اس کا ابھی strategy paper پڑھ کر سناؤں گا اس کے مطابق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کون ایسا مسلمان ہے جو نظام شریعت سے منکر ہو۔ کوئی ایسا مسلمان نہیں ہوگا۔ میں جو شکوک کی بات عرض کر رہا ہوں' اس کے لیے میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ترامیم لائی جا رہی ہیں ان کا تعلق اس قانون سازی کے ساتھ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کو نظام شریعت کے نفاذ کی آڑ میں جو پاورز دی جا رہی ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبوں کو وفاقی احکامات کا پابند کیا جا رہا ہے۔ اپنے آپ کو most powerful بنانے کے لیے یہ کام کیا جا رہا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں خود شریعت کو بھی متنازعہ بنا دیا گیا ہے اور حکومت شریعت کے نفاذ کے بہانے آمریت کے نفاذ کا عندیہ دے چکی ہے۔ جناب چیئرمین! ماشاء اللہ آپ بہت ہی relevant آدمی ہیں اس بارے میں کہ آرٹیکل 239 میں جو ترامیم لائی جا رہی ہیں وہ دیکھیں کہ وہ کیا کہتی ہیں؟ کیا اس میں' میں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں گا کہ پاکستان کو ایک مغل بادشاہ کا کھیل بنایا جا رہا ہے؟ یہاں پر مختلف لوگوں کے حوالے سے یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ اسلام میں حکومت کا کوئی tenure نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب والا! اس سے پہلے بھی آپ میرے فاضل دوست اور قائد حزب اختلاف کو یہ پوائنٹ آؤٹ کر چکے ہیں۔ میری بھی یہی گزارش ہے کہ ان کو رولز کے مطابق زکوٰۃ اور عشر کونسل کے بل پر strictly confine کرنا چاہیے' اب وہ آرٹیکل 239 اور اسلامک لاز کی بات

کو لے آئے ہیں۔ اس کا اس آرٹیکل کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ He should confine to the Bill جو کہ اس وقت زیر بحث ہے۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، اب مختلف لوگ ہیں کوئی کہتا ہے کہ اسلام میں حکومت کا کوئی tenure نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس میں تو وزیر اعظم کو امیر المومنین قرار دے دینا چاہیے۔ یہ جو شکوک و شبہات ہیں یہ کس لیے جنم لے رہے ہیں؟ یہ اسی لیے جنم لے رہے ہیں کہ اس میں ایسی ترامیم لائی جا رہی ہیں جو کہ شکوک و شبہات میں بہت وزن رکھتی ہیں۔ اب کئی لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اس میں سینٹ کا تصور نہیں ہے۔ پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم جتنے بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جتنی بھی اسمبلیاں ہیں ان کو وائنڈ اپ کرکے ختم کر دیا جائے۔ جس طرح میں نے ووکیشنل کونسل کی بات کی ہے جس طرح یہ لوگ نامزد ہوئے ہیں' اسی قسم کے لوگ پھر مجلس شوریٰ میں نامزد ہو جائیں گے۔ پھر یہ جو پارلیمانی نظام ہے اس کو آپ ختم کردیں۔ چلیے ہم سب چلتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں۔ میں irrelevant بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں بہت ہی relevant بات کررہا ہوں۔ ہم نے مملکت خداداد پاکستان کا حصول ' اسلام اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر کیا تھا۔ کسی کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا کہ یہاں پر نظام شریعت نافذ نہ ہو۔ لیکن اس کے پیچھے جو مقاصد ہیں' وہ نہیں ہونے چاہییں۔ آپ اسلام کو سچے جذبے سے نافذ کریں اور یہ بھی ہے کہ اللہ کا نام ہی تمام مشکلات کا حل پیش کرتا ہے۔ اس کے لیے حکم یہ بھی ہے کہ "تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔" یہ ایسی ترامیم لا کر نہیں کہ اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لیے یا ایسی ترامیم لا کر نہیں کہ ایک مفتی فتویٰ جاری کر دے کہ جناب! سود حرام ہے اور مارک اپ حلال ہے۔ ان باتوں کو دیکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظام معیشت میں سب سے گھناؤنا جرم سودی کاروبار ہے اور سود کے کاروبار کو خود رب ذوالجلال نے اپنے خلاف جنگ قرار دیا ہے اور یہ مجھ سے بہتر میرے بھائی صاحب زادہ صاحب جانتے ہیں اور میرے بھائی شرق پوری صاحب جانتے ہیں۔ میرے علم میں لازماً کمی ہو سکتی ہے۔ بلکہ میں یہ گزارش کروں گا کہ اللہ کرے میرے معزز ممبر صاحبان کو کسی طریقے سے یہ توفیق ہو اور یہ موقع ملے کہ یہ اس چیز پر ضرور بات

کریں کہ کیا سود حلال ہے یا حرام ہے؟

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! منیس صاحب سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جب ان کی حکومت تھی تو کیا انھوں نے سود کے متعلق کہا تھا کہ سود ختم کر دیں۔ یا سود ختم کرنے کے لیے کوششیں کی تھیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، اللہ تعالیٰ نے موجودہ حکومت کو موقع دیا ہے تو یہ اس سودی نظام کو ختم کر دے۔

وزیر اوقاف، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر اوقاف، میرے محترم بھائی انتہائی واجب الاحترام ہیں۔ میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔ موصوف نے جن معاملات کی طرف توجہ دلائی ہے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ مرکزی حکومت نے سودی نظام کے خاتمے کے لیے راجہ ظفر الحق صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی ہے وہ کمیٹی اپنا پیپر ورک مکمل کر رہی ہے۔ انشاء اللہ ہم بہت جلد اس کمیٹی کی رپورٹ بھی ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ جہاں تک نفاذ شریعت بل کا تعلق ہے تو میں موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ یہ شریعت بل' جس کے متعلق ابھی انھوں نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اس سے کوئی مفر اور مکر نہیں؛ شریعت کا نفاذ ہو جائے۔ لیکن کیا شریعت کے نفاذ کے بعد اگر کوئی شخص اس کی زد میں آتا ہے تو اس شخص کو بچانے کے لیے شریعت بل کا نفاذ قرآن و سنت کے مطابق نہ کیا جائے۔ میں بنیادی چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت جو ترمیم لا رہی ہے اس ترمیم میں صرف ایک بنیادی چیز ہے کہ قرآن و سنت ملک کا اعلیٰ ترین قانون اور قرآن و سنت اعلیٰ ترین قانون ہونے کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے ان شا اللہ تعالیٰ وہ خواب' جو قائد اعظم اور علامہ اقبال نے تحریک پاکستان کی صورت میں دیکھا تھا پورا ہوگا' جناب سپیکر! آپ سے بہتر اور کون جانتا ہے کہ قیام پاکستان کے وقت جب دنیا کی سب سے بڑی نظریاتی مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی تھی تو کروڑوں مسلمان ہجرت کر کے یہاں پر تشریف لائے۔۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! آپ نے ان کو wind up کرنے کے لیے وقت

دینا ہے تو یہ تمام باتیں اس میں کر لیں۔

وزیر اوقاف، آپ نے بالکل بجا فرمایا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جیسے آپ بڑے تحمل، بردباری، وسعت قلبی، وسیع النظری، شفقت اور کرم کے ساتھ اس بل کو پیش کر رہے ہیں، پھر آپ فریم ورک کے اندر رہیے گا۔ اگر آپ شریعت بل کی بات کریں گے کہ حکومت کی نیت خراب ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو صاف فرمایا کہ مسلمان جب صاحب ایمان ہو، کلمہ گو ہو، وہ جو بات کرے تو اس پر اعتماد کریں۔ پھر اس کی عملیات کا معاملہ، انما الاعمال بالنیات والا مسئلہ ہے۔ وہ پھر سامنے آئے گا۔ تو موصوف سے میری بھی یہ گزارش ہوگی کہ جب یہ شریعت بل کی بات کریں گے، چونکہ ہمارا تعلق جمعیت علمائے پاکستان کے ساتھ ہے، ہم پاکستان مسلم لیگ کے اتحادی ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح نے یہ خواب دیکھا تھا اور قائد اعظم نے 1948ء میں یہ کہا تھا "میں کون ہوں آئین دینے والا ہمارا مسلمان کا آئین تو قرآن و سنت 14 سو سال پہلے حضرت امام المرسلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر گئے ہیں۔ جب موجودہ حکومت اس خواب کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہے تو بہت سی سیاسی جماعتیں اس کی زد میں آ رہی ہیں۔ میں پورے وثوق، دیانت اور ایمان داری سے یہ بات کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنی پسند اور ناپسند کو چھوڑنا ہوگا۔ جب شریعت کی بہتری کی بات کرتے ہو تو پھر اس کو ماننا ہوگا، چاہے اس کا اطلاق امیر پر آ جائے، غریب پر آ جائے، حاکم پر آ جائے، محکوم پر آ جائے، کالے پر آ جائے، گورے پر آ جائے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع سب کے سامنے ہے۔ تو میں موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھی اپنے فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! کون مسلمان ہے جو کہ آقائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظام شریعت کا منکر ہو؟ یا نظام شریعت کے نفاذ کے بارے میں کسی ہچکچاہٹ کا شکار ہو؟ میں آپ کو یہ بات بتا رہا تھا، جو کہ میں سود کے حوالے سے بتا رہا تھا کہ سود اسلام میں حرام ہے اور موجودہ حکمران نے اپنے پچھلے دور میں سود کے خلاف، وفاقی شرعی عدالت کے خلاف عدالت عالیہ سے حکم امتناعی حاصل کیا تھا۔ اور موجودہ دور حکومت میں عدالت عالیہ سے سودی کاروبار کو دو سال جاری رکھنے کی درخواست کی ہے۔ یہ پھر کیسا اسلام لا رہے ہیں؟ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ

"پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ"۔ یہ اقتدار کو طول دینے والی باتیں اب چھوڑ دیں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ شریعت بل کو شریعت بل کے طور پر لایا جائے' اس کو ذاتی بل نہ بنایا جائے۔ آپ نظام شریعت کو ضرور سامنے لائیں اور پھر میں کہنا نہیں چاہتا کہ پچھلے تمام حکم رانوں کو بھی بیچ میں لاتے ہوئے میں موجودہ حکم رانوں کی بھی بات کروں گا کہ تمام کے تمام اس سودی نظام میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ اس میں سے اپنے آپ کو کس طرح نکالیں گے؟ یہ ایک توجہ طلب بات ہے آپ اس میں ضرور توجہ فرمائیں اور یہ جو اب نظام شریعت کے فیض و برکات کے مبلغ بن کے اٹھے ہیں' ان کو پہلے یہ دیکھنا پڑے گا کہ اپنے کاروبار میں سے کس طرح سود کو باہر نکال پھینکتے ہیں۔ اس میں مجھے لگتا ہے کہ اس بل کے لانے میں شاید چھوٹا سا عنصر خلوص نیت کا بھی شامل ہو لیکن ترامیم کے حوالے سے جو بات سامنے آتی ہے' وہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے اختیارات کے حصول کی ہوس نظر آ رہی ہے۔ آپ نظام شریعت ضرور لائیں لیکن کیا یہ ڈیڑھ سال گزرنے کے بعد یاد آیا۔ کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ جس حکومت کے پاس دو تہائی سے بھی زیادہ اکثریت ہو' اس کو تیرھویں اور چودھویں ترمیم لانے کے بجائے یہ ترمیم پہلے نہیں لانی چاہیے تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلی ترمیم یہ آنی چاہیے تھی۔ لیکن اقتدار ڈانواں ڈول ہوا تو پھر جیسے سب کو اسلام یاد آتا ہے تو وہ اسلام یاد آ گیا۔ چلو شکر الحمدللہ وہ یاد آ گیا ہے تو چلیں اس کو پورا کریں۔ لیکن پھر میں اس پر زور دوں گا کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اس سے پہلے انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دہشت گردی کا خاتمہ کس کی خواہش نہیں' مگر حکومت کو تو پھر عدلیہ پر قبضہ کرنے کی ضرورت تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں پوائنٹ آف آرڈر پر ذکر کر چکا ہوں کہ میرے دوست کی ساری بحث غیر متعلقہ ہے۔ کبھی وہ Islamic clause پر آ جاتے ہیں۔ ابھی وہ کچھ اور بات کر رہے تھے۔ کبھی وہ دہشت گردی پر آ جاتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی بحث 25 تاریخ کو ہے۔ اس میں یہ ساری باتیں کر لیں اور اس وقت ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں۔ یہ اہم بل ہے۔ اگر بل کے اوپر بات کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں' لیکن بل کے علاوہ جو گفتگو ہے وہ غیر متعلقہ گفتگو ہے۔ اور آپنے بھی نرمی کی ہوئی ہے کہ وہ ایک گھنٹے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ وقت کو محدود

کریں، کیونکہ ہاؤس کا کافی وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! مجھے اس سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر یہ مجھے بار بار ٹوکنا چاہیں تو ضرور ٹوکیں۔ میں تو صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" تو مجھے یہ بار بار ٹوکتے ہیں کہ غیر متعلقہ ہے، غیر متعلقہ ہے۔ چلیں اگر آپ، جو باتیں میں کر رہا ہوں اس کو اچھا نہیں سمجھتے تو پھر میں آپ کے strategy paper کو اٹھا لیتا ہوں۔ اس کو Zakat distribution system کہا گیا ہے۔ یہ میں اس لیے دکھا رہا ہوں کہ آپ پھر یہ نہ کہیں کہ یہ غیر متعلقہ ہے۔ میں اس کو اب حقوق کے حساب سے لیتا ہوں۔

جناب والا! یہاں بتایا گیا ہے کہ Sectorial allocation as approved by the Central Zakat Council گزارا الاؤنس 60 فی صد، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ صرف حکم ران جماعت کے لیے ہے۔ کیسے ہے؟ وہ ایسے ہی ہے جیسے سستا آٹا تقسیم ہو رہا ہے اور جو فوڈ سٹیمپ سکیم تقسیم ہو رہی ہے کیا وہ حکم ران جماعت نہیں کر رہی؟ پھر 80 Education stipends فی صد ہیں۔ stipends for student دینی مدارس کے لیے صرف 8 فی صد، 6 health institutions فی صد، 4 rehabilitation فی صد، جہیز جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں لعنت کا درجہ رکھتا ہے۔ کہ یہاں ہماری بیٹیاں جہیز کی لعنت کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے شادیوں سے محروم رہتی ہیں۔ اس کے لیے صرف 4 فی صد ہے۔ پھر نیچے Zakat Fund the rupees two billion per year ہے۔ اس کے آگے جو غیر متعلقہ چیزیں ہیں میں ان کو چھوڑ رہا ہوں۔ اس میں ایک vision دی گئی ہے کہ strategy paper کا vision کیا ہے؟ اس میں میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ VTIs پہلے ہی exist کرتے ہیں۔ اس کو دوبارہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ یہ 34 بنانا چاہتے ہیں اور اس میں یہ ہوگا وہ ہوگا، اس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں، اس لیے یہ repetition ہوگی۔ اب ایک پنجاب ووکیشنل ٹریننگ کونسل ہے۔ جس کا میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ سات سے پندرہ ممبرز پر مشتمل ہوگی۔ میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ حکومت

کے چھیتوں پر مشتمل ایک آرڈیننس کے ذریعے ٹریننگ کونسل معرض وجود میں آ چکی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک لمبی فہرست دی ہوئی ہے کہ اتنے مینجر اور ڈپٹی مینجر ہوں گے۔ غرض یہ کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے چھیتوں کو کھپانے کے لیے بنائی گئی ہے۔ اس کے بعد ایک بورڈ آف مینجمنٹ ہوگا۔ اس میں پھر سیکرٹریز ہوں گے، ایڈمن آفیسرز ہوں گے۔ یہاں کہا گیا ہے کہ پرنسپل، بورڈ آف مینجمنٹ کا سیکرٹری ہوگا اور اس کے دو وائس پرنسپل ہوں گے، ایک وائس پرنسپل صبح اور ایک وائس پرنسپل شام کا ہوگا۔ کیا یہ فنڈز کا غلط استعمال نہیں ہوگا کہ صبح کا وائس پرنسپل علیحدہ ہے اور شام کا علیحدہ ہے۔ آپ ایک طرف down sizing کی بات کرتے ہیں اور یہاں آپ صبح اور شام کے علیحدہ علیحدہ وائس پرنسپل رکھ رہے ہیں۔ پھر یہ فنڈ کس طرح غلط استعمال ہوگا؟ اس کی میں مثال دیتا ہوں کہ گورنمنٹ یہ کوشش کرے گی کہ ان VTIs کو اپنے خاص لوگوں کو دیں گے۔ ان کو دینے کے لیے ایک طریقہ کار شامل ہوگا۔ مثال کے طور پر مسٹر رمضان کی ایک فیکٹری چل رہی ہے اور اس نے apply کر دیا ہے کہ میں اسے ووکیشنل انسٹیٹیوٹ declare کرتا ہوں تو حکومت پچاس لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ یا جتنا اس کو oblige کرنا چاہے گی وہ نکال کر اس انسٹیٹیوٹ کو دے دے گی۔ اور ایسا ہوا ہے کہ خواجہ بلال نامی ایک شخص ہے، جس کی نٹ ویئر کی ایک فیکٹری ہے۔ اس کو اس زکوٰۃ فنڈ سے 34 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ کیا اب میں آپ کی وساطت سے حکومت سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے اس مد میں سے یہ پیسہ کیسے دے دیا؟ کہ ایک نٹ ویئر کا مالک ہے اور وہ کوئی ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ بھی نہیں ہے۔ اس نے آپ سے پیسہ مانگا اور آپ نے زکوٰۃ فنڈ میں سے پیسہ دے دیا۔ کیا آپ نے اسی طرح سے کرنا ہے؟ کیا آپ اسی طرح اس فنڈ کا غلط استعمال کریں گے؟ اور پھر functions میں بتایا گیا ہے کہ جو بورڈ آف مینجمنٹ ہے یہ motivate کرے گا۔

> Motivate local entreprencure to patronize the VTIs programme provide on the job training and employment to successful training .

یعنی یہ دفتر روزگار کا کام دے گا۔ جناب چیئرمین! ایک طرف تو دفتر روزگار یہاں سے ختم کر دیے گئے۔ حکومت نے کہا کہ ان کی ضرورت نہیں ہے۔ direct apply کریں اور پھر یہاں functions میں جا رہے ہیں کہ یہ بورڈ آف مینجمنٹ دفتر روزگار کا کام دے گا۔ اس کی کیا ضرورت

ہے؟ پھر action taken todate ہے۔ اس میں انھوں نے کیا actions لیے ہیں کہ،

Punjab Vocational Training Council has been formed and personnel recruited by the Council.

تو میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سٹاف بھی رکھا جا چکا ہے۔ ہمارے اور آپ کے لیے تو دروازے بند ہیں۔ ہمارے لیے bans لگے ہوئے ہیں۔ چلیں میں تو اپوزیشن سے ہوں۔ مجھے اور میرے رفقائے کار کو نہ تو ڈویلپمنٹ فنڈز دیے جاتے ہیں اور نہ دیے جا رہے ہیں اور نہ ان میں سے حصہ ملے گا جو کہ ابھی تک آپ کو بھی نہیں مل رہا۔ چونکہ میرے کافی دوست روتے دھوتے نظر آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں employment والے سلسلے میں بالکل نہیں پوچھا جاتا۔ لیکن میں آپ کی اطلاع کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ،

Punjab Vocational Training Council has been formed and personnel recruited by the Council

وہ رکھ لیے گئے ہیں۔ آپ کو کسی نے نہیں پوچھا اور نہ ہی آپ سے پوچھنے کی ضرورت ہے۔ جناب پھر کہا ہے کہ

Tenders for equipment and advertisment for personnel have been published in the press and are being finalized in the case of VTIs for computers, electronics and industrial control system.

انھوں نے ایک طرف کہہ دیا کہ ہم نے بھرتی کر لی ہے۔ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ ہم ابھی advertise کر رہے ہیں اور پھر الیکٹرانکس اور کمپیوٹرز پر اتنا زیادہ پیسہ خرچ ہوگا' اسی طریقے سے خرچ ہوگا جیسا کہ دانش کمال صاحب کہیں گے یا جیسے وہ میسی فرگوسن کہیں گے' وہ اسی طریقے سے ہونا ہے۔ اور جو کونسل کی formation ہے' ان کے جتنے مینجنگ ڈائرکٹرز ہیں' ان میں کمپیوٹر والے بھی ہیں' ان میں انجینئرنگ والے بھی ہیں' یہ تمام advertisement کا دکھاوا ہے' یہ ایک دھوکہ ہے' یہ ایک فریب ہے۔ یہ سب کچھ انھی کو ملے گا۔ جو میں نے آپ کو پہلے پڑھ کر سنا دیا

ہے۔اور یہ اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ actions taken to-date تمام چیزیں انہی کو جائیں گی۔ اس میں کوئی شفاف طریقہ نہیں بنایا جائے گا۔ اس میں پھر ایک بڑی مزے دار بات ہے کہ انھوں نے action to-date میں کہا ہے کہ

Board of Management has been forumlated for two VTIs of Computers and Electronics

مطلب دو انھوں نے قائم کر دی ہیں اور کہاں قائم کی ہیں؟

The above two VTIs are immediately planned at Green Town and Kot Lakhpat Area.

جناب! بھکر میں کیوں نہ؟ جناب! رحیم یار خان میں کیوں نہ؟ جناب! چکوال میں کیوں نہ؟ جناب خانیوال میں کیوں نہ؟ جناب گوجرانوالہ میں کیوں نہ؟ جناب میانوالی میں کیوں نہ؟ جناب! اس کو آپ نے فوری طور پر اتنی جلدی گرین ٹاؤن اور کوٹ لکھپت میں بنا دیا۔ پھر وہی لاہور، میں criticism for the sake of criticism نہیں کر رہا۔ میں کوئی منافرت نہیں پھیلا رہا۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ مساوی تقسیم کریں۔ اب معزز ٹریژری بنچز کے ارکان نے بھی دوران بجٹ شور مچایا کہ ہر چیز جو ہے وہ لاہور، لاہور، لاہور۔ باقی سارا صوبہ بھاڑ میں جائے۔ پھر صوبے کا جو زیادہ حصہ ہے وہ رورل ایریاز پر مشتمل ہے۔ 70 فی صد سے زائد آبادی رورل ایریاز میں رہتی ہے اور آپ جو ٹیکسز وصول کر رہے ہیں وہ سب سے زیادہ آپ رورل ایریاز سے وصول کر رہے ہیں۔ یہاں تو کوئی نہیں دیتا۔ آپ جائیں اور لبرٹی مارکیٹ میں جا کر دیکھ لیں کہ انھوں نے صرف فرضی انکم ٹیکس کے گوشوارے داخل کیے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارے جو رورل ایریا سے تعلق رکھنے والے دوست ہیں وہ جانیں کہ کیا وہ اپنی جو فصل کاشت کرتے ہیں اس کو کہیں چھپا سکتے ہیں؟ وہاں تو پٹواری گرداوری کرنے کے لیے پھر رہے ہوتے ہیں اور چاہے natural calamity کے تحت یا اللہ تعالیٰ کی مرضی ایسی ہو کہ وہاں بارشیں آ جائیں، طوفان آ جائیں اور جو فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں اس میں گورنمنٹ کوئی compensation نہیں دیتی۔ وہ ٹیکسز معاف نہیں کرتی اور جب کپاس، گندم یا چاول کی فصل اچھی نہیں ہوتی اور اس کے نتیجے میں وہ ٹیکس ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتے تو سب سے پہلے ہتھکڑی کسے لگتی ہے؟ وہ کاشت کار کو لگتی ہے۔ وہ صنعت کار کو نہیں لگتی۔ اگر کاشت کار نے پانچ

ہزار روپیہ بھی دینا ہو اور وہ بےچارہ دے نہیں سکتا کیونکہ natural calamity کی زد میں آ کر وہ اپنی کھاد، سپرے اور اس پر جتنا پیسہ اس نے خرچ کیا وہ اس سے ہاتھ دھو بیٹھا تو حکومت کو اتنی عقل نہیں آتی کہ وہ اس کو معاف کر دے۔ سب سے پہلے پٹواری، مجسٹریٹ، تحصیل دار اور پولیس کہاں جائے گی؟ وہ جا کر اس بےچارے چھوٹے کاشت کار کو جس نے دو چار ہزار روپیہ دینا ہو گا اس کو گرفتار کرے گی اور حوالات میں بند کرے گی اور جنھوں نے اربوں روپیہ دینا ہے۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! یہ اچھی بات تو نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف تقریر کر رہے ہوں اور ان کو تقریر کے دوران ٹوکا جائے۔ بہرحال میں ان کی اطلاع کے لیے اور ریکارڈ کی درستی کے لیے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ 250 ووکیشنل کالجز پورے پنجاب کے اندر ہماری حکومت نے سکیم میں رکھے ہیں، وہ قائم کیے جا رہے ہیں۔ 21 یونیورسٹیاں پاکستان کے اندر قائم کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح کہ جہاں یہ بار بار لاہور کا نام لیتے ہیں، میں اپنے فاضل بھائی کے علم میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ سابقہ تین سال میں جو گزشتہ حکومت کا دور تھا، اس میں لاہور کی ڈویلپمنٹ کے لیے دو دفعہ پیکج کا اعلان کیا گیا۔ ایک دفعہ چار ارب روپے کا اور ایک دفعہ 70 کروڑ روپے کا، اسی floor کے اوپر اس وقت کے جو فنانس منسٹر تھے انھوں نے اعلان کیا۔ اس کے باوجود لاہور کے اوپر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کیا گیا۔ اب ہماری حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی خصوصی ہدایت کے اوپر یہ کام شروع کیا ہے۔ اس میں مرکزی حکومت کی طرف سے یا پنجاب حکومت کی طرف سے کوئی ایسی گرانٹ نہیں ہے بلکہ خود لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن ان وسائل کو پیدا کر رہا ہے اور لاہور میں پہلی مرتبہ اتنی اچھی اور معیاری سڑکیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ میں اپنے فاضل بھائی کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ 45 ہزار نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے۔ 21 نئی یونیورسٹیاں، 500 ڈگری کالج، یہ تمام چیزیں صرف لاہور کے لیے نہیں ہیں۔ یہ پاکستان اور صوبہ پنجاب میں تعمیر ہونی ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، جناب قائد حزب اختلاف۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! لہور لہور اے۔ اسی مصداق یہ ہی اس پر خرچ کرتے جائیں اور یہ جو ہم لوگ بیچارے، جو کاشت کار طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے محترم ٹریژری بینچز کے بھائی بھی مبارک بادیں دیتے رہیں۔ خراج تحسین پیش کرتے رہیں۔ جب یہاں سے باہر نکلتے ہیں تو زرعی انکم ٹیکس بھرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اتنی سکت نہیں ہوتی۔ جب باہر نکلتے ہیں تو روتے دھوتے جاتے ہیں اور بنک میں جا کر دیکھتے ہیں کہ الاؤنسز کتنے ہیں تو الاؤنسز پہلے یہاں کھا چکے ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے، اگر یہ چیز ان کو پسند ہے تو اسی طریقے سے کریں۔ بس صرف ضرورت کیا ہے؟ ضرورت تو وہی خوشنودی حاصل کرنے کی ہے۔ خوشنودی حاصل کرتے رہیں۔ اب اس Strategy Paper میں آگے Financial Out lay ہے۔

The First Year's Allocation for Capital and Revenue Expenditure made by Finance Department out of non-Zakat Fund is Rs.15 million.

یہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ انھوں نے eye wash کے لیے دکھا دیا کہ حکومت بھی اس میں حصے دار ہے۔ پھر انھوں نے کہا جب میں نے سود کی بات کی تھی کہ

The Punjab Govt. had provided a loan of Rs.85 million

یعنی کہ ساڑھے آٹھ کروڑ on 0.02% mark up، یہ پھر سود آ گیا۔ یہ تو ابھی ہم اس کی قانون سازی کر رہے ہیں۔ ادھر نظام شریعت کے نفاذ کا بل چل رہا ہے۔ تو یہ میں اسکو دوغلی نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟ میرے خیال میں یہ دوغلی مناسب نہیں ہو گی۔ پھر انھوں نے کہا کہ

Zakat Fund will be targeted specially for training and salaries of staff etc. of VTIs and also to pay stipend to Mostahkeen.

چلیں مستحقین والی تو ایک چیز cover ہو جاتی ہے۔ پھر یہ فیصلہ کون کریں گے کہ مستحقین کون ہیں؟ وہ جن کے نام میں نے آپ کو اس کونسل میں بتائے ہیں۔ اب ان میں سے کون سا ایسا ہے کہ جس کو پتا ہو گا کہ یہ مستحقین کون ہوں گے؟ ظاہر ہے اپنے چہیتے جس کو مرضی، وہ چٹ سسٹم شروع ہو جائے گا۔ جیسے یہاں آنے کے جو تھیلے ہیں ان پر چٹ سسٹم ہوتا ہے کہ ایم۔

پی۔ اے نے لکھ دیا کہ 10 تھیلے دے دو، 15 تھیلے دے دو۔ کس کو دے دو؟ کوئی مستحق ہے کہ غیر مستحق ہے؟ اس کا کوئی پتا نہیں۔ پھر اس میں کہا کہ اس کی جو for the first year estimated cost ہے وہ 1.595 بلین ہے۔ یہ پہلے سال کا ہے اور انھوں نے non Zakat Fund میں سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ دیا ہے۔ یہ باقی سارا زکوٰۃ فنڈ میں سے دینا ہے جو کہ زکوٰۃ فنڈ کا پیسہ ان انسٹی ٹیوشنز کو دینا جائز نہیں ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ ان میں اتنے ہزار بچے تربیت حاصل کریں گے اور پھر ان کو آگے jobs دیں گے۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کچھ تھوڑا سا عرصہ پہلے پیچھے جب جاتے ہیں کہ ایک دور میں جب پی۔ ٹی۔ سی ٹیچرز کے لیے ہمارے معزز ممبران نے منسٹر سے لکھوانا شروع کر دیا کہ ٹھیک ہے، آپ ہماری تحصیل میں 500 نئی اسامیاں پی۔ ٹی۔ سی ٹریننگ کے لیے create کر دیں، کسی نے کہا کہ ہماری یونین کونسل میں کر دیں اور وہ ساری کی جاتی رہی ہیں۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟ کہ جنھوں نے وہ پی۔ ٹی۔ سی ٹریننگ لے لی وہ آج تک مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان کے لیے jobs نہیں ہیں۔ اب انھوں نے کہا کہ ہم 10 ہزار سٹوڈنٹس کو پہلے سال ٹرینڈ کریں گے، ان کو کھپائیں گے کہاں؟ کام کے مواقع تو آپ دے نہیں رہے۔ آپ ان کو کہاں کھپائیں گے؟ آپ تو لوگوں کو پہلے ہی نکال رہے ہیں۔ تو یہ مسئلہ آپ کس طریقے سے حل کریں گے؟

جناب چیئرمین! مجھے احساس ہے کہ میرے جو محترم بھائی ہیں ان کو یہ سب باتیں جو میں کافی دیر سے کر رہا ہوں شاید اچھی نہ لگ رہی ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ فرض ہے کہ میں ان تمام باتوں کی وضاحت کرتا چلوں تاکہ کم از کم جس وقت یہ put to vote ہو تو ان کے ذہن میں ایک بات موجود ہو اور وہ اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ دیں۔ وہ صرف یہ سمجھ کر ووٹ نہ دیں کہ چونکہ گورنمنٹ نے یہ بل پیش کیا ہے اس لیے اس کو پاس کرنا ہے اور "ہاں" ہی کہنی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز دوستوں سے، معزز اراکین اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ اس قانون سازی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ووکیشنل انسی ٹیوٹس پہلے ہی موجود ہیں اور It will be a sheer mis-use of Zakat Fund. اور اس کے بعد کیا ہو گا۔ جو باتیں میں نے آج یہاں point out کی ہیں کہ ہم پھر ایک دوسرے کے خلاف وہی باتیں شروع کر دیں گے کہ فلاں نے mis-use کیا، فلاں نے بیت المال میں اسے mis-use کیا۔ فلاں نے زکوٰۃ میں

mis-use کیا۔ تو ہمیں آج قانون سازی کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیے کہ ہم جس چیز کو قانون سازی کے لیے لا رہے ہیں اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے اور یہ عین اسلام کے مطابق ہی نہیں ہے۔

جناب والا! میں اپنی اس بات کو wind up کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ اس بل کو عوام کی رائے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ علمائے کرام سے مشورہ کیا جائے اور اس کے بعد جو آرا سامنے آئیں ان کے نتیجے میں جو ایک gist بنے وہ پھر ہاؤس میں پیش کیا جائے اور پھر اس پر غور کیا جائے۔ اس کے بعد پھر اس کو put to vote کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: منیں صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اور کوئی فاضل ممبر اس پر بات کرنا چاہتا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! اس بل پر قائد حزب اختلاف نے بڑی مفصل تقریر فرمائی ہے اور انھوں نے اس کے تمام پہلوؤں کو دلائل کے ساتھ اجاگر کیا ہے جہاں تک اس کی شرعی پوزیشن تھی ------

جناب چیئرمین: آپ نے ان کی تمام باتیں سن لی ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جی' میں صرف ایک پہلو پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں اگرچہ قائد حزب اختلاف نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے ۔ زکوٰۃ ہمارے پانچ اسلامی رکنوں میں سے ایک رکن ہے جو لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ زکوٰۃ مستحقین تک پہنچائیں۔ اگر گورنمنٹ زکوۃ وصول کرتی ہے تو گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ جو مستحق ہیں ان تک اس زکوٰۃ کی امانت کو پہنچایا جائے۔ قرآن حکیم میں زکوٰۃ کے مستحقین کی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ہم ان میں نہ اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ کمی کر سکتے ہیں۔ جو آٹھ قسمیں قرآن نے بیان کی ہیں ان کے علاوہ زکوٰۃ کسی اور مد میں خرچ نہیں کی جا سکتی۔ اگر حکومت اس کو کسی اور مصرف میں لگائے گی تو حکومت خود بھی ذمہ دار اور گناہ گار ہوگی۔ اور جن لوگوں سے حکومت زکوٰۃ وصول کرے گی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ کے لیے بلا اختلاف یہ شرط ہے کہ جس کو دی جائے وہ اس کا مستحق ہو اور اسے

مالک بنایا جائے ۔ تملیک شرط ہے کہ جس کو دو' وہ اس چیز کا مالک بن جائے اگر آپ کوئی مشینری دیتے ہیں ' کوئی چیز دیتے ہیں' جس کو آپ دیتے ہیں آپ کو اسے مالک بنانا پڑے گا۔ اس کے لیے آپ جو یہ بل لا رہے ہیں کہ پیشہ وارانہ تربیت ۔ اس کے لیے آپ مشینیں لائیں گے ' بلڈنگ بنائیں گے اور اس میں جو اساتذہ رکھیں گے ان کو آپ تنخواہیں دیں گے۔لہٰذا اس پر یہ زکوٰۃ خرچ نہیں ہو سکتی۔ قرآن حکیم نے عاملین کا ذکر کیا ہے جو زکوٰۃ وصول کرتے ہیں۔ ان کو تنخواہ ' گزارہ الاؤنس زکوٰۃ فنڈ سے دیا جا سکتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ کو کسی رفاع عامہ کے کام پر لگانا' سڑکوں پر لگا دینا' ہسپتال بنا دینا' مدارس بنا دینا ان پر زکوٰۃ کی مد خرچ نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! ہمارے محترم وزیر زکوٰۃ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور ایک بہت بڑے محدث عالم کے صاحب زادے ہیں مجھے ان کے مبلغ علم کا پتا تو نہیں کہ انھوں نے دینی علوم کہاں تک حاصل کی ہیں لیکن جس باپ کے وہ بیٹے ہیں وہ بہت بڑے عالم اور محدث تھے۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس لحاظ سے ان کی ایک ذمہ داری ہے کہ ایسا کوئی بل جو شرعی طور پر جائز نہیں ہے ان کو نہیں لانا چاہیے۔ یہ اپنے علماء سے رجوع کریں۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے جامعہ اشرفیہ کے مفتی صاحب کا فتویٰ پیش کیا ہے ۔ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم آپ کے پنجاب کے بیت المال کے چیئرمین ہیں۔ آپ ان ہی سے رجوع کریں۔ مرکز کے بیت المال کے چیئرمین مولانا سیالوی صاحب سے رجوع کریں۔آپ یہ مسئلہ اسلامی نظریاتی کونسل میں پیش کر دیں۔ جب تک آپ اس کی شرعی حیثیت واضح نہ کریں اس وقت تک اس کو پاس نہ کریں۔ ٹھیک ہے کہ اس کونسل کے بڑے فوائد ہوں گے۔ میں اصولی طور پر اس کونسل کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اگر زکوٰۃ کی مد سے یہ مصارف اٹھائے جائیں گے تو شرعاً اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک طرف حکومت قرآن و سنت کو بالادست اور سپریم لاء بنانے کا بل پیش کر رہی ہے جس کی ہم بھر پور تائید کرتے ہیں اور دوسری طرف قرآن و سنت کے متصادم اور مخالف بل حکومت پاس کرتی ہے تو آپ ہی بتائیں کہ دینی طبقے کیا کہیں گے بلکہ جو بے دین طبقے اس شریعت بل کی مخالفت کر رہے ہیں وہ بھی کہیں گے کہ ان کا عمل کیا ہے اور قول کیا ہیں۔ ان کے عمل اور قول میں تضاد ہے ۔ اگر ہم قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانا چاہتے ہیں اور ہم اس میں مخلص ہیں تو ہمیں کوئی ایسا قانون نہیں بنانا ہوگا جو قرآن و سنت سے متصادم ہو۔ یہ بڑا اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ اس لیے میں

آپ کی وساطت سے حکومت اور خصوصاً وزیر زکوٰۃ و عشر کو توجہ دلاؤں گا کہ ان کی ذمہ داری ہے کہ جن مصارف میں قرآن و سنت زکوٰۃ کی اجازت دیتا ہے ان میں خرچ کی جائے اس کے علاوہ اگر یہ خرچ کریں گے تو یہ بھی ذمہ دار اور گناہ گار ہوں گے اور جن کی وہ زکوٰۃ ہوگی ان بےچاروں کی زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔ تو میں جتنا قرآن و سنت کا علم جانتا ہوں، میرے علم کے مطابق زکوٰۃ کسی ایسے رفاہی کام پر خرچ نہیں ہو سکتی، جو کسی کی ملکیت نہ بنائی جائے اس پر خرچ نہیں ہو سکتی۔ آپ کی یہ کونسل اور آپ کا یہ ادارہ بےشک بڑے اچھے کام کرے گا لیکن اس پر جو مشینیں آئیں گی، اس کے لیے عمارت بنے گی یا اس پر جو تنخواہیں دی جائیں گی وہ آپ کسی اور فنڈ سے مہیا کر سکتے ہیں وہ آپ زکوٰۃ کے فنڈ سے مہیا نہیں کر سکتے۔ چونکہ یہ شرعی مسئلہ ہے، تو اس لیے آپ کو چاہیے کہ آپ اس کو علماء کو بھیجیں، نہیں تو اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیج دیں۔ جب تک وہ اس کی وضاحت نہ کریں یا اس کے لیے کوئی متبادل صورت نہ بتائیں اس وقت تک اس بل کو پاس کرنا مناسب نہیں ہے۔ الحمدللہ حکومت کی اکثریت ہے، تو اپوزیشن کی کوئی جائز سے جائز بات بھی ہوتی ہے، اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اس لیے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی اکثریت کے بلڈوزر سے اسے بلڈوز نہ کریں، اور اس کی شرعی حیثیت معلوم کریں ورنہ ہم لوگ جو اس شریعت بل کی حمایت کر رہے ہیں ہمارے پاس اس کے مخالفین کے سامنے کوئی جواب نہیں ہوگا اور ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے، نہ صاحبزادہ صاحب جواب دے سکتے ہیں کہ ایک طرف تو قرآن و سنت کو بالادست قرار دو اور دوسری طرف قرآن و سنت کے خلاف بل پاس کرو۔ میں اسی وضاحت کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا کہ آپ اس بل کو یا تو اسلامی نظریاتی کونسل کو پیش کریں یا جو مختلف مکاتب فکر کے علماء ہیں ان کے پاس بھیج دیں۔ ایک فتویٰ آپ کے پاس آ گیا ہے۔ باقی ملتان، کراچی، سرحد میں دوسرے علماء اور ان کے ادارے ہیں، ان سے اس کے بارے میں فتویٰ حاصل کریں۔ اس کے بغیر اگر آپ کریں گے تو ہم اس کے حق میں نہیں ہیں۔ اور اس کی جتنی ذمہ داری ہوگی وہ حکومت کی ہوگی۔ اللہ کے ہاں بھی مجرم ہیں اور قوم کے ہاں بھی مجرم ہیں۔ اس لیے یہ ایک نہایت اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ اس میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اور اس کے پورے شرعی پہلوؤں پر بحث کر کے پھر اس کو ایوان میں لایا جائے۔ بہت بہت شکریہ!

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اس بل پر اظہار خیال کروں ۔ کیونکہ میں بھی اس کے محرکین میں سے ہوں۔ میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ ہاؤس کو in order کیا جائے اور اس کے بعد مجھے موقع دیا جائے ۔ اس وقت کورم نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کورم پورا ہو تاکہ بہت سارے ممبر اس بل کو پاس کرتے ہوئے گناہ گار نہ ہوں۔ جب کورم پورا ہو جائے گا تو پھر میں اپنی بات شروع کروں گا۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے۔۔۔۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) ۔۔۔۔ کورم نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین، دوبارہ گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)۔۔۔۔ کورم پورا ہے۔ کارروائی جاری رہے۔ جی۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب چیئرمین میں نے اسی لیے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ آپ نے یہ محسوس کیا ہو گا کہ سرکاری بنچز کی اس بل کے بارے میں لاعلمی کیسی ہے۔ اور خاص طور پر یہ بل ان دنیاوی بلوں میں سے نہیں ہے جس کو آپ ووٹنگ کے بل بوتے پر پاس کر دیں۔ اس میں بحیثیت مسلمان کے کچھ فرائض بھی شامل ہیں۔ اس میں جس طرح اپوزیشن نے بڑی وضاحت سے اور پھر مولانا چنیوٹی صاحب نے بڑی وضاحت سے اس بات پر زور دیا کہ بحیثیت ایک مسلم ملک ہونے کے ہمارے اوپر یہ فرض بنتا ہے کہ خاص طور پر زکوٰۃ اور عُشر کے معاملے میں ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

جناب والا! جیسا کہ یہاں اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں پوائنٹ آؤٹ کیا ۔ کہ کاش یہ حکومت پہلے اس ہاؤس کو بریف کر دیتی کہ ان VTIs کے مقاصد کیا ہیں تاکہ ہر ممبر اس سے آگاہ ہو جاتا اور میری نظر میں تو یہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا گیا کہ کیونکہ جو کچھ وہ چھپانا چاہ رہے ہیں اور جو ان کی نیت ہے اور جس طریقے سے وہ زکوٰۃ فنڈ کا غلط استعمال کرنا چاہتے ہیں' اگر وہ بریف کر دیتے تو ہر چیز عیاں ہو جاتی اور پھر میرے خیال میں اس کے بعد بھی کوئی ممبر ان کی ہاں میں ہاں نہ ملاتا۔

ابھی جب اپوزیشن لیڈر اپنی تقریر کر رہے تھے تو متعلقہ وزیر نے اور میرے کچھ فاضل ممبران نے اظہار کیا کہ آپ حکومت پر بے جا شک کر رہے ہیں اور وزیر موصوف نے تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان جو کچھ کہتا ہے اس پر یقین کرو ۔ مگر میں ان کے علم کے لیے' اگرچہ وہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں' یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی حکم ہے کہ مسلمان کی بات پر ضرور یقین کرو مگر اس کے قول و فعل اور ماضی کو ضرور مد نظر رکھا جائے اور اگر اس کے قول و فعل میں کہیں کوئی تضاد ہے تو پھر جو کچھ وہ اب کہہ رہا ہے اس پہ شک کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ (جناب عرفان احمد ڈاہا)، (قلع کلای)

جناب چیئرمین، آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اس طرح سے براہ راست بات نہ کریں۔ اگر بات کرنی ہے تو اٹھ کر چیئر سے اجازت لے کر کریں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ بیٹھے ایسے عہدوں پر ہیں کہ ان کو تو خاص طور پر ہاؤس کے آداب کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ اگر کسی عام ممبر کی طرف سے ایسا ہو تو اتنی شکایت نہ ہو گی لیکن اگر وزراء خود اس ہاؤس کا مذاق اڑانا شروع کریں گے تو پھر تو ضرور شکایت ہوئی۔

جناب چیئرمین، میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ آپ کے سمیت' عام ممبرز اور منسٹر صاحبان یکساں طور پر قابل احترام ہیں ۔ اس لیے عام ممبر بھی اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ جتنا کہ منسٹر صاحبان ذمہ دار ہیں آپ ان میں فرق نہ کریں ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب چیئرمین ! آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ، اور آپ اپنی بات کو پانچ سے سات منٹ کے اندر سمیٹیں بھی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب چیئرمین ! ایک تو ہمیں موقع فراہم ہونا چاہیے کیونکہ ہمیں یہ اجازت ہونی چاہیے کہ ہم اپنے خیالات کا پورا اظہار کریں۔ دوسرا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورا ہاؤس قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس چیز کا جواب دہ ہوگا کہ اگر حکومت نے اس قانون سازی کے ذریعے زکوٰۃ اور عشر کے فنڈز کا غلط استعمال کیا تو اس بل کی حمایت میں جتنے ووٹ جائیں گے وہ اتنے ہی ذمہ دار ہوں گے۔ کیونکہ بل کے ذریعے جو طاقت ہم حکومت کو دیں گے اس میں ہم بھی برابر کے

شریک ہوں گے۔ لہٰذا میں اس پر اس لیے بول رہا ہوں تاکہ میں اپنے آپ کو اس سے بری کرنے کے لیے اس روز اپنے گواہ اللہ کے حضور پیش کر سکوں کہ میں نے اس کو oppose کیا تھا اور نیتیں جانتے ہوئے oppose کیا تھا کہ یہ زکوٰۃ اور عشر کا پیسہ غلط استعمال نہ ہونے پائے۔

جناب والا! جیسا کہ قبل ازیں منیس صاحب نے کہا کہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس باقی محکموں میں موجود ہیں۔ اگر یہ صرف ٹریننگ ہی مقصود ہے تو ان ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کو زیر استعمال لا کر یا تربیت کے لیے لوگوں کو وہاں بھیجا جا سکتا ہے۔ مجھے تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ انسٹی ٹیوشنز بنا کر اپنے لوگوں کو نوازنے کی ایک راہ اختیار کی جا رہی ہے تاکہ اس کی کمیٹی میں اپنے لوگوں کو نوازا جا سکے۔ دوسرا ان انسٹی ٹیوشنز کو بنانے کے لیے جو عمارتیں استعمال میں لائی جائیں گی یا بنائی جائیں گی ان سے جو کمیشن حاصل ہوں گے وہ وصول کیے جا سکیں۔

(اس مرحلے پر وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں تشریف لائے)

اور ان پورے انسٹی ٹیوشنز کے لیے جو vehicles , instruments خریدے جائیں گے ان کا کمیشن وصول کیا جا سکے یعنی ان انسٹی ٹیوشنز کے ذریعے ایک source of corruption پیدا کی جا سکے۔ تو میرے خیال میں پورے ہاؤس کو، تمام ممبران کو اس پر غور و خوض کرنا چاہیے اور اس بل پر بغیر سوچے سمجھے، آنکھیں بند کیے ہاں میں ہاں اور نہ میں نہ نہیں ملانی چاہیے بلکہ علماء سے اور لوگوں سے اس کے بارے میں رائے لی جائے اور اس کے ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر اسے پیش کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سید مسعود عالم شاہ صاحب! آپ نے بھی اپنی بات کو پانچ منٹ سے سات منٹ میں سمیٹنا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! اگر قانون میں کوئی ایسی قدغن ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات ضرور کریں لیکن پانچ سے سات منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کریں۔ پلیز۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! حکومتی بینچز کو ہمیشہ ہی ایک شکوہ رہا ہے کہ ہمارے اچھے اقدام کو سراہا نہیں جاتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسلام کے بنیادی رکن

کی وجہ سے یہ بل پیش کیا گیا جو کہ زکوٰۃ کے حوالے سے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام ہے لیکن اس میں صرف فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ کی اہمیت، زکوٰۃ کی وصولی اور زکوٰۃ کے خرچ تینوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا، صرف زکوٰۃ کے لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کا قرآن شریف میں بھی ذکر آیا ہے، زکوٰۃ کے حوالے سے صحیح بخاری شریف میں بھی ذکر آیا ہے اور ایک کتاب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے میں اجازت چاہوں گا کہ وہ بھی پڑھ کر quote کروں، کیونکہ یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! میں زکوٰۃ کو تین مرحلوں میں explain کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا، آیا یہ حکومت زکوٰۃ کو اسلام کا بنیادی رکن تسلیم کرتی ہے؟ دوسرا، اگر کرتی ہے تو کیا اس نے اسلامی اصولوں کے مطابق، قرآن و سنت کی ہدایت پر یہ وصولی کی ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ تیسرا اہم پہلو یہ ہے کہ کیا قرآن و سنت اور احادیث کی روشنی میں یہ زکوٰۃ خرچ کی جا رہی ہے؟ ایسا بھی نہیں ہے۔ میں حکومت کے اس پہلو کو سراہنا چاہتا ہوں، جس طرح حکومت یہ کہہ چکی ہے کہ وہ مثبت تجاویز پر ضرور غور کرے گی تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ شریعت کا پہلو ہے یہ اسلام کا پہلو ہے اس پر خدارا آپ غور کریں۔ یہ قانون سازی اسلامی روح کے منافی ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے اور اس کا ذکر نمبر دو پر آتا ہے۔ پہلے صلوٰۃ کا حکم آیا، جو حقوق اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حقوق اللہ تو میں بخش سکتا ہوں لیکن زکوٰۃ کا حکم حقوق العباد میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حقوق العباد میں نہیں بخشوں گا، وہ آپ نے جس سے زیادتی کی ہے یا جس کا حق مارا ہے وہی آپ کو معاف کرے گا۔ ورنہ قیامت کے دن جس سے زیادتی ہوئی ہے اس کے گناہ آپ کے حصے میں دے دیے جائیں گے۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

قرآن شریف میں بیس مقامات پر صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے۔ میں اس میں سے دو چار مثالیں پیش کرنا چاہوں گا کہ قرآن شریف میں زکوٰۃ کو کس اہمیت سے بتایا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے لفظی معنی "پاکی" اور "صفائی" کے ہیں۔ یعنی گناہ، دوسرا روحانی، قلبی اور روحانی برائیوں سے پاک و صاف ہونا۔ قرآن شریف کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا یہ سورت شمس کی آیت ہے "مراد پایا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک و صاف

کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو میلا اور گندا کیا" اسی طرح میں دوسری آیت quote کرنا چاہوں گا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى اس میں بھی آیا ہے کہ" مراد پایا وہ جو پاک و صاف ہوا" تیسری آیت يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ " وہ نبی خدا کی آیتیں پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو گناہوں سے پاک و صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتا ہے" میں چوتھی آیت اسی ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا" ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر ان کو پاک و صاف بنا" ان آیتوں سے مراد یہ ہے کہ یہ جائز مال کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ نفسوں کو پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے اور اس کی جو میل ہے اس کی بھی چند شرائط ہیں کہ وہ کن مصارف میں لائی جا سکتی ہے۔ وہ کن پر نافذالعمل نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " میری آل او رہاشمی پر یہ حرام ہے" میں اسی ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے ایک روپیہ فی کلو آٹے کی قیمت میں کمی کی گئی ہے اگر یہ زکوٰۃ فنڈز سے کیا گیا تو جو لوگ صاحب جائیداد ہیں' صاحب حیثیت ہیں ان کے لیے یہ آٹا حرام ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے اور ان کی زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی جن سے یہ زکوٰۃ کاٹی گئی ہے۔ میں اسی ضمن میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب جلد پانچ کے حوالے سے دو احادیث پیش کرنا چاہوں گا کہ زکوٰۃ کا حکم کب اور کس وقت سے شروع ہوا۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت سے شروع ہوا' آپ جب کافروں کو مسلمان کیا کرتے تھے تو بنیادی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن پانچ ہجری میں بیعت لی تو" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز' زکوٰۃ اور ہرمسلمان کی خیرخواہی' تین باتوں کی تلقین فرمائی"۔ اسی کے ساتھ دوسری حدیث کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک وفد ابوالقیس قبولیت اسلام کے لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان دو پہلوؤں نماز اور پھر زکوٰۃ پر زیادہ زور دیا۔ اس کا قیام فتح مکہ کے بعد سن آٹھ ہجری کے بعد سورۃ توبہ میں آیا ہے۔ اس کے حوالے سے میں صرف ترجمہ پیش کرنا چاہوں گا۔" اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مال میں سے صدقہ' زکوٰۃ وصول کرو کہ اس کے ذریعے سے تم

ان کو پاک و صاف کر سکو"۔ سن نو ہجری کے آغاز میں، محرم کے مہینے میں جب سورۃ برأت نازل ہوئی تو اس وقت سے زکوٰۃ کا قیام، احکام و قوانین مکمل طور پر مرتب ہوئے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ کا قیام آج سے نہیں بلکہ سن نو ہجری سے باقاعدہ اس کے احکام و قوانین مرتب ہوئے اور اس وقت سے یہ لاگو ہوئے۔

جناب والا! میں حکومت کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ یہاں جو زکوٰۃ کی collection ہوئی ہے وہ اسلامی اصولوں کے منافی ہے، وہ صحیح معنوں میں زکوٰۃ نہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جیسے یہ زکوٰۃ کا نظام لایا جا رہا ہے اس کے تینوں پہلوؤں کو لایا جاتا۔ اس کو ابھی eliciting کے لیے رکھ دیا جائے کیونکہ یہ نامکمل قانون ہے۔ اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اس کی وصولی کو فعال بنانا ہے اور ساتھ ہی اسلامی اور قرآنی طریقوں سے اس کے خرچ پر بھی مکمل توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں ساتھ ساتھ آگے اس کے مصرف کا بھی ذکر کروں گا لیکن میں پہلے اس کی وصولی کے قواعد کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ سونے چاندی، مال و تجارت، زراعت کے پھلوں، جانوروں، کان، جہاں سے کوئلہ وغیرہ نکلتا ہے، دفینہ اور عشر کا بیان اسلامی کتابوں میں درج ہے۔ میں بہار شریعت کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں۔ ان کتابوں میں اس کی مکمل تفصیل آئی ہے۔ لیکن میں افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ حکومت نے جتنی بھی زکوٰۃ وصول کی ہے یہ کسی ایک شق میں بھی نہیں آتی ہے۔ بلکہ پہلی رمضان المبارک کو بنک میں جتنا بھی اکاؤنٹ ہو اس میں سے نفی کر لیا جاتا ہے جو کہ سراسر اسلام کے منافی ہے۔ میں مختصر عرض کرتا چلوں کہ جانوروں سے بھی زکوٰۃ وصول کی جانی چاہیے۔ اس میں بھی دو قسم کے جانور ہوتے ہیں۔ میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گا چونکہ آپ نے مجھے پابند کیا ہوا ہے لیکن میں تھوڑا تھوڑا عرض کرتا چلوں کہ اونٹوں کی ایک قسم ہے جس میں بچہ مادہ ایک سال کا ہوتا ہے اگر 25 اونٹ جنگلوں میں چرتے ہوں اس سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ اسی طرح 46 سے 60 اونٹوں تک حقہ کا بیان آیا ہے۔ 61 سے 75 جذعہ کا آیا ہے اور 76 سے 90 پر دو بنت لبون کا ذکر آیا۔ گائے کی بھی مفصل تفصیل آئی ہے اس میں بھی تبیع یا تبیعہ اور اسی طرح مسن یا مسنہ کے حوالے سے پوری تفصیل آئی ہے۔ بکریوں کا حوالہ بھی آیا ہے لیکن میں یہاں عرض کرتا چلوں کہ جتنے بھی قواعد و ضوابط آئے ہیں پہلے تو ہماری وصولی بھی صحیح نہیں ہوئی ہمارا زکوٰۃ فنڈ ہی صحیح نہیں ۔ اگر ایک منٹ کے لیے تسلیم کر لیں کہ یہ

زکوٰۃ فنڈ صحیح ہے' چونکہ اس مد میں کافی رقم جمع ہے تو اس کے خرچ کرنے میں احتیاط اشد ضروری ہے۔ میں سیرۃ النبی کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ سے پہلے جو چیئرمین صاحب صدارت فرما رہے تھے انھوں نے معزز رکن کو پانچ سے سات منٹ دیے تھے اور وہ اس خیال کے پیش نظر دیے تھے کہ کافی وقت گزر گیا تھا تا کہ اس معاملے کو آگے چلایا جا سکے۔ حالانکہ معزز رکن اس میں محرک بھی نہیں تھے لیکن اس کے باوجود یہ تقریباً 15 منٹ سے بات کر رہے ہیں اگر اس کو تھوڑا سا مختصر کروا دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر محرک نہیں تھے تو پھر کیسے بول رہے ہیں؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! وزیر صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں محرک ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! آپ ذرا مہربانی کریں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! آپ کہتے ہیں تو میں نہیں بولتا۔ یہ اسلام کی باتیں ہیں اور میں صحیح بخاری شریف کے حوالے سے عرض کرنا چاہ رہا تھا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہ بولنے کی بات نہیں۔زبان بندی کے تو ہم قائل بھی نہیں ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! اگر آپ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سننا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ آپ سے جو commitment ہوئی تھی آپ اسے پورا کر لیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں نے کوئی commit نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے پتا چلا ہے کہ مجھ سے پہلے جو دوست Chair پر تھے' ان سے آپ کی commitment ہوئی

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! سارا ہاؤس گواہ ہے کہ میں نے کوئی commitment نہیں کی۔اگر میں نے کوئی commitment کی ہے تو میں honour کرنے کو تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، Chair نے یہاں سے کوئی بات کی تھی؟

سید مسعود عالم شاہ، انھوں نے حکم دیا تھا لیکن میں نے کوئی commitment نہیں کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ مہربانی کریں تو۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ اور تو کوئی صاحب بات نہیں کرنا چاہتے؟

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! بہت ہی اہم قانون سازی ہو رہی ہے۔ جب میں نے بات کی تھی تو اس وقت آپ تشریف فرما نہیں تھے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ میرے محترم دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں اگر ان کو بولنے نہیں دیا جاتا یا وہ بولنا نہیں چاہتے تو کم از کم قانون سازی کے معاملے میں تو بولنے کا موقع دیا جائے۔ اور ماشاء اللہ آپ اس معاملے میں فراخ دل بھی ہیں۔ میرے محترم بھائی مسعود عالم صاحب جو باتیں فرما رہے تھے وہ قانون سازی کے حوالے سے بڑی relevant ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی ایسی چیز ہے جس میں پورے ایوان کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور مجھے خوشی ہے کہ تیسرے چوتھے روز سے محترم قائد ایوان بھی تشریف لا رہے ہیں جسے یہاں ایک اچھی حاضری ہو جاتی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مسعود عالم شاہ صاحبکو موقع دیں کہ وہ اپنی بات مکمل کریں چونکہ یہ بہت ہی اہم قانون سازی ہے اور وہ تو ساری باتیں اسلام اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کر رہے ہیں ان کو ٹوکنا بذات خود گناہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ آپ گناہ اور ثواب کے concept کو لاگو نہ کیجیے۔ میں نے جب ان سے پوچھا ہے تو انھوں نے کہا ہے کہ میں نے commitment نہیں کی تھی لیکن Chair نے یہ بات کی تھی۔ اب اگر Chair نے یہ کہا تھا کہ آپ پانچ سے دس منٹ میں اپنی بات ختم کرلیں۔ تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو آپ یہ کہیں کہ میں آپ کی بات مانتا ہوں یا پھر یہ کہیں کہ نہیں مانتا۔ میں نے جب ان سے پوچھا تو انھوں نے بڑی خوبصورت بات کی۔ شاہ صاحب نے ہمیشہ پارلیمانی روایات کو مد نظر رکھا ہے اور میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ Chair کی

طرف سے کوئی بات ہو اور شاہ صاحب نے یہ کہا ہو کہ میں نہیں مانتا یا انھوں نے ضد کی ہو۔ میں نے کہا تو وہ بیٹھ گئے۔ میرے خیال میں آج کل آپ بھی چاہتے ہیں کہ بلاوجہ بات کچھ لمبی ہو جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ اگر ان کے بعد بھی کسی نے بولنا ہے تو آپ کے سپیکر نے بولنا ہے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! چونکہ آپ نے حکم فرمایا ہے اس لیے میں wind up کی طرف آتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شاہ صاحب! آپ کوئی حدیث فرمانے لگے تھے۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں wind up کی طرف آ گیا ہوں شاید معزز ایوان یہ باتیں سننے کو تیار نہیں۔ میں صحیح بخاری شریف کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی آپ wind up کر لیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں کہ صفحہ 201 پر درج ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ پانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا "اے شخص اللہ تعالیٰ نے مال زکوٰۃ کی تقسیم میں کسی انسان کو بلکہ پیغمبر تک کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے۔ اس کی تقسیم خود اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس کے آٹھ مصرف بیان کر دیے ہیں اگر تم ان آٹھ میں سے ہو تو میں تم کو دے سکتا ہوں"۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اب میں ان آٹھ مصرف پر سرسری سی نظر ڈالوں گا تا کہ ایوان کوئی غیر شرعی کام نہ کر سکے اور اس کو فراخ دلی سے elicit کر دیا جائے تا کہ غیر شرعی کام بھی نہ ہو اور اس پر شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہاؤس کو اعتماد میں لایا جا سکے۔

جناب سپیکر! ایک فتویٰ قائد حزب اختلاف نے پیش فرمایا ہے۔ بہاولپور کے جامعہ انوار العلوم کا فتویٰ بھی اسی سلسلے میں ہے۔ اس میں بھی اس قسم کے اداروں کے قیام کو نفی کیا گیا ہے۔ بلکہ جیسے چنیوٹی صاحب نے فرمایا ہے کہ طالب علم پر خرچ نہیں کیا جا سکتا اس کو جتنا حصہ دیا جا سکتا ہے اس کی ملکیت دی جا سکتی ہے' چاہے وہ کسی ادارے میں پڑھے یا نہ پڑھے۔ میں سورۃ توبہ کی 60 ویں آیت مبارکہ پڑھ کر آٹھ مصرف کے بارے میں عرض کر کے بات ختم کرنا چاہوں گا۔

إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

(ترجمہ) زکوۃ انہی لوگوں کے لیے ہے۔ فقیر اور مساکین اور ان کے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہو اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والا ہے۔

جناب والا! پہلے فقیر کی مد آئی ہے۔ فقیر کی تعریف بتائی گئی ہے کہ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے۔ دوسری مد مسکین کی آئی ہے۔ مسکین کی تعریف یہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ بدن چھپانے کے لیے محتاج ہو۔ اور لوگوں سے سوال کرے تو اس پر سوال جائز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے وائنڈ اپ کر لیا؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میں آٹھ مصرف بیان کر رہا ہوں ابھی تیسرے پر آیا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

سید مسعود عالم شاہ، میں نے جو آیت پڑھی ہے میں اسی کا ایک صفحہ پڑھ کر ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی کیجئے ویسے تو سبھی کو پتا ہے کہ فقیر کون کہلاتا ہے اور مسکین کون ہوتا ہے۔ زیادہ بہتر آپ وہ کام کریں۔

سید مسعود عالم شاہ، چلیں جناب والا! میں عرض کرتا چلوں کہ اگر کسی کو رقاب اور غارم کا علم ہے وہ بتا دے؛ میں تو دین کی باتیں کر رہا ہوں۔ عامل وہ ہے جس کو بادشاہ اسلام نے عشر اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔ ایسے غریب، کمزور لوگ جن کے اسلام لانے کی امید پر زکوٰۃ سے مدد کی جائے۔ یہ قسم سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور میں با اتفاق صحابہ کرام نے منسوخ فرمائی۔ "رقاب"۔ پانچویں صورت ہے۔ ایسے غلام جن کو مالک نے رقم مقرر کر دی ہو کہ وہ رقم ادا کرے تو آزاد ہوگا۔ اسے زکوٰۃ دی جائے گی۔ "غارم"۔ ایسے مقروض لوگ جو بغیر کسی گناہ کے مقروض ہوئے ہوں یا حادثہ پیش آنے پر علاج میں مقروض ہوں۔ ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔ "فی سبیل اللہ"۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یعنی بے سامان مجاہدین اور نادار حاجی جن کے پاس مال نہ ہو۔ "ابن سبیر"۔ یعنی مسافر جس کے سفر کی حالت میں مال ختم ہوگیا اگرچہ اس کے گھر میں مال ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جائے گی۔ زکوٰۃ سے صرف اتنا مال حاصل کرے جس سے سفر کی ضرورت پوری ہو۔اس

کے علاوہ زکوٰۃ کہیں خرچ نہیں ہوسکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔ منسٹر صاحب۔

وزیر اوقاف و زکوٰۃ و عشر ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انما الصدقت للفقرآءِ والمسکین صدق اللہ و مولانا العظیم۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا جو بل پنجاب کے سب سے بڑے صوبے کے اندر Iay ہوا۔ اللہ نے مجھے یہ اعزاز اور توفیق بخشی کہ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے' اپنے فاضل اورمحترم اراکین اپوزیشن جنہوں نے آپ کی' میری اور پورے ہاؤس کی اس جانب مبذول کرائی اس کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دے سکوں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

جناب والا! قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور اس کے اندر انسان کی پیدائش سے لے کر حد بلوغت تک' حد بلوغت سے لے کر حصول علم تک بلکہ بخاری کی وہ حدیث "کہ علم حاصل کرو ماں کے پنگھوڑے سے لے کر قبر کی لحد تک"۔ بلکہ ایک اور مقام پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ "جب اللہ تمہیں عنان' اقتدار دے دے تو پھر اے انسانو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلے کرو چاہے تم سے کوئی خوش ہو یا نہ ہو"۔ میں آپ کو آج سے ایک سال قبل لے جانا چاہتا ہوں۔ بحیثیت مسلمان حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ جب ہم نے VII کا پراجیکٹ شروع کرنے کا منصوبہ بنایا تو اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجھ سے ایک بات کی تھی جو آج میں اپنے معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ' صدقات' خیرات اور عشر کی رقومات کے مصارف قرآن و حدیث نے جو بیان کیے ہیں ہمیں اسی کے مطابق ہمیں عمل کرنا ہے اور میرے دل کی یہ خواہش ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ویلفئر اسٹیٹ بن جائے۔ تو اس سلسلے میں علمائے کرام کی کیا رائے ہوگی؟ مجھے خوشی ہوتی کہ جن فاضل مقررین نے یہاں پر تقاریر فرمائی ہیں' اپنے خدشات کا' اپنے احساسات کا قرآن و سنت کی روشنی میں اظہار فرمایا۔ کاش! کہ وہ میری بات سننے کے لیے یہاں پر تشریف فرما ہوتے۔ صرف لمبی چوڑی تقریریں کرنے سے قرآن و سنت کے احکامات

اپنی عقل اور فہم و فراست کے تابع نہیں بنائے جا سکتے۔ قرآن ایک مسلمہ اصول ہے۔ قرآن ایک روشن کتاب ہے۔ قرآن قدیم سے لے کر جدید تک اور قیامت تک کے لیے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور قرآن مجید نے ان تمام مسائل کا حل پیش کیا۔ بجا فرمایا اپوزیشن لیڈر نے کہ ہمارے یہ خدشات ہیں۔ بجا فرمایا مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے بحیثیت مسلمان کہ ہمارے یہ خدشات ہیں' ان خدشات کو دور کرنا چاہیے۔ لیکن بندہ نواز ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاش! اس بل کو lay ہونے سے قبل یہ اس کا ملہٗ اور ما علیہ کا تجزیہ کر لیتے اور رابطہ قائم کر کے اپنے خدشات کے سلسلے میں ہمیں کچھ ارشاد فرماتے تو شاید ہم ان کی خدمت عالیہ مقدسہ مطہرہ میں وہ تمام چیزیں پیش کر دیتے جن کا اظہار آج انھوں نے اس ہاؤس میں کیا ہے۔ ہم نے سب سے پہلے جب یہ منصوبہ بنایا تو پاکستان کے جید اہل علم' مفتیان عظام' محدثین کرام جن کا تعلق تمام مسلمہ مکاتب فکر سے ہے ان سے آراء لیں اور ان کا ایک اجلاس' میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فرماتے ہیں کہ آج اجلاس منعقد ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کا اجلاس 23/8/1997 کو لاہور کے اندر بلایا تھا۔ ان کے سامنے یہ منصوبہ رکھا تھا کہ یہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس فنی' تعلیمی تربیت کے حصول کے لیے اہم کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی بھی یہ خواہش ہے کہ اس پر رقومات زکوٰۃ و عشر سے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں خرچ کر سکتے؟ علماء نے بڑی لمبی چوڑی تمہید کے بعد اپنے معاملات اس اجلاس کے اندر رکھے۔ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی وہ تمام رپورٹیں جو 87-1986ء کی متفقہ طور پر ترتیب دی گئی تھیں ان کی روشنی میں علمائے کرام نے 23/8/1997 کو یہ فیصلہ کیا کہ حکومت پنجاب جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ تعمیر کرنا چاہتی ہے' اسلامی نظریاتی کونسل کے وضع کردہ احکامات کی روشنی میں اگر یہ تعمیر کرے گی تو زکوٰۃ اور عشر کی رقومات کا وہی طریقہ کار جو اس میں وضع کیا گیا ہے عمل کرے گی تو اس میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہ ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو علمائے کرام موجود تھے' ابھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے ارشاد فرمایا اور میرے محترم قائد حزب اختلاف نے بھی جامعہ اشرفیہ کے ایک مفتی صاحب کا حوالہ دیا۔ اس میٹنگ میں جو حضرات موجود تھے ان کے نام میں آپ کی خدمت میں پڑھنا چاہتا ہوں۔

1۔ مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد حسین نعیمی کے صاحبزادے جو well educated ہیں

اور ازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں' ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی اس میں خود موجود تھے۔

2۔ پاکستان بیت المال کے چیئرمین جن کا تجربہ تعلم القرآن و علمہ کے مطابق کم و بیش نہیں تو تیس سال پر محیط ہے۔ انھوں نے اس اجلاس میں تشریف رکھی۔

3۔ شیخ الحدیث مولانا محمد شریف صاحب بھکر جو کہ اپنے مسلک کے اندر ایک مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں وہ بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔

4۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن اشرفی جن کی اپنے مسلک کے اندر ایک مسلمہ حیثیت ہے اور دارالعلوم اشرفیہ کے بانیوں میں سے ہیں وہ بھی وہاں پر تشریف فرما تھے۔

5۔ جامعہ اشرفیہ کے دیگر حضرات بھی وہاں پر تشریف فرما تھے۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب بھی وہاں پر تشریف فرما تھے۔

6۔ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ کے مفتی محمد ذکریا صاحب اور دارالافتاح جامعہ اشرفیہ کے خادم حضرت علامہ مولانا عبدالخالق صاحب بھی اس اجلاس میں تشریف فرما تھے۔

7۔ جس انوارالعلوم کی ملتان یا بہاول پور بات میرے موصوف بھائی صاحب شاہ صاحب نے کی ہے اس کے مفتی حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی جن کا تجربہ کم و بیش پینتیس سال کا ہے۔ وہ بھی اس اجلاس کے اندر تشریف فرما تھے۔

8۔ اسی طرح حضرت علامہ مولانا عبداللطیف صاحب اس اجلاس میں تشریف فرما تھے۔

9۔ شارح بخاری شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب رضوی' جنھوں نے بخاری شریف کے 30 سپاروں کی شرح لکھی ہے اور آج تک عالم اسلام کے مقتدر راہ نماؤں کے ان کو خطوط بھی موصول ہوئے ہیں کہ آپ نے یہ عالم اسلام پر ایک بہت بڑا احسان عظیم کیا ہے کہ بخاری شریف کے 30 سپاروں کی شرح لکھ دی

تو اس طرح پاکستان کے تمام مکتبۂ فکر کے اہل علم علماء نے جب ہمیں اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی ان سفارشات کی روشنی میں presentation دی تو پھر اللہ کے فضل و کرم سے حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کوشش کی' جس کی اجازت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہائے اسلام دیتے ہیں۔ تو پاکستان اور پنجاب کے اندر ویلفیر سوسائٹی کا وہ کام انجام دے کر ہم اس تلیک سے پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ جناب والا! میرے محترم بھائی قائد حزب

اختلاف نے بات کی اور کاش! حضرت علامہ مولانا منظور احمد چنیوٹی یہاں پر تشریف فرما ہوتے، میں نے تو ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضور والا! آپ کی خواہش درست ہے لیکن آپ تشریف رکھیے گا۔ میں آپ کو وہ الفاظ quote کرتا ہوں جو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل نے 87-1983ء کی اپنی فیڈرل رپورٹ کے اندر تحریر کیے اور میں وہ یہاں پر عرض کروں گا کہ میں اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک autonomous body ہے۔ اس کے فیصلے آزادانہ طریقے سے ہمیشہ قرآن وسنت کی روشنی میں کرنے کے لیے اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے ممبران نے اہم کردار ادا کیا۔ چاہے کوئی بھی حکومت آئی اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے ممبران قطعی طور پر حکومت کے دباؤ میں نہیں آئے اور انھوں نے جو فیصلے کیے وہ بالکل آزادانہ اور اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے کیے اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹنز کے سلسلے میں تو ہم نے پچھلے سال یہ منصوبہ بنایا تھا۔ میں 1986ء کی یہ رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان اداروں کی تعمیر، مشینری وغیرہ کے اخراجات پورے کرنے کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے رقم قرض لے کر شروع کی جائے۔ پھر ادارے قائم ہو جانے کے بعد اس کو زیر تربیت افراد سے فیس لے کر چلانے کا انتظام کیا جائے اور نادار، غریب، مستحق، لاچار، بے بس، بے سہارا اور یتیم بچوں کو زکوٰۃ فنڈ سے وظائف دیے جائیں، جن سے وہ اپنی تربیت کے جملہ اخراجات پورے کر سکیں۔ ان میں 50 فی صد نشستیں نادار افراد کے لیے مختص ہوں گی۔ جناب والا! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کے دو حصے رکھ دیے ہیں۔ ایک حصے کے اندر خالصتاً وہ مستحق، جو زکوۃ کے مستحق ہیں اور ہم نے تملیک کا وہ شرعی طریقہ کار، جس کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین نے اپنے دور کے اندر رائج کیا تھا۔ تملیک پر عمل کرتے ہوئے زکوۃ کونسل سے وہ رقم لیں گے اور ان ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کے لیے قرض دیں گے تاکہ ملک میں فنی تعلیم عام ہو، جہالت اور غربت کا خاتمہ ہو سکے۔ ان تمام اصولوں، ضوابط، طریقۂ کار اور مسلمہ اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس میں ان نادار، غریب، مستحق اور یتیموں کا 50 فی صد کوٹہ ہو گا۔

جناب والا! آپ مجھ سے بہت بہتر جانتے ہیں کہ ایک اسلامی ریاست کا کیا concept ہے۔ خود سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک اسلامی تحریکات کا آغاز ہوا اور مولائے کائنات جن کے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یہ

ارشاد فرمائیں کہ انا مدینۃ العلمی و علی بابھا۔ ان دونوں اولوالعزم خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کے دور میں اسلامی ریاست کا کیا concept تھا۔ قرون اولیٰ کے مسلمان اسلام کی تعبیر و تشریحات کو آج کے مسلمان سے بہت بہتر سمجھتے ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمان، جن کی پوری تربیت آغوش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی ہو، وہ آج کے مسلمان سے بہت بہتر احکامات رسالت اور احکامات الہیٰ کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وہ پیارے صحابی، جن کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ اے اللہ! حضرت ابو جہل اور عمر میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے۔ عمر تو مراد رسول ہیں۔ کیا سیدنا علی اور سیدنا عمر سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو سکتا تھا کہ جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم پسند نہ فرمائیں؟ یقیناً ہم بحیثیت مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہو سکتا تھا۔ کیا سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ سے غرباء، یتامی اور مساکین کے اندر آٹا تقسیم نہیں کیا تھا؟ کیا ان کے کپڑوں کے لیے رقومات نہیں دی تھیں؟ بیت المال اور زکوٰۃ و عشر کا تصور یہ نہیں ہے کہ دولت کو چند ہاتھوں میں اکٹھا کر دیا جائے۔ بیت المال اور زکوٰۃ کا مسلمہ تصور یہ ہے، جس میں امام شافعی، امام مالک، امام حنبل، امام جعفر اور فقہائے اسلام تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ حق دار تک اس کا حق پہنچانے میں راعی کی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ آٹے کی تقسیم میں بھی زکوٰۃ اور عشر کی رقومات تباہ و برباد کی گئیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ لی گئی۔ ایسی بات نہیں۔ میرے محکمے کے اندر 24 ہزار سے زائد لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں مستحق کا تعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی میں ایک چیئرمین اور 6 ممبران ہوتے ہیں جن کے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے ضلعی زکوٰۃ کمیٹی اہم کردار ادا کرتی ہے اور ہم ایک غریب اور نادار آدمی کے لیے 3 سو روپے فی آدمی ماہانہ کا اجراء کرتے ہیں۔ وہ اس کی تصدیق اور توثیق کرتا ہے اس کے بعد پھر وہاں سے چیک بنتا ہے۔ ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹی اس کی تصدیق کرتی ہے اور پھر کراس چیک کی صورت میں اس غریب کے پاس رقم پہنچتی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے اس 60 فی صد پر بھی اعتراض کیا۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اگر محترم کو کسی جگہ پر زکوٰۃ و عشر کی رقومات میں گڑبڑ نظر آئے تو اگر وہ مجھے بتاتے تو بحیثیت مسلمان اور ایک وزیر، میں اس کی تحقیقات ضرور کرتا لیکن خدارا! میری یہ گزارش ہے کہ اس تمام مسئلے کو بلڈوز کرنے کی بجائے ان کو انتہائی اعلیٰ ظرفی اور خوبصورتی کے ساتھ

پاکستان کو 21 ویں صدی کے چیلنجوں کے مقابلے کے لیے تیار کرنے کے لیے ملک سے جہالت کے مکمل طور پر خاتمے کے لیے ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ قول بہت یاد ہے کہ اے امراء! تمہارے پاس بڑی دولت ہے اگر اس دولت میں سے تم روزانہ دولت خرچ کرتے رہو تو وہ دولت کم ہو جاتی ہے۔ علم ایک ایسی دولت ہے جس کے حصول سے روزانہ تمہاری دولت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جناب والا! اب ان کا یہ خدشہ کہ اسلامی احکام کو پیش نظر نہیں رکھا۔ ہم ان کو اور اس ہاؤس کے تمام ممبران کو بھی یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے ان تمام معاملات کو پیش نظر رکھا جس خدشے کا اظہار انھوں نے کیا ہے۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی گورننگ باڈی کے سلسلے میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں ان سے یہ کہتا ہوں۔ انما الاعمال بالنیات۔ ایک اور حدیث ہے کہ " تمہارے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے(یعنی کہ جسے ہم دل کہتے ہیں' عربی میں اس کو مدغا کہتے ہیں) اگر وہ راہ راست پر بیٹھ گیا تو تمہارے تمام جسم نے دنیا اور آخرت میں فلاح پائی' سیدھی راہ پائی۔ اگر وہ بھٹک گیا' تباہ و برباد ہوگیا تو تمہارے تمام جسم نے تمہارے سمیت عدم فلاح پائی۔" گویا کہ اس نے فلاح کی طرف کوئی کام سرانجام نہ دیا۔ آج میں اس ہاؤس میں اس بل کے سلسلے میں جو تقریر کر رہا ہوں میرا یہ ایمان ہے کہ جب قرآن و سنت کی بالادستی کا قانون قومی اسمبلی کے اندر پیش ہو جائے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ پاکستان سے غربت کا خاتمہ بھی ہوگا' جہالت کا خاتمہ بھی ہوگا' 21 ویں صدی کے چیلنجوں کا مقابلہ بھی ہوگا اور وہ خواب جو قائد اعظم نے دیکھا تھا اور جس کی تعمیر کے لیے اور جس کی راہ کو ہموار کرنے کے لیے مفکر اسلام اور پاکستان علامہ اقبال نے اہم کردار ادا کیا تھا وہ پورا ہوتا ہوا نظر آئے گا۔

جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آج کے اس اجلاس میں میری اس وضاحت کے بعد کہ زکوٰۃ اور عشر کی رقومات کا زیاں ہو رہا ہے' کم سے کم میں نے اپنی قبر میں جانا ہے' میں نے کسی کی قبر میں نہیں جانا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اپنی قبر میں جانا ہے کسی کی قبر میں نہیں جانا۔ پوری امانت' دیانت صداقت کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے صدقے سے یہ کہتا ہوں کہ ہم نے یہ فیصلہ علمائے کرام کی راہنمائی میں کیا ہے۔ اپنی پسند اور ناپسند پر یہ فیصلہ نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اب آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ جب ہم نے

یہ وضاحت دے دی کہ زکوٰۃ و عُشر کی رقومات میں سے ہم یہ قرض لے رہے ہیں اور جیسا کہ ابھی میرے محترم بھائی نے فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

کہ جہاں پر کسی مستحق آدمی کو قرض دینے کے لیے بھی زکوٰۃ فنڈ میں قرآن سے ثابت ہے۔ تو مجھے یہ بتائیں کہ وہ آدمی جو معاشرے میں انتہائی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کوئی شخص کسی کے جوان بچے کو پوچھنے والا نہیں کیا اس معاشرے کے اندر پاکستان اور پنجاب میں دس بارہ یا پندرہ سال کے بچے لوگوں کے گھروں میں اپنی اوائل زندگی اور بچپن ضائع نہیں کر دیتے؟ پانچ سو سے لے کر سات سو روپے تک ایک گھر کا مالک اس کو خرچ دیتا ہے۔ اس کی پوری زندگی سے کھیلتا ہے۔ پٹرول پمپوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہاں کے ملازمین کو آپ دیکھ لیں۔ اسی طرح ورک شاپوں کے اندر دس سے لے کر پندرہ سال یا بیس سال کے بچے اپنی پوری زندگی صرف کر دیتے ہیں۔ لیکن اس مالک کے رحم و کرم پر رہتے ہیں کہ وہ شاید اس کو کسی وقت بھی نکال دے۔ ہم نے اللہ کی رحمت کو اپنے دامن میں سہارا دینے کے لیے اس کے فضل کو تلاش کرنے کے لیے " ادخلو فی السلم کافۃ" جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔ اس کے مصداق پر ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ بچے' وہ بے سہارا' وہ یتیم جن کو دنیا والے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ اگر حکومت نے علمائے کرام کے مشورے کے ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں یہ فیصلہ ہی کر لیا ہے کہ ان کو فنی تعلیم دلوانے کے لیے گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کر دیے جائیں تو اس میں کیا قباحت ہے؟

جناب والا! موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ پنجاب میں دو سو سے زیادہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہیں۔ یقیناً اس میں یہ بات درست ہوگی۔ لیکن گورننگ باڈی میں موجود ایسے حضرات بھی موجود ہیں جو خود صاحب ثروت ہیں۔ ہم نے اس کی گورننگ باڈی کو ترتیب دیتے وقت یہ چیز پیش نظر نہیں رکھی تھی کہ اس کی وفاداری گورنمنٹ کے ساتھ ہے یا اس کی مخالفت گورنمنٹ کے ساتھ ہے۔ بلکہ یہ چیز پیش نظر رکھی تھی جو صاحب ثروت ہیں' جو زکوٰۃ دیتے ہیں' صدقات دیتے ہیں اور خیرات کرتے ہیں۔ اگر کسی وقت بھی ان انسٹی ٹیوٹس کے لیے ان کو مالی طور پر مدد کے لیے کہا

جائے تو وہ کروڑوں روپے اپنے خدا کے دیے ہوئے فنڈ سے ہمیں یہاں عطیہ دے سکیں۔ ہم نے اس کے تمام ترسسٹم کو بالکل اس قسم کا کر دیا ہے کہ اس میں گڑبڑ کا قطعی طور پر کوئی اندیشہ نہیں اور پھر یہ دیکھیے کہ 42 قسم کے ہنر اس ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے اندر سکھلائے جائیں گے۔ جن میں انڈسٹریل سیکٹر بھی موجود ہے، الیکٹرانکس ہے، میکا ٹرانکس ہے، چمڑے کی مصنوعات ہیں، سرامکس ہے، اسی طرح ٹریول سروس ہے۔ فروٹ پروایسنگ ہے، ڈیری پروایسنگ ہے، اسی طرح ووڈ ورک ہے، پلمبر ہیں۔ اس قسم کے ہنر ان اداروں کے اندر سکھلائے جائیں گے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے تعصب کی آنکھ سے ہٹ کر اس قسم کا فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ جس سے پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اور غربت اور جہالت اور افلاس کا خاتمہ ہو سکے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اپوزیشن ممبران بھی اس بل کی حمایت کر کے قوم کے سامنے، خدا کے سامنے، اس کے رسول کے سامنے سرخ رو ہوں گے۔ و آخر الدعونیٰ عن الحمد اللہ رب العالمین۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Vocational Training Council Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th October, 1998.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The time is extended for ten minutes. The next amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
3. Sardar Rafiq Haider Khan Leghari
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
5. Syed Masood Alam Shah
6. Mr Mansoor Ahmad Khan

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti

8. Mr Saeed Akbar Khan

9. Mr Ikramullah Khan Niazi

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

MR MOAZZAM JEHANZEB AHMAD KHAN WATTOO: Sir, I move:-

"That the Punjab Vocational Training Council Bill, 1998, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th October, 1998:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mehmood, MPA
5. Ch Zafrullah Cheema, MPA
6. Ch Saeed Iqbal, MPA
7. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
8. Mr Sultan Mehmood gondal, MPA.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Vocational Training Council Bill, 1998, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th October,

1998:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mahmood, MPA
5. Ch Zafrullah Cheema, MPA
6. Ch Saeed Iqbal, MPA
7. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
8. Mr Sultan Mehmood gondal, MPA

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! وقت بہت تھوڑا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، بہت وقت ہے۔ میں نے دس منٹ پہلے ہی بڑھائے ہیں۔ آپ بولیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، شکریہ ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے قائد حزب اختلاف نے بھی اس بل پر اپنی آرا کا اظہار کیا ہے اور میرے دوسرے اپوزیشن کے ساتھیوں نے بھی اس بل کی خامیاں بیان کی ہیں۔ حکومت ووکیشنل ٹریننگ کونسل اس بل کے ذریعے قائم کرنا چاہتی ہے اور اس کے بعد ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بنانا چاہتی ہے اور اس میں وہ زکوٰۃ کے پیسے کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بظاہر جو بتایا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ جو مستحقین ہیں ان کو ٹریننگ دی جائے تاکہ وہ معاشرے کے فعال رکن بن سکیں۔ میں ٹیکنیکل ٹریننگ کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا۔ ٹیکنیکل ادارے پہلے ہی کام کر رہے ہیں اور طالب علموں کو ٹریننگ دے رہے ہیں۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے زکوٰۃ کے پیسے کو استعمال کیا جائے۔ یہ جو زکوٰۃ فنڈ ہے اس کے استعمال میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور یہ جو قانون سازی ہے یہ نہایت اہمیت کی حامل ہے اور اس میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اکثر حکومتی اراکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی نے ریکارڈ قانون سازی کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ قانون سازی ہونی چاہیے لیکن اس میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ جو قانون سازی کی جا رہی ہے۔ اس کے عوام پر کیا اثرات مرتب

ہوں گے۔ کیونکہ اس کا ہمیشہ کے لیے اس صوبے کے عوام کی زندگی پر اثر پڑنا ہے تو اس میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔

جناب والا! نیشنل اسمبلی میں شریعت بل پیش کیا گیا ہے اور آج کل اس پر بحث مباحثہ جاری ہے۔ کچھ لوگ اس کے حق میں بات کر رہے ہیں اور اپوزیشن نے اس پر اپنے اعتراضات پیش کیے ہیں اور اس پر ابھی بحث جاری ہے۔ اس میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ گورنمنٹ پارٹی کے بھی کچھ اراکین نے اس پر اپنے اعتراضات کیے ہیں اور اس پر بحث ہو رہی ہے۔ صوبے میں بلکہ پورے ملک میں اس پر بحث ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بل کو بھی سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ اس میں عجلت سے کام نہ لیا جائے۔ یہ نہایت اہمیت کا حامل بل ہے۔ اس کو وقت دیا جائے۔ اس پر مزید بحث کرائی جائے اور پھر اس کے بعد اس پر کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے۔ اس میں اپوزیشن ممبران نے اپنی جو آراء دی ہیں' ان کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس بل میں مناسب ترامیم کی جائیں۔

جناب والا! یہ جو زکوٰۃ کی تقسیم ہے' کیا ہی اچھا ہو کہ گورنمنٹ اس تقسیم کو شفاف بنائے۔ اب تک دیکھنے میں آیا ہے کہ جس طرح باقی معاملات اور ڈیپارٹمنٹ میں کرپشن ہے اسی طرح زکوٰۃ کی تقسیم شفاف طریقے سے نہیں ہوتی اور جو مستحق لوگ ہیں ان تک یہ رقومات نہیں پہنچ پاتیں۔ یہ مختلف طریقوں سے کرپشن کی نذر ہو جاتی ہے۔ اس میں اگر زکوٰۃ کی تقسیم کے سسٹم کو بہتر بنایا جاتا تو وہ زیادہ بہتر تھا اور ایسی ترامیم کی جاتیں کہ ہمارے صوبے کے مستحق لوگوں تک یہ رقم پہنچے۔

جناب مظہر عباس راں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب مظہر عباس راں: محترم مختلف طریقوں کی وضاحت کریں۔ کیونکہ یہ طریقے تو یہ بہت اچھی طرح جانتے ہیں جس طریقے سے زکوٰۃ کے فنڈ کو استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، نمبر ایک تو آپ اپنی سیٹ پر ہی نہیں بیٹھے۔ کم از کم آپ بولنے سے پہلے یہ تو دیکھ لیا کریں۔ دوسرا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ویسے بھی valid نہیں ہے۔ آئندہ آپ اپنی سیٹ سے بولیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کاش ہماری حکومت کچھ معاملات کو criticize کرنے کے بجائے' ان کو سیاسی رنگ دینے کے بجائے' دوسرے زاویے سے دیکھے۔ یہ جو زکوٰۃ کا معاملہ ہے یہ ایک بڑا sensitive کام ہے۔ خدارا اس کو criticize نہ کیا جائے۔ اس کو مستحق لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اس کو ensure کیا جائے کہ یہ اس معاملے میں کرپشن کی نذر نہ ہو۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! پچھلے دور میں جو زکوٰۃ کمیٹیاں تھیں ان کو عوام منتخب کرتے تھے مگر انہوں نے وہ ختم کر دیں۔ ان کے دور میں وہ ختم ہوگئیں اور nominate ہو گئیں۔ ممبر nominate کر دیے گئے تاکہ لوگوں کے منتخب نمائندے نہ آئیں۔ اب وزیر موصوف نے دوبارہ منتخب نمائندوں کے ہاتھ میں زکوٰۃ کمیٹیوں کا الیکشن دیا ہے۔ یہ ہمارے چیف منسٹر اور ہمارے منسٹر کی صوابدیدی بات نہیں بلکہ عوام کا رنگ دیا ہے کہ عوام خود منتخب کرے۔ اس لیے وٹو صاحب کے دور میں جو ہوا وہ غلط ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے اراکین nominate کیے ہیں۔ اس میں دیکھا گیا ہے کہ اس میں بھی industrialist کو سامنے لایا گیا ہے اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہر معاملے میں industrialist آگے آتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ کہیں یہ تو نہیں کہ اس ملک میں اس وقت industrialist کی حکومت ہے؟

جناب والا! اس ملک میں اس وقت ہمارے معاشی حالات میں اتنی خرابی جو ہو چکی ہے اور ہر شخص پریشان ہے۔ نہ صرف حکومت بلکہ اپوزیشن کے اراکین اور ہر شخص اس بات پر پریشان ہے کہ یہ حالات اس خرابی تک کیوں پہنچے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا نقصان اس ملک کی economy کو بدعنوان industrialist نے پہنچایا ہے شاید اور کسی نے نہیں پہنچایا۔ ہوا یہ ہے کہ اگر ایک فیکٹری

5 کروڑ روپے میں لگتی ہے تو اس پر 10 کروڑ روپے کا قرضہ لیا جاتا ہے اور پھر بنکرز کے ساتھ مل کر مختلف طریقوں سے وہ پیسہ لوگ اس ملک سے باہر بھی ٹرانسفر کرتے رہے ہیں۔

جناب والا! میں اس بل کی طرف واپس آؤں گا کہ بہتر یہ ہو گا کہ اس پر مزید غور و خوض کیا جائے۔ اس کو جس سلیکٹ کمیٹی کا میں نے ذکر کیا اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس پر مزید غور و خوض ہو۔ تاکہ اس کے بعد اس کو اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور کوئی صاحب؟ ------ نہیں بولنا چاہتے۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر) : جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہ جو ترمیم پیش کی ہے' یہ کہتے ہیں کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جو مجوزہ قانون ہے اس پر سٹینڈنگ کمیٹی پہلے ہی غور کر چکی ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی کی سفارشات پر ہی یہ بل اب لایا گیا ہے۔ وہ فرما رہے تھے کہ اس کو دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی سے تو یہ ہو کر آ چکا ہے اور جو باقی گزارشات وہ کر رہے تھے کہ اس کے فنڈ کا misuse ہو گا' اس پر اور دوستوں نے بھی بات کی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی حکومت زکوٰۃ کے مستحقین کو زکوٰۃ دینے کے لیے ہے۔ ہم ان کی جماعتوں کی طرح زکوٰۃ لینے والے نہیں' کھانے والے نہیں' لانگ مارچوں پر خرچ کرنے والے نہیں۔

جناب والا! ان کی ترمیم بالکل غیر مناسب ہے۔ لہذا اس کو reject فرمائیں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is that:

The Punjab Vocational Training Council Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee, Social Welfare, Zakat and Population Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th October, 1998 :-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA

4. Mian Tariq Mahmood , MPA

5. Ch Zafar Ullah Cheema, MPA

6. Mian Naveed Tariq, MPA

7. Mr Saeed Iqbal, MPA

8. Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA

9. Mr Sultan Mahmood Gondal, MPA

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is that:

The Punjab Vocational Training Council Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause. Second reading starts.

CLAUSE-2

MR ACTING SPEAKER: Clause 2 of the Bills is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is that clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was passed unanimously)

جناب قائم مقام سپیکر، اب اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

جمعرات' 24۔ ستمبر 1998ء

(پنج شنبہ' 2۔ جمادی الثانی 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 41 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى
كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي
الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾

سورۃ بنی اسرائیل آیت 70 تا 72

اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی o جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھیں گے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور (نجات کے) رستے سے بہت دُور o

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

ناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ پہلا سوال نمبر 584 حاجی مقصود احمد بٹ
حب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے ۔ اگلا سوال نمبر 717 خواجہ محمد اسلام
حب کا ہے ۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ سوال نمبر 927 حاجی امداد حسین صاحب کا ہے ۔ وہ بھی
ریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال بھی انہی کا ہے ۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا سوال نمبر
100 ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 1426 جناب خالد جاوید وڑائچ کا ہے۔ وہ بھی
ریف نہیں رکھتے ۔ اس سے اگلا سوال بھی انہی کا ہے ۔ سوال نمبر 1437 جناب ایس۔ اے حمید
حب کی طرف سے ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں لائے ۔ سوال نمبر 1470 حاجی محمد اکرم صاحب کا
ے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ اس سے اگلا سوال بھی حاجی محمد اکرم صاحب کا ہے ۔ وہ موجود
ں ہیں۔ اگلا سوال 1492 جناب عبدالمنان شیخ کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ سوال نمبر 1510
ں معظم جہانزیب احمد خاں وٹو کی طرف سے ہے ۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ سوال نمبر 1572 چودھری
سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ سوال نمبر 1590 جناب سعید اکبر
ں کی طرف سے ہے ۔ وہ بھی تشریف نہیں لائے ۔ سوال نمبر 1615 پیر شجاعت حسنین قریشی کی
ب سے ہے ۔ وہ بھی نہیں ہیں ۔ اگلا سوال بھی انہی کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال
ب شاہد محمود بٹ صاحب کی طرف سے ہے ۔ وہ بھی تشریف نہیں لائے۔ سوال نمبر 1785 ملک
ں شبیر جوئیہ صاحب کا ہے ۔

ں ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 1785 ملک غلام شبیر جوئیہ کے ایماء پر دریافت کرتا ہوں۔

ناقص سیوریج سسٹم کی درستی کے لیے اقدامات

1785۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ب) کندیاں ٹاؤن ضلع میانوالی میں سیوریج سکیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس منصوبہ پر کل کتنا خرچ آیا۔

ں کیا یہ درست ہے کہ کندیاں ٹاؤن میں سیوریج کا نکاس دریائے سندھ کی طرف کیا جانا تھا۔

لیکن سیوریج کا لیول خراب ہونے کی وجہ سے دریائے سندھ کا پانی کندیاں ٹاؤن کی طرف رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس ناقص منصوبہ بندی کا ذمہ دار کون ہے حکومت ذمہ داران آفیسران کے خلاف کارروائی کرنے اور ناقص سیوریج سسٹم کی درستی کے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) سیوریج سکیم کندیاں کی انتظامی منظوری حکومت پنجاب نے مبلغ 91 لاکھ 15 ہزار روپے کی دی تھی۔ اور مالی سال 96-1995, 97-1996ء اور 98-1997ء میں حکومت نے اس سکیم کے لیے 52 لاکھ 23 ہزار روپے کی رقم مختص کی اور ٹاؤن کمیٹی نے 19 لاکھ 82 ہزار روپے اپنے حصہ کے جمع کروائے۔ اس طرح جون 1998ء تک اس سکیم کے لیے 72 لاکھ ہزار روپے کی رقم میسر کی گئی جس میں سے جون 1998ء تک 71 لاکھ 85 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس سکیم کو مکمل کرنے کے لیے مزید 32 لاکھ 95 ہزار روپے حکومت سے مختص کرنے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت کے پاس تجویز زیر غور ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کندیاں ٹاؤن سیوریج کا نکاس دریائے سندھ کی طرف ہے اور یہ درست ہے کہ دریائے سندھ کا پانی خراب لیول کی وجہ سے کندیاں شہر کی طرف آ رہا ہے۔ موقع کے مطابق سیوریج کا پانی دریائے سندھ کی طرف جا رہا ہے۔ پانی کا اخراج صحیح طور پر دریائے سندھ میں ہو رہا ہے اور کوئی فنی نقص نہ ہے۔

(ج) کندیاں ٹاؤن میں سیوریج کی منصوبہ بندی میں کوئی نقص نہیں۔ جیسا کہ جز "ب" میں جواب دے دیا گیا ہے۔ اس لیے افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ چونکہ لہٰذا گورنمنٹ کے منظور شدہ تخمینہ جات اور ہدایات کے مطابق مکمل ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال چودھری زاہد نذیر ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ ۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ چودھری مسعود احمد صاحب تشریف نہیں رکھتے چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ سوالات ختم ہوئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میں بقیہ تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پلاٹوں کی نیلامی

*584۔ **حاجی مقصود احمد بٹ۔** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ایل۔ڈی۔اے نے سال 1994ء تا 1996ء میں کتنے پلاٹ نیلام کیے اور کتنے تحفے میں دیے اور نیلام شدہ پلاٹوں سے کتنی رقم وصول ہوئی ہر پلاٹ کا رقبہ کتنا ہے۔ نیز پلاٹ حاصل کرنے والوں کے نام اور پتہ جات ایوان میں پیش کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

ایل۔ڈی۔اے نے سال 1994ء تا 1996ء میں کل 346 رہائشی اور کمرشل پلاٹ بذریعہ نیلام فروخت کیے۔ اس عرصہ میں کوئی پلاٹ تحفہ میں نہیں دیا گیا اور نہ ہی قواعد میں ایسی گنجائش ہے۔ نیلام شدہ پلاٹوں کی مد میں 1994ء تا 1996ء میں کل -/14,08,43737 روپے وصول ہوئے۔ فروخت شدہ پلاٹ حاصل کرنے والوں کے نام اور پتا جات "تتمہ الف" پر موجود ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

پٹہ کی منسوخی

*585۔ **حاجی مقصود احمد بٹ۔** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی پارک سکیم (رائفل رینج) کی زمین 99سالہ پٹے پر دی گئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ پٹہ کب اور کن شرائط کے تحت لوگوں کو دیا گیا نیز پٹہ داروں سے اب تک کتنی رقم وصول کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی طرف سے متذکرہ پٹہ یک طرفہ طور پر منسوخ کر دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو یہ کب سے اور کس اتھارٹی کے حکم پر منسوخ کیا گیا ہے اور آیا حکومت اس پٹا کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہو تو کب تک

اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) تقریباً 144 پلاٹ رائفل رینج سکیم کے تحت 1951ء تا 1962ء ابتدائی طور پر تیس سالوں کے لیے پٹے پر دیے گئے۔ ازروئے معاہدہ لیز کی میعاد کی بعد ازاں تیس تیس سالوں کے لیے تجدید کی جا سکتی ہے۔ اس پٹے کی شرائط "تتمہ الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اب تک رقم بابت پٹہ تقریباً -/2,36,500 روپے وصول ہوئے ہیں۔

(ب) پٹہ داران رائفل رینج کے پٹہ جات یک طرفہ منسوخ نہ کیے گئے ہیں۔ ایل۔ڈی۔اے کے طریقہ کار کے مطابق منسوخی سے قبل نوٹس اظہار وجوہ دیا جاتا ہے۔ 1992ء میں بعض پٹہ داروں کے خلاف شکایات وصول ہونے پر کہ انہوں نے شرائط پٹے کے برخلاف پلاٹوں کو بغیر منظوری ایل۔ڈی۔اے یا تو تقسیم کر دیا ہے یا غیر قانونی طور پر کرایہ پر دے دیا ہے۔ تو اس صورت حال کے پیش نظر ایل۔ڈی۔اے نے پٹے کی توسیع بند کر دی ہے۔ پٹے کی میعاد میں توسیع یا منسوخی سے قطع نظر یہ زمین ایل۔ڈی۔اے کی ملکیت ہے تاہم بحالی کے بارے میں حتمی فیصلہ زیر غور ہے۔

مالکانہ حقوق

*717۔ **خواجہ محمد اسلام،** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد نے غلہ منڈی کی جگہ، مکی مارکیٹ اور مدنی مارکیٹ تعمیر کر کے لوگوں کو دکانیں الاٹ کی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ان الاٹیوں کو مالکانہ حقوق نہیں ملے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک ان کو مالکانہ حقوق دیے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

الف) ایف۔ڈی۔اے نے مورخہ 30-6-97 کو اپنی تحریری رپورٹ کے ذریعہ (تتمہ الف) مطلع کیا کہ غلہ منڈی کی جگہ مکی مارکیٹ اور مدنی مارکیٹ FDA نے تعمیر نہ کی ہیں اور نہ ہی FDA

ناجائز قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کا پابند ہے۔

ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے مذکورہ سوال کا جواب دیا تھا جو تتمہ "ب" پر لف ہے۔ ڈی۔سی فیصل آباد نے اس میں بیان کیا کہ شہر کے مختلف حصوں کے ناجائز قابضین کو اٹھا کر سابقہ غلہ منڈی اندرون امین پور بازار چنیوٹ بازار (مدنی مارکیٹ) اور سابقہ غلہ منڈی اندرون ریل بازار کارخانہ بازار (مکی مارکیٹ) میں بٹھا دیا تھا۔ DC نے تتمہ "ب" پر اپنے جواب میں مزید بتایا ہے کہ ان ناجائز قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کی کارروائی زیر غور ہے۔ DC فیصل آباد سے مزید رپورٹ موصول نہ ہوئی۔

DC فیصل آباد کو بذریعہ ٹیلی فون کئی بار گزارش کی گئی لیکن مذکورہ جواب کے علاوہ دیگر جواب موصول نہ ہوا۔

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

تتمہ "الف"

(الف) درست نہ ہے۔ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ فیصل آباد نے غلہ منڈی کی جگہ مکی مارکیٹ اور مدنی مارکیٹ تعمیر نہیں کی ہیں اور نہ ہی ایف۔ڈی۔اے کا اس سکیم کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔

(ب) اس لیے فیصل آباد ترقیاتی ادارہ فیصل آباد کا مالکانہ حقوق دینے سے کوئی واسطہ نہ ہے۔

تتمہ "ب" (ڈپٹی کمشنر فیصل آباد)

(الف) ضلعی انتظامیہ نے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی حدود سے شہر کے مختلف حصوں سے ناجائز قابضین کو سابقہ غلہ منڈی اندرون امین پور بازار، چنیوٹ بازار (مدنی مارکیٹ) اور سابقہ غلہ منڈی اندرون ریل بازار، کارخانہ بازار (مکی مارکیٹ) میں بٹھا دیا تھا۔

(ب) قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کی کارروائی زیر غور ہے۔ اس بارے میں مفصل رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر (سٹی) فیصل آباد سے طلب کی گئی ہے۔ جس کے موصول ہونے پر مزید کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔

گڑھی شاہو پل کی تعمیر

*927۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گڑھی شاہو لاہور کا پرانا پل اپنی مدت تعمیر مکمل کر چکا ہے اور اس وقت خطرناک حالت میں ہے۔

(ب) اس پل کی دوبارہ تعمیر کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور یہ پل کب تک تعمیر کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) اس پل کی دوبارہ تعمیر کا تخمینہ لاگت 297.137 ملین روپے ہے۔ پل کی تعمیر کا ٹھیکہ ا اگست 1997ء کو دیا گیا۔ منصوبے کی مدت تکمیل ایک سال ہے۔

فیروز پور روڈ انڈر پاس کی تکمیل

*928۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

فیروز پور روڈ انڈر پاس کا ابتدائی تخمینہ لاگت کیا تھا اس کی تاریخ تکمیل کیا تھی ابتدائی تخمینہ سے کتنی زائد لاگت سے یہ مکمل ہوا۔ زائد اخراجات کی وجوہات کیا تھیں۔ لوگ اس کوتاہی کے ذمہ دار ہیں کیا حکومت ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

انڈر پاس کا ابتدائی تخمینہ 7.46 کروڑ روپے تھا۔ اس کی تاریخ تکمیل 96-4- تھی۔ اس کام کے ابتدائی تخمینے سے 6.59 کروڑ روپے کی زائد رقم سے یہ کام مکمل ہ منصوبے کا ابتدائی تخمینہ 7.46 کروڑ روپے بغیر مفصل ڈیزائن اور سروے کے مرتب کیا تھا اور اسی بنیاد پر ٹیکنیکل سینکشن اور ٹینڈر الاٹ کیا گیا۔ ٹینڈر الاٹ کرنے کے فوراً بعد شروع ہونے سے پہلے ہی "نیسپاک" نے منصوبے کا تفصیلی ڈیزائن بنا دیا جس کنکریٹ کے ستونوں کی تعداد 76 سے 185، چھت کی موٹائی 2/½ فٹ سے تین فٹ ا ملحقہ سڑکوں کی لمبائی ایک کلومیٹر سے 2.04 کلومیٹر دی گئی۔ کنکریٹ کی دیواروں کی لم

1850 فٹ سے 2400 فٹ بڑھ گئی۔ بجلی کے کھمبوں کی تعداد 36 سے 52 عدد بڑھ گئی۔ بغیر تفصیلی اور غیر متعلقہ ڈیزائن کی بنیاد پر ٹی۔ایس اور ٹینڈر الاٹ کرنے کے ذمہ دار اہل کاران کے خلاف کارروائی شروع ہے اور محکمہ نے اینٹی کرپشن میں ایف۔آئی۔آر درج کرائی ہے جس کا نمبر 127757 مورخہ 20-2-97 ہے اور اس سلسلے میں مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ سکیم کی تکمیل

*1065۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (PUDP) کب اور کتنی لاگت سے شروع کیا گیا۔ اس کے تحت کون کون سے شہر میں کتنی سکیمیں مکمل کی گئی ہیں۔ ہرسکیم کی مکمل تفصیل بتائی جائے۔

(ب) اس منصوبے کے تحت کون کون سے افسران نے بیرون ملک تربیت حاصل کی ہر افسر کا نام، عہدہ اور ملازمت، مدت تربیت مع ملک اور خرچ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اس منصوبے کے لیے بیرونی امداد قرض تھی یا گرانٹ، اگر قرض تھی تو اس پر شرح سود کیا تھی نیز اب تک کتنا قرض واپس کیا گیا ہے اور کتنا ابھی باقی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) (i) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (PUDP) یکم جولائی 1987ء کو Counter Part Funding کی بنیاد پر عالمی بنک کے تعاون سے 3296.22 ملین روپے کی لاگت سے شروع ہوا جو بعد میں بڑھ کر 4452.353(Revised) ملین روپے ہو گیا۔ اس لاگت میں ODA کی طرف سے 836.157 ملین روپے کی گرانٹ بھی شامل تھی۔ جو کہ صرف WASA لاہور کے لیے مختص تھی۔

(ii) اس پراجیکٹ کے تحت مندرجہ ذیل شہروں میں مختلف اسکیمیں مکمل کی گئیں۔ جن کے لیے فنڈ ان کی (Repayment Capacity) کے مطابق مختص کیے گئے۔ ایک شہر کے ذمہ واجب الادا رقم کسی دوسرے شہر پر بوجھ نہ ہو گی۔

لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ساہی وال، سرگودھا، شیخوپورہ، بہاول پور، ملتان رحیم یار خان، بورے والہ، وہاڑی اور میاں چنوں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس کی تفصیل بھی تتمہ "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) (I) اس منصوبے کے لیے 3616.196 ملین روپے قرض جبکہ 836.157 ملین روپے گرانٹ تھی۔

II) قرض پر شرح سود 11 فیصد سالانہ واجب الادا ہے۔

III) اس قرض کی واپسی میں ابتدائی چار سے چھ سال کا دورانیہ واپسی سے مستثنیٰ ہے اور اس کے بعد ادائیگی اقساط کی صورت میں معاہدوں میں درج شرائط کے مطابق حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان کریں گی۔

نکاس آب سکیم کی دوبارہ بحالی

*1426۔ جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں نکاسی آب (نالی سولنگ) ناکارہ ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نالی کا سولنگ لگنے کے بعد اسے دوبارہ مرمت نہ کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نالی کا سولنگ دوبارہ لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔ البتہ کچھ گلیوں میں ٹرالیوں کی آمدورفت اور صفائی نہ ہونے کی وجہ سے نالیاں بند ہو چکی ہیں۔ کیونکہ سکیم کو مکمل ہوئے سات سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔

(ب) حکومت نالیوں اور سولنگ والی سکیموں کی مرمت پر کوئی رقم عمومی طور پر خرچ نہیں کرتی نالیوں کی صفائی گاؤں والوں کی ذمہ داری ہے۔

(ج) جن گلیوں میں نالیاں اور سولنگ کا کام ہونا باقی ہے اس کے لیے گورنمنٹ سے دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت توسیع ڈرینج سکیم فیض آباد منظور کرانے کی کوشش کی جائے

گی۔ تاہم چک فیض آباد میں ضلع کونسل نے کچھ گلیوں میں نالیوں کا کام شروع کر رکھا ہے۔

گلیوں کا پختہ کرنا

*1427۔جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی دوسرا پل کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 1، 2، اور 3، پختہ نہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی کے مکین گلی نمبر 1 سے گزر کر گھروں کو جاتے ہیں اور گلی نمبر 1 پختہ نہ ہونے کی وجہ سے برسات کے دنوں میں گھروں تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلی نمبر 1، 2 اور 3 پختہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) نیو مدینہ کالونی ایل۔ڈی۔اے کی سکیم سبزہ زار میں شامل نہ ہے۔ اس لیے اس کالونی میں ترقیاتی کاموں کے لیے ایل۔ڈی۔اے ذمہ دار نہ ہے۔

اسی طرح میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے بھی رپورٹ دی ہے کہ یہ کالونی بلدیہ عظمیٰ لاہور کی حدود میں واقع نہ ہے۔ LDA کو سیکرٹری ہاؤسنگ نے مزید انکوائری کے لیے لکھا جس کے جواب میں ڈائرکٹر (I&C) ایل۔ڈی۔اے نے لکھا کہ۔

1۔ مدینہ کالونی سبزہ زار سکیم سے باہر واقع ہے۔

2۔ اسے سبزہ زار سکیم میں مدغم نہ کیا گیا ہے۔

3۔ یہ پرائیویٹ کالونی ایل۔ڈی۔اے سے منظور شدہ نہ ہے۔

4۔ اس کالونی کا کل رقبہ 21 کنال ہے جو موضع ڈھولن وال میں شامل ہے۔

5۔ اس پر گھروں کی تعمیر 11/10 سال پیشتر مکمل ہو چکی ہے۔

6۔ اس زمین کی ملکیت ملک زمان اور ذیلدار کی تھی۔ جنہوں نے اس زمین کو بشیر احمد آف

موتی چور والا کے پاس فروخت کر دیا جس نے پلاٹ بنا کر پرائیویٹ لوگوں کو فروخت کر دیے۔

لہٰذا بلدیہ عظمیٰ لاہور اور ایل۔ڈی۔اے لاہور' ترقیاتی کام کرنے کے ذمہ دار نہ ہیں۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید جواب در کار نہ ہے۔

(ج) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سیوریج کی تعمیر

*1437۔جناب ایس۔اے۔حمید: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح روڈ گوجرانوالہ سیوریج کی تعمیر کافی عرصہ سے بند پڑی ہے جس سے علاقہ کے مکینوں کو بے حد مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بار بار یاددہانی کے باوجود جی۔ڈی۔اے نے اس بارے میں کوئی عملی اقدام نہیں اٹھایا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیوریج کی تعمیر دوبارہ شروع کرنے اور متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جناح روڈ گوجرانوالہ سیوریج کی تعمیر کافی عرصہ سے بند ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سکیم 419.00 لاکھ روپے کے تخمینہ سے نومبر 1996ء میں شروع کی گئی اور اس کی مدت تکمیل تین سال ہے۔ گورنمنٹ نے اب تک 149.45 لاکھ روپے فراہم کیے ہیں اور یہ تمام رقم خرچ کر دی گئی ہے۔ اس سکیم میں 12 ہزار فٹ ٹرنک سیور فراہم کرنا ہے۔ جس میں سے 2600 فٹ "48 قطر' 5200 فٹ' "54 قطر اور 4000 فٹ "60 قطر کا آر سی۔سی پائپ لگانا مقصود ہے۔ جس میں "48 اور "54 قطر کے پائپ نصب کر دیے گئے ہیں اور صرف 1700 فٹ "60 قطر کا پائپ لگانا زیرتعمیر ہے۔ موقع پر کام جاری ہے۔ یہ تمام پائپ سول لائن ڈسپوزل سے لے کر راجکوٹ ڈسپوزل تک لگانا ہے اور اس تمام

Alignment پر سڑک بھی بنائی ہے۔ جو کہ سیوریج کی تکمیل کے بعد بنائی جائے گی۔ اللہ کے فضل سے کام کی رفتار کافی تسلی بخش ہے اور یہ سکیم وقت سے پہلے ختم کر لی جائے گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ابھی تک کسی بھی یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑی ہے کیونکہ کام کی رفتار کافی تسلی بخش ہے اگر فوری فنڈز کی فراہمی بروقت کر دی گئی تو کام وقت مقررہ سے پہلے ختم کیا جا سکتا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ کام کی رفتار کافی تسلی بخش ہے ان حالات میں متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

گلیوں کو پختہ کرنا

*1470۔ حاجی محمد اکرم (پی۔پی 231)، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی کھاڑک لاہور کی جناح روڈ، گلی نمبر 1 اور گلی نمبر 2 پختہ نہ ہیں، اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان کو پختہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

یہ سوال ایل۔ڈی۔اے سے متعلقہ نہ ہے۔

گندے نالے کے کنارے پختہ کرنا

*1473۔ حاجی محمد اکرم (پی۔پی 231)، کیا وزیر ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم اور کھاڑک لاہور کے درمیان بہنے والے گندے نالے کے کنارے کھاڑک پہلے پل سے گرڈ اسٹیشن تک پختہ کرنے کے ساتھ ساتھ سڑک بھی بنی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملتان روڈ لاہور سے پہلا پل کھاڑک تک درج بالا گندے نالے

کے کنارے پختہ نہ ہیں اور نہ ہی سڑک بنی ہوئی ہے۔ جس پر گوالوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سبزہ زار سکیم کھاڑک کے درمیان بہنے والے گندے نالے کے کنارے ملتان روڈ لاہور سے پہلا پل کھاڑک تک پختہ کرنے کے ساتھ یک طرفہ سڑک بنانے کو بھی تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے۔ یہ سڑک واپڈا نے تعمیر کی ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ ملتان روڈ لاہور سے پل کھاڑک تک درج بالا گندے نالے کے دونوں کنارے اور فرش پختہ ہیں۔ البتہ دونوں پٹریاں کچی ہیں اور سڑک بھی تعمیر نہ ہے۔ علاوہ ازیں ناجائز قابض گوالے ایل۔ڈی۔اے کی سکیم سبزہ زار سے باہر M.C.L کی حدود میں ہیں۔

(ج) گندے نالے کا فرش اور کنارے پہلے ہی پختہ ہیں۔ جبکہ ملتان روڈ سے پہلا پل کھاڑک تک کا رقبہ چونکہ سبزاہ زار سکیم میں شامل نہ ہے۔ لہٰذا سڑک کی تعمیر ایل۔ڈی۔اے سے متعلقہ نہ ہے۔

گندے نالے کی تعمیر

*1492۔ **جناب عبدالمنان شیخ**، کیا وزیر ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 117 میں عامر روڈ پر صدیقیہ کالونی سے چائنہ سکیم تک گندہ نالہ زیر تعمیر ہے اس نالے کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور شرائط کی رو سے اس کی تعمیر کب تک مکمل ہونا ہے۔

(ب) حکومت نے تعمیر میں ناقص میٹریل کے استعمال کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ نالے کی چھت نہیں ڈالی جا رہی جبکہ یہ نالہ تقریباً 15 فٹ سے زائد گہرا ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نالے پر چھت ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے کہ گندہ نالہ زیرتعمیر ہے اور اس کا کل تخمینہ تقریباً بارہ کروڑ روپے ہے۔ ورلڈ بنک کی شرائط کی رو سے اس کام کی تعمیر 31 مارچ1998ء تک مکمل ہو جائے گی۔

(ب) یہ کام ایک بین الاقوامی فرم میکڈانلڈ انٹرنیشنل کی زیر نگرانی ہو رہا ہے اور اس نے ناقص میٹریل چیک کرنے کے لیے ایک ٹیسٹنگ لیبارٹری بنائی ہے اور ان کا ایک کوالٹی کنٹرول انجینئر کام کی نگرانی کرتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) یہ نالہ حکومت کے منظور کردہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس پر چھت اس لیے نہیں ڈالی جا سکتی کہ یہ وسائل سے باہر ہے۔ لیکن لوگوں کی حفاظت کے لیے دونوں کناروں پر کہیں جنگلہ اور کہیں پانچ فٹ اونچی دیوار بنائی جا رہی ہے؟

چک فیض آباد تحصیل دیپالپور میں نالی/سولنگ لگانے کے اقدامات

*1510۔ میاں منظم جہانزیب احمد خان وٹو، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں نالی/سولنگ لگایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ نالی/ سولنگ اب ناکارہ ہوچکا ہے اور نکاسی آب کی سہولت نہ ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نالی/ سولنگ دوبارہ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) جی ہاں۔ چک فیض آباد میں نالیاں سولنگ کا منصوبہ سال 1989ء میں شروع ہوا اور جون 1990ء میں 5.75 لاکھ کی لاگت سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

(ب) (i) جی نہیں۔ کچھ گھیوں میں ٹرالیوں کی آمدورفت اور صفائی نہ ہونے کی وجہ سے نالیاں بند چکی تھیں۔ اب ان نالیوں کی صفائی کر دی گئی ہے اور پبلک مستفید ہو رہی ہے۔

(ii) گاؤں کی کچھ آبادی میں سابقہ سکیم کے تحت نکاسی آب کی سہولت مہیا کی جا چکی ہے۔

(ج) صفائی کرنے کے بعد پختہ گھیوں میں نالیاں سولنگ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ گھیوں میں کام بقایا رہ گیا ہے۔ اس کے لیے چک فیض آباد کو نئی سکیموں کی ترجیحی ا سالانہ ترقیاتی منصوبہ 99-1998ء میں شامل کر لیا گیا ہے۔ فنڈز ملنے پر بقایا کام مکمل کر جائے گا۔

سرگودھا میں واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی کے اقدامات

*1572۔ چودھری عامر سلطان چیمہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ :

(الف) حلقہ نمبر 28 پی۔پی سرگودھا میں واٹر سپلائی سکیم 1۔ چک 30 جنوبی 2۔ چک 104 جنوبی چک98 شمالی کن مراحل میں ہیں۔

(ب) ان میں سے جو سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں ان کو ابھی تک چالو نہ کرنے اور جو زیرتکمیل ا ان کو مکمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) اور حکومت ان مکمل اور زیرتکمیل سکیموں کو کب تک چالو کرنے اور مکمل کرنے کا ا ر کھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) حلقہ نمبر PP-28 سرگودھا میں

1۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 30 جنوبی مکمل ہے ماسوائے کنکشن بجلی جس کے لیے واپڈ -/413820 روپے مورخہ 25-4-97 میں جمع کرا دیے گئے ہیں۔

2۔ چک نمبر 104 جنوبی ضلع سرگودھا جون 1994ء میں مکمل ہوئی جن میں "6 قطر کا پا بچھایا جا چکا ہے۔

اب "3 ،"4 پائپ کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے اگست 1998ء تک سکیم جزوی

پر چالو ہو جائے گی۔

3۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 98 شمالی ہر لحاظ سے مکمل ہے ماسوائے تنصیب ٹرانسفارمر اور کنکشن کرنا باقی ہے جس کی واپڈا کو مبلغ -/40000 روپے کی مورخہ 98-3-4 کو ادائیگی کر دی گئی ہے۔

(ب) 2۔ سکیمیں ۔ نمبر 1۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 30 جنوبی اور نمبر 2۔ چک نمبر 98 شمالی ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔

ان دونوں سکیموں کے ٹرانسفارمر لگانے کے لیے واپڈا کو ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق مبلغ -/413820 روپے مورخہ 97-4-25 اور مبلغ -/40000 روپے مورخہ 98-3-4 کو ادائیگی کر دی گئی ہے اور ایک واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 104 جنوبی میں پائپ بچھانے کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے۔ سال 98-1997ء کی مختص رقم ناکافی ہے اور یہ کام اگلے مالی سال 99-1998ء میں بقایا رقم مہیا ہونے پر مکمل ہو جائے گا۔

(ج) جونہی واپڈا ٹرانسفارمر لگا دے گا۔ واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 30 جنوبی اور چک نمبر 98 شمالی چالوکر دی جائے گی اور واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 104 جنوبی ماہ اگست 1998ء میں جزوی طور پر چالو کر دینے کی امید ہے۔

ٹاؤن کمیٹی منکیرہ ضلع بھکر میں التواء میں پڑی سیوریج اور واٹر سپلائی کی سکیمیں

*1590۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 93-1992ء کے اے۔ڈی۔پی میں ٹاؤن کمیٹی منکیرہ ضلع بھکر کی سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم شامل کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق مذکورہ سکیم کے تخمینہ لاگت کا دسواں حصہ خزانہ میں جمع کروا دیا تھا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹاؤن کمیٹی منکیرہ ضلع بھکر کی التواء میں پڑی سیوریج اور واٹر سپلائی سکیم کو مکمل کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 93-1992ء میں نکاسی آب اور آب رسانی کے منصوبہ جات شامل نہ کیے گئے تھے جبکہ توسیع فراہمی آب کا منصوبہ 96-1995ء میں شامل کیا گیا۔

(ب) درست ہے کہ بلدیہ منگیرہ نے 3 لاکھ 50 ہزار 3 سو 91 روپے مورخہ 11-7-93 تک جمع کروائے جبکہ نکاسی آب کا تخمینہ 80 لاکھ روپے تھا۔ بقایا رقم 5 لاکھ 50 ہزار روپے ابھی جمع کروانے تھے۔ جمع شدہ رقم اب بڑھ کر 5 لاکھ 36 ہزار 10 روپے ہو گئی ہے۔ جب کہ نکاسی آب کے منصوبہ کا تخمینہ موجودہ لاگت 150 لاکھ روپے ہے۔ باقی ماندہ رقم جمع ہونے پر جو کہ تقریباً 9 لاکھ 64 ہزار روپے بنتی ہے۔ اگر حکومتی وسائل نے اجازت دی تو اس منصوبہ کو شامل بجٹ کرنے پر غور کیا جائے گا۔

(ج) توسیع فراہمی آب کا منصوبہ سال رواں میں مکمل ہو جائے گا۔ جبکہ منصوبہ نکاسی آب بلدیہ کے بقایا حصہ کی رقم جمع ہونے پر حکومتی وسائل کی روشنی میں اس منصوبہ کی بجٹ میں شمولیت پر غور کیا جائے گا۔

تحصیل میاں چنوں کی نکاسی آب کی سکیموں کی تکمیل

*1615۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل میاں چنوں کی نکاسی آب کی مندرجہ ذیل سکیمیں کب، کتنے تخمینہ لاگت کے تحت منظور ہوئیں۔ 67\15-L، 49\15-L، 58\15-L، 127\15-L، 57\15-L، 43\15-L اور 16\8-Br کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) ان سکیموں کا ٹھیکہ کب، کن ٹھیکے داروں کو کتنی لاگت میں دیا گیا اور ان کی مدت تکمیل کیا ہے۔

(ج) اب تک ان پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ کتنا کام مکمل ہوا ہے۔ کتنا کام بقایا ہے اور کتنی رقم خرچ ہونا باقی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکیمیں محکمے کے کاغذات میں مکمل ہو چکی ہیں مگر ابھی تک موقع پر 50 فی صد سے بھی کم کام ہوا اور جو کام سرانجام دیا گیا ہے۔ اس میں بھی ناقص میٹریل استعمال ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سکیمیں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکیموں کے کام کی انکوائری اور ناقص میٹریل استعمال کرنے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کروانے اور ان سکیموں کو عملی طور پر مکمل کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) مندرجہ ذیل سکیموں کی انتظامی منظوری تفصیل درج ہے۔

نام سکیم	انتظامی منظوری کی رقم	انتظامی منظوری کی تاریخ
1۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 16/15-L	34.99 لاکھ	12-12-1992
2۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 49/15-L	30.40 لاکھ	28-6-1994
3۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 127/15-L	42.84 لاکھ	23-3-1990
4۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 57/15-L	33.97 لاکھ	16-9-1994
5۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 43/15-L	33.57 لاکھ	28-6-1994
6۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 58/15-L	34.50 لاکھ	10-6-1995

(ب) ان سکیموں کے نام اور ٹھیکہ جات جو منظور کیے، کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سکیم	تاریخ ٹھیکہ	نام ٹھیکیدار/فرم	رقم ایگریمنٹ	مدت تکمیل
1۔ رورل ڈرینج سکیم چک 67/15-L	27-04-93	ایم۔ایس بابر الیکٹرک کمپنی ملتان	Rs. 16,18,800/-	8 ماہ
	16-02-93	ایم۔ایس شبیر حسین & کمپنی ملتان	Rs 62,600/-	3 ماہ
	03-03-94	ایم۔ایس زیب کنسٹرکشن کمپنی وہاڑی	Rs. 89,000/-	6 ماہ
	13-07-94	سید شاہد علی لیہ	Rs. 2,03,500/-	4 ماہ

	07-11-94	ایم۔ایس فریدی کنسٹرکشن کمپنی حافظ آباد	Rs. 8,58,300/-	6 ماہ
	03-03-96	محمد امین خانیوال	Rs. 3,02,500/-	1 ماہ
2۔ رورل ڈریج سکیم چک L-49/15	13-06-96	ایم۔ایس حق کنسٹرکشن کمپنی کبیر والا	Rs. 1,50,000/-	8 ماہ
	18-06-96	ایم۔ایس حسیب اینڈ کمپنی ملتان	Rs. 6,24,100/-	8 ماہ
	29-01-97	ایم۔ایس شالیمار بلڈرز ملتان	Rs. 18,58,300/-	8 ماہ
	02-12-97	ایم۔ایس عمر اینڈ کمپنی ساہیوال	Rs. 11,32,800/-	8 ماہ
3۔ رورل ڈریج سکیم چک نمبر L-58/15	11-08-96	ایم۔ایس فریدی کنسٹرکشن کمپنی ساہیوال	Rs. 17,08,200/-	8 ماہ
	02-10-1996	ایم۔ایس زیدی بلڈرز ملتان	Rs 1,50,000/-	8 ماہ
	20-01-1996	ایم۔ایس ممتاز احمد میاں چنوں	Rs 49,600/-	1 ماہ
	01-04-1998	محمد فاروق احمد میاں چنوں	Rs. 1,01,700/-	1 ماہ
4۔ رورل ڈریج سکیم چک L-90127/15	01-10-	ایم۔ایس اقبال برادرز حاصل پور	Rs. 7,00,000/-	3 ماہ
	31-12-92	فہیم انجم میاں چنوں	Rs. 6,99,980/-8	8 ماہ
	17-08-91	فہیم انجم میاں چنوں	Rs. 17,38,300/-	11 ماہ
	03-02-93	ایم۔ایس افضل کنسٹرکشن کمپنی ملتان	Rs. 1,25,400/-	2 ماہ
	30-10-93	شیخ مبشر لطیف پراچہ	Rs. 62,500/-	1 ماہ
5۔ رورل ڈریج سکیم L-57/15	14-06-94	ایم۔ایس اللہ دین	Rs. 6,27,800/-	6 ماہ

		جہانیاں		
	27-07-94	عمر انٹرپرائزز میاں چنوں	Rs. 1,49,100/-	4 ماہ
	09-04-95	تنویر بلڈرز جہانیاں	Rs. 1,86,500/-	4 ماہ
	17-12-95	افتخار احمد خان میاں چنوں	Rs. 7,98,800/-	8 ماہ
	03-03-96	۔ایضاً۔	Rs. 57,300/-	1 ماہ
	16-05-96	۔ایضاً۔	Rs. 6,62,950/-	8 ماہ
	23-05-96	محمد اکرم دھرانہ	Rs. 4,15,900/-	8 ماہ
6۔ رورل ڈریج سکیم 43/15-L	28-05-95	ایم۔ایس صدیق اینڈ کمپنی خانیوال	Rs. 7,84,000/-	6 ماہ
	03-06-95	ایم۔ایس۔عمر اینڈ کمپنی ساہیوال	Rs. 7,55,800/-	6 ماہ
	12-02-96	ایم۔ایس۔عمر اینڈ کمپنی ساہیوال	Rs. 10,000/-	2 ماہ
	16-05-96	محمد اشرف میاں چنوں	Rs. 4,16,500/-	8 ماہ
	24-06-96	بسم اللہ کنسٹرکشن کمپنی ملتان	Rs. 8,94,500/-	8 ماہ
	27-06-96	ایم۔ایس۔سیف انٹرپرائزز میاں چنوں	Rs. 6,24,000/-	8 ماہ
	13-11-97	ممتاز احمد میاں چنوں	Rs. 51,214/-	1 ماہ
7۔ رورل ڈریج سکیم چک 16/8-BR	12-04-89	ایم۔ایس فیس سون کمپنی لاہور	Rs. 10,00,000/-	6 ماہ
	01-10-90	ایم۔ایس۔شرب اینڈ کمپنی میاں چنوں	Rs. 9,30,280/-	6 ماہ

(ج) تفصیل اخراجات وغیرہ درج ذیل ہے۔

نام سکیم	رقم صرف شدہ	کتنا کام مکمل ہو چکا ہے۔	بقایا کام	بقایا کام پر خرچ
1۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 67/15-L	39.02 لاکھ	—	—	—
2۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 49/15-L	34.84 لاکھ	—	—	—
3۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 127/15-L	47.95 لاکھ	—	—	—
تمام آبادیاں				
4۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 57/15-L	39.02 لاکھ	—	—	—
5۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 43/15-L	38.55 لاکھ	—	—	—
6۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 58/15-L	39.64 لاکھ	—	—	—
7۔ رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 16/8-BR	19.87 لاکھ	—	—	—

(د) یہ درست نہ ہے اور تمام سکیمیں مکمل طور پر چل رہی ہیں۔

(ہ) ضرورت نہ ہے۔ کیونکہ تمام سکیمیں موقع پر مکمل ہیں اور کام کر رہی ہیں۔

واٹر سپلائی سکیم 44/15-L میاں چنوں کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*1616۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) واٹر سپلائی سکیم 44\15-L تحصیل میاں چنوں کی منظوری کب اور کتنے تخمینۂ لاگت کے ساتھ کس ٹھیکے دار کو مکمل کرنے کے لیے دی گئی۔

(ب) اب تک اس سکیم پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔ کتنا کام مکمل ہوا ہے اور کتنا کام بقایا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکیم محکمے کے کاغذات میں مکمل ہو چکی ہے۔ مگر موقع پر ابھی تک کسی کو بھی پانی کا کنکشن نہیں دیا گیا اور یہ سکیم نامکمل ہے۔ اس کے علاوہ اس کی تعمیر میں بھی ناقص میٹریل استعمال ہونے کی وجہ سے سکیم ناکام ہو چکی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکیم کو عملی طور پر مکمل کرنے اور اس کے کام کی انکوائری اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؛ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 44/15-L تحصیل میاں چنوں کی انتظامی منظوری لاگت 33 لاکھ 70 ہزار مورخہ 28-6-94 دی گئی اور کام مندرجہ ذیل ٹھیکے داران کو الاٹ کیا گیا۔

1۔ عبداللطیف پراچہ 2۔ ساجد خان 3۔ محمود علی

(ب) اب تک اس سکیم پر 37 لاکھ 71 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ سکیم پر 100 فی صد کام مکمل ہوچکا ہے اور کوئی کام بقایا نہ ہے۔

(ج) سکیم موقع پر مکمل ہے لیکن بجلی کا کنکشن محکمہ واپڈا کی طرف سے مہیا نہ ہونے کی وجہ سے سکیم ابھی تک نہیں چل سکی جونہی بجلی کا کنکشن جاری ہوا سکیم چلا کر لوگوں کو کنکشن مہیا کر دیے جائیں گے۔

(د) جز بالا(ج) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ لہٰذا انکوائری کی کوئی ضرورت نہ ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں واٹر سپلائی سکیموں کا اجراء

*1641۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔ ان میں سے کتنی چالو اور کتنی بند ہیں اور کتنی زیرتکمیل ہیں۔

(ب) حلقہ پی۔پی 108 میں واٹر سپلائی سکیم ستراہ، گرد چک، اگو چک کتنی کتنی مالیت سے شروع ہوئی تھیں۔ اب تک ان پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے، کتنے فنڈز ان کے لیے مختص کیے گئے ہیں اور ابھی تک یہ سکیمیں چالو نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔ ان کے بقیہ کام کب تک مکمل ہو جائیں گے اور کب تک عوام کو پانی کی سہولت میسر ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 39 منصوبہ جات برائے فراہمی آب ہیں۔ ان میں سے 29 منصوبہ جات چالو حالت میں ہیں۔ 8 منصوبہ جات زیرتکمیل ہیں۔ جبکہ 2 منصوبہ جات متعلقہ user committee کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔

(ب) حلقہ 108 میں فراہمی آب کے تین منصوبے منظور ہوئے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	انتظامی منظوری	کل مختص شدہ رقم	کل خرچہ
1۔	منصوبہ فراہمی آب موضع ستراہ	34.96 لاکھ روپے	36.92 لاکھ روپے	34.96 لاکھ روپے
2۔	ایضاً۔ گورو چک	16.54 لاکھ روپے	18.30 لاکھ روپے	15.49 لاکھ روپے
3۔	ایضاً۔ اگو چک	16 459 لاکھ روپے	21.00 لاکھ روپے	17.57 لاکھ روپے

منصوبہ فراہمی آب موضع ستراہ۔

اس منصوبہ کی ٹیسٹنگ (testing) ماہ فروری 1998ء کو شروع کی گئی اور اب تک 35 گھریلو کنکشن دیے جا چکے ہیں۔ جوں جوں پائپ لائنیں ٹیسٹ ہوتی جائیں گی گھریلو کنکشنوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ ان شاء اللہ آئندہ 6 ماہ تک تمام گاؤں کو پانی فراہم کر دیا جائے گا۔

منصوبہ فراہمی آب گروچک، اگو چک۔

یہ دونوں منصوبہ جات 30-6-96 کو مکمل ہوئے اور چالو حالت میں دونوں منصوبہ جات متعلقہ user committee کے (hand over) حوالہ کر دیے گئے ہیں۔

واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیم کی توسیع کے لیے فنڈ مہیا کرنا

*1808۔ چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی اینڈ ڈرینج سکیم چک نمبر 189/RB فیصل آباد سال 1978ء میں عوام کی سہولت کے لیے بنائی گئی تھی۔ عرصہ تقریباً بیس سال گزرنے کے بعد اور موقع پر دیگر ترقیاتی کاموں کی وجہ سے بازاروں کا سولنگ بہت ہی خراب ہو چکا ہے۔ گندے نالوں پر سلیب اور نالیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ واٹر سپلائی کے دونوں کوارٹرز کی چار دیواری اور عمارت کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ گندے پانی کے نکاس کے لیے مزید ایک گندہ نالہ اور تین انچ پائپ کی ضرورت ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ مالی سال میں واٹر سپلائی اینڈ ڈرینج سکیم چک نمبر 189/RB کے لیے فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ چک نمبر 189۔ر۔ب فیصل آباد میں نکاسی آب و فراہمی آب کے منصوبہ جات 1978ء میں بنائے گئے بلکہ نکاسی آب کا منصوبہ 85-1984ء میں مکمل ہوا اور فراہمی آب کا منصوبہ 88-1987ء میں مکمل ہوا۔ نکاسی آب و فراہمی آب کے منصوبہ جات کی توسیع 1992ء میں کی گئی جن کی تفصیل لف ہے۔ توسیعی منصوبہ جات کی تکمیل کے بعد سکیمیں یکم جولائی 1993ء کو گاؤں کی کمیٹی کے سپرد کر دی گئیں۔ گاؤں کی کمیٹی ان منصوبوں کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ہے۔

گاؤں میں سوئی گیس کی فراہمی کا منصوبہ بعد میں مکمل ہوا۔ جس کی وجہ سے فرش بندی و نالیوں کی ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے اور وقت کے ساتھ منصوبوں کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے واٹر ورکس کی چار دیواری اور دوسری عمارات کو بھی نقصان ہوا۔ جن کی نشان دہی فاضل رکن نے کی ہے۔ منصوبوں کی دیکھ بھال متعلقہ کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔

(ب) چونکہ سکیم کی دیکھ بھال گاؤں کی کمیٹی کے ذمہ ہے۔ اس لیے مندرجہ بالا مرمت کے کام بھی متعلقہ کمیٹی کو ہی سرانجام دینے ہیں کیونکہ وہی اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

تفصیل۔ فراہمی آب اور نکاسی آب کی سہولتوں کی توسیع کے لیے ایک سکیم فروری 1991ء میں منظور ہوئی جو کہ جون 1992ء میں مکمل کر دی گئی۔ جس کے تحت مندرجہ ذیل کام سرانجام پائے۔

1۔ ٹیوب ویل	ایک عدد	2۔ پمپ ہاؤس	ایک عدد
3۔ پمپنگ مشینری	ایک سیٹ	4۔ رائزنگ مین 6 انچ قطر پائپ	4500 فٹ
5۔ ڈسٹری بیوشن سسٹم	3 انچ قطر پائپ	7100 فٹ	
	4 انچ قطر پائپ	840 فٹ	
6۔ ٹرانسمیشن لائن	جاب		
7۔ نالیاں پائپ	1	4840 فٹ	
8۔ فرش بندی		35777 کیوبک فٹ	

پیپلز لیاقت آباد سکیم سے متعلق تفصیلات

*1823۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پیپلز لیاقت آباد ہاؤسنگ سکیم ضلع میانوالی کا کل رقبہ کتنا ہے۔ گرین بیلٹ کتنے رقبہ پر محیط ہے۔ لیز پر کتنا رقبہ دیا گیا ہے۔

(ب) سکیم مذکورہ میں کتنے ناجائز قابضین ہیں۔ ہر ناجائز قابض کا نام پتا اور جتنے رقبہ پر قابض ہے کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ج) سکیم مذکورہ میں کتنے کتنے رقبہ کے پلاٹ کتنی کتنی مالیت میں نیلام ہوئے ہیں اور جہاں ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے ان پلاٹوں یا جگہوں کی مالیت کیا ہے حکومت ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(د) سکیم مذکورہ میں حکومت نے کتنے کوارٹر اور کوٹھیاں تعمیر کی ہیں اور یہ کتنے عرصہ سے تعمیر شدہ ہیں ان میں جائز اور ناجائز قابضین کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) لیاقت آباد منڈی ٹاؤن کا کل رقبہ 432 ایکڑ 3 کنال 01 مرلہ ہے۔ گرین بیلٹ اور اوپن سپیس 60 ایکڑ 4 کنال پر محیط ہے۔ لیز پر کوئی رقبہ نہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ سال 1980ء میں گورنمنٹ نے لیز منسوخ کر دی تھیں۔

(ب) اوپن سپیس برقبہ تقریباً 6 کنال بطور سبزی منڈی استعمال ہو رہی تھی۔ ناجائز قابضین سے قبضہ واگزار کر کے 29 جون 1998ء کو تعمیرات گرا دی گئیں۔ تفصیل موجودہ ناجائز قابضین مع رقبہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 97-1996ء میں منڈی ٹاؤن لیاقت آباد میں 10 مرلے سے ایک کنال کے رہائشی پلاٹس تعدادی 59 بحساب -/6500 روپے سے -/14,000 روپے فی مرلہ نیلام عام ہوئے کمرشل پلاٹ برقبہ 7 مرلہ -/21,000 روپے سے -/23,000 روپے فی مرلہ نیلام ہوئے۔ 2 پٹرول پمپ سائیٹ (برقبہ 2 کنال فی پلاٹ بحساب -/23,600 روپے فی مرلہ نیلام ہوئے۔

تمام پلاٹوں کے قبضہ جات خریداران کو دیے جا رہے ہیں۔ ان پلاٹوں پر کوئی ناجائز قابض نہ

ہے۔ جو پلاٹ بذریعہ نیلام عام فروخت کیے ان کی مالیت 59 لاکھ روپے ہے۔ ناجائز قابضین ماسوائے ان کے جنہوں نے حکم امتناعی لے رکھا ہے۔ یا جن کا معاملہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی میانوالی کے زیر غور ہے سے قبضہ واگذار کروا لیا گیا ہے۔ جس رقبہ پر اس وقت ناجائز قبضہ ہے اس کی مالیت تقریباً 96.76 لاکھ روپے ہے۔

1951-52ء میں ٹی۔ڈی۔اے نے کل 637 کوارٹر تعمیر کیے جن میں سے 544 کوارٹر نور کاٹن ملز نے کرایہ پر محکمہ ہذا سے لے کر اپنے ملازمین کو دیے۔ مل بند ہے۔ مل مالکان نے کوارٹر واپس کرنے کی بجائے ہائی کورٹ لاہور میں (رٹ نمبر 399L/91) دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا تھا۔ اس لیے مذکورہ کوارٹر مل انتظامیہ کے قبضہ میں ہیں۔ 45 کوارٹر فروخت کیے جا چکے ہیں۔ ایک کوارٹر ریسٹ ہاؤس کے لیے مختص ہے۔ 47 کوارٹر محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے پاس ہیں۔ جو مختلف محکموں کے ملازمین اور پرائیویٹ آدمیوں کو الاٹ ہیں۔ ان میں سے 28 کوارٹروں کے الاٹیوں نے سٹینڈرڈ رینٹ بڑھانے پر عدالت عالیہ میں دعویٰ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے۔ دعویٰ کی پیروی کر کے حکم امتناعی ختم کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بقایا 19 کوارٹروں میں سے 3 میں تحصیل پبلک سکول ہے۔ ان کا کرایہ ہر ماہ باقاعدگی سے وصول ہو رہا ہے۔ ایک کوارٹر میں محکمہ ہاؤسنگ کا فیلڈ آفس ہے۔ بقایا 15 کوارٹروں کے الاٹیوں سے واجب الادا کرایہ وصول کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ کلکٹر میانوالی سے رجوع کیا گیا ہے۔

فہرست ناجائز قابضین پلاٹس، منڈی ٹاؤن لیاقت آباد

نام قابضین	رقبہ	عدالت زیر سماعت	آئندہ تاریخ سماعت
	A-K-M		
مقصودہ بی۔بی زوجہ سلطان محمود	4-7-6	حکم امتناعی سول	22-09-98
پلاٹ نمبر 4 ہیوی فیکٹری ایریا		کورٹ میانوالی	
غلام محمد ولد اللہ جوایا	0-7-8	حکم امتناعی سول	08-10-98
پلاٹ نمبر 10 ہیوی فیکٹری ایریا		کورٹ میانوالی	
محمد سلیمان پلاٹ نمبر 40	0-10-0	حکم امتناعی سول	22-10-98

	بلاک نمبر 5		کورٹ میانوالی	
4-	ظفر سید اینڈ کمپنی	0-2-0	حکم امتناعی لاہور ہائی	09-09-98
	پٹرول پمپ سائیٹ		کورٹ لاہور	کو سماعت ہوئی تھی
			رٹ نمبر 29172/97	
			رٹ نمبر 22381/97	
			رٹ نمبر 16817/97	

فہرست ناجائز قابضین گرین بیلٹ منڈی ٹاؤن لیاقت آباد

نمبر شمار	نام قابضین	رقبہ	عدالت زیر سماعت	آئندہ تاریخ سماعت
1-	غلام محمد، پختہ	10 مرلے	لاہور ہائی کورٹ C.R1930/96	یکم اکتوبر 1998ء
	پختہ دکان + کھوکھا			
2-	محمد منیر	15 مرلے	ایضاً	ایضاً
	تین عدد پختہ دکان			
3-	مہر علی شاہ،	1 مرلہ	ایضاً	ایضاً
	پختہ دکان			
4-	محمد افضل خان،	3 مرلے	ایضاً	ایضاً
	پختہ دکان			
5-	اختر علی،	1/2 مرلہ	ایضاً	ایضاً
	کھوکھا			
6-	سلام الدین،	15 مرلے	ایضاً	ایضاً
	آرا مشین			
7-	محمود احمد،	1 مرلہ	ایضاً	ایضاً
	پختہ دکان			
8-	شاہد محمود،	1 مرلہ	ایضاً	ایضاً
	پختہ دکان			

مختار احمد،	1 مرلہ	۔ایضاً۔		۔ایضاً۔
پختہ دکان				
1۔ ضیاء لاچیمبر	2 مرلے	ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی		اگلی میٹنگ ڈسٹرکٹ
پختہ دکان		میانوالی		ہاؤسنگ کمیٹی میانوالی

سرکاری زمین کو ناجائز قابضین سے واگزار کرانے کے اقدامات

1850۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لیاقت پور موضع اللہ آباد میں محکمہ پبلک ہیلتھ ورکس کی ٹینکی کی اراضی پر حاجی سیف اللہ خان ولد عطاء اللہ قوم پنوار سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے ناجائز پندرہ عدد دکانات تعمیر کی ہوئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دکانوں کا کرایہ حاجی سیف اللہ خان لے رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 24-9-97 کو جمشید اقبال سکنہ اللہ آباد نے ڈی۔سی رحیم یار خان کو اس ناجائز تعمیر کی نشان دہی بھی کی تھی اور محکمہ مال نے چھان بین کر کے اس ناجائز قبضے کو ختم کرانے اور دکانیں گرانے کا حکم دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پر مزید کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان ناجائز تعمیر شدہ دکانوں کو گرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے کہ موقع پر 13 عدد دکانیں احاطہ واٹر ورکس اللہ آباد میں تعمیر شدہ ہیں۔ جو کہ حاجی سیف اللہ خان سابق وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے تعمیر کروائی ہیں۔ جب کہ واٹر ورکس کی زمین محکمہ ہذا کی ملکیت نہ ہے۔ سکیم کی تعمیر کے سلسلہ میں یونین کونسل نے واٹر ورکس کے لیے یہ زمین بلاقیمت مہیا کی تھی۔

(ب) درست ہے۔ دکان داروں کے کہنے کے مطابق ان دوکانوں کا کرایہ حاجی سیف اللہ وصول کرتا ہے۔

(ج) درست ہے کہ جمشید اقبال سکنہ اللہ آباد نے مورخہ 24-7-97 کو ڈی۔سی رحیم یار خان کو اس

ناجائز تعمیر کی نشان دہی کی تھی جس کی کاپی چودھری محمود احمد جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ تحصیل لیاقت پور نے اپنی درخواست جو کہ چیف سیکرٹری پنجاب کو لکھی گئی ہے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو کہ دفتر ہذا میں بذریعہ ایس۔ای پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل بہاول پور کے لیٹر نمبری 1438 مورخہ 1-8-98 کے تحت مورخہ 10-8-98 کو وصول ہوئی ہے محکمہ مال کی چھان بین اور دکانیں گرانے کے حکم کے متعلق محکمہ ہذا لا علم ہے کیونکہ یہ حصہ یونین کونسل اللہ آباد سے متعلق ہے۔

(د) یہ سوال محکمہ ہذا سے متعلق نہ ہے۔ بلکہ یونین کونسل اللہ آباد اور محکمہ مال سے تعلق رکھتا ہے۔

چک نمبر 114 جنوبی ضلع سرگودھا کو پانی فراہم کرنے کے اقدامات

*1860۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

واٹر سپلائی سکیم چک 114 جنوبی ضلع سرگودھا کب مکمل ہوئی' اس پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی۔ کیا گاؤں کو پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اگر جواب نہ میں ہے تو پانی مہیا نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں' نیز اس گاؤں کو پانی کب تک مہیا کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 114 جنوبی جون 1993ء میں 18 لاکھ 20 ہزار روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی۔ گاؤں کو پانی اس لیے اب تک مہیا نہیں کیا جا سکا کیونکہ منظور شدہ تخمینہ میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ چک نمبر 113 جنوبی کی پہلے بچھائی گئی 6 انچ سائز مین پائپ لائن کے ذریعے چک نمبر 114 جنوبی کو بھی پانی فراہم کیا جائے گا۔ منظور شدہ تخمینہ کے مطابق کام مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن چک 113 جنوبی کے مکینوں نے باہمی تنازعے کی وجہ سے چک نمبر 114 جنوبی کے لیے مشترکہ مین لائن سے پانی کا کنکشن نہیں لگانے دیا۔

یہ تنازعہ متعلقہ ایم۔پی۔اے صاحب کے گوش گزار بھی کیا گیا لیکن کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ لہٰذا محکمہ ہذا نے چک نمبر 114 جنوبی کے لیے علیحدہ پائپ لائن بچھانے کے

لیے مبلغ 11 لاکھ 28 ہزار روپے کی انتظامی منظوری حاصل کی۔ لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے اس منظور شدہ سکیم کو مالی سال 99-1998ء میں کوئی رقم فراہم نہ کی جا سکی۔ البتہ اس سکیم کے لیے رقم فراہم کرنے کا معاملہ زیر غور ہے رقم کی فراہمی کے بعد عرصہ تین ماہ میں چار انچ قطر کی پائپ لائن بچھا کر سکیم کو چالوں کر دیا جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات کی اور ان کے جوابات

محکمے کی ملکیتی اراضی

95۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں اس وقت محکمہ ہذا اور اس کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنے والے شعبہ جات کی تحویل میں کتنی اراضی ہے ان میں کتنے رقبہ جات COVERED ہیں کتنے خالی ہیں کتنے زیر کاشت ہیں اور کتنے دیگر مقاصد کے لیے زیر استعمال ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا نے کتنی اراضی/رقبہ کن افراد اور کن اداروں کو کتنے عرصے کے لیے لیز پر دیا ہے یا فروخت کیا ہے' نیز کن شرائط اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) محکمہ ہذا کے ذیلی اداروں کی تحویل میں رہائشی و کمرشل پلاٹس' قطعات برائے رفاہ عامہ اور دیگر رقبہ جات کی تفصیل تتمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جو رقبہ جات لیز پر دیے گئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

استحقاق

سٹی مجسٹریٹ شیخوپورہ کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 25' ملک سرفراز حسین کھوکھر صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور آج کے لیے مؤخر تھی۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق میری درخواست پر مؤخر کی گئی تھی۔ محرک کے ساتھ دو مرتبہ متعلقہ افسر کی میٹنگ بھی ہو چکی ہے۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ اس میں اُس متعلقہ افسر کا کوئی قصور نہیں بنتا۔ محرک خود اس بات کو تسلیم کر رہے تھے۔ وہ ایک تیسرے فریق کا نام لے رہے تھے جن کے گھر پر مجسٹریٹ نے recovery کے لیے raid کیا تھا کہ یہ ان سے جا کر معذرت کریں۔ حالانکہ ان کا تو استحقاق مجروح نہیں ہوا تھا۔ میری ان سے بات

ہو گئی تھی۔ اس لیے استدعا ہے کہ اس کو dispose of فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے وہ کل مجھے بھی ملے تھے اور جا رہے تھے کہ آپ کے ساتھ ان کی بات ہو گئی ہے۔ تو پھر اسے dispose of کر دیتے ہیں۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 ' حاجی محمد حیات جپہ صاحب کی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس آ گیا ہے اور اس بارے میں آپ کے حکم کی تعمیل بھی ہو چکی ہے۔ آپ بے شک اسے pend فرمالیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل معزز ممبر اس بارے میں کافی پریشان تھے اس لیے ان کی تحریک کو pending کر لیتے ہیں۔ ساری تحاریک استحقاقات نمٹا دی گئی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ یہ pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ پیش بھی ہو چکی تھی اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب بھی دے دیا تھا لیکن محرک کی تسلی نہیں ہوئی تھی اور انھوں نے فرمایا تھا کہ اس کا جواب متعلقہ وزیر صاحب دیں۔ چونکہ وزیر صاحب تشریف نہیں لائے لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس کو تھوڑی دیر کے لیے pend فرمالیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے' اگلی تحریک التوائے کار نمبر 30' چودھری سعید اقبال صاحب کی ہے۔ انھوں نے کوئی اطلاع بھجوائی ہو یا کسی دوست کو بتایا ہو؟ -------- کوئی نہیں تو It will be taken as disposed of. اگلی تحریک سیدمسعود عالم شاہ صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں لائے تو اسے dispose of کرتے ہیں۔ اگلی تحریک بھی سیدمسعود عالم شاہ صاحب کی ہے' وہ تشریف نہیں رکھتے۔ انھوں نے کسی دوست کو کوئی اطلاع دی ہو؟---- نہیں تو پھر یہ بھی dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک رائے حسن نواز صاحب کی ہے' وہ بھی نہیں ہیں۔ تو یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک میاں عبدالستار

صاحب کی ہے۔

مل مالکان کا شوگر سیس فنڈ میں رقم جمع نہ کروانا

میاں عبدالستار (پی پی 234)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تقریباً تمام ملز اور خصوصاً ضلع رحیم یار خان میں موجود تینوں شوگر ملوں نے شوگر سیس کی رقم زمینداروں سے تو منہا کر لی ہے مگر ابھی تک شوگر سیس فنڈ میں جمع نہیں کرائی۔ اس سے ضلع رحیم یار خان میں خصوصاً اور پورے پنجاب میں عموماً ترقیاتی کام رک گئے ہیں اور جس کی وجہ سے پورے پنجاب میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اس اہم اور فوری مسئلے پر ایوان کی کارروائی معطل کر کے بحث کی جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک مجھے ابھی ملی ہے' چونکہ یہ کل قائل ہوئی اور آج circulate ہوئی ہے۔ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا اسے کل کے لیے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے کل تک pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار بھی ختم ہوئیں۔ اب ہم قانون سازی کی طرف آتے ہیں۔

مسودات قانون

مسودہ قانون' پیشہ ورانہ تربیت کی کونسل پنجاب مصدہ 1998ء

MR ACTING SPEAKER: Second reading has been started. Clause 2 of the Bill has been passed. We resume Clause by clause consideration.

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Three amendments have been received in it. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;

2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;

3. Sardar Rafiq Haider Leghari;

4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;

5. Syed Masood Alam Shah;

6. Mr Mansoor Ahmad Khan;

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;

8. Mr Saeed Akbar Khan;

9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it. He is absent. If any other mover is present, he may move it----No one of the movers is present. So, it is disposed of.

The second amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;

2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;

3. Sardar Rafiq Haider Leghari;

4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;

5. Syed Masood Alam Shah,

6. Mr Mansoor Ahmad Khan;

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;

8. Mr Saeed Akbar Khan;

9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it. .

جناب سعید احمد خان منیس تشریف نہیں رکھتے کوئی اور صاحب جو اس پر بولنے کے لیے تیار ہوں؛ نہیں ہیں۔ تو یہ disposed of ہوتی ہے۔

The third amendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
3. Sardar Rafiq Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it. He is absent. No other mover is present. So it is disposed of.

MR ACTING SPEAKER: The question is that:

Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;

3. Sardar Rafiq Haider Leghari;

4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;

5. Syed Masood Alam Shah;

6. Mr Mansoor Ahmad Khan;

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;

8. Mr Saeed Akbar Khan;

9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

جناب سید احمد خان منیس اپنی ترمیم پیش کریں۔ تشریف نہیں رکھتے۔ کوئی اور صاحب اس کو پیش کرنا چاہیں گے؟

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! آپ ترامیم کی بات کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی کلاز 4 کی ترمیم ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: چونکہ میں دیر سے پہنچا ہوں اس لیے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کون سی کلاز پر ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کلاز 4 کی ترمیم ہے۔ ہم نے کل جو بل شروع کیا تھا اس کی کلاز 2 تک پاس کر لی تھیں۔ لیکن آج کلاز 3 پر جتنی بھی ترامیم تھیں چونکہ کوئی محرک موجود نہیں تھا اس لیے وہ disposed of ہو چکی ہیں۔ اب یہ کلاز 4 کی ترمیم ہے۔ منیس صاحب نے پیش کرنی تھی لیکن وہ نہیں ہیں۔ اس لیے آپ پیش کریں۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جتنی بھی ترامیم دی تھیں۔ وہ سب بل کی بہتری کے لیے ہیں۔

That in sub-clause (i) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, between the words "Administer" and "Vocational", the word "new" be

inserted.

جناب والا! میں مجموعی طور پر عرض کروں گا کہ کل اس بل پر کافی لمبی چوڑی بحث ہوئی ہے-----

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب والا! انھوں نے ترمیم پیش کی ہے آپ put کریں گے اور ہم اسے oppose کریں گے پھر معزز رکن اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

> That in sub-clause (i) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, between the words "Administer" and "Vocational", the word "new" be inserted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW (Ch Shahid Akram Bhindar): I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی لغاری صاحب!

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کل ہم نے بل پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس پر وزیر موصوف نے بھی اپنے ممبران کو یہ تسلی دینے کے لیے اور ان کو یہ بتانے کے لیے وضاحتیں کیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انھوں نے جو کچھ کہا وہ غلط ہے۔ بات وہی ہے برگردن راوی جو کچھ انھوں نے کہا ممبران نے سنا اب دینی طور پر وزیر موصوف نے ممبران کی پوری ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے۔ آخرت والے دن وزیر موصوف اس کا خود حساب دیں گے لہٰذا میں اس بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ مگر ہم نے یہ ترامیم صرف اس لیے دی ہیں کہ کونسل کی بہتر کارکردگی ہو سکے۔ لہٰذا میں حکومتی بنچز سے یہ گزارش کروں گا کہ محض جو چیز اپوزیشن کی طرف سے پیش ہو اس کو اپنی اکثریت کے بل بوتے پر crush نہ کریں بلکہ ان کلاذز کو سمجھیں کہ ان سے

پوزیشن کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ کونسل کی کارکردگی بہتر ہو گی۔ میں مجموعی طور پر سب ترامیم کے بارے میں یہی گزارش کروں گا اور اگر آپ اجازت دیں گے تو میں ان ترامیم کو ایک ایک کر کے پڑھتا چلا جاؤں گا اور آخر کار آپ نے ووٹنگ کرانی ہے اور وہ اکثریت میں ہیں۔ لیکن میں نے ہاؤس سے جو گزارش کی ہے اگر اس پر ہاؤس غور کرے تو یہ کونسل کے مفاد میں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! آپ بہتر جانتے ہیں کہ جو ترامیم disposed of ہو چکی ہیں ان کو دوبارہ نہیں دہرایا جا سکتا بلکہ آئندہ جو ترامیم آ رہی ہیں آپ ان پر بولیں۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب والا! موجودہ کلاز میں بیان کیا گیا ہے کہ کونسل ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ قائم کرے گی اور ان کا انتظام و انصرام کرے گی۔ لیکن میرے فاضل دوست نے ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ جو نئے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ بنیں گے کونسل صرف ان کا انتظام کرے اور پرانے جو پہلے سے کام کر رہے ہیں ان کو اس کے purview میں نہ لایا جائے۔ حالانکہ ایسی چیز نہیں ہے۔ جب ایک ادارہ قائم ہو رہا ہے اور وہ بہتری کے لیے قائم ہو رہا ہے اور ان اداروں کو regularise کرنے کے لیے قائم ہو رہا ہے۔ میرے خیال کے مطابق سارے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ اس کے purview میں آنے چاہییں۔ ویسے بھی یہ بل تمام کو legal cover فراہم کرتا ہے۔ اس لیے ان کی ترمیم غیر ضروری ہے لہٰذا اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in sub-clause (i) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, between the words "Administer" and "Vocational", the word "new" be inserted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The question is that Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is that Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! قبل اس کے کہ میں باقی ترامیم پیش کروں کم از کم ہاؤس کو تو in order کرلیں ۔ آج آپ نے ہاؤس کو in order دیکھے بغیر کارروائی شروع کر دی جس کی وجہ سے ہماری پہلی ایک دو ترامیم پر بحث نہ ہوسکی اور اس وقت بھی ہاؤس in order نہیں ہے۔براہ کرم اس کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، in order سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا کوئی شور ہو رہا ہے؟

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ کم ازکم کورم تو پورا کر لیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر، دوبارہ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ لہٰذا اجلاس آدھے گھنٹے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔(اجلاس دس بج کر پندرہ منٹ پر آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کیا گیا)

(10 بجکر 48 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ Now clause 6 of the Bill is under consideration.

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا یہ کلاز نمبر 5 تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ کلاز نمبر 5 تو ہو چکی ہے۔ کلاز نمبر 5 کے بعد آپ نے یہ کورم point out کیا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، نہیں۔ میں نے کلاز نمبر 4کے بعد point out کیا تھا۔ اور کلاز نمبر 5

ں تھی۔

قائم مقام سپیکر، ہم اسے دوبارہ کر لیتے ہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔

CLAUSE - 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. there is no amendment in it, the question is :

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

CLAUSE - 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause-6 of the Bill is under considera Since there is no amendment in it, the question is :

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried).

CLAUSE - 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause-7 of the Bill is under considera Since there is no amendment in it. The question is:

"That clause 7 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried).

CLAUSE - 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause-8 of the Bill is under considera Two amendments have been received in it. The first amendment is from Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wa Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan, Maulana Manzoor Ahmed Chinoti, Mr S

kbar Khan, Mr Ikram Ullah Khan Niazi and Sahibzada Muhammad Usman han Abbasi.

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

IR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker, Sir, I move -

"That the full-stop appearing at the end of sub-clause (3) of Clause 8 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the funds shall not be made out of Zakat Fund."

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب! آپ اسے دوبارہ پیش کریں آپ نے دوسری پیش کر دی ہے۔ آپ پہلی پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل دوست دوسری ترمیم پڑھ رہے ہیں۔ انہیں پتا ہی نہیں کہ انہوں نے کون سی ترمیم پڑھنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ وہ غلطی سے پڑھ گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں اسے پیش کرتا ہوں۔

IR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker, Sir, I move:

"That in sub-clause (1) of Clause 8 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning, after the words "received by the Council" appearing at the end, the words "other than that of the Zakat Fund" be added ",

IR ACTING SPEAKER: The amendment moved is :

"That in sub-clause (1) of Clause 8 of the Bill, as recommended

by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning, after the words "received by the Council" appearing at the end, the words "other than that of the Zakat Fund" be added."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر: جی سعید اکبر خان صاحب

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! گورنمنٹ جو قانون سازی کر رہی ہے اور ان کی اس قانون سازی میں جو provision ہے وہ میں ہاؤس کے سامنے پڑھ کر جا دینا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنی ترمیم پر بات کرنا چاہوں گا۔

There shall be a fund to be known as the Vocational Training Council Fund which shall vest in the Council and to which shall be credited all money received by the Council.

جناب سپیکر! جہاں تک اسے constitute کرنے کا تعلق ہے یہ بڑا ہی sensitive معاملہ ہے کیونکہ اس زکوٰۃ فنڈ کی collection پر کچھ لوگوں کے اعتراضات ہیں' کچھ اس کے خرچ کرنے پر اعتراضات ہیں۔ ہمیں اس میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہے اور ہمیں احتیاط بھی برتنی چاہیے کیونکہ اسلام کی رُو سے اس میں اصلاح کی ضرورت ہے وہ بھی ہمیں کرنی چاہیے۔ لیکن اس اصلاح کے بعد اس کے اخراجات میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہو گی۔

جناب سپیکر! زکوٰۃ مجموعی طور پر ان آدمیوں پر خرچ کی جا سکتی ہے جو مساکین ہوں' غربا ہوں اور جو سال بھر کا خرچہ پورا نہ کر سکتے ہوں اور ان کے جائز اخراجات ان کی اپنی کمائی سے پورے نہ ہو سکتے ہوں۔ اسی لیے یہ رقم نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے اور میں تو یہ کہوں گا کہ ہم نے جو انکم ٹیکس اور دوسرے دنیاوی ٹیکس لگائے ہوئے ہیں ان میں بھی ہمیں بددیانتی نہیں کرنی چاہیے اور ذاتی خواہش کے مطابق اخراجات نہیں کرنے چاہییں ان کے لیے ہم اس ہاؤس اور اس قوم کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں لیکن ان اخراجات میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جواب دہ ہونا

ہے۔ اس میں تمام اخراجات جو بھی زکوٰۃ فنڈ سے آتے ہیں وہ اس طریقے سے خرچ ہوں جس طر
سے اس کا مفہوم یا اس کا مقصد ہے۔ اس کے علاوہ اور جو اخراجات ہیں اور جو ضروری ہیں
ان میں سے نہ کیے جائیں جو زکوٰۃ کی مد میں نہ آتے ہوں۔ گورنمنٹ نے اس میں اور جو بھی
کرنا چاہے وہ زکوٰۃ فنڈ سے نہ کرے۔ اسی لیے میری یہ گزارش ہے کہ ان اخراجات میں احتیاط
جائے اور پورے اسلامی طریقے سے یہ اخراجات کیے جائیں اور گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ دوسری مد
جو بھی خرچ کرنا چاہے، جیسے کوئی بلڈنگ ہے یا کوئی اور قسم کی چیز ہے وہ زکوٰۃ فنڈ سے نہ کر
کیونکہ میرے خیال کے مطابق یہ زکوٰۃ فنڈ شرعاً جائز نہیں ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی! کوئی اور صاحب اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں اس بات کو اسی سلسلے میں آگے بڑھانا چاہوں گا۔ کل
میرا یہی version تھا کہ زکوٰۃ فنڈ سے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام نہیں ہو سکتا۔ آج اس
کے ذریعے اس کا نام بھی تبدیل کیا جا رہا ہے کہ اس کو ووکیشنل فنڈ کا نام دیا جائے۔ حقیقت
الفاظ سے بدل نہیں سکتی۔ اسی طرح انھوں نے کہا ہے کہ جتنے فنڈ وصول کیے جائیں گے وہ
کونسل میں آئیں گے تو ہماری ترمیم یہ ہے اور ہمارا مؤقف بھی اسی پر ہے کہ شرعی طریقے
زکوٰۃ فنڈ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس پر خرچ نہیں ہو سکتے۔ کل چونکہ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں تشر
لائے تھے اور اس وقت ہاؤس میں کچھ جلدی تھی۔ لہٰذا اگر اب مجھے اجازت دیں تو میں "بہار شریع
سے ایک صفحہ پڑھنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مخدوم صاحب! نہ کل لیڈر آف دی ہاؤس کی موجودگی کی وجہ سے
تھی اور نہ آج ان کی غیر موجودگی کی وجہ سے جلدی نہیں ہے۔ آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ کر
میں نے کل بھی اسی لیے عرض کیا تھا کہ جتنا وقت بچ سکے وہ بچا لیں اور اس کو آگے بڑھا لیں
ہاؤس کی کارکردگی ہے۔ آپ فرمائیں۔ آپ جو پڑھنا چاہتے ہیں وہ پڑھیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں "بہار شریعت" کے حوالے سے صفحہ نمبر 536 اور 537
ہوں۔ اس میں زکوٰۃ کے سارے مصرف بیان کیے گئے ہیں اور مسئلہ بھی quote کیا گیا ہے
کس کس کتاب سے لیا گیا ہے۔ کل میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں سات مصرف آتے ہیں

فقیر، مسکین، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ اور بن سبیل۔

درمختار مسئلہ ۔ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت امید میں مستغرق ہو ۔ مثلاً رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، خدمت کے لیے لونڈی، غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتب ۔ اس میں طالب علم کا ذکر بھی ہے کہ آپ اسے دینی کتاب مہیا کر سکتے ہیں ۔ اس میں علمی کتاب کا بھی کوئی ذکر نہیں کہ جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور دینی کتاب بھی اس حد تک کہ اس کی ضروریات تک کہ جس کا وہ طالب علم ہے ۔ یونہی اگر مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد اگر نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے ۔ اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصاب ہوں۔ اسی طرح درمختار میں دوسرے مسئلے کا حوالہ دیا گیا ہے ۔ فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کے دینے سے افضل ہے ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت انھوں نے جو ترمیم پیش کی ہوئی ہے وہ صوبائی کونسل کے فنڈ کے متعلق ہے ۔ اور وہ مستحقین کی تعریف بتا رہے ہیں کہ زکوٰۃ کس پر لگے گی اور کیسے تقسیم کی جائے گی ۔ ان کو صرف فنڈ تک محدود رہنا چاہیے ۔ انھوں نے جو ترمیم پیش کی ہے یہ اس پر بات کریں نہ کہ دوسرے موضوع کو لیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میرے فاضل دوست مجھ سے زیادہ learned ہوں گے۔ مگر وہ نہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور نہ اس کو سمجھ رہے ہیں جو کچھ ہمارے دوست پڑھ رہے ہیں۔ بات فنڈز کی ہی ہو رہی ہے کہ فنڈز آپ کہاں سے لے سکتے ہیں اور اس کا مصرف کیا کر سکتے ہیں؛ ہم نے جو ترمیم دی ہے وہ اس موضوع کے اوپر ہی بول رہے ہیں۔ براہ مہربانی اعتراض برائے اعتراض نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! تشریف رکھیں۔ جی مسعود صاحب!

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ کو ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ فنڈ کا نام دیا جا رہا ہے جو کہ دوسرا اسلام کے منافی کام ہو رہا ہے ۔ یہ زکوٰۃ فنڈ ہی ہے ۔ اس کا نام چاہے آپ کاغذوں میں تبدیل کر لیں، یہ زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔ آپ اس کا نام تبدیل کر ہی نہیں سکتے ۔ میں اس کی تائید میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ فنڈ جس سے طالب علموں کے لیے

ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام عمل میں آ رہا ہے یہ اس پر خرچ نہیں ہو سکتے ۔ "بہار شریعت" کے یہ مسائل چونکہ اسی سے متعلق ہیں اس لیے میں نے اجازت مانگی ہے ۔اسی پر میں آگے چلتا ہوں ۔ میں "بہار شریعت" کا ایک صفحہ پڑھنا چاہ رہا ہوں ۔

دوسرا مصرف مسکین کا ہے ۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو ۔ یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اُس کا محتاج ہے ۔ اس کے لیے اگر وہ لوگوں سے سوال کرے تو اس کے لیے وہ سوال حلال ہے ۔ فقیر کا سوال ناجائز ہے کہ اس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے ۔

اسی طرح نمبر 3 پر "عامل" ہے ۔ عامل وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہے ۔ اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو۔ مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر کے لائے ہوئے کے نصف سے زیادہ ہو۔

"در مختار" وغیرہ ۔ عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اسے مال زکوٰۃ سے دینا بھی ناجائز ہے ۔ کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ اگر زکوٰۃ فنڈ میں سے پورے آٹے پر سبسڈی دی گئی ہے تو جو بھی صاحب حیثیت لوگ ہیں وہ آٹا استعمال نہیں کر سکتے۔ یہاں یہ اعداد و شمار بھی دیے گئے ہیں کہ سات لاکھ کچھ ہزار پنجاب میں مستحقین ہیں جو کہ حکومت کے ریکارڈ پر ہیں۔ آپ کو چاہیے تھا کہ یہ آٹا ان سات یا آٹھ لاکھ مستحقین زکوٰۃ تک ہی محدود رکھتے ۔ اگر باقی لوگوں کو زکوٰۃ فنڈ سے سبسڈی دی گئی ہے تو ہم پر ، آپ پر اور باقی سب عوام کے لیے وہ جائز نہیں ہے ۔

اسی طرح نمبر 4 کا مسئلہ "رقاب" میں عرض کروں گا ۔ کہ اس سے مراد مکاتب غلام کو دینا ہے ۔ اس مال زکوٰۃ سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرائے ۔

"کتب عامہ"۔ غنی کے مکاتب کو بھی مال زکوٰۃ دے سکتے ہیں ۔ اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے ۔ مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہو اور پھر بدستور غلام ہو گیا ہو تو جو کچھ اس نے مال زکوٰۃ لیا ہے اس کا مولیٰ تصرف میں لا سکتا ہے اگرچہ غنی ہو ۔

اسی طرح مسئلہ "غارم" سے مراد مدیون ہے ۔ عالمگیری ردالمختار میں ہے ۔ مسئلہ غارم سے مراد

مدیون ہے ۔ یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے ۔ اگرچہ تو اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو ۔ مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو ۔ در مختار وغیرہ۔

نمبر 6 پر "فی سبیل اللہ" ہے ۔ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا ۔ اس کی چند صورتیں ہیں ۔ مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے ۔ سواری اور زادِ راہ اس کے پاس نہیں تو اسے مال زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے ۔ اگر وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج پر جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں ۔ اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اس کو حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ۔ یہاں طالب علم کا بھی ذکر آیا ہے ۔ یا طالب علم جو کہ علم دین پڑھنا چاہتا ہے ۔ اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی خدا کی راہ میں دینا ہے ۔ بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکوٰۃ لے سکتا ہے جبکہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو ۔ اگرچہ کسب پر قادر ہو ۔ یونہی ہر نیک بات میں زکوٰۃ خرچ کرنا بھی سبیل اللہ ہے ۔ جبکہ بطور تملیک ہو ۔ جب کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی ۔ تملیک سے مراد یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کسی طالب علم پر خرچ نہیں کر سکتے ۔ اس کو جتنا دینا چاہتے ہیں ایک ہزار یا دو ہزار یا ایک لاکھ وہ اس کی ملکیت میں دے سکتے ہیں ۔ اس ملکیت کے بعد اگر وہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ میں جانا چاہے تو وہ جا سکتا ہے ۔ یہ نہیں کر سکتے کہ آپ اگر ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کی شرط لاگو کر دیں کہ وہ اس میں آئے تو پھر اس کو یہ پیسے ملیں گے ۔ یہاں تملیک کو شرط قرار دیا گیا ہے ۔ (در مختار وغیرہ) مسئلہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنی زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ۔ ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلباء پر صرف کرے ۔ کسی کام کی اجرت ۔ اس میں conception of Vocational Institutes بھی ہے ۔ یعنی کسی ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہو گی ۔

آخری قسم "ابن السبیل" ہے۔ یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو' وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے ۔ اگر اس کے گھر مال موجود ہو مگر وہ اسی قدر لے جس سے اس کی حاجت پوری ہو جائے ۔ زیادہ کی اجازت نہیں ۔ اسی طرح اگر مالک نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے کے ذمہ ہے اور ہنوز میعاد پوری نہیں ہوئی اور اب اسے ضرورت ہے یا جس کے ذمہ پر اس کا مال ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دینے سے منکر ہے ۔ اگرچہ وہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں

میں بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے ۔ اس کے آگے احادیث بھی ہیں ۔ میں صرف مختصر اس پر روشنی ڈالنا چاہتا تھا کہ یہ زکوٰۃ کونسل یا اس کا نام جو تبدیل کیا جا رہا ہے کم از کم اسلامی روایت کی قدر رکھتے ہوئے اس کا نام تبدیل نہیں کرنا چاہیے اور میں اس بات کی پھر تائید کروں گا کہ اس کونسل کو یہ فنڈ شرعی طور پر ان حوالہ جات کے نتیجہ میں نہیں جا سکتا۔ ان کو چاہیے کہ کسی دوسرے فنڈ سے یہ کام کریں۔ یہ حکومت کا کام ہے کہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام کرے' یہ حکومت کا کام ہے کہ انھیں تنخواہیں دے۔ باقی اللہ تعالیٰ نے دانے دانے پر کھانے والے کا نام لکھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو رزق دیتا ہے ۔ یہ آدمی کے ہاتھ میں نہیں ہے ۔ آپ اس کو اس چیز میں شرعی طور پر شامل نہ کریں۔ بلکہ یہ آپ پروویژن دے سکتے ہیں کہ جو نادار لوگ ہیں ان کو آپ تعلیم دیں ' ان کو motivate کریں تاکہ وہ اپنا پیسہ لے کر تعلیم حاصل کریں۔ جیسے میرے دوست کل فرما رہے تھے کہ چھوٹے چھوٹے بچے ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں ' قالین بناتے ہیں یا ورک شاپوں میں کام کرتے ہیں ۔ آپ ان پر پابندی لگا دیں ۔ ایک دفعہ پورا search out کر لیں کہ یہ طالب علم واقعی مستحق ہے اور یہ لیبر کے طور پر کام کرتا ہے ۔ اسے اتنا دے دیں کہ وہ اپنے گھر سے فارغ ہو کر تعلیم حاصل کرے۔ آپ اس کو impose نہیں کر سکتے کہ وہ زکوٰۃ لینے کے بعد ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ میں آئے یہ بھی میں حقیقت کہتا ہوں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں یہاں اجلاس میں ساری شرعی روایات پر قائم رہنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی شاہد اکرم بھنڈر صاحب!

وزیر اوقاف / زکوٰۃ و عشر، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

وزیر اوقاف / زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! سید مسعود عالم شاہ صاحب نے آیاتِ مقدسہ یا فتاوے کی روشنی میں جو تذکرہ کیا ہے وہ انھوں نے بجا فرمایا ہے۔ اس بات میں نے کل بھی عرض کیا تھا' میرا خیال ہے کہ شاید میرے بات سمجھانے میں کوئی کمی رہ گئی ہے یا پھر حضرت نے اس پر غور نہیں فرمایا کیونکہ کچھ حضرات چلے گئے تھے۔ اب انھوں نے "دُرمختار" کی بات کی ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ میں بھی "دُرمختار" کا ایک حوالہ ،صفحہ quote کروں کیونکہ یہ ایک بڑی اہم قانون سازی ہے۔

اس پر زکوٰۃ کی رقومات قرض کی صورت میں خرچ ہو رہی ہیں۔ ابھی میرے محترم، فاضل، صاحبزادہ سید مسعود عالم صاحب جو کہ میرے لیے انتہائی واجب الاحترام ہیں انہوں نے بجا فرمایا، یقیناً ان کا علم مجھ سے بہت بہتر ہے لیکن میں نے کل عرض کیا تھا، ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے، میری تقریر کو نکلوا لیا جائے کہ تملیک حیلہ شرعی کے ساتھ جب کسی غریب، نادار اور مستحق آدمی کو ملت کر دیا جائے گا تو وہ پھر گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کی ملت کرے گا۔ اور پھر جب وہاں پر اہل ثروت کے بچے پچاس فی صد کوٹے کے حساب سے بھی پڑھیں گے اور فیس کی صورت میں وہ جو رقومات دیں گے اس سے زکوٰۃ کونسل کی وہ رقومات جو ہم قرض کے طور پر لیں گے واپس کر دی جائیں گی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ فتاویٰ شامی، جلد دوم صفحہ نمبر 345 کے اندر بھی یہی بات موجود ہے اور دُرمختار کے اندر بھی اسی طرح ہے۔ حضرت! زکوٰۃ کی رقم کسی کی ذات کے لیے خرچ نہیں ہوتی، کسی کے نقطۂ نظر کی implementation کے لیے خرچ نہیں ہو سکتی یہ آپ نے بجا فرمایا ہے۔ لیکن بندۂ نواز! زکوٰۃ کی روح کیا ہے؟ زکوٰۃ کی روح یہ ہے کہ کسی مستحق، نادار، غریب، یتیم، بیوہ، لاچار اور معاشرے میں پست افراد کی مالی مدد کے لیے حیلہ شرعی تملیک کر کے اس کے سپرد کر دی جائے۔ اب جب حیلہ تملیک ہو جاتا ہے تو شرعی نقطۂ نظر سے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ جب اس کا کوئی شخص مالک ہو جاتا ہے تو پھر اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اس کی ملکیت میں جو رقم ہے اسے وہ کسی بھی جگہ صرف کر سکتا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو کچھ ابھی فرمایا میں اسے سمجھنا چاہتا ہوں۔بات پھر وہیں آ رہی ہے کہ جب آپ زکوٰۃ کا پیسہ کسی کو امداد کے طور پر دیتے ہیں تو شرعاً وہ اس کی ملکیت ہو جاتی ہے مگر اس پر pre-condition کچھ نہیں۔ بالغ ہونے کے بعد یہ رقم جہاں خرچ کرنا چاہے وہ اس کا مجاز ہے۔ مگر جو کچھ وزیر موصوف نے ابھی فرمایا، جو کچھ اس بل کے ذریعے ان ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس میں ہونے والا ہے یا جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو یہاں آئیں گے ان پر pre-condition ہو گی کہ یہ چیز آپ کو ہم دے رہے ہیں اور آپ اس کو پھر دوبارہ ان انسٹی ٹیوٹس میں لا کر خرچ کریں۔ وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر اوقاف/ زکوٰۃ و عشر: حضور! صورتِ حال یہ نہیں ہے۔ میں نے تملیک شرعی کا عرض کیا ہے۔

اب تملیک شرعی کیا ہے؟ یقیناً آپ جانتے ہوں گے کیونکہ آپ نے پوائنٹ اٹھایا ہے۔ اس پر کوئی شرط نہیں۔ وہ جس کو بھی دینا چاہے' اگر وہ کسی ساتھی کو دینا چاہتا ہے' وہ کسی شخص کو مکان خریدنے کے لیے دینا چاہتا ہے یا کسی ایسے ادارے کو donate کرنا چاہتا ہے جس کے متعلق اس کا ذہن ہے کہ اس میں غریب اور مستحق آدمیوں کی مدد ہوگی تو اس میں کوئی حرج یا پابندی نہیں۔ قبلہ! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک قرون اولیٰ کے مسلمان مجھ سے' آپ سے اور آج کے دینی فقہاء سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ ان لوگوں نے زکوٰۃ کی رقومات کو انتہائی فہم و فراست' قرآن و سنت کے واضح احکامات کی روشنی میں خرچ کیا۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا اس کو وزیر صاحب نے بڑے خوب صورت طریقے سے گول کر دیا ہے۔ انھوں نے جو کچھ کل فرمایا اس بارے میں تو میں نے شروع ہی میں آج اس بل کی ترامیم کو زیر بحث لاتے ہوئے عرض کی تھی کہ دروغ برگردنِ راوی انھوں نے پورے ہاؤس کا ذمہ اٹھا لیا ہے' اگر اس بل میں کوئی خرابی ہے اور اس بابت رب تعالیٰ کے ہاں پکڑ ہوئی تو وہ وزیر موصوف کی ہوگی۔ مگر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ پیسہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کے ذریعے مستحقین پر خرچ کیا جائے گا' میرے فاضل رفیق نے بھی ابھی حوالہ دیا یہ پیسہ جس کو آپ دیں گے اس کی ملکیت بن جائے گا۔ تو کیا انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے اس پر کوئی pre-condition تو نہیں ہوگی؟

وزیر اوقاف / زکوٰۃ و عشر: محترم لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں محدثین' مفسرین اور علماء موجود ہیں۔ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کو آج سے تقریباً ایک سال قبل متعارف کرایا گیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی 87-1986ء کی رپورٹس میں یہ درج کیا گیا ہے۔ خدارا! سیاسی معاملات سے ہٹ کر کبھی ان کو بھی دیکھ لیں' اگر فرمائیں تو میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کر دیتا ہوں۔ اسے دیکھنے کے بعد اللہ کے فضل سے' نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کا سہارا لے کر کہتا ہوں کہ آپ کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔ یقیناً آپ مسلمان ہیں۔ یہ بات بھی آپ بطور مسلمان کر رہے ہیں اور میں آپ کی اس سوچ کی داد دیتا ہوں۔ بالکل' انشاء

اللہ تعالیٰ یہ زکوٰۃ کا پیسہ غلط جگہ پر خرچ نہیں ہوگا۔ میں نے یہ بل پیش کرنے کا فیصلہ اپنی گورگردن پر نہیں کیا بلکہ مستند فقہائے اسلام کی آراء، اسلامی نظریاتی کونسل کے 1986-87ء کے فیصلے اور علمائے کونسل کے 23 مارچ کے فیصلے کی روشنی میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہد اکرم بھنڈر صاحب!

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! آپ نے اپنی تقریر میں جتنا وقت چاہا لے لیا، اب ہمیں آگے چلنے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے پیارے بھائی صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے نہایت ہی خوب صورتی سے اپنی گردن تو چھڑوا لی ہے کہ کل جو کچھ ہو گا وہی بھگتیں گے جنھوں نے اس کی سفارش کی ہے، قیامت کے دن میں تو اس کا جواب دہ نہیں ہوں گا۔ یہ نہایت ہی اہم قانون سازی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پہلی دفعہ اسلام یا زکوٰۃ کے نام یا حوالے سے متعلقہ کوئی قانون سازی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! آپ نے تو تقریر شروع کر دی، آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر آئیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں قطعاً تقریر نہیں کر رہا، میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے کہا کہ ہم یہ زکوٰۃ فنڈز سے کونسل کو قرض دے رہے ہیں۔ میں ان سے یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ قرض جو کونسل کو دیا جا رہا ہے یہ وہ کن شرائط پر دیا جا رہا ہے؟ آیا اس میں مارک اپ وغیرہ کی بات تو نہیں جو کہ اسلام میں ناجائز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی بھنڈر صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میرے فاضل دوستوں نے اس

ترمیم کے بارے میں جو اظہار خیال کیا ہے میرے خیال میں انھوں نے سارا خدشات پر base کیا ہے اور خدشات کی وجہ سے ہی یہ ترمیم دی ہے۔ میرے خیال میں میرے دوستوں نے نہ تو قانون کو تفصیل سے پڑھا ہے اور نہ ہی سمجھا ہے۔ وہ بار بار خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ کل فرما رہے تھے کہ اس کونسل میں امرا کو شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ کونسل میں جو ممبران شامل ہیں وہ اعزازی طور پر کام کر رہے ہیں اور حکومت سے کچھ نہیں لے رہے۔ اسی کے پیرا 3 میں یہ واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ،

The Government shall provide funds to the Council for its Secretariat and other necessary and incidental expenses.

اس کے اخراجات گورنمنٹ دے گی اور جو پیسے فنڈ میں جمع ہوتے ہیں وہ Vocational Training Institutes کو جاتے ہیں۔ یہ ایسے ہی خدشات کا اظہار کر رہے ہیں۔ سیکرٹریٹ اور باقی اخراجات کے لیے گورنمنٹ نے علیحدہ پیسے دیتے ہیں اور زکوٰۃ فنڈ Vocational Training Institutes کو قرض کی صورت میں جاتا ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں۔اس وقت موجودہ کلاز میں جو رقم کونسل وصول کرے گی وہ کونسل کے فنڈ میں ہی رکھی جائے گی لیکن انھوں نے ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم فنڈ سے مستثنیٰ ہو گی میرے خیال میں کونسل زکوٰۃ کی رقم قانوناً حاصل کر سکے گی تو اس کو فنڈ میں بھی شامل کیا جا سکے گا۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ ان کی ترمیم بالکل غیر ضروری ہے اس لیے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in sub-clause (1) of Clause 8 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, after the words "received by the Council" appearing at the end the words "other than that of the Zakat Fund" be added.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;

2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;

3 Sardar Rafiq Haider Leghari;

4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;

5. Syed Masood Alam Shah;

6 Mr Mansoor Ahmad Khan ;

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,

8. Mr Saeed Akbar Khan;

9. Mr Ikramullah Khan Niazi;

10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr.Speaker Sir, I move :

That the full-stop appearing at the end of sub-clause (3) of Clause 8 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the funds shall not be made out of Zakat Fund"

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

That the full-stop appearing at the end of sub-clause (3) of Clause 8 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the funds shall not be made out of Zakat Fund"

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it,Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ نہایت ہی حساس قانون سازی ہے اور یہ جو کونسل بنی ہے اس میں جو بھی پیسہ خرچ ہو گا اس میں کافی خدشات ہیں اور ان خدشات کو دور کرنا حکومت کا فرض ہے۔ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے یہ کلاز 8(3) ہے جس میں حکومت چاہتی ہے کہ،

The Government shall provide funds to the Council for its Secretariat and other necessary and incidental expenses.

اس میں ہمارا مدعا یہ ہے کہ حق داروں کے علاوہ کونسل جو بھی خرچ کرے وہ زکوٰۃ فنڈ سے نہ کرے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ حق داروں کے علاوہ جو بھی خرچ ہو گا وہ ناجائز ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ یہ پیسے حکومت فراہم کرے گی اور ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ کونسل کے جتنے بھی ممبران ہیں وہ بڑے با حیثیت ہیں۔ شکر ہے کہ انھوں نے غرباء کو ممبر نہیں بنایا بلکہ صاحب حیثیت کو کونسل کا ممبر بنایا۔ اس کونسل میں جتنے بھی صاحب حیثیت ہیں، مجھے یقین ہے کہ اگر انھوں نے وہاں بیٹھ کر چائے بھی پی تو وہ بھی اپنی جیب سے پیئیں گے۔ لیکن اس میں ان کا جو سٹاف یا سیکرٹریٹ کے اخراجات ہوں گے میرا خدشہ ہے کہ یہ اخراجات کہیں زکوٰۃ فنڈ سے نہ کیے جائیں جن کو میں اپنی ترامیم میں واضح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ زکوٰۃ فنڈ سے یہ اخراجات نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اس سیکرٹریٹ میں جو اخراجات ہوں گے وہ زکوٰۃ فنڈ سے نہیں ہوں گے۔ اس کے علاوہ اور بھی خدشات جو پہلے ہی اس ہاؤس میں زیر بحث ہیں کہ اس کونسل کو زکوٰۃ فنڈ سے قرضہ دیا جائے گا جیسا کہ ہمارا یہ خدشہ ہے کہ جو آٹے پر سبسڈی دی گئی ہے شاید یہ بھی زکوٰۃ فنڈ سے ہو جس کا حکومت وضاحتی بیان نہیں دے رہی اور ان کو پتا ہے کہ اگر زکوٰۃ فنڈ سے سبسڈی دی گئی تو اس کے لیے ان کو کافی تنقید کا نشانہ بننا پڑے گا اور اسلامی ذہن اور علم رکھنے والے لوگ اس پر تنقید کریں گے۔ جناب سپیکر! یہاں کھڑے ہو کر ہمارا مخالفت برائے مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ہاؤس کے ذریعے عوام کو مطمئن کیا جائے کہ ان سے جو زکوٰۃ وصول کی جا رہی ہے۔ جن کا زکوٰۃ پر حق ہے یہ ان ہی میں تقسیم ہو رہی ہے۔ جیسا

کہ میرے بھائی نے ابھی فرمایا کہ سیکرٹریٹ اور دوسرے اخراجات کے لیے حکومت پیسے فراہم کرے گی۔ لیکن میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اخراجات زکوٰۃ فنڈ سے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ شرعی طور پر جائز ہیں۔ لہٰذا حکومت اس پر وضاحتی بیان دے کہ اس طرح کے جو بھی اخراجات ہوں گے وہ حکومت اپنے فنڈز سے دے گی۔ شکریہ۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ پہلے بول چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! وہ اور ترمیم تھی اور یہ اور ترمیم ہے۔

MR ACTING SPEAKER: I am sorry.

سید مسعود عالم شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ترمیم بھی اسی قسم کی ہے بلکہ ہم نے اس میں زیادہ وضاحت سے کہا ہے کہ ہماری تجویز ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم سیکرٹریٹ پر خرچ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ یہ کونسل کو دی جائے گی اور وہ سیکرٹریٹ اور باقی استعمال میں لا سکتی ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ پہلے بھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں پہلے ہی ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس بنے ہوئے ہیں۔ انھوں نے 200 سے بھی زیادہ figures بتائی ہیں۔ جب کہ اپوزیشن لیڈر نے فرمایا تھا کہ figures ہمیں صرف سوشل ویلفیئر والوں نے دی ہیں باقی کسی محکمے نے نہیں دیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ واقعی اس بل میں مخلص ہیں تو پہلے جو ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس بنے ہوئے ہیں جو پہلے ہی کام کر رہے ہیں' ان میں جو مستحقین ہیں ان کی مدد سے کیا جائے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ ایک چیز پہلے ہی سے کام کر رہی ہے تو اپنی شہرت کی خاطر ایک نیا شعبہ بنا دیا گیا ہے یا اس کو نیا نام دیا گیا ہے اور ایک منفرد ادارہ autonomous body بنا کر ایک بڑی رقم کو استعمال کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! میں "بہار شریعت" کے صرف دو حوالے quote کرنا چاہوں گا۔ اس میں یہ واضح لکھا ہوا ہے کہ "عالم گیری" میں یہ مسئلہ ہے کہ زکوٰۃ خرچ کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنا دیں کافی نہیں۔ لہٰذا مالِ زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا' پل' سڑک بنوا دینا' نہر یا کنواں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا

کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا ناکافی ہے۔ اس مسئلے سے میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا' جب مسجد کے لیے منع ہے' ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے' حادثے میں فوت ہو جاتا ہے تو اس کے کفن کے لیے بھی منع کر دیا گیا ہے کہ یہ کافی نہیں ہے۔ یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم حیلہ کرکے ہر چیز کرلیں گے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سات مصارف دیے گئے ہیں باقی چھ پر بھی تو یہ توجہ دیں۔ جب پہلے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام ہوا ہے اگر یہ واقعی مخلص ہیں تو ان میں مستحقین کو لے آئیں۔ یہ نئے سیکرٹریٹ بنانا' نئی عمارتیں بنانا اور من پسند جگہوں پر بنانا' جیسے اپوزیشن لیڈر نے فرمایا کوٹ لکھپت میں یا گرین ٹاؤن کا حوالہ آیا یا جیسے میں نے کہا ہے کہ اگلے مرحلے پر یہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر بنائیں گے۔ اس مسئلے کی حیثیت سے بھی میں عرض کرنا چاہوں گا اور تھوڑا سا حوالہ دینا چاہوں گا کہ "جوہرہ عالمگیری" میں حدیث ہے اور حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو کبھی قبول نہیں فرماتا جس کے رشتے دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا"۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جب کہ وہاں اس کے رشتے دار ہوں تو ان کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیز گار ہیں یا مسلمان کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالب علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالحرب میں ہے اور زکوٰۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیج دے ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا قرابت جائز ہے۔ "عالمگیری در مختار"۔ مسئلہ شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو اگر خود اس شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں ہے تو جہاں مال ہو وہاں کے فقراء کو زکوٰۃ دی جائے۔ اور صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں وہ خود ہے۔ اگر خود اس شہر میں ہے اور اس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں ہیں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقراء پر صدقہ فطر تقسیم کرے۔ اس مسئلے کی رُو سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں بڑی سختی سے کہا گیا ہے کہ جس علاقے' شہر کو یہ زکوٰۃ دی جا رہی ہے اسی شہر میں خرچ کی جائے۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وہ کاروبار کے لیے دوسرے شہر میں settle ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آبائی گاؤں' شہر میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔ صرف ان میں چند شرائط دی گئی ہیں کہ اس لحاظ سے جہاں مقیم

ہے وہاں صدقہ فطر دے سکتا ہے۔ زکوٰۃ کا پھر بھی اس میں ذکر نہیں آیا۔

جناب والا! چونکہ وہ کافی وضاحت فرما رہے ہیں میں آخر میں صرف وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ زکوٰۃ اسلامی طریقوں سے وصول کی گئی ہے؟ اور جیسے میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ آٹے میں سب سڈی کیا زکوٰۃ فنڈ سے دی جائے گی؟ اور تیسری بات یہ کہ اس فنڈ میں سے کیا کوئی مارک اپ یا سود پر transaction ہو رہی ہے؟ شکریہ۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں بھی اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! ہم نے یہ جو ترمیم پیش کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ووکیشنل ٹریننگ کونسل کے لیے فنڈز زکوٰۃ فنڈ سے نہ دیئے جائیں۔ یہ درست ہے کہ ہمارے ملک میں غربت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور ہماری آبادی کے ساٹھ فی صد سے زیادہ لوگ غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا بندوبست کرے۔ غریب اور مستحق لوگوں کی زندگی کو آسان بنانے اور ان کے مسائل کے حل کے لیے کوشش کرے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے ہی اس کام کے لیے رقم مہیا کی جائے؟ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس پہلے سے ہی کام کر رہے ہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ فنڈ سے رقم مہیا کی جائے؟ میرے علم کے مطابق اس وقت ہمارے صوبے میں اڑھائی لاکھ کے قریب مستحقین ہیں جن کو زکوٰۃ فنڈ سے رقم مل رہی ہے۔ لیکن مستحق لوگوں کی تعداد سات لاکھ کے قریب ہے۔ پہلے ہی فنڈز ناکافی ہیں۔ دوسرا جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ یہ رقم قرض دی جائے گی۔ ٹھیک ہے یہ رقم قرض دی جائے گی۔ لیکن ابھی یہ واضح نہیں ہے کہ یہ قرض کی رقم کتنے عرصے کے لیے ہوگی؟ کن شرائط پر دی جائے گی؟ اور یہ کب واپس ہوگی؟ ہمارے ملک میں جو پریشان کن بات ہے وہ یہ ہے کہ وہ جو پہلے ہی اس ملک میں ٹیکس نہیں دیتے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ لوگوں کو اعتماد نہیں ہے لوگ جو ٹیکس دیں گے وہ صحیح جگہ پر خرچ ہوگا یا نہیں اور لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے ٹیکس دینے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اب زکوٰۃ کی رقم ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس پر خرچ کی جا رہی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو لوگ یہ سمجھیں کہ زکوٰۃ کی رقم بھی حکومت اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرے گی۔ اور جو صحیح مستحق

لوگ ہیں ان تک نہیں پہنچے گی۔ اگر لوگوں میں یہ impression ہوگیا تو یہ نہایت نقصان دہ بات ہوگی۔ جب یکم رمضان شریف آتا ہے تو لوگ پہلے ہی اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوا لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو avoid کرنا چاہیے اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ اعتماد بحال ہونا چاہیے کہ وہ جو زکوٰۃ کی رقم یا ٹیکس دیتے ہیں وہ صحیح استعمال ہوتا ہے۔ جب تک حکومت لوگوں کو یہ یقین نہیں دلا دیتی، لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ جو ٹیکس دیتے ہیں وہ صحیح جگہ خرچ ہوگا تب تک ہمارا ملک ترقی نہیں کرسکتا۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ لوگوں کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ جو زکوٰۃ وہ دیتے ہیں وہ صحیح، مستحق لوگوں تک پہنچتی ہے۔ میں چاہوں گا کہ ان باتوں کی روشنی میں میری ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اور کوئی صاحب بولنا چاہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! جیسا کہ ان دوستوں کی پہلی ترمیم پر میں نے عرض کیا تھا کہ ان کے خدشات کا تو علاج نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ان کے خدشات وہم کی حد تک جا چکے ہیں اور وہم کا علاج تو حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب ہم نے لاء میں یہ مہیا کر دیا ہے کہ کونسل کے اخراجات خاص طور پر حکومت دے گی۔ اور اس سلسلے میں حکومت ایک سو ملین اس کونسل کو دے بھی چکی ہے۔ فنڈز بھی release کر دیے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد تو ان کے خدشات دور ہو جانے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! نکتہ ذاتی وضاحت۔

جناب قائم مقام سپیکر، کس بات پر؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ہمارے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کے خدشات کا تو علاج نہیں۔ جب خدشات کا صحیح اور دیانت داری سے جواب دیا جائے تو خدشات کا علاج ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ غلط خدشات کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے کہا ہے کہ ان کے خدشات کا تو کوئی علاج ہی نہیں، تو جب یہ پہلے ہی فقرے میں فرما دیں کہ ان کے خدشات کا تو علاج ہی نہیں ہے تو یہ موصوف تقریر فرمانے

کے لیے اٹھے کیوں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا علاج کر لیں گے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں سعید اکبر صاحب کی بات کو مزید واضح کر دوں کہ بار بار ایک ہی رٹ کہ خدشات' خدشات۔ ابھی براہ راست تین سوال پوچھے گئے ہیں کہ کیا آٹے کی سبسڈی میں زکوٰۃ فنڈ سے پیسہ دیا گیا ہے یا نہیں؟ کیا اس کی transaction میں حکومت جو قرض دے گی اس پر کوئی مارک اپ ہے یا نہیں؟ اور کیا عشر زکوٰۃ کی وصولی عین شرعی انداز میں کی جا رہی ہے یا نہیں؟ یہ ان سوالات کا صاف اور واضح جواب کیوں نہیں دیتے؟ ہمیں صاف اور واضح جواب چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ یہ وقفۂ سوالات نہیں ہے۔ آپ سوال کریں' وقفۂ سوالات میں آپ کو اس کا پوری طرح جواب دیں گے۔ (قطع کلامی)

MR ACTING SPEAKER: No cross talk, please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں نے اس سے پہلے واضح طور پر یہ بھی کہا تھا کہ ان کے خدشات وہم میں بدل چکے ہیں اور ہمارے پاس وہم کا علاج نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بار بار وہی بات دہراتے ہیں۔ ان کو ترمیم پر بات کرنی چاہیے اور اس کے متعلق جاننا چاہیے کہ اس میں کیسے بہتری لائی جا سکتی ہے۔ وہ بار بار انہی چیزوں کو لے آتے ہیں اور میں یہ گارنٹی کے ساتھ on the floor of the House اعلان کرتا ہوں کہ یہ زکوٰۃ جو کہ غرباء کے لیے ہے' مستحقین کے لیے ہے' یہ انہی کو قانون کے مطابق دی جائے گی اور میرے ان دوستوں نے جیسے کہا کہ یہ مستحقین کو ہرگز نہیں دی جائے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کی اس غیر ضروری ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

"That the full-stop appearing at the end of sub-clause (3) of Clause 8

Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, the present clause be re-numbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added thereafter -

"(2) The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, the present clause be re-numbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause (2) be added thereafter -

"(2) The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW(Ch Shahid Akram Bhinder): I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس صوبے اور اس ملک میں جو خرابیاں بھی رونما ہوئی ہیں ان کی بنیادی وجوہات ایسی ہیں کہ جہاں بھی ہم نے صوابدیدی اختیارات دیے اور جو بھی قانون سازی کی، اس میں ہم نے زور دیا کہ اس میں صوابدید ہوگی۔ اس میں صحیح قانون سازی نہیں ہوئی۔ میں نے جس کلاز پہ ترمیم دی ہے، اس میں گورنمنٹ جو چاہتی ہے وہ میں اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے پڑھ دیتا ہوں۔ کلاز 9 ہے۔

The budget of the Council shall be approved and its account shall be maintained and audited in such manner as may be described by the rules.

جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ یہ کیا رولز بنائیں گے اور اس کا کیا طریقۂ کار ہوگا؟ کیوں کہ

of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter:-

"Provided that the funds shall not be made out of Zakat Fund."

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:-

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE - 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment received from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
3. Sardar Rafiq Haider Leghari,
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Saeed Akbar Khan,
9. Mr Ikramullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:-

"That in Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing

اس کے آڈٹ کے لیے انھوں نے رولز بنانے ہیں۔ حکومت کے پاس پہلے ہی ایک محکمہ ہے جو آڈٹ کرتا ہے؛ اس کا بھی ذکر نہیں ہے۔ یہ کونسل نئے رولز بنائے گی جس کے تحت اس کونسل کے تمام اخراجات کو آڈٹ کیا جائے گا۔ مجھے نہیں پتا کہ انھوں نے کل کو کیا رولز بنانے ہیں؛ اس میں انھوں نے کس طرح کا آڈٹ کرنا ہے؛ اور پھر میں وہی خدشات والی بات کروں گا اور میرے دوست کہیں گے کہ ان کے خدشات کا تو ہمیں علم ہی نہیں ہے۔ جب خدشات کے صحیح جواب نہیں دیے جاتے تو پھر خدشات بڑھتے جاتے ہیں۔ اب آڈٹ کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کون کرے گا؛ ہم چاہتے ہیں کہ آڈیٹر جنرل اس کا آڈٹ کرے اور پہلے محکمہ جات میں جس طرح آڈٹ ہو رہا ہے اس کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور اسے ایک طریقۂ کار سے کیا جائے۔ یہ اس ہاؤس سے اس طرح کی قانون سازی کیوں چاہتے ہیں جس کا اس ہاؤس کے علم میں ہی کچھ نہ ہو اور ان کو کچھ پتا نہیں ہے کہ یہ کلاز 9 میں بعد میں کیا رولز بنائیں گے کہ اس کا آڈٹ کا طریق کار کیا ہے؛ میں یہ سمجھتا تھا کہ اس ہاؤس کو بتانا چاہیے تھا کہ ہم اس کونسل کے اخراجات کا اس طریقے سے آڈٹ کریں گے تاکہ اس میں خرابی کا کوئی احتمال نہ ہو سکے۔ پھر وہی صوابدید ہے۔ پتا نہیں یہ کل کو کس قسم کے رولز بنائیں گے جس سے یہ آڈٹ ہو گا۔

جناب سپیکر! اب یہ فرمائیں گے کہ ہم ان شاء اللہ اس طریقے سے اس کو چلائیں گے کہ دنیا دیکھے گی۔ میری خواہش ہے کہ یہ بہتر انداز میں چلے۔ لیکن اس میں پوری وضاحت سے آ جانا چاہیے تھا کہ ہم اس کے آڈٹ کو پہلے سے بھی اچھے طریقے سے کریں گے اور ہمارے آڈٹ میں پہلے سے جو نقائص ہیں ہم نے اس کے رولز میں ان نقائص کو ختم کر دیا ہے اور ہم اس ہاؤس کو بتا رہے ہیں کہ ہماری نیت اتنی صاف ہے کہ ہم اس کے آڈٹ کو اتنا صاف اور شفاف بنا کر اس ہاؤس کے سامنے پیش کر رہے ہیں تاکہ کسی کو کوئی خدشہ نہ رہے۔ پھر وہی رولز بنیں گے۔ رولز کس قسم کے بنائے جائیں گے، اس آڈٹ کے اوپر لوگوں کے کس طرح کے خدشات ہوں گے اور ان کے کیا کیا خدشات ان رولز میں شامل ہوں گے۔ اگر یہ حکومت اس وقت ہاؤس میں اس آڈٹ کے طریقۂ کار کو پوری وضاحت سے بیان فرما دیتی تو ہم اس کونسل کی کارکردگی کو اور زیادہ بہتر سمجھتے اور اس کے اخراجات پر ہمارا اعتماد زیادہ بہتر ہوتا۔ ہم اسی لیے خدشات کا اظہار کرتے ہیں اور خدشات کے اظہار کے بعد ان کے صحیح جوابات نہ آنے پہ خدشہ اور بڑھ جاتا ہے۔ ہم نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا کہ آنے کی

سبسڈی جو شاید حکومت زکوٰۃ سے نہ دینا چاہتی ہو کیوں کہ وہ شرعی طور پر پابند ہے کہ زکوٰۃ شاید اس سبسڈی پر خرچ نہ ہو سکے کیوں کہ اس طرح زکوٰۃ کے پیسوں میں مساکین اور عام لوگوں میں تفریق نہیں ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس سب سڈی سے خرچہ نہیں کریں گے۔ لیکن ایک خدشے کا اظہار کیا گیا' اس ہاؤس کو مطمئن کرنے کے لیے اس پر یہ واضح جواب آ جانا چاہیے۔ کہ اس پر زکوٰۃ خرچ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے گورنمنٹ وہ کوئی کام نہیں کرے گی جو غیر شرعی ہوگا یا جس میں اخراجات غیر شرعی ہوں گے لیکن اس پر بھی کوئی بات نہیں کی گئی۔ وزیر اوقاف صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ ہم نے یہ خدشہ بھی ظاہر کیا کہ زکوٰۃ فنڈ سے قرضہ کونسل کو دیا جا رہا ہے۔ کن شرائط پر دیا جا رہا ہے' آیا وہ شرعی بھی ہے یا نہیں؟ اس پر بھی خدشہ ظاہر کیا گیا۔ اس کا بھی کوئی وضاحتی بیان اس ہاؤس کے سامنے نہیں رکھا گیا۔ میں اس بات پر ضرور insist کروں گا اور وزیر اوقاف صاحب ضرور یہ بیان فرمائیں گے کہ اس پیسے کے خرچ کرنے پر جو ہمارے خدشات ہیں وہ اس بنیاد پر نہیں ہیں کہ ہم کوئی مخالفت کرنا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کی پوزیشن خراب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ غرباء کا پیسہ ہے۔ اس کو خرچ کرنے کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں جو بھی خامی ہے یا میرے ذہن میں شاید غلط فہمی ہے۔ اس کو دور کر دیا جائے۔ اسی بناء پر میں نے یہ کہا تھا کہ آڈیٹر جنرل ان اخراجات کا آڈٹ اپنے بنائے ہوئے طریق کار سے کرے تاکہ کونسل رولز بنائے۔ اب پتا نہیں کہ وہ کیا رولز بناتی ہے۔ اس طرح پھر خدشات والی بات ہے۔

جناب سپیکر! اس ملک یا اس صوبے میں ہمیشہ جو خرابیاں آئی ہیں وہ اسی بنیاد پر آئی ہیں کہ قانون سازی کے بعد جو رولز بنتے ہیں یا جو بھی طریق کار اپنایا جاتا ہے' اس میں صوابدیدی اختیارات بہت زیادہ رکھ دیے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے زیادہ خرابی آتی ہے۔ اس لیے میری یہی اپیل ہے کہ ہماری ترمیم کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لغاری صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! میں اس ترمیم کے بارے میں اور اس کی حمایت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ جس طرح سعید اکبر صاحب نے کہا کہ جب بل ایوان میں پیش کیا جاتا ہے تو اس میں ابہام کیوں چھوڑا جاتا ہے؟ کیوں واضح طور پر چیزیں اس میں نہیں لائی جاتیں؟ جس طرح

ابھی انھوں نے ذکر کیا کہ یہاں رولز بنیں گے اور اس کے تابع آڈیٹنگ ہوگی۔ گویا ایک ہاؤس سے اس قسم کا مجموعی فیصلہ لے لیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک پرانے بیوروکریٹ نے کہا تھا کہ رولز ربڑ کے ناک کی طرح بن جاتے ہیں۔ جس کی مرضی ہو جس طرف پھیر لے اور اس میں سے جو چاہے مقصد نکال لے۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے یہ ترمیم اس لیے پیش کی ہے کہ اس کو واضح ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہماری نیتیں صاف ہیں تو جب ہم ایک بل پاس کروا رہے ہیں تو کیوں نہ ہاؤس سے clear cut, restricted and limited اختیارات لیں۔ ہم اتنے وسیع اختیارات ہاؤس سے کیوں لیتے ہیں کہ پھر ربڑ کی ناک کی طرح اس کو جس طرح چاہیں، جیسے چاہیں استعمال کر لیں۔ میں صرف اس کے حق میں اتنا کہوں گا کہ اس کو ضرور پاس کریں اور جیسے میں نے صبح عرض کی تھی کہ ہاؤس کو بھی in the best interest of the Council چاہیے کہ جب یہ قانون سازی ہو رہی ہے تو ان ترامیم پر غور کیا جائے۔ اس کو محض اس وجہ سے رد نہ کیا جائے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے تجاویز بھی ہیں اور حکومتی بنچوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اپوزیشن کی ہم نے کوئی بات نہیں ماننی۔ اس کو اس ضمن میں نہ لیا جائے بلکہ ہر چیز کی نوک پلک کو سیدھا کر کے اس کو بہتر طریقہ سے استعمال کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، صاحب زادہ صاحب! آپ فرمائیں گے؟

وزیر اوقاف (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محترم لغاری صاحب نے فوڈ سٹیمپ سکیم کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اس پر زکوٰۃ و عشر کی رقومات سے سبسڈی دی گئی ہے۔ فوڈ سٹیمپ سکیم پر زکوٰۃ کی رقومات پنجاب زکوٰۃ کونسل کی اجازت سے دی گئی ہیں لیکن ان پر شرائط ہیں۔ ان شرائط پر اگر کسی نے عمل نہ کیا ہو یا کسی کی کوئی شکایت ہو تو یقیناً ہمارے دینی، اخلاقی، قانونی فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ ہم اس کے خلاف تحقیقات کریں گے۔ لیکن میں قواعد و ضوابط میں آپ کی خدمت میں پڑھ دیتا ہوں کہ "فوڈ سٹیمپ سکیم سے جو شخص آنا ہے گا۔ وہ غریب ہوگا۔ اس کے چھ بچے ہوں گے۔ اڑھائی ہزار یا تین ہزار کے قریب اس کی کم از کم تنخواہ ہوگی۔ اور علاقہ کے افراد اس کو غریب declare کریں گے"۔

اس میں نادار، غریب، یتیم، بیوہ، بے کس اور بے سہارا بھی ہیں۔ اگر کسی شخص نے اس

ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر فوڈ سٹیمپ سکیم کا جعلی کوپن بنوا لیا ہے تو آپ مجھے اس کی نشان دہی کریں۔ اس میں چاہے گورنمنٹ کا کوئی ذمہ دار افسر ہوا یا کوئی ملازم ملوث ہوا تو اسے ان شاء اللہ مروجہ قانون کے تحت ضرور سزا دی جائے گی۔ آپ نے جو بات فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ میری وضاحت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک سو ملین روپیہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کے لیے گورنمنٹ نے جملہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ادا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اخراجات کہاں کے ہوں گے؟ اس میں میں' یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ بہت سے ایسے خدشات کا اظہار جو انھوں نے فرمایا ہے۔ میرے خیال میں اب وہ دور ہو جانے چاہئیں کہ ہمارے پاس جو عمارتیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ ہم گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ عمارتیں لے رہے ہیں۔ ان کے اندر یہ ادارے قائم کیے جا رہے ہیں۔ شکریہ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، آج دو دنوں کی بحث کے بعد وزیر صاحب نے کچھ وضاحتی بیان دیا ہے اور اس پر بھی انھوں نے پھر وہ شرائط رکھیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا گورنمنٹ آف دی پنجاب نے ان شرائط کا باقاعدہ کوئی اخباری اشتہار دیا یا اس کا واضح طور پر اعلان کرایا یا جن لوگوں نے اس بھول کے تحت اس سٹیمپ فوڈ سے آٹا کھایا' ان کے گناہ اور جس کی زکوٰۃ کا پیسہ وہاں خرچ ہوا' اس کی زکوٰۃ ہی ختم ہوگئی۔ اس ساری بات کا حساب حکومت پنجاب کے ایماء پر کون دے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب والا! نہ تو یہاں کوئی وقفۂ سوالات ہے اور نہ ہی ضمنی سوالات کی اجازت ہے۔ اپوزیشن کے ممبران اس طرح سوال کر رہے ہیں جیسا کہ وقفۂ سوالات میں کیے جاتے ہیں۔ ترمیم پیش ہو چکی ہے۔ اس پر تقاریر ہو چکی ہیں۔ اپنی نیک ذاتی کی وجہ سے وزیر اوقاف نے جواب بھی دے دیا ہے۔ اب براہ مہربانی کارروائی آگے چلنی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! میں نے تو وزیر صاحب کے کہنے پر انھیں بولنے دیا کہ انھوں نے وضاحت کرنی ہے۔ جی بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، میرے فاضل دوستوں نے یہ جو ترمیم پیش کی ہے۔ اس کے مطابق صرف یہ چاہتے ہیں کہ اکاؤنٹس آڈیٹر جنرل سے چیک ہونے چاہییں۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میرا تو خیال یہ تھا کہ سارے دوست پڑھے لکھے ہیں اور وہ یہ جانتے ہوں گے کہ آڈیٹر جنرل سے متعلقہ قوانین میں پہلے ہی یہ درج ہے کہ " آڈیٹر جنرل تمام سرکاری اور خود مختار اداروں کا آڈٹ کرے گا۔" اور ویسے بھی اگر میرے دوست اس کا آرٹیکل 169 میرے دوست پڑھیں تو اس میں بڑا واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ تمام صوبائی محکموں کا آڈٹ آڈیٹر جنرل کرے گا۔ اس لیے اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں اور اس کی proper auditing ہوگی۔ اس لیے ان کی جو ترمیم بالکل غیر ضروری ہے۔ اسے مسترد فرمائیں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 9 of the Bill as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, the present Clause be re-numbered as sub-clause (1) and the following new sub-clause(2) be added thereafter:-

"(2) The Auditor-General shall conduct statutory audit regularly in addition to above arrangement"

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

That Clause-9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE - 10

MR ACTING SPEAKER: Clause 10 of the Bill is under consideration. An

amendment has been received in it from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
3. Sardar Rafiq Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikramullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais or any other mover may move it

SARDAR RAFIQ HAIDER LEGHARI: Mr Speaker Sir, I move:

That for Clause 10 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning, the following be substituted:-

"10. Employees of the Council.- The Council may employ such officers, an advisor, a consultant and employees in its service by majority vote as may be necessary for the efficient performance of its functions in such manner and on such terms and conditions as may be prescribed by the Council."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

That for Clause 10 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning, the following be

substituted:-

"10. Employees of the Council.- The Council may employ such officers, an advisor, a consultant and employees in its service by majority vote as may be necessary for the efficient performance of its functions in such manner and on such terms and conditions as may be prescribed by the Council."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سردار صاحب!

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! بات پھر وہی ہے۔ ہمارے دوست ہماری ہر ترمیم کو صرف اس لیے oppose کر رہے ہیں کہ وہ اپنی طاقت' اپنی voting strength کے بل بوتے پر کر رہے ہیں۔ یہ ترمیم جو میرے رفقاء اور میں نے پیش کی ہے اس میں ہم نے صرف یہ تجویز کیا ہے کہ اگر یہ ترمیم قبول کر لی جائے تو اس سے ایک پینڈورا باکس بند ہو جائے گا' جہاں کہ بل میں انھوں نے لامحدود ایڈوائزرز اور لامحدود کنسلٹنٹس کا ذکر کیا ہے' صرف آگے اس کو plural کر دیا ہے۔ ہم نے ان کو single کر دیا ہے۔ صرف اس لیے کہ کنسلٹنٹ ہو یا ایڈوائزر ہو کونسل کے لیے ایک ہی کافی ہے۔ بے جا اخراجات کا خود پنجاب حکومت بار بار کہہ رہی ہے بلکہ اس کے اوپر اکثر ہمارے فنانس منسٹر صاحب بہت زیادہ فخریہ انداز میں کہتے ہیں کہ ہم نے بے جا اخراجات پچھلی حکومتوں کی نسبت ختم کر دیے ہیں اور ہم اس وقت پائی پائی کا بہتر سے بہتر استعمال کر رہے ہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب بل پیش کرتے ہیں تو اس وقت اس قسم کے پینڈورا باکسز کی گنجائش رکھ لیتے ہیں کہ جہاں جس کو نوازنا چاہیں اور جس تعداد میں نوازنا چاہیں اس کی گنجائش بل میں موجود ہو۔

میری ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ اس میں ہم نے کوئی لمبی چوڑی ترمیم نہیں دی۔ ہم نے اس کو صرف محدود کیا ہے۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ ممبران کا یہ حق ہے کہ ان کو واضح طور پر اپنی نیتوں کو صاف کر کے حکومت وقت کو بتانا ہوگا کہ ہماری نیت یہ ہے۔ آپ ہر چیز میں کیوں ابہام اور کیوں پینڈورا باکسز رکھتے جا رہے ہیں۔ میری صرف اتنی گزارش ہے اور میں اس کی مکمل

حمایت کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو پاس کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جس طرح کہ میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس میں یہ چاہا ہے اور جو گورنمنٹ چاہتی ہے اس کو میں اس ہاؤس میں پڑھ دیتا ہوں۔ نمبر 10 ہے،

"10. The Council may employ such officers, an advisor, a consultant and employees in its service by majority vote as may be necessary for the efficient performance of its functions in such manner and on such terms and conditions as may be prescribed by the Council".

جناب سپیکر! گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اس میں ہم کنسلٹنٹس مقرر کریں' ایڈوائزرز مقرر کریں جس کی کوئی تعداد نہیں ہے۔ جیساکہ انھوں نے کونسل کی تعداد میں فرمایا تھا' جو قانون سازی ہوئی ہے اس میں یہ ہے کہ سات سے پندرہ ممبر ہوں گے۔ وہ اسی بل میں mention ہے۔ انھوں نے اسی بل میں یہ کہا ہے کہ اس میں ہم ایڈوائزرز مقرر کریں گے' کنسلٹنٹس مقرر کریں گے۔ جیساکہ میرے بھائی نے فرمایا کہ ہر چیز کی حد ضروری ہوتی ہے۔ آپ جو بھی کام کریں اس میں ایک حد ضرور مقرر ہونی چاہیے کہ کسی کی صوابدید نہ ہو کہ اس کو اگر کوئی آدمی مل جائے اور وہ اس کو نوازنا چاہیں اور پہلے دس بیٹھے ہیں تو گیارہویں کو پھر نوازا جائے۔ اگر انھوں نے کوئی کنسلٹنٹ رکھنے تھے تو اس میں تعداد دے دیتے کہ ہم اس میں دو کنسلٹنٹ رکھیں گے' تین ایڈوائزر رکھیں گے اور اس کے بعد جو بقایاسلسلہ ہے ہم اس کو پھر چلائیں گے۔ اس لیے ہم نے اس کو کہا ہے کہ نہیں' ایک ایڈوائزر رکھیں' ایک کنسلٹنٹ رکھیں۔ اس کے بعد ہم نے جو گزارش کی ہے وہ یہ کہا ہے کہ اس کے بعد آپ نے جو ملازمین رکھنے ہیں اس کا جو طریق کار ہے اس کو بھی ہم نے یہاں واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ جو کونسل ہے یہ جب کسی کو ملازمت دینا چاہے تو اس طرح کا کوئی طریق کار ہونا چاہیے کہ اس میں ملازم رکھنے کے لیے کونسل کے جتنے بھی ممبران بیٹھے ہیں اس میں اکثریت جو کہے کہ اس آدمی کو رکھنا ہے۔ پانچ بیٹھے ہیں تو تین اگر کہتے ہیں کہ یہ آدمی qualify

کرتا ہے اور اس کے کاغذات سے یا اس کے انٹرویو سے ہم مطمئن ہیں تو کم از کم تین آدمی اس کو approve کریں۔ کونسل کی سلیکشن کمیٹی کے جو ممبران بیٹھے ہوں ان میں سے اکثریت والے اس کو approve کریں تو وہ آدمی منتخب ہو جائے اور اس کو نوکری مل جائے۔ اس میں اس طرح کی کوئی خرابی نہ ہو۔ لیکن گورنمنٹ چاہتی ہے کہ یہ تمام کام ابہام میں رہے اور اس میں گورنمنٹ جو بھی چاہے وہ کونسل سے کروا لے تاکہ جس آدمی کو وہ کونسل میں ملازمت دینا چاہیں' جس کو ایڈوائزر رکھنا چاہیں' اگر کوئی بھی آدمی ان کے سیاسی ورکروں میں سے یا ان کے چمچوں میں سے ناراض ہو جائے اور گورنمنٹ اس کو کوئی اور سیٹ مہیا نہ کر سکے تو پھر اس کونسل کا ایک دروازہ کھلا ہے کہ اس کو راضی کرنے کے لیے اس میں اس کو ایڈوائزر لگادیں گے کہ یہاں بیٹھ کر ایک دفتر لے لو اور ایڈوائس کرتے رہو' چاہے آپ کی کوئی سنے یا نہ سنے۔

جناب سپیکر! میں پھر وہی کہتا ہوں کہ یہ اس صوبے کا سب سے بڑا فورم ہے اور اس ہاؤس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس نے جو بھی قانون سازی کرنی ہے اس کا اثر صوبے کی پوری عوام پر ہوگا۔ اس وقت جو بھی لیجسلیٹو ورک ہو رہا ہے' جو بھی کونسل بن رہی ہے یا اس طرح کا کوئی اور ادارہ بن رہا ہے' اس کے اثرات پھر اسی صوبے میں ہونے ہیں۔ اگر اس میں بہترین طریقے سے ہر چیز کو legislate کر دیا جائے اور ہر چیز کی تعداد اور ان کی تمام وضاحت کر دی جائے۔ تاکہ بعد میں آنے والوں کے اوپر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں اس معاشرے میں اور جو بھی گورنمنٹ آتی ہے اس میں یہ خرابی رہی ہے کہ جب وہ قانون سازی کرنے لگتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں اور اس صوبے میں ہم نے ہی حکومت کرنی ہے' پھر کسی اور نے نہیں آنا۔ لیکن یہ آپ کی نظروں کے سامنے ہے اور آپ نے اور میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ہمارے سامنے یہاں ایک نظم چل رہی ہے۔ ایک ایکٹر آتا ہے' دوسرا اس کو replace کرتا ہے۔ ہمارے سامنے کتنے ہی حکمران آئے اور وہ چلے گئے۔ جب بھی کوئی بھی گورنمنٹ اگر قانون سازی کرے اور اپنے آپ کو اس گورنمنٹ کے خول سے تھوڑا سا باہر نکال کر رکھے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس کا ذہن صاف ہوگا اور اس کو پتا ہوگا کہ ہم جو بھی قانون سازی کر رہے ہیں کل جب ہم حکومت میں نہیں ہوں گے تو کوئی اس کو misuse نہیں کرے گا۔ ہم اس طرح کی قانون سازی کر جائیں کہ کسی کو اختیار نہ دیا جائے' ان کے جانے کے

بعد جو آئیں گے ان کو یہ اختیار نہ دیا جائے کہ وہ اس میں خرابی کر سکیں۔ اسی لیے جب بھی گورنمنٹ کوئی قانون سازی کرتی ہے تو اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ بس ہم یہ قانون سازی کر رہے ہیں اور ہم نے ہی ان کرسیوں پر بیٹھے رہنا ہے اسی لیے وہ زیادہ سے زیادہ اختیارات لینا چاہتے ہیں۔ جب وہ ان کرسیوں سے ہٹتے ہیں تو پھر چیخیں مارتے ہیں کہ جناب یہ خرابی ہو رہی ہے' یہ خرابی ہو گئی ہے۔ تو قانون سازی ہی اس طرح کی ہو جائے جس میں کوئی صوابدید نہ ہو۔ اگر اس میں یہی لکھ دیا جاتا کہ ہم اس کونسل میں دو ایڈوائزر یا تین کنسلٹنٹ رکھیں گے اور ان کو ملازم رکھنے کا یہ طریق کار ہوگا تو اس میں کیا خرابی تھی؟ نہیں' انھوں نے discretion دے دی ہے کہ جو بھی ہماری political activity سے ناراض ہوگا یا ہم اسے کسی اور ادارے میں politically satisfy نہیں کر سکے تو پھر اسی کونسل میں اس کو ایڈوائزر یا کنسلٹنٹ بنا دیں گے۔ وہ لگا رہے گا اور اس کو دفتر مل جائے گا' وہ بھی خوش رہے گا اور ہمارا بھی کام چلتا رہے گا۔ اسی لیے ہم نے یہ ترمیم دی اور مجھے یقین ہے کہ میری اس ترمیم پر ضرور غور کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میرے دوستوں نے ترمیم میں یہ تجویز کیا ہے کہ کونسل صرف ایک ایڈوائزر اور ایک کنسلٹنٹ رکھے جب کہ لاء میں یہ دیا گیا ہے کہ جتنے ایڈوائزر یا کنسلٹنٹس کی ضرورت ہو کونسل اتنے ہی ایڈوائزر اور کنسلٹنٹ کو engage کر سکے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میرے دوستوں کو یہ علم ہونا چاہیے کہ یہ جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس ہیں یہ تقریباً ہر ضلع میں ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بھی کافی ہوگی اور اس کے علاوہ 41 مختلف مضامین ہیں جن میں ان بچوں نے تربیت حاصل کرنی ہے اس لیے اگر یہ کہیں کہ ایک ایڈوائزر یا ایک کنسلٹنٹ ہو تو وہ تو کونسل کے لیے ممکن نہیں ہوگا کہ صرف دو آدمی اتنے اضلاع میں اور اتنے سارے مضامین کے ساتھ handling اور dealing کر سکیں۔ ویسے بھی جو لاز ہیں وہ ہمیشہ flexible رکھے جاتے ہیں ان میں rigidity نہیں ہوتی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزراء کرام سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ آپس کی باتیں بند کر دیں تو ہمارے بھائی جو ہمیں سمجھانا چاہ رہے ہیں

وہ ہم سمجھ سکیں۔ لہٰذا میں وزراء کرام سے کہوں گا کہ وہ آپس کی باتیں بند کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی مہربانی۔ جی بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اسے لاز ہمیشہ flexible رکھے جاتے ہیں تاکہ ان میں وقتاً فوقتاً اگر کوئی ترمیم کرنی پڑے تو کی جا سکے۔ ان لاز میں اتنی flexibility ہونی چاہیے کہ جب بھی آپ کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں اپنی ضرورت کے مطابق اس میں already وہ cover موجود ہو۔ ہم نے تو اس ہاؤس میں شروع سے ہی واضح کیا تھا کہ پاکستان مسلم لیگ کی گورنمنٹ flexible laws کو اختیار کرے گی اور ہم کوئی rigidity رکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ اسی لیے اس لاء کو بھی flexible رکھا گیا ہے تاکہ آنے والے وقت میں کوئی دقت یا پریشانی نہ ہو۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ان کی ترمیم غیر ضروری ہے اسے مسترد فرمایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میرے بھائی سعید اکبر خان ابھی جو بات کر رہے تھے میں نے اس وقت ان کو interrupt کرنا مناسب نہیں سمجھا لیکن میں ریکارڈ کو درست کرنے کی خاطر آپ کی وساطت یہ گوش گزار کرتا ہوں کہ 1993ء میں جب میرے بھائی الیکشن میں کامیاب نہیں ہوئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ابھی question put کرنا ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اب کس بات پر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، میں سعید احمد خان منیس صاحب کا ذکر کر رہا تھا-----

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں جناب! منیس صاحب تو آج تشریف نہیں رکھتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں ریکارڈ کو درست کرنے کی خاطر یہ عرض کر رہا ہوں-----

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو آج ہیں ہی نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جناب سعید احمد خان منیس جب 1993ء میں کامیاب نہیں ہوئے تو ان کو کس طریقے سے CMIT میں چیئرمین اور سپیشل اسسٹنٹ

بنایا گیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک صاحب کو ابھی بتایا گیا ہے کہ آپ نے یہ بات کرنی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

"That for Clause 10 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat, and Population Planning, the following be substituted".

"10, Employees of the Council - The Council may employ such officers, an advisor, a consultant and employees in its service by majority vote as may be necessary for the efficient performance of its functions in such manner and on such terms and conditions as may be prescribed by the Council."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is -

"That clause 10 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried).

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے پہلے کہ میں اگلی کلاز لوں مجھے ابھی ابھی ایک افسوس ناک خبر ملی ہے کہ ہمارے ایک نہایت ہی مخلص دوست جناب محمد افضل خان جو فیصل آباد کے رہنے والے ہیں ان کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ان کا نماز جنازہ بعد از نماز عصر فیصل آباد میں ڈی گراؤنڈ میں ہوگا جو دوست وہاں شمولیت کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔

CLAUSE - 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration

Since there is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE - 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais;
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
3. Sardar Rafiq Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi;
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikramullah Khan Niazi ;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.

Mr Saeed Ahmed Khan or any other mover may move it.

SARDAR RAFIQ HAIDER LEGHARI: Mr Speaker, Sir, I move-

"That in Clause 12 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning, for the words "and shall not be called" appearing in line 2, the words "but can be called" be substituted. "

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is-

"That in Clause 12 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning, for the words "and shall not be called" appearing in line 2, the words "but can be called" be substituted."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی سردار رفیق حیدر لغاری صاحب!

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! پھر وہی بات ہے کہ میں کیا کہوں اور کیا نہ کہوں۔ میں تو اس تذبذب میں پڑ گیا ہوں کہ ٹریژری بنچز پر ہمارے جو بھائی ہیں وہ تو بےچارے بے زبان ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو صرف "Ayes" کر دیتے ہیں یا "Noes" کر دیتے ہیں مگر جو ہمارے بھائی ان کے behalf پر اس وقت پنجاب حکومت میں ہیں پتا نہیں ان کو سمجھا کر یہ سب کچھ کرا رہے ہیں۔ اس کلاز کو دیکھیں میں اس کلاز کو پڑھ دیتا ہوں اور میرے اکثر بھائیوں نے شاید اس کو پڑھا بھی نہ ہو کیونکہ پنجاب حکومت نے ان کو موقع ہی فراہم نہیں کیا کہ وہ پڑھیں۔ یہ ہے کہ:

12. Indemnity - All acts done, orders passed or proceedings taken by the Council in good faith, shall be final and shall not be called in question in any Court by a suit or otherwise.

اب دیکھیں کہ یہ بڑا واضح ہے کہ کونسل کی کسی چیز کو چاہے وہ غلط کرے، سفید کرے، کالا کرے یہ اس بل کے ذریعے طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ کورٹ میں اس کو چیلنج بھی نہیں کر سکتے۔ ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یہ الفاظ it shall not be called کو نکال دیں اور ان کی جگہ پر can be called کر دیں۔ اگر good faith میں رولز پاس ہوتے رہے اور good faith میں کام ہوتا رہا تو کسی کو کورٹ جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے مگر ایک بے بس آدمی جس کا حکومت پنجاب میں بھی کوئی ہاتھ نہیں لگتا۔ وہ یہ محسوس کر رہا ہے یا بعض علماء یہ محسوس کر رہے ہیں کہ کونسل اپنے دائرہ کار سے نکل گئی ہے اور غیر شرعی کام کر رہی ہے اور غیر شرعی طریقے سے پیسہ استعمال ہو رہا ہے تو کم از کم ان کے پاس اتنا اختیار تو ہونا چاہیے کہ وہ کورٹ میں جا کر اس کو چیلنج کر

سکیں۔ ابھی صبح سے یہی ہو رہا ہے کہ اپوزیشن کو شکوک و شبہات ہیں۔ اب اس سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ ہمارے شکوک و شبہات یقین میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اب عدالتوں کے دروازے بھی اس بل کے ذریعے بند کر رہے ہیں۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ میں حکومت پنجاب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی کیا مراد ہے کہ یہ عدالتوں کے دروازے بھی ہمارے لیے بند کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم چیلنج نہ کر سکیں۔ تو میں ہاؤس کو ایک دفعہ پھر اس چیز پر اپیل کروں گا جو کہ اتنی اہم ہے کہ بحیثیت مسلمان کے یہ ہمارے فرائض میں ہے کہ ہم اس کی ایک ایک چیز پھونک پھونک کر دیکھیں پھر اس کو پاس کریں۔ کیونکہ جس طرح میرے رفقائے کار نے کہا کہ باقی بلوں کے لیے تو ہم لوگوں کو جواب دہ ہیں۔ ہمارے لوگ بڑے فراخ دل ہیں ڈیڑھ سال میں حکومت پنجاب نے جو کچھ کیا ابھی تک اس کا احتساب نہیں کر رہے۔ یہ فراخ دلی کی نشانی ہے۔ مگر رب کی پکڑ میں آئیں گے اور خدا اپنی پکڑ سے معافی دے۔ یہ تو براہ راست ہم وہ بل پاس کر رہے ہیں جس کا اس جہاں میں بھی حساب بھیدینا پڑے گا اور اگلے جہان میں دینا پڑے گا۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو تو کم از کم قبول کر لیجیے کہ کورٹس کے دروازے تو کم از کم بند نہ کیجیے۔ میں اس کے حق میں صرف اتنا کہوں گا۔ باقی میرے دوست کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سید اکبر خان صاحب!

جناب سید اکبر خاں،

مانو نہ مانو جان جہاں
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ جو ترمیم انھوں نے پیش کی ہے۔ اگر وہ یہ ترمیم پوری پڑھ دیں اور ان کی ترمیم کے بعد جو ورڈنگ اس ترمیم کی ہو گی وہ ذرا ہاؤس میں پڑھ دیں تاکہ پورا ہاؤس اور پریس بھی سمجھ سکے کہ اصل ترمیم ہے کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ وزیر قانون کا سوال سمجھ گئے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں سمجھ گیا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے

اس کے مطابق ان کے الفاظ نکال کے اپنے الفاظ فٹ کر کے میں پڑھ دوں ۔ یہ مجھ سے زیادہ لاء سمجھتے ہوں گے مگر عام فہم کی بات کی گئی ہے جو کہ میرے پلے پڑ گئی ہے ۔ میں اس عام فہم بات کے تابع پڑھ دیتا ہوں ۔ جناب والا! یہ نمبر 12 ہے:

"All acts done, orders passed or proceedings taken by the Council in good faith shall be final and shall not be called... . .."

ہم نے یہ تجویز کیا ہے but can be called ہم نے اس میں صرف اتنا تجویز کیا ہے ۔ انھوں لکھا ہے shall not be called اور ہم نے کہا ہے کہ but can be called میرے خیال میں اتنی بات لاءمنسٹر صاحب نہیں سمجھ سکے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں ۔

وزیر قانون: میں ان کی بات سمجھ گیا ہوں ۔ اب میں پڑھتا ہوں ۔

All acts done, orders passed or proceedings taken by the Council in good faith

ہم نے کہا ہے کہ جو good faith ہوں گے۔

and shall be final and shall not be called in question

وہ کہتے ہیں کہ جو good faith ہیں وہ بھی وہاں جا سکیں گے ۔ فرق صرف اتنا ہے ۔

سردار رفیق حیدر لغاری: ان کی نظر میں وہ بات in good faith ہو سکتی ہے مگر میری نظر میں اس میں خرابیاں ہو سکتی ہیں کیونکہ ہر حکومت جتنے بھی یہاں کام کرتی رہی ہے good faith میں ہی کرتی رہی ہے مگر آج لوگوں کی نظروں میں اس کی خرابیاں نکلی ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ عدالتوں کے دروازے آخر کیوں بند کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ہم انھی کے faith پر چھوڑ دیں۔ میرے خیال میں وزیر قانون' قانون کے مطابق میری بات سمجھ گئے ہوں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سردار اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے بھائی سردار رفیق حیدر لغاری کورٹ کے سلسلے میں بڑے تڑپ رہے ہیں ۔ میں ان کو تھوڑا پیچھے لے کے جانا چاہتا ہوں۔ یہ سوچ وزیر قانون کی نہیں ہے ۔ یہ سوچ قطعاً ان کی نہیں ہے ۔ اس سوچ میں حکومت میں بیٹھے ہوئے جو لوگ حکومت کو چلا

رہے ہیں یا حکومت کی سربراہی کر رہے ہیں ان کا ہاتھ ہے۔ میں اگر چودھویں ترمیم کی بات کروں کہ اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ پارٹی کے سربراہ کے فعل کو کوئی آدمی یا کوئی ممبر کورٹ میں چیلنج نہیں کر سکتا ۔ اس میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ کورٹ میں ان کی کوئی بات چیلنج نہیں ہو سکتی۔ اگر آج پندرھویں ترمیم کو دیکھیں تو اس میں یہی ہے کہ فرمان امیرالمومنین کو یا وفاقی حکومت کی ہدایت کو کورٹ میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ جو حکومت کے صحیح مالک ہیں' جن کو ہم صحیح مالک سمجھتے ہیں' باقی چودھویں ترمیم کے بعد جو حیثیت ہے وہ سارے ہاؤس کے سامنے ہے اور عوام کے بھی سامنے ہے' اس حکومت کے جو خالق ہیں ان کی اصل لڑائی عدالتوں سے ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو بھی کام کریں ' ہمارا جو بھی فعل ہو' عدالتیں کون ہیں کہ وہ ہمیں پوچھیں۔اب تک جو بھی قانون سازی ہوئی ہے سب سے پہلے جو زور دیتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کسی فعل کو عدالت میں چیلنج نہ کیا جائے اور اس کی تاریخ گواہ ہے اور ان کے پونے دوسال گواہ ہیں کہ جتنی قانون سازی ہوئی ہے وہ چودھویں ترمیم کی صورت میں آئی ہے یا پندرھویں ترمیم کی صورت میں آئی ہے۔ اس میں بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہم جو فرمان جاری کریں اس کو چیلنج نہ کیا جائے کہ آیا یہ اسلامی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہم عقل کل ہیں اور ہم جو بھی کرتے ہیں اس میں تصحیح اور خرابی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اس لیے عدالت میں کوئی آدمی جائے ہی نہ کیونکہ اس سے جمہوری ذہن کا پتا چلتا ہے کہ جس جمہوریت کے بل بوتے پر اس وقت ہم سارے اس ایوان میں بیٹھے ہیں کچھ اقتدار میں بیٹھے ہیں اور کچھ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں یہ اس سسٹم کی مرہون منت ہیں جس سسٹم کی وجہ سے یہ سارا سیٹ اپ ہے۔ جمہوریت میں ہر بات پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہر بات کو کورٹ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ کورٹ پر قطعاً قدغن نہیں لگائی جا سکتی کہ کوئی بھی فعل کورٹ میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر ! آج میں اگر یہ کہوں کہ اس چودھویں ترمیم کے بعد اس جمہوریت کو دھچکا لگا ہے ۔ اس میں ترمیم کی ضرورت تھی ۔ ہم اس کے سپورٹر ہیں لیکن اس طریقے سے کہ اگر میرے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو عدالت میں جاؤں ۔ اپنا مؤقف بھی پیش کروں اور میرے سامنے جو فریق ہے وہ بھی اپنا مؤقف پیش کرے ۔ عدالت اس کو determine کرے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے اس حکومت کے جتنے بھی فعل ہیں اور جتنے بھی انھوں نے کام کیے ہیں سب سے زیادہ

انھوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہمارے کسی بھی فعل اور کسی بھی حکم کو عدالت میں چیلنج نہ کیا جائے ۔ جس کی یہ کڑی ہے کہ یہ کونسل میں بھی چاہتے ہیں کہ یہ جو بھی کام کونسل سے کروانا چاہتے ہوں اور اس کا انھوں نے واضح ثبوت دے دیا ہے کہ یہ کونسل جو بھی کام کرے گی اس کے فعل کے خلاف کوئی عدالت میں نہیں جائے گا۔ میرے بھائی وزیر قانون صاحب یہ فرما رہے تھے کہ in good faith تو وہی good faith عدالت میں determine ہوتا کہ آیا یہ good faith صحیح ہے یا غلط۔ جب میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو میں in good faith ہی کرتا ہوں اور وہ میری ذات کے حوالے سے' میری سوچ کے مطابق good faith ہوتا ہے' صحیح ہوتا ہے لیکن جس کے خلاف ہو رہا ہوتا ہے اس کی پوزیشن دوسری ہوتی ہے۔ کیا یہ اس کے بھی good faith میں ہے؟ آیا میرے good faith کے ہوتے ہوئے اس کے ساتھ کوئی بے انصافی تو نہیں ہو رہی۔ تو اس کو کہاں determine کیا جاتا ہے' اس کی کہاں جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے؟ وہ عدالت ہے جہاں پر اس بات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اس پر بحث ہوتی ہے۔ دونوں آدمی اپنے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ پھر فیصلہ ہوتا ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے۔

جناب سپیکر! اسی لیے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جمہوری اداروں میں' جمہوری حکومتیں،جمہوری ذہن رکھنے والے لوگ کبھی بھی عدالت پر قدغن نہیں لگاتے۔ وہ ہمیشہ کھلے دل سے کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کام کیا ہے آپ کو اعتراض ہے تو عدالت میں جاؤ۔ اگر عدالت کہے گی کہ یہ غلط ہے تو ہم اسے مان لیں گے۔ پھر پچھلے ڈیڑھ سال سے عدالتوں کے ساتھ جو طریق کار روا رکھا جا رہا ہے' عدالتوں پر پابندی لگا کر انھوں نے اپنے ذہن کی عکاسی کی ہے۔ اب عام آدمی' اس صوبے یا ملک کا باسی یہ سمجھنے لگا ہے کہ برسراقتدار لوگوں کے ذہن جمہوری نہیں بلکہ ڈکٹیٹر ذہن کے لوگ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ملک یا صوبہ جس میں جمہوریت رائج ہو اس میں کوئی بھی حکومتی ادارہ عدالت سے مبرا نہیں ہو سکتا۔ اس کے ہر فعل کو عدالت میں چیلنج کیے جانے کا اختیار عام آدمی کو ہونا چاہیے۔ چاہے یہ کونسل کے بارے میں ہو' پندرھویں ترمیم کے حوالے سے ہو یا چودھویں ترمیم کے بارے میں ہو' کسی کے خلاف ایک آدمی کا فیصلہ عدالت میں ضرور challengeable ہونا چاہیے۔ اسی لیے میں اس ترمیم پر زور دوں گا کہ ان کا good faith جسے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ پاک و صاف ہوتا ہے کو determine کرنے کے لیے عدالت کو اختیار ہونا

چاہیے۔ اس کونسل کے فیصلوں کے خلاف عام آدمی پر عدالت میں جانے پر قدغن نہیں ہونی چاہیے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ شق صریحاً جمہوریت کے خلاف ہے۔ جمہوری ذہن رکھنے والے لوگوں کے خلاف ہے۔ یہاں ان کے ذہنوں کی بھی عکاسی ہوتی ہے کہ یہ جمہوریت کو کتنا پسند کرتے ہیں اور جمہوریت پر کتنا یقین رکھتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ہاؤس سے استدعا کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو ضرور پاس کیا جائے۔ اس حکومت کا یہ ایک trend بن چکا ہے کہ یہ جو کام بھی کرتے ہیں اس میں سب سے پہلے یہ عدالت پر پابندی لگاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے کسی فعل کو عدالت میں لے جانے کو پسند نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں پوچھنے والی عدالت کون ہوتی ہے؟ یہ ان کے ذہن کی عکاسی ہے جو اس قانون سازی کے ذریعے ظاہر ہو رہی ہے۔ اس پارٹی کی حکومت نے آج تک جتنی بھی قانون سازی کی ہے اس میں سب سے زیادہ زور انھوں نے اس بات پر دیا ہے کہ ہمارے کسی فعل یا ایکشن کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں عدالت نہیں پوچھ سکتی۔ ہم عدالت کو یہ اختیار نہیں دیتے۔ ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ کل کو عدالت ہمیں کٹہرے میں کھڑا کر کے یہ پوچھے کہ آپ نے یہ غلط فعل کیوں کیا؟ میرا اسی بات پر زور ہے کہ اس ترمیم کو ضرور پاس کیا جائے۔ اس پر ضرور غور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر کوئی اور صاحب بولنا چاہیں گے؟ ----- کوئی نہیں۔ جی شاہد اکرم بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پھر جو خدشات ظاہر کیے ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ انھوں نے جو ترمیم دی ہے اور جسے وزیر قانون صاحب پہلے ہی رد کر چکے ہیں اس میں یہ کہتے ہیں کہ جو آرڈرز in good faith ہیں وہ بھی چیلنج کیے جا سکیں حالانکہ جو آرڈرز in good faith ہوتے ہیں انھیں کبھی بھی چیلنج نہیں کیا جاتا۔ میرے بھائی کو یہ علم ہونا چاہیے کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی لاتعداد اتھارٹیز موجود ہیں کہ اگر کوئی آرڈر malafide ہو تو پھر عدالت پر کوئی بار نہیں ہوتا' اس بارے میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی واضح رولنگز ہیں۔ ہم نے تو یہ کہا ہے کہ جہاں پر آرڈر in good faith ہو گا اسے عدالت میں چیلنج نہیں کیا جائے گا' لیکن اگر کوئی malafide آرڈر ہو تو پھر کسی بھی عدالت پر کوئی قدغن نہیں۔ لہٰذا ان

کی ترمیم بالکل frivolous ہے اور میری گزارش ہے کہ اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That in Clause 12 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Social Welfare, Zakat & Population Planning for the words "and shall not be called" appearing in line 2, the words "but can be called" be substituted".

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLUASE 16

R ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. An endment has been received in it from Minister for Law & Parliamentary fairs. He may move it.

RLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:

That for Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, the following be substituted:-

"16. Repeal.- The Punjab Vocational Training Council Ordinance, 1998 (XXII of 1998), is hereby repealed."

R ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

That for Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, the following be substituted:-

"16. Repeal.- The Punjab Vocational Training Council Ordinance, 1998(XXII of 1998), is hereby repealed."

(Not opposed)

R ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That for Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare, Zakat and Population Planning, the following be substituted:-

"16. Repeal.- The Punjab Vocational Training Council Ordinance 1998 (XXII of 1998), is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Parliamentary Secretary for Law may move it:

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Mr Speaker, Sir, I move:

That the Punjab Vocational Training Council Bill 1998 (Bill No. 10 of 1998) be passed.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Vocational Training Council Bill, 1998 (Bill No. 10 of 1998) be passed.

(The Bill was passed)

مسودہ قانون، ادارہ جات طب و صحت پنجاب مصدرہ 1998ء

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 (Bill No. 8 of 1998). First reading starts. Parliamentary Secretary for Law may move it.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:

That the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 (Bill No. 8 of 1998) as recommended by Standing Committee on Health be taken into consideration at once.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is :

That the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998(Bill No. 8 of 1998) as recommended by Standing Committee on Health be taken into consideration at once.

SARDAR RAFIQ HAIDER LEGHARI: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر: آج کی کارروائی ہم یہاں پر ہی ختم کرتے ہیں۔ اب اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 25۔ ستمبر 1998ء

(آدینہ' 3۔ جمادی الثانی 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 43 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

سورۃ ابراھیم آیت 32 تا 34

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا o اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔ اور رات اور دن کو تمہاری خاطر کام میں لگا دیا o اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر (اللہ) کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو گے۔ مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے' کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف (اور) ناشکرا ہے۔ وما علینا الا البلاغ o

ناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال جناب محمد محسن شاہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

پی پی108 میں سکیموں کی تفصیل

441۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

الف) صوبائی حلقہ 108 میں سال1993ء سے 1996ء تک کتنی مالیت کی کون سی سکیمیں منظور ہوئی تھیں؟

ب) ان سکیموں کی تفصیل اور مالیت حلقہ وائز تفصیلاً بتائی جائے۔

ج) ان سکیموں پر کتنے فنڈز خرچ ہوئے ہیں اور کتنے بقایا ہیں؟

د) ان تمام سکیموں پر کام کرنے والے ٹھیکے داران کے نام بمعہ پتا جات کیا ہیں۔

ہ) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ 108 میں منظور نظر افراد کو غیر قانونی طریقے سے ٹھیکے الاٹ کیے گئے اور کام غیر معیاری تھا بعض جگہوں پر کام نہ ہونے کے باوجود اور بعض جگہوں پر ایک کام کے ہی مختلف محکموں سے فنڈز دیئے گئے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ اس میں سکیموں کا تذکرہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بٹ صاحب! میرے خیال میں اس کا کافی لمبا جواب ہے۔ کیا اسے پڑھا ہوا تصور کر لیں یا وزیر صاحب اسے پڑھ دیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اگر اسے پڑھ دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام/ تعمیر پنجاب پروگرام کی تشکیل حلقہ وار بنیادوں پر نہیں کی جاتی بلکہ یہ پانچ سالہ منصوبے کے اہداف، حکمت عملی اور مالی وسائل کی فراہمی کی بنیاد پر شعبہ وار کی

جاتی ہے۔ لہذا حلقہ وار سکیموں کی تفصیل ممکن نہ ہے۔ البتہ خصوصی پروگرام برائے مقامی ترقی کے تحت ممبران صوبائی اسمبلی اپنے اپنے حلقہ میں مقامی ترقی کی سکیموں کی نشاندہی کرنے کے مجاز تھے ان میں سے قابل عمل سکیموں کے لیے رقوم فراہم کی جاتی رہی ہیں۔ اس پروگرام کے تحت حلقہ 108 کے لیے مختص کی جانے والی رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	مختص شدہ رقم (لاکھ روپے)
1993-94	49.90
1994-95	60.00
1995-96	57.60

(ب) سکیم وار تفصیل منسلکہ (الف ب ج) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج، د، ہ) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سکیموں پر عمل درآمد نہیں کرتا۔ جزو ہائے ج، د، ہ، کا تعلق سکیموں پر عمل درآمد کی کیفیت سے ہے اس کے لیے بہتر ہوگا کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی (LG&RD) سے رجوع کیا جائے۔

جناب سپیکر یہ آپ کے علم میں ہے میرے دوست، میرے بھائی ماشاء اللہ پہلی مرتبہ ممبر بنے ہیں۔ سال پہلے ایسا ہوتا تھا لیکن اب ہم رقوم کو حلقہ وار تقسیم نہیں کرتے۔ بلکہ جو پانچ سالہ منصوبہ بنتا ہے، اس میں جو priority رکھی ہوتی ہے، اس کے حساب سے تمام پنجاب میں شعبہ وار اے ڈی پی میں allocation کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ترتیب وار جو منصوبے آتے ہیں اس کو clear کر کے آگے چلتے ہیں۔ لیکن دیہات کی ترقی کے لیے خصوصی پروگرام شروع کیا گیا تھا جس کو ایم پی اے پروگرام بھی کہا گیا۔ اس کے تحت ہم نے یہ رقوم جو میرے دوست نے پوچھی ہیں، رکھی تھیں۔ اس کے مطابق پھر وہ clear ہوئیں اور نیچے جو اس کی implementation ہوئی۔ اس پر یہ رقوم ہم نے ان کو دے دیں۔ جہاں تک ان سکیموں کا تعلق ہے کہ یہ کیسے مکمل ہوئیں یا نہیں ہوئیں یا کس کو ٹھیکہ دیا گیا یا ان پر کس طرح implementation ہوئی وہ پی اینڈ ڈی کے متعلقہ نہیں ہے وہ آپ کے نوٹس میں ہے۔ آپ بھی ماشاء اللہ 1985ء سے ممبر چلے آ رہے ہیں۔ وہ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے نیچے جو ڈی سی سے متعلقہ ہے اس کو پتا ہوتا ہے کہ اس میں کس کو

ٹھیکہ ملا ہے اور کس کو نہیں ملا؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ لکھا ہوا لفظ نہیں سمجھ سکا۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام / تعمیر پنجاب پروگرام کی تشکیل حلقہ وار بنیادوں پر نہیں کی جاتی بلکہ یہ پانچ سالہ منصوبے کے اہداف اور اس کے آگے جو لفظ ہے یہ منسٹر صاحب نے بھی صحیح نہیں پڑھا اور مجھے بھی سمجھ نہیں آئی۔ "مالی وسائل کی فراہمی کی بنیاد پر" کے بعد جو لفظ ہے' منصوبہ کے اہداف کے آگے' جو آپ نے پڑھا ہے' میں کہتا ہوں کہ یہ misprint ہے اس کو پہلے clear کرلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کس جگہ پر ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! جواب کا جز (الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام' یہ منصوبے کے اہداف کے آگے کیا لفظ ہے؟ شروع سے پڑھ لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام / تعمیر پنجاب پروگرام اس وقت' نام تعمیر پنجاب ہوتا تھا اور (اے ڈی پی میں) یہی پوچھنا چاہتے تھے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں دوبارہ دہراتا ہوں۔ صفحہ نمبر 3 پر جہاں پر جواب شروع ہوا ہے۔ اس میں آپ دوبارہ پڑھ لیں اور جز (الف) سے شروع کرلیں۔ یہ لفظ misprint ہوا ہے اس کو پہلے clear کرلیں۔ پھر میں اس پر ضمنی سوال کروں گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، سالانہ ترقیاتی پروگرام / تعمیر پنجاب پروگرام کی تکمیل حلقہ وار بنیادوں پر نہیں کی جاتی۔ یہ پانچ سالہ منصوبے کے اہداف' حکمت عملی اور مالی وسائل کی فراہمی کی بنیاد پر شعبہ وار کی جاتی ہے۔ لہذا حلقہ وار سکیموں کی تفصیل ممکن نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔ وہ سمجھ گئے ہیں۔ کچھ الفاظ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ غالباً وہاں کا pronounciation نہیں بنا پا رہے تھے۔ آپ نے وہ بنا دیا ان کو سمجھ آگئی۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، میرا اس میں ضمنی سوال یہی ہے کہ اصل لفظ حکمت عملی ہے۔ ان سکیموں کی منظوری کے لیے یا فنڈز کے دستیابی کے لیے یا علاقے کی جو priorities ہوتی ہیں' ان کے لیے

حکمت عملی کا کیا criteria تھا؟ یہ جو فنڈز مختص کیے گئے تھے ان کو مختص کرنے کا کیا criteria تھا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! اس کے پس منظر پر میں نے تھوڑی سی روشنی ڈالنے کی کوشش کی تھی کہ ہم نے جو ایم پی اے پروگرام شروع کیا تھا۔ اس میں ہمارا منتخب دوست اس بات پر مصر تھا کہ وہ اپنے علاقے کی ضروریات کی priority خود کرے۔ وہ سکیم بن کر پی اینڈ ڈی میں آتی تھی اور پی اینڈ ڈی اس کو clear کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک ایڈوائس فنانس ڈیپارٹمنٹ کو جاتی ہے اور ایک ایڈوائس متعلقہ محکمے کو جاتی ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم اس کو clear کرکے نیچے بھیجتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی implementation لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں اپنے پہلے سوال میں ہی ایک اور ضمنی سوال کروں گا۔ یہ جو انھوں نے جواب دیا ہوا ہے کہ سکیم 94-1993 میں ان کو 49.90 لاکھ روپے کا فنڈ ملا ہے۔ 95-1994 میں 60 لاکھ روپے کا فنڈ ملا ہے۔ 96-1995 میں 57.60 لاکھ روپے کا فنڈ ملا ہے۔ اگر آپ اس کا جواب چیک کر لیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ وضاحت کروں گا کہ اس جواب میں doubling ہوئی ہے۔ یہ ذرا مجھے وضاحت کر دیں۔ صفحہ نمبر ا ہے۔ آپ ایک مثال لے لیں کہ کوٹ گھمن سولنگ لنک روڈ ہے اس کا 50 ہزار لکھا ہوا ہے ۔ اس کے بعد دیکھیں پھر انھوں نے سولنگ لنک روڈ کوٹ گھمن کا 50 ہزار لکھا ہے۔ اس طرح چلتے جائیں تو کافی figures ہیں جو double amount میں ایک ہی صفحے پر لکھے ہوئے ہیں۔ وزیر صاحب مجھے اس کے متعلق بتا دیں۔ میں دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ آپ ذرا نوٹ کرلیں۔ صفحہ نمبرا پر ایڈوائس نمبر 151 تاریخ 3-4-94 سولنگ لنک روڈ' کوٹ گھمن کا 50 ہزار لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد آخر میں چلے جائیں۔ تیسرے میں پھر وہی لکھا ہوا ہے کہ سولنگ لنک روڈ' کوٹ گھمن' 50 ہزار روپیہ۔ پھر اسی طرح آگے چلتے جائیں' صفحہ نمبر 2 پر جائیں گے تو ایڈوائس نمبر تو وہی ہوگی لیکن اس میں ایک ہی گاؤں کے دو دو مرتبہ figures لکھے ہوئے ملیں گے۔ ازراہ کرم اس کی وضاحت کر دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میں نے یہ گزارش کی ہے کہ آپ کی اطلاع کے لیے' آپ کو مطمئن

کرنے کے لیے یہ فہرست ہم نے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے منگوا کر ایوان کی میز پر رکھی ہے۔ مارا ڈیپارٹمنٹ اس سے متعلق نہیں ہے۔ فہرست ہم نے رکھ دی ہے اگر اس میں کوئی ambiguity ہے، اگر اس میں کوئی ایسی بات ہے تو I am ready to probe into it. کہ یہ کیا بات ہے؟ ورنہ یہ ان کی جو فہرست ہے یہ مصدقہ ہے۔ یہ ہم نے ڈبل ڈبل منصوبے بھی دیے ہیں کبھی ہم نے سولنگ مشرق سے لگوا دی۔ کبھی ہم نے سولنگ جنوب سے لگوا دی۔ کبھی دو راستے بنا دیے کبھی تین راستے بنا دیے۔ اس کی میں آپ کو مزید تسلی کرا سکتا ہوں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرے خیال میں گورنمنٹ کے نمائندے بھی یہاں پر آئے ہوئے ہوں گے۔ یہ بڑی discrepancy والی بات ہے اس کو ذرا clarify کرلیں۔ یہ East, West, North, South میں تو محکمے یہی کرتے رہے ہیں کہ ایک محکمے کا فنڈ دوسرا بھی لیتا رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جب میں نے سوال لکھا ہے تو ظاہری بات ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے بھی افسر یہاں آئے ہوں گے۔ وہ ان سے clarify کرلیں یا اس کی detailed probing کرنے کے لیے یا تو پھر اس کو کسی کے سپرد کر دیں۔ یہ مجھے اس میں بہت زیادہ discrepancy نظر آ رہی ہے۔ میں نے نوٹ کی ہوئی ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ پی اینڈ ڈی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس کا کام implementation کرنا نہیں۔ اس کا کام فنڈز مختص کرنا ہے۔ I understand your point. لیکن میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوکل گورنمنٹ والوں سے پوچھیں کہ وہ مجھے مطمئن کریں۔ لوکل گورنمنٹ والوں کو پابند کرنا چاہیے تھا کہ وہ بھی یہاں آتے چونکہ انھوں نے جواب دیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بٹ صاحب! آپ منسٹر صاحب سے کوئی وقت طے کرلیں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ جس نے یہ فہرست دی ہے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر آپ کو اس میں نظر آئے کہ واقعی انھوں نے کوئی doubling کی ہے یا کوئی ایسی بات کی ہے تو اس کو پھر آپ ہاؤس میں لے آئیے۔اس پر ایکشن لے لیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا کی اگر یہی مرضی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جو فرما رہے ہیں ان کے پاس تو اس وقت وہ چیز

نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! اس کو پھر پینڈنگ کرلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ ان کو بلا کر تصدیق کریں کیونکہ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ اور وہ یہ کہہ دیں کہ یہ misprint ہوگیا ہے یہ ساری misprint والی بات ان کو بتائیں کہ بھئی اگر آپ نے یہ لکھا ہے تو یہ ایک جگہ پر misprint ہو سکتا ہے۔دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔ یہ اتنا misprint کیوں ہوا ہے؟ اگر یہ ایسا ہوا ہے تو میں پھر یہ کہوں گا کہ چیئر برداشت نہیں کرتی کہ ایک تو غلط بات ہو اور پھر اس پر strict کیا جائے اور ہاؤس کو غلط انفرمیشن دی جائے۔ آپ کے ان کے ساتھ ملنے سے یہ بات طے ہو جائے گی کہ یا یہ انفرمیشن غلط دی گئی ہے یا اس میں کوئی گھپلا ہے یا بدقسمتی سے جلدی میں کوئی misprint ہو گیا ہے اور یہ اسی وقت بات نکلے گی' جب آپ وزیر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر متعلقہ محکموں کو بلا لیں گے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو بلالیں۔ سوموار تک یہ بات clear ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: ٹھیک ہے' جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو اگلے سوال پر چلیں۔ بٹ صاحب! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

پی پی108 میں ترقیاتی فنڈز

*442۔جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1993ء سے 1996ء تک ایم۔پی۔اے حلقہ108 کو جو خصوصی ترقیاتی فنڈز مہیا کیے گئے تھے ان کی مالیت کی تفصیل بتائی جائے؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ ایم پی اے108 کو وزیر اعلیٰ فنڈز سے بھی خصوصی فنڈز دیے گئے تھے اگر دیے گئے تھے تو ان کی تفصیل بتائی جائیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) صوبائی حلقہ 108 میں 93 تا 96ء خصوصی پروگرام برائے مقامی ترقی کے تحت فراہم کی جانے والی رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ یہ وہی figure ہیں جو میں نے پہلے دیے تھے۔

(ب) صوبائی حلقہ 108 میں 93 تا 96ء میں وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی پروگرام کے تحت بھی

رقم فراہم کی گئی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ 94-1993ء میں 36.20 لاکھ' 95-1994ء میں صوابدیدی فنڈ میں سے کوئی رقم نہیں گئی۔ 96-1995ء میں 20 لاکھ روپے وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ میں سے اس حلقے میں گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! یہ وہی چیز ہے۔ میں تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ جو میں نے لکھا تھا کہ عام سکیمیں کون سی ہیں اور خصوصی ترقیاتی فنڈز کی سکیمیں کون سی ہیں؟ دوسرا یہ وہی چیز ہے جو وزیر صاحب نے سوال نمبر 441 میں مجھے سکیموں کا بتایا ہے اور میں نے اس میں لکھا تھا کہ کیا اس کے علاوہ کوئی خصوصی ترقیاتی فنڈز دیے گئے ہیں؟ اگر وہی ہیں تو اس کا جواب دینے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! ہمارے ایم پی ایز کا ایک خصوصی پروگرام تھا اور دوسرا وزیر اعلیٰ پنجاب کی صوابدیدی رقم تھی اس میں سے وہ خود بھی منصوبے الاٹ کیا کرتے تھے۔ ہم نے اس صوابدیدی فنڈ کی تفصیل علیحدہ دی ہے اور ایم پی ایز کے پروگرام کی تفصیل علیحدہ دی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے دوبارہ وضاحت چاہتا ہوں۔ ایک تو وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز سے ملنے والے فنڈز کی تفصیل ہے اور دوسری ایم پی ایز کے خصوصی فنڈز کی تفصیل ہے۔ میں وضاحت چاہتا ہوں کہ پہلے بھی انھوں نے وہی لکھا ہے اور اب اس میں بھی وہی لکھا ہے لیکن جو انھوں نے وزیراعلیٰ والی 94-93ء میں 36.20 لاکھ اور 96-95ء میں 20 لاکھ کی سکیمیں بتائی ہیں' اس کی مجھے تفصیل نہیں بتائی گئی اس کی تفصیل بھی بتائی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! تفصیل ساتھ لگی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ تفصیل ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا یہ تفصیل آپ کے پاس نہیں ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، نہیں جناب! figures میرے پاس نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ figures دیکھ لیں اگر آپ مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! آپ ان کو بھی پابند کریں کہ کم از کم سوال کا جواب ہمارے

پاس ہو گا تو ہم ضمنی سوال کریں گے۔ اب میرے پاس مواد نہیں ہو گا تو میں کیسے بات کروں گا؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تفصیل وزیر صاحب کے پاس ہے تو تمام ممبرز کو کیوں نہیں مہیا گئی؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اس میں بھی پیسوں کی repetition ہے۔ میں یہ کہتا ہوں جیسے آپ نے پہلے فرمایا ہے کہ اس کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ ایک consent ہے۔ میں اس پر آپ کو پھر عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ دیکھ لیں اور جہاں پر آپ محسوس کریں وہ آپ بتائیں اس پر ہم ایکشن لے گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ agree کرتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ بیٹھ دیکھ لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سیکرٹری صاحب! دیکھیں کہ جو جوابات وزیر صاحب کی فائل میں ہوں معزز ممبرز کی سوالات و جوابات کی کاپیوں کے ساتھ ضرور شامل کیا کریں۔ یہ بڑی غلط بات ہے کہ وزراء صاحبان کے پاس آ جاتے ہیں اور ممبرز کے پاس نہیں آتے۔ میں سیکرٹریٹ کو بتا رہا ہوں آئندہ یہ غلطی نہ ہو کہ جو جواب آ جاتا ہے وہ تمام ممبرز میں circulate کیا جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! بٹ صاحب کو اس میں اگر کچھ محسوس ہو رہا ہے تو ا بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ وہی بات بتا رہے ہیں کہ repetition ہے وہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے تو ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جی' اور کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! ٹھیک ہے میں ان کے ساتھ بیٹھ کر تفصیل معلوم کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لیں۔ وہ متعلقہ محکموں کو بھی بلا لیں گے اور یہ بات واضح ہو جائے گی۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید عادر علی شاہ صاحب------ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب------ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب!

معطل ملازمین کی تعداد

*1143۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب اور اس سے ملحقہ اداروں پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ لاہور' پنجاب اکنامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور' شعبہ شماریات پنجاب لاہور اور ایجنسی برائے ترقیات بارانی علاقہ جات راولپنڈی میں وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کوئی سرکاری ملازم معطل نہیں کیا گیا۔ البتہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ذیلی ادارہ چولستان ترقیاتی ادارہ' بہاول پور میں حکومت پنجاب کی جانب سے تعینات مسٹر منیر اکبر خان' سابق مینجنگ ڈائرکٹر اور مسٹر زاہد حسین گیلانی' سابق اسسٹنٹ کولونائزیشن آفیسر کو جناب لیاقت علی سینئر ممبر وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کی انکوائری رپورٹ پر وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری سے حکومت پنجاب نے مورخہ 4 اکتوبر 1997ء اور 7 اکتوبر 1997ء کو معطل کیا۔ چونکہ ان دونوں افسران کا تعلق محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن' سے ہے لہٰذا وہی محکمہ ان کے متعلق مکمل معلومات فراہم کرنے کا مجاز ہے۔

علاوہ ازیں اس فراڈ میں ملوث اور انکوائری رپورٹ میں شامل ادارہ کے سپرنٹنڈنٹ کالونی برانچ مسٹر منور احمد عباسی کو محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے 11 نومبر 1997ء کو معطل کیا گیا۔ جس کے بارے میں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سوال کے جواب میں دیا گیا ہے کہ یہ ملازمین 4 اکتوبر 1997ء کو معطل کیے گئے تو یہ رولز کے مطابق کتنے عرصے تک ان کو معطل رکھ سکتے ہیں؟

وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! میرے بھائی نے سوال کیا ہے کہ ہم ملازمین کو دیر تک معطل رکھ سکتے ہیں؟ تو پہلے معطلی کا initial period ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس extention ہوتی ہے اور جتنی دیر تک اس کی انکوائری مکمل ہو کر اتھارٹی کے پاس نہ چلی جائے دیر تک اس کی extention ہوتی رہتی ہے۔ اب یہ معاملہ اے سی ایس کے پاس آخری مرحلے پر غور ہے۔ اب یہ وہاں سے جلدی sort out ہو کر اتھارٹی کے پاس چلا جائے گا اور یہ فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ بہت ہی بدقسمتی کی بات ہے کہ میں نے پہلے محکمہ جات سے یہ سوال کیا تھا اور اس کے جواب میں معزز وزراء جب قانون کی تشریح کرنے لگے انہوں نے یہ کہا کہ ملازمین کی معطلی کا initial period تین مہینے ہوتا ہے۔ جب کہ ایسا نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ باقی محکموں میں بھی سالہا معطلی رکھی جاتی ہے اور انکوائری مکمل نہیں کی جاتی۔ اس لیے قانون میں اگر کوئی inite date نہیں دی گئی تو کیا یہ اس قانون ساز ادارے کے ذریعے اس قانون میں ترمیم کرنا پسند فرمائیں گے؟

وزیرمنصوبہ بندی وترقیات، جناب والا! اس میں ترمیم کرنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ میں قائد حزب اختلاف سے بڑے ادب سے گزارش کروں گا اور ان کو یہ علم بھی ہے کہ to case بات ہوتی ہے۔ ایک بہت بڑا فراڈ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ہوا تھا۔اس کی انکوائری IT نے کی ہے۔ شاید منیس صاحب بھی وہیں تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہیں سے مراد کیا چولستان ہے؟

وزیرمنصوبہ بندی وترقیات، وہاں یہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کے سربراہ رہے ہیں۔ وہاں انکوائری ہوئی تو اس کے بعد وہ مجاز اتھارٹی کے پاس گئی تو پھر انھوں نے ان کو معطل کیا۔ اب کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت انکوائری ہو رہی ہے۔ اب وہ ready reference کے لیے ہے۔ جب ہم بھیجیں گے تو فیصلہ ہو جائے گا۔ اور جو متعلقہ اتھارٹیز ہیں وہ اپنے اپنے گریڈ کے م اس کا فیصلہ کریں گی۔ منیر اکبر چونکہ سینئر گریڈ کا آدمی ہے۔ اس کا فیصلہ ایس جی اے اینڈ آئی میں زیر غور ہے۔ اس کے بعد مجاز اتھارٹی فیصلہ کرے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مجھے اس میں قطعاً کوئی اعتراض نہیں کہ انکوائری کیوں کی جا رہی ہے۔ اگر کسی نے خورد برد کی ہے تو اس کے خلاف انکوائری ہونی چاہیے لیکن یہ سالہا سال انکوائریز چلتی رہتی ہیں۔ حکومت پنجاب کے پاس اتنی بڑی انتظامیہ ہے' CMFT ہے' اینٹی کرپشن کا ادارہ ہے' ایس جی اے اینڈ آئی ڈی کا ایک علیحدہ ممبرز انکوائریز سیل ہے۔ پھر اس کے بعد مزید اور انکوائریوں کے ادارے ہیں۔ اتنے محکمے ہونے کے باوجود یہ معاملہ سالہا سال کیوں linger on ہوتا ہے؟ اس کے بعد آپ یہ دیکھیں کہ جن کو یہ معطل کرتے ہیں ان کو رولز کے مطابق پوری تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر کوئی involved ہے تو آپ اس کی انکوائری کریں اور جو ذمہ دار ہے اس کے خلاف آپ جھٹ پٹ کارروائی کریں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہے گی کہ وہ انکوائریز جلد مکمل ہو جائیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! انصاف کے تقاضے حکومت نے پورے کرنے ہیں۔ اگر کسی کے خلاف شکایت آئی ہے تو اس کی انکوائری تفصیل میں ہوگی۔ اس کو بھی موقع دیا جائے گا۔ اس طرح unheard کوئی نہیں کر سکتا۔ جس طرح منیس صاحب کہتے ہیں کہ سات دنوں کے اندر کریں تو خدانخواستہ یہ کوئی مارشل لاء کا زمانہ نہیں ہے کہ پکڑا اور اس کو یہ کر دیا۔ ہر end کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ To meet the ends of justice ہمیں دیکھنا ہوتا ہے لیکن ان کی تجویز بہت اچھی ہے۔ ہم اس پر غور کریں گے۔ ہم period پر غور کر سکتے ہیں لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے ہر آدمی کو موقع دینا ہوتا ہے اور اس کے بعد انکوائری رپورٹ final authority کے پاس جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی منیس صاحب کا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1148۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے گئے اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے

ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی(جناب محمد ارشد خان لودھی)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیراعظم اور وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم سے صرف ایک آفیسر کو معطل کیا گیا ہے۔ ان کا نام مسز سروش سلطان ہے اور وہ محکمہ ہذا کے زیر کنٹرول " پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ" میں بطور " ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر " ڈیپوٹیشن پر کام کر رہی تھی۔ تاہم واضح رہے کہ وہ ابھی تک بحال نہیں ہوئی۔

اس میں ایک آفیسرمسز سروش سلطان جو ہمارے محکمے PIDB میں ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر تھیں۔ لیکن وہ آفیسر مرکز کی ہیں اور ہمیں تو صرف ایک نوٹیفکیشن یہاں موصول ہوا۔ اگر اجازت دیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ اس کے تحت ہم نے ان کو suspension میں place کیا ہے۔ اس میں نوٹیفکیشن 10-04-97 کا ہے۔

In persuance of Government of Pakistan Establishment Division dated 9th April, 1997. The competent authority has been pleased to place under suspension Mrs Sarosh Sultan, BS-20, Deputy Managing Director, Punjab Industrial Development Board, Lahore. In terms of Rule 5(1) read with Rule 9 of the Government Servants Efficiency and Discipline Rules 1973 with immediate effect

ہمارے پاس تو یہ ہے کہ وہ معطل ہوگئیں اور اس کے بعد ان کا معاملہ مرکز کے ساتھ ہے۔ وہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ معطلی وزیر اعظم صاحب کے حکم پر ہوئی تھی یا وزیر اعلیٰ کے حکم پر ہوئی تھی؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی، جناب والا! یہ حکم نہیں ہے۔ محکمے کی طرف سے معطلی ہوئی ہے۔ میں نے تو نوٹیفکیشن پڑھ کر سنا دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام

سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل اور کتنے بحال ہو چکے ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، ہمارے محکمے میں تو صرف ایک DMG گریڈ 20 کی مسز سروش سلطان posted تھی۔ وہ مرکز کی ملازم تھی، مرکز نے اس کو معطل کیا۔

She is under suspension What is going on, it is not known to us. It is known to Federal Government.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں تو میرے خیال میں یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مرکز سے ہوا ہے تو پھر وزیر اعظم کے حکم سے ہوا ہوگا۔ میں نے اس میں وقت پوچھنا تھا کہ اس کی معطلی کو کتنا وقت ہو گیا ہے، وہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ایک سال سے زائد ہو گیا ہے۔ اسی طرح پچھلے سوال میں، میں نے جو ضمنی سوال کیے تھے۔ میں وہ دہرانا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ معزز وزیر نے ایک commitment دی ہے کہ وہ رولز میں ترامیم ضرور لائیں گے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ ہم اس پر غور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے یہی کہا تھا کہ اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اس صوبے کا سب سے بڑا ایوان ہے اور ایک قانون ساز ادارہ ہے۔ روزانہ جب وقفۂ سوالات ہوتا ہے تو ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کتنے lapses ہیں۔ اس لیے اس پر صرف غور کرنے کی کیوں ضرورت ہوتی ہے؟ ان کو تو یہاں commitment دینی چاہیے کہ یہ ایک غلط کام ہے۔ اس کو صحیح کرنے کے لیے لازماً ہم کوشش کریں گے۔ بلکہ میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر جو اس کا جواب دے رہے ہیں اور معزز وزیر قانون صاحب سے بھی یہ عرض کروں گا کہ خدارا آپ کوئی اور کام بھی کریں۔ قانون سازی کا کوئی اچھا کام کریں بجائے اس کے کہ چھوٹی چھوٹی قانون سازی آپ لے آتے ہیں۔ مثلاً زکوۃ فنڈ میں سے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ بنانا اور پھر زکوۃ کے پیسے سے ہی قرضہ دے کر اس حلال پیسے پر سود دے کر اسے حرام بنا دینے کی بجائے آپ کو کوئی بہتر چیز لانی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ۔

لالو والی، گھر کی روڈ کی تعمیر

*1204۔ چودھری عامر سلطان چیمہ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات میرے غیر نشان زدہ سوال نمبر 2 جس کا جواب ایوان میں 28 اکتوبر 1997ء کو دیا گیا ہے کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لالو والی تا گھر کی روڈ جو تقریباً 7.917 ملین روپے سے تعمیر ہونا تھی۔ ابھی تک نامکمل ہے۔

(ب) کیا حکومت سال 99-1998ء کے ترقیاتی بجٹ یا 98-1997ء کی re-appropriation میں اس کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ بات درست ہے کہ سڑک ابھی نامکمل ہے۔

(ب) فنڈز کی کمی کی وجہ سے re-appropriation کے لیے یہ رکھی گئی تھی لیکن اس میں latest یہ ہے کہ اس کو 99-1998ء کے اے۔ ڈی۔ پی میں شامل کر لیا ہے۔ انشاء اللہ یہ سڑک بہت جلد بن جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چیمہ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔ ان کی بڑی مہربانی کہ انھوں نے اس سڑک کو اس سال کے اے۔ ڈی۔ پی میں شامل کر لیا ہے۔

جناب سپیکر، سردار سعید انور صاحب۔

گرانٹ کی فراہمی

*1250۔ سردار سعید انور۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کمالیہ میں ڈرینج فیز III کی تکمیل کے لیے گرانٹ مہیا کرنے کے لیے پی اینڈ ڈی کو حکم دیا تھا۔ اس سلسلہ میں اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ اگر نہیں ہوئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

یہ اس حد تک درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 25-3-97 کو بذریعہ

چٹھی نمبر SO(GCC)CMS-AB-71/97-37-181 محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو ہدایت کی کہ وہ منصوبہ نکاسی آب کمالیہ فیز III کی جانچ پڑتال موجودہ پالیسی کی روشنی میں کرے۔ متذکرہ منصوبہ اے۔ڈی۔پی 97-1996ء میں بطور نئی اور نامنظور شدہ سکیم شامل کیا گیا تھا۔ بعد ازاں حکومتی پالیسی مالی وسائل کی کمی اور منصوبہ نامنظور ہونے کے سبب سالانہ ترقیاتی پروگرام سے دیگر ایسی سکیموں کے ساتھ متعلقہ محکمے کی سفارش پر حذف کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ متعلقہ محکمہ سکیم کو اس وقت تک تیار اور مجاز اتھارٹی سے منظور نہیں کروا سکا تھا۔ لہذا سکیم کو ترقیاتی پروگرام برائے سال 98-1997ء میں شامل نہیں کیا گیا۔ تاہم متعلقہ مجاز اتھارٹی سے منظوری اور بلدیہ کے حصہ کی رقم ادا کر دینے کے بعد اس منصوبہ کو اگلے مالی سال 99-1998ء کے ترقیاتی پروگرام میں وسائل کی دستیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے شامل کرنے پر غور کیا جائے گا۔

اربن واٹر سپلائی و سیوریج کی سکیموں کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لیے متعلقہ کمیٹی کو سکیم کے تخمینہ کے مطابق اپنے حصہ کی رقم ایڈوانس جمع کرانا ہوتی ہے۔ کمیٹی کے حصہ کی رقم کمیٹی کی مالی حالت کے مطابق مقرر کی گئی ہے جو حسب ذیل ہے۔

کمیٹی جس کی سالانہ آمدنی 25 لاکھ روپے ہے۔	تخمینہ کا 10 فیصد
کمیٹی جس کی سالانہ آمدنی 25 لاکھ سے ایک کروڑ ہے	تخمینہ کا 20 فیصد
کمیٹی جس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ سے زائد ہے	تخمینہ کا 33 فیصد

سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شمولیت کے بعد سکیم کی منظوری مجاز اتھارٹی سے حاصل کی جاتی ہے اور فنڈز مہیا ہونے پر سکیم پر کام شروع کر دیا جاتا ہے۔

کمالیہ سیوریج سکیم 1984ء میں شروع ہوئی چونکہ اس سکیم کو مکمل کرنے کے لیے خطیر رقم درکار تھی لہذا اس کو تین مرحلوں (Phases) میں مکمل کیا جا رہا ہے۔

سیوریج سکیم فیز I، 1984ء میں شروع کی گئی اور 1988ء میں مبلغ 26 لاکھ روپے میں مکمل کی گئی۔

سیوریج سکیم فیز II 1992ء میں شروع کی گئی اور 1996ء میں مبلغ دو کروڑ 55 لاکھ روپے کی

لاگت سے مکمل کی گئی۔ کمیٹی ان سکیموں سے استفادہ حاصل کر رہی ہے۔

مقامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سیوریج سکیم فیز III کا تخمینہ تیار کیا جا رہا ہے اور تقریباً ایک ماہ کے اندر مکمل کر دیا جائے گا۔ ایم۔سی کمالیہ نے تاحال سیوریج سکیم فیز III کے لیے اپنے حصہ کی رقم جمع نہ کرائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، سردار صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ تو ویسے میرا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ قائد پنجاب نے مجھے یہ سکیم دے دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلو، مبارک ہو جی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! سردار صاحب کو اس کے لیے ایک کروڑ روپیہ مل چکا ہے اور انشاء اللہ یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال بھی سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

کمالیہ سٹیڈیم کی تعمیر

*1251۔ **سردار سعید انور۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 87-1986ء میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے کمالیہ سٹیڈیم کے لیے پانچ لاکھ کی گرانٹ دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے بعد مزید کوئی گرانٹ نہ دی گئی ہے۔

(ج) اگر یہ درست ہے تو حکومت نامکمل سٹیڈیم کے لیے گرانٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ اس سٹیڈیم کے لیے سال 87-1986ء میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے پانچ لاکھ روپے کی کوئی گرانٹ دی تھی۔ البتہ مذکورہ سکیم 97-1996ء کے ترقیاتی پروگرام میں سیریل نمبر 4818 پر شامل تھی اور اس کے لیے دس لاکھ روپے کی رقم بھی مختص تھی۔

لیکن سکیم کے تخمینہ جات فنی طور پر منظور نہ ہو سکے بعد ازاں نگران حکومت (دسمبر 1996ء) نے تمام ترقیاتی پروگرام کی ازسر نو ترجیحات متعین کیں اور کم افادیت والی سکیموں کو پروگرام سے خارج کر دیا گیا۔ زیر بحث سکیم بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم ترقیاتی پروگرام 98-1997ء میں شامل نہیں ہے۔

(ج) اس سکیم کو دوبارہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے سے پہلے صوبے کے مالی وسائل اور سکیم کی افادیت کا جائزہ لیا جائے گا اور حکومتی پالیسی کے مطابق اس پر حتمی فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں نے اس سوال کا جواب اس لیے پڑھا ہے کہ ان کو یہ علم ہو جائے کہ جب ان کا زمانہ تھا' ہمارے چیف منسٹر نے پہلے اس پر کوئی پیسہ نہیں رکھا تھا۔ ہمارا ریکارڈ یہ بتا رہا ہے بلکہ جو ایجوکیشن نے ہمیں جواب دیا ہے اس میں انھوں نے صاف طور پر یہ کہا ہے کہ اس طرح کی کوئی رقم ہم نے سی۔ ایم کے حکم پر نہیں رکھی۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کے زمانے میں یہ رقم رکھی گئی اور اس کے بعد پھر خود ہی کیئرٹیکر نے اس کو ختم کر دیا اور یہ آج تک ہمارے ریکارڈ میں نہیں ہے۔ لیکن آئندہ مالی سال میں ہم اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سردار صاحب!

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آفرین کرتا ہوں بیوروکریسی پر کہ جنھوں نے یہ غلط جواب میرے اس محترم بزرگ سے دلوایا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے ہمراہ میرے والد مرحوم سردار الطاف حسین ایم۔ پی۔ اے تھے' جناب ارشد خان لودھی صاحب اور چودھری محمد اقبال صاحب بھی اس وقت ان کے ساتھ تھے۔ ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ کا کمالیہ سٹیڈیم کے لیے اعلان فرمایا اور کمالیہ سٹیڈیم میں وہ پانچ لاکھ روپیہ invest بھی ہو چکا ہے۔ اس کی چار دیواری آج گواہ ہے کہ کمالیہ سٹیڈیم میں پانچ لاکھ روپیہ invest ہو چکا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ انھوں نے کس طرح میرے محترم بزرگ کے منہ سے یہ بات کہلوائی ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، اناؤنسمنٹ ہوئی۔ لیکن یہ جواب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو دینا چاہیے

تھا۔ میں بحیثیت پی اینڈ ڈی منسٹر بول رہا ہوں۔ ہم نے ان سے یہ دریافت کیا تھا۔ آپ ذرا غور کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منسٹر صاحب! ایک بات ذرا آپ مجھے بتائیے' جب آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے ان سے دریافت کیا۔ انھوں نے آپ کو یہ جواب دیا۔ ایک چیز میرے معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ وہاں پر پیسہ invest بھی ہو چکا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، نہیں جناب!

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات سنیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی' جناب!

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ ان باتوں کو کیوں اتنا lightly لیتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، نہیں' نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری بات پہلے سنیں' میرے آنریبل منسٹر صاحب۔ روز اخبار میں یہ بات ہوتی ہے اور صبح فون آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ جی' آپ یہ بات کرتے ہیں۔ منسٹر سے یہ کہتے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ جی' آپ نے اچھا کیا۔ کچھ کہتے ہیں کہ جی' آپ جب بیٹھتے ہیں تو کیوں ایسا کرتے ہیں؟ مجھے افسوس یہ ہے کہ 85ء سے بیوروکریسی اور اس صوبے کے سب سے بڑے ادارے کے درمیان ایک جنگ چلی آ رہی ہے۔ آج تک کہیں ان کو پکڑا نہیں جا سکا؟ یہ غلط جواب اس مقدس ایوان کے floor پر کیوں سپلائی کرتے ہیں؟ یہ بات میں یہاں پر بتا دوں کہ میرے آنریبل ممبر نے on the floor of the House جو بات کہی ہے اگر وہاں پر پیسے invest ہیں تو وہ ہوا میں نہیں ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ اس کی خود تحقیقات کریں۔ اگر پیسہ وہاں پر invest ہو چکا ہے جیسا کہ میرے محترم ممبر نے یہاں پر بتایا ہے تو جس بھی شخص نے یہ بیان دیا ہے کہ وہاں پر پیسہ utilize ہوا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ریکارڈ پر ہی نہیں۔ میں پھر یہ بات کہوں گا کہ اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کریں اور وہ کارروائی کر کے آپ ہاؤس کو بتائیں گے کہ ایسے نااہل لوگ جو صرف سیٹوں پر بیٹھ کر حکومت سے تنخواہیں لینے اور حکومت کو نقصان پہنچانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ۔ وہ جگہ چھوڑیں۔ نئے لوگ بڑے دیانت دار ہیں' نوجوان ہیں وہ سیٹیں لینے کے لیے پوری طرح تیار بیٹھے ہیں۔ یہ تو ناقابل برداشت ہے۔ کیا فرق

ہوا کہ جب یہاں پر ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ سابقہ حکومت نے یہ کیا۔ وہ چلیں جی' اس نے بہت زیادتی کی۔ موجودہ حکومت میں اگر اس قسم کی چیزیں برداشت کی جا رہی ہیں تو یہ تو اس سے بھی بڑی بات ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جیسے انھوں نے بتایا ہے کہ پیسہ وہاں پر utilize ہوا ہے تو وہاں پر کچھ نہ کچھ کوئی چیز بنی ہو گی۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ جواب جس نے دیا ہے اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کریں۔

وزیرمنصوبہ بندی و ترقیات، جناب! ایک سیکنڈ۔ آپ نے بڑی اچھی observation لی ہے۔ میں خود کل سے اس کا نوٹس لے رہا تھا۔ آپ دیکھیں! کہ یہ میرے دیپارٹمنٹ کا اگر سوال ہوتا تو میں آپ کے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہتا کہ I am responsible for that. لیکن جب میرے پاس یہ رزلٹ آیا تو میں نے یہ کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ معاملہ ایجوکیشن سے متعلقہ ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں۔ آپ نے ٹھیک حکم دیا ہے۔ اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔ میں نے خود کل یہ نوٹس لیا ہے کہ اس کو دیکھنا چاہیے۔ اب چونکہ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' لودھی صاحب! میں نے آپ کو اس میں رکھا ہی نہیں۔ آپ نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے یہ بتایا۔ میں نے اسی لیے یہ لاءمنسٹر صاحب کے ذمے لگایا ہے کہ اس میں آپ کی involvement نہیں ہے۔ اس میں involvement اس شخص اور اس محکمے کی ہے جس نے آپ کو غلط جواب مہیا کیا ہے۔ یہ بات اس سے پہلے بھی اسی اجلاس میں سامنے آ چکی ہے کہ اگر بیوروکریسی غلط جواب دیتی ہے تو کیوں؟ اور اگر ان کے جوابات صحیح ہوتے ہیں تو پھر ہمارے وہ آنریبل ممبرز اس بات پر strict کیوں کرتے ہیں کہ جواب غلط آیا ہے؟ دونوں میں سے کسی ایک کی sanctity کسی ایک کی honour determine ہونی چاہیے۔ اور اس ہاؤس کے floor پر اگر ایک آنریبل منسٹر غلط بات کرتا ہے اور ممبر کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم تحریک استحقاق لاتے ہیں تو ان کو اجازت نہیں۔ تو ایک غلط جواب مہیا کرنا جس کے اوپر پورے صوبے کی پالیسیاں اور عوام کے ترقیاتی کام انحصار کرتے ہیں۔ اس پر ایک اعتماد رہتا ہے۔ اب کمال ہے کہ آرام

سے ایک جواب بھیج دیا اور اس کے بعد وہ آرام سے بیٹھ گئے کہ جی غلط جواب آ گیا' کوئی بات نہیں۔ آپ اس بات پر بحث کو ختم کریں میں نے وزیر قانون صاحب سے کہا ہے کہ یہ دیکھ لیں اگر محکمے کی طرف سے غلط جواب آیا ہے تو اس کے خلاف سخت تادیبی کارروائی ہونی چاہیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب والا! یہ تو آپ کا حکم ہو گیا اور میں چاہتا بھی یہی تھا۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ with regard to my seniority یہ impression نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بات میرے نوٹس میں ہے۔ میں نے اس کا پہلے ہی نوٹس لیا ہے اور اب آپ کا حکم ہو گیا ہے ۔ یہ بہت اچھا ہے۔ لیکن میں نے جو کیا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے ان سے چٹھیاں نکلوائی ہیں اور ان کی چٹھی موجود ہے اور یہ مصدقہ ہے۔ میں نے ان کو سوال کروایا ہے اور میں یہ خود برداشت نہیں کر سکتا کہ کسی بھی آنریبل ممبر کو یا کسی منسٹر صاحب کو غلط جواب دیا جائے اور وہ دیتے بھی ہیں لیکن یہ نہیں کہ ہم بہت competent ہیں۔ ہم احتیاط کرتے ہیں کہ جب ہم نے on the floor of the Assembly کہنا ہے تو بڑے وثوق سے کہنا ہے۔ میں بیوروکریسی کو ہمیشہ کہتا ہوں کہ You are not responsible. The minister is responsible to the members of the Provincial Assembly. ۔ ہم نے جواب دینا ہے اور محکمے کا جواب دینا ہے۔ لیکن آپ غور کریں کہ میں نے ان کو یہ سوال کروایا ہے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ سال 1996-97 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے کمالیہ سٹیڈیم کے لیے پانچ لاکھ کی گرانٹ دی تھی؟ تو ان کا یہ جواب ہے کہ۔

(الف) یہ درست نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ سکیم 1996-97 میں ترقیاتی پروگرام میں شامل تھی۔

جیسا کہ اب میں نے پہلے کہا ہے کہ ان کے زمانے میں تھی۔ اب اگر وہ محکمہ یہ جواب دے تو ٹھیک ہے اور آپ نے جو حکم دیا ہے ہم enquire کریں گے۔ وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں بھی یہ آ گیا ہے اور میرے بھی نوٹس میں آ گیا ہے۔ مجھے تو اس کا پہلے ہی علم ہے لیکن جب سوال اسمبلی میں چلا جائے تو I have to reply, sir. ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی۔ آپ نے اپنی ذات کی حد تک ٹھیک کیا ہے ۔ لیکن میں اس کو

یہاں پر ختم کرتا ہوں کہ یہ determine کر کے وزیر قانون صاحب ہاؤس میں بتائیں گے کہ یہ کس نے جرأت کی تھی اور اس کے خلاف آپ نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون، ٹھیک ہے جی ۔ میں کل اس سارے معاملے کو sort out کر کے سوموار والے دن ہاؤس میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔

سردار سعید انور، شکریہ' جناب سپیکر! آپ نے مہربانی فرمائی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ میں ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں کمالیہ سٹیڈیم میں چھ لاکھ روپے کا ایک سکوائش کورٹ بھی بن چکا ہے تو جواب کے جز (ج) میں یہ لکھا ہے کہ "اس سکیم کو دوبارہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے سے پہلے صوبے کے مالی وسائل اور سکیم کی افادیت کا جائزہ لیا جائے گا۔" میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا چھوٹے شہروں کے لیے مالی وسائل کا خیال کیا جائے گا؟ کیا چھوٹے شہروں میں سٹیڈیم کی ضرورت نہیں ہے۔؟ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بڑا منصوبہ ہے اور وزیر موصوف میرے ساتھ وعدہ کریں کہ اس منصوبے کے لیے یہ کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے ایک حکم فرمایا ہے اور منسٹر صاحب کے جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ بھی خرچ ہوا اور پھر چھ لاکھ بھی اسی جگہ پر خرچ ہوا۔ اب ممبر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ مزید پیسے دینے کے لیے وہ ہمیں یقین دہانی کرائیں۔ تو کچھ رقم پہلے خرچ ہوئی ہے وہ اسے ہی admit نہیں کر رہے جس کا آپ نے بڑا اچھا نوٹس لیا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس نوٹس سے اس ہاؤس کا وقار بڑھا ہے اور جو آنریبل ممبرز ہیں' ان کے سوالوں کی اہمیت بڑھی ہے۔ اب تو آپ نے یہ سوال pending فرما دیا ہے اور سوموار کو اس پر جب وزیر قانون تفصیلی جواب دیں گے تو اس کے بعد بحث ہونی چاہیے کیونکہ شروع سے ہی جواب غلط ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! اس میں یہ بات نہیں ہے یہ جو 1998-99 کا

current year ہے اس کے لیے تو ہم پیسے نہیں رکھ سکے اور نہ وہ منصوبہ ان کے محکمے کے ذریعے ہمارے پاس آیا اور نہ ہی ہم نے اس کو اے ڈی پی میں رکھا۔ میں نے آئندہ سال کے لیے گزارش کی ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کے لیے ہر شہر اور ہر شہری برابر ہے اور آپ کو علم بھی ہے کہ وزیر اعظم پاکستان ویسے بھی کھیلوں کے معاملات میں lenient view رکھتے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس میں دلچسپی رکھتے ہیں لیکن میں نے جن حالات اور واقعات کا ذکر کیا ہے وہ حالات و واقعات سارے ملک کے ہیں اس کی economic conditions ہیں۔ جونہی حالات بہتر ہوتے ہیں ہم انشاء اللہ آئندہ یعنی اگلے سال اے۔ڈی۔پی میں کوشش کریں گے کہ اس کو accommodate کریں۔

سردار سعید انور، جناب والا! یہ آئندہ اے۔ڈی۔پی میں کمالیہ سٹیڈیم کے لیے کچھ رقم رکھنے کا میرے ساتھ وعدہ کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، وہ وعدہ تو اس وقت نہیں ہو سکتا۔

سردار سعید انور، انھوں نے کہا ہے کہ کوشش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ وہ کوشش کریں گے اور دعا کریں کہ ان کی کوشش بار آور ہو۔۔۔ اگلا سوال چودھری سلطان عامر چیمہ صاحب کا ہے۔ جی چیمہ صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، میں سوال نمبر 1268 چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر دریافت کرتا ہوں۔

فنڈز مختص کرنا

*1268۔ چودھری عامر سلطان چیمہ ، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات میرے نشان زدہ سوال 787 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 28-10-97 کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ گرلز ڈگری کالج 36 جنوبی اور گرلز انٹر کالج چک 98 شمالی ضلع سرگودھا کے لیے محکمہ تعلیم کی طرف سے 8 جولائی 1997ء کو طلب کی گئی ان دونوں منصوبوں کے لیے re-appropriation کے ذریعہ رقم مختص کر دی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ ہمارا ایک ڈگری کالج ہے اور

ایک انٹر کالج ہے تو اس کے لیے ہم نے پیسے فراہم کیے ہیں انشاء اللہ ہم اس کو مکمل کر دیں گے۔ گرلز ڈگری کالج کے لیے ہم نے پچیس لاکھ، تیس ہزار روپے رکھے ہیں اور گرلز انٹر کالج کے لیے 20 لاکھ رکھے ہیں اور اس کے بعد ہم نے re-appropriation کی۔ چونکہ اب ہم نے اس کو de-centralize کر دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ان کا طریقہ کار صحیح نہیں ہے یا تو جواب پورا پڑھا جائے یا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ یہ اس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے کہ ڈگری کالج کے لیے 26 لاکھ ہیں پھر اوپر سے اٹھا کر نیچے والا حصہ پڑھ دیں اور نیچے والا حصہ اوپر پڑھ دیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے یا تو پورا جواب پڑھا جائے یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جو اس ایوان میں طریق کار رائج ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کو پھر وزیر موصوف پڑھ دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) جی ہاں۔

متذکرہ منصوبوں کو re-appropriation کے ذریعے 98-1997ء میں مندرجہ ذیل اضافی رقوم فراہم کر دی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	فراہم کردہ اضافی رقوم دوران سال 98-1997ء (ملین روپے)
1۔	گرلز ڈگری کالج 36 جنوبی ضلع سرگودھا	2.530
2۔	گرلز انٹر کالج 98 شمالی ضلع سرگودھا	2.000

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر کوئی ضمنی سوال؟ ---- کوئی نہیں۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔ جی خان صاحب!

ترقیاتی پروگرام

*1417 جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 98-1997ء کے بجٹ میں کل ترقیاتی پروگرام کتنے ہیں اور اب تک ان پر کتنا عمل

در آمد ہو چکا ہے۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) اب تک کتنی سکیموں کو محکمہ پی اینڈ ڈی نے پاس کیا ہے اور ان منظور شدہ سکیموں میں سے کتنی سکیموں کے لیے محکمہ خزانہ نے بجٹ جاری کیا ہے اور اگر منظور شدہ سکیموں کے لیے بجٹ جاری نہیں ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) مذکورہ ترقیاتی پروگرام کی سکیموں پر کتنے فی صد کام شروع ہو چکا ہے اور ابھی تک کتنی سکیمیں زیر التواء ہیں۔ اس کی وجہ بتائی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء ایک ہی ہے جس کے تحت 26 شعبہ جات/ ادارہ جات میں 4272 سکیمیں شامل ہیں۔ اس پروگرام پر اپریل 98ء تک مجموعی حجم (Gross Size) کا 63 فی صد جبکہ دست یاب وسائل (Net Resources) کے مقابلے میں 79 فی صد سے زائد رقوم خرچ کی جا چکی ہیں۔

(ب) سال 98-1997ء میں اپریل 1998ء تک محکمہ پی اینڈ ڈی نے کل 95 سکیمیں منظور کی ہیں ان سکیموں کے لیے مختص کردہ رقوم جاری کرنے کے لیے محکمہ خزانہ کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ محکمہ خزانہ امسال 12 مئی تک 11.75 ارب روپے کی رقوم واگزار کر چکا ہے جو کہ شرح کے اعتبار سے سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء کے لیے دست یاب وسائل کا 88.05 فی صد بنتا ہے۔ مزید برآں جوں جوں سکیمیں منظور ہوتی جا رہی ہیں محکمہ خزانہ باقی ماندہ رقوم بھی واگزار کرتا جا رہا ہے۔

(ج) سال 98-1997ء کے ترقیاتی پروگرام میں 95 فی صد سکیموں پر کام جاری ہے تاہم 35 سکیمیں منظوری کے مراحل میں ہیں جبکہ 224 سکیموں پر متفرق وجوہات کی بناء پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ سکیموں کے التواء کی نمایاں عمومی وجوہات میں فنڈز کی واگزاری اور کام کے تفویض کرنے میں تاخیر، نظرثانی شدہ سکیموں کی منظوری، مشینری/ اشیاء کے حصول کے لیے پیچیدہ طریق کار، ٹھیکیداروں کے پیدا کردہ مسائل اور مناسب جگہوں (Sites) کی عدم دستیابی وغیرہ شامل ہیں۔

جناب سپیکر! جس دن انھوں نے سوال دیا تھا۔ اس سے ہم نے یہ جواب دس ماہ پہلے کا دیا ہے اور اگر یہ سارے سال کے لیے جواب چاہتے ہیں تو وہ بھی میرے پاس ہے۔ لیکن چونکہ یہ سوال اس عرصہ کا ہے۔ اس لیے یہی تفصیل ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا سارا سلسلہ مالی سال کے حساب سے ہوتا ہے۔ وزیر موصوف جن سوالات کے جوابات دے رہے ہیں یہ پچھلے سال کے حوالے سے دے رہے ہیں۔ یعنی up-to-date یہ کوئی بات نہیں کر رہے۔ یہ دیکھ لیں کہ پہلا جو سوال تھا اس میں تاریخ وصولی 20-1-98 ہے اور جس کا جواب اب یہ پڑھ رہے ہیں اس کی تاریخ وصولی 5-6-98 ہے۔ یعنی پچھلے مالی سال کے حوالے سے جو پوزیشن ہے اس کا یہ جواب دے رہے ہیں جبکہ موجودہ مالی سال کے حوالے سے سوال up -to - date ہونا چاہیے۔ اس کے حوالے سے یہ کوئی بات نہیں کر رہے حالانکہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کا سارا دارومدار ہی مالی سال کے حساب سے ہوتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، ان کا یہ سوال بھی اس وقت کا آیا ہوا ہے۔ یہ دس ماہ کا جواب ہے۔ انھوں نے 1997-98 ء کا سوال کیا ہے۔ جب ان کا سوال ہمیں آیا اس کا جواب ہم نے اسمبلی میں بھیجا تو اس کے ساتھ گوشوارہ دس ماہ کا ہے۔ اگرچہ پورے سال کا گوشوارہ بھی ہمارے پاس تیار ہے۔ لیکن وہ ہم رکھ نہیں سکتے کیونکہ انھوں نے جتنی بات پوچھی ہے وہ ہم نے بتا دی ہے۔ رانا صاحب نے صحیح بات کہی ہے کہ جواب تازہ ترین ہونا چاہیے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جواب ہاؤس میں نہیں آتا۔ کبھی کچھ ہوتا ہے اور کبھی کچھ۔ اس طرح جواب لیٹ ہوتا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر صاحب! آپ کا کیا سوال ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جو بھی سکیم بجٹ میں پاس ہوتی ہے اور پی اینڈ ڈی اس کی منظوری دیتی ہے' اس کے لیے جو سالانہ رقم رکھی جاتی ہے' کیا وہ تمام رقم جو کہ ترقیاتی سکیموں کے لیے رکھی گئی ہے وہ اس وقت تک ان سکیموں تک پہنچ گئی ہے یا اس رقم کا کچھ حصہ پہنچا ہے؟ اگر کچھ حصہ پہنچا ہے تو کیوں پوری رقم نہیں دی گئی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، میں نے یہی جواب دیا ہے کہ اگر gross size دیکھیں تو دس ماہ کا جو ہم نے جواب دیا ہے اس میں 62 فی صد رقم ہم خرچ کر چکے ہیں۔ پیسے جا چکے ہیں اور وہ سکیمیں

on going ہیں۔ اگر net sources سے دیکھیں تو دس ماہ میں ہم 70 فی صد achievement کر چکے ہیں۔ اگر latest دیکھیں تو gross sources ہم 85 فی صد کر چکے ہیں۔لیکن اگر actual دیکھیں تو ہم جون 98ء کے آخر تک کر چکے ہیں۔ اس کی progress دیکھیں ' اس کی efficiency دیکھیں۔ اس کے پیسے کی تفصیل دیکھیں ' اس کی implementation دیکھیں ۔ ہم نے تو دیکھنا ہے کہ ہمیں سکیم آئی ' پاس کی ' اس کے بعد پیسے فنانس نے دے دیے یا نہیں دیے اور اس پر کام ہوا یا نہیں ۔ اس کے بعد جو executing agency ہے' جو implementation agency ہے اس کو پتا ہے۔ ہمیں یہ پتا ہے کہ جون کے آخر تک ہم 85 فی صد کام مکمل کر چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! شاید میں وزیر موصوف کو سمجھا نہیں سکا ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی سکیم دس لاکھ کی ہوتی ہے اور جاری سال کے لیے اس سکیم کے لیے چار لاکھ روپے رکھ دیے جاتے ہیں ' تو کیا وہ ساری رقم جو اس سکیم کے لیے' اس سال کے لیے رکھی گئی ہے وہ اس سکیم کو دے دی گئی ہے یا اس کے حصے بخرے کر کے دیے جا رہے ہیں؟ میرا سوال یہ تھا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! ہم نے اے ڈی پی میں 98-1997ء کے لیے جتنا بھی پیسہ رکھا تھا اس کی 90 فیصد progress کر چکے ہیں اور جو منصوبے رہ گئے ہیں وہ میں نے pin point کیے ہیں۔ وہ اس لیے رہ جاتے ہیں کہ اس کی تاخیر متعلقہ محکمہ کرتا ہے ۔ کیونکہ کسی کے پاس site نہیں ہوتی' کسی کا تنازع چل جاتا ہے ' کوئی litigation میں چلے جاتے ہیں ۔ اس کی بے شمار وجوہات ہیں جس کی وجہ سے تاخیر ہوتی ہے ۔ اس کے بھی چند ایک منصوبے رہ گئے ہیں ۔ ورنہ وہ منصوبے on going میں چلتے جاتے ہیں ۔ان پر funding وہ کریں گے لیکن ہم تو 94/95 فی صد progress کر چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے محترم وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 224 سکیمیں ایسی ہیں کہ جن پر متفرق وجوہات کی بنا پر کام شروع نہیں ہو سکا ۔ جس میں جگہوں کی عدم دستیابی بھی ہے ۔ لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن سکیموں پر اس وقت تک کام شروع نہیں ہو سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو پی اینڈ ڈی والوں نے یا فنانس نے پیسے ہی جاری نہیں کیے۔ کیا یہ درست ہے کہ ان سکیموں میں سے اکثر سکیمیں اس لیے التواء میں ہیں کہ فنانس والوں نے ان کے لیے پیسے

ریلیز نہیں کیے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یا تو خان صاحب سکیم کا pin point کریں تاکہ میں اس کی انکوائری کر کے ان کو بتا سکوں۔ پھر جو عمومی بات ہے وہ ہم نے کہہ دی ہے کہ across the board! ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ جتنی سکیمیں بجٹ میں آ گئی ہیں، جتنی منظور ہو گئی ہیں ان کی identification ہو، اس کے بعد administrative sanction ہے۔ ان کے بعد technical sanction ہے۔ ان تمام مراحل سے گزر کر جب ہم فنانس کو اور متعلقہ محکمے کو advice issue کرتے ہیں اس میں ہماری 90 فی صد progress ہے۔ اگر کوئی رہ گئی ہے اور کسی وجہ سے کوئی سکیم نہیں آ سکی تو پھر وہ دوبارہ آئے گی۔ ہم اسے دوبارہ اگلے سال میں رکھیں گے۔ اگر کوئی سکیم آپ کے ذہن میں ہے تو آپ مہربانی کر کے مجھے بتائیں۔ آپ مجھے ملیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ بہتر طور پر اس کو پورا کروں گا۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر، جناب سپیکر! وزیر صاحب براہ راست خان صاحب کو مخاطب ہو رہے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ جائز نہیں ہے۔ آپ کا پوائنٹ درست ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ معزز وزیر نے سوالات ایوان کی میز پر رکھے ہیں۔ جوابات نہیں رکھے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، سوالات کے ساتھ ہی جوابات ہوتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر، کچھ رمزیں سمجھ بھی جایا کریں۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی-پی32 ضلع سرگودھا میں ترقیاتی کاموں کی تفصیل

*220۔جناب محمد محسن شاہ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی-پی 32 سرگودھا میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ترقیاتی فنڈز کی مد میں 1993ء تا 1996ء کے دوران کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) حلقہ پی-پی 32 میں 1993ء تا 1996ء کون کون سے ترقیاتی کام کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئے یا ادھورے رہے اور کس کس ٹھیکیدار کو ان کاموں کا ٹھیکہ دیا گیا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) حلقہ پی-پی 32 سرگودھا میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ترقیاتی فنڈ کی مد میں 1993ء تا 1996ء مندرجہ ذیل رقوم مختص کی گئی ہیں۔

بنیادی تعلیم	بنیادی صحت	دیہی فراہمی و نکاسی آب
11.541 ملین روپے	—	15.892 ملین روپے

(ب) حلقہ پی-پی32 میں 1993ء تا 1996ء مکمل یا ادھورے رہنے والے منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	خرچ کردہ رقوم (ملین روپے)	مکمل/نامکمل	نام ٹھیکے دار
1۔	اجراء گرلز پرائمری سکول کوٹلی علی احمد	0.370	مکمل	غلام عباس
2۔	تعمیر اضافی کمرہ پرائمری سکول پنڈی کوٹ	0.082	مکمل	محمد اقبال مغل
3۔	تعمیر اضافی کمرہ گرلز پرائمری سکول گنگارام داس	0.082	مکمل	محمد اقبال مغل
4۔	فراہمی پانی و لیٹرین گرلز پرائمری سکول ہجکہ	0.022	مکمل	محمد اقبال مغل
5۔	فراہمی پانی و لیٹرین گرلز پرائمری سکول پنڈی کوٹ	0 024	مکمل	محمد اقبال مغل
6۔	فراہمی پانی و لیٹرین گرلز پرائمری سکول فتح گڑھ	0.023	مکمل	محمد اقبال مغل
7۔	فراہمی پانی و لیٹرین گرلز پرائمری سکول ودھن	0.022	مکمل	محمد اقبال مغل

8۔	فراہمی پانی و لیٹرین گرلز پرائمری سکول نمب طاس	0.023	مکمل	محمد یوسف
9۔	فراہمی پانی و لیٹرین گرلز پرائمری سکول گورکھ سنگھ والا	0.022	مکمل	محمد یوسف
10۔	اجراء گرلز پرائمری سکول دین پور	0.410	مکمل	رانا محمد اقبال
11۔	اجراء گرلز پرائمری سکول فتح گڑھ	0.410	مکمل	محمود احمد
12۔	اجراء گرلز پرائمری سکول سگھ بالا	0.405	مکمل	محمد اقبال مغل
13۔	اجراء گرلز پرائمری سکول سکول چاڑ	0.102	نامکمل	مظفر احمد
14۔	اجراء گرلز پرائمری سکول گلاب پور	0.410	مکمل	محمود احمد
15۔	اجراء گرلز پرائمری سکول کیھانہ	0.398	مکمل	غلام عباس
16۔	تعمیر عمارت گرلز پرائمری سکول وجھی	0.407	مکمل	بابر یار
17۔	تعمیر عمارت گرلز پرائمری سکول حافظ آباد	0.398	مکمل	غلام عباس
18۔	تعمیر عمارت گرلز پرائمری سکول بکھووال	0.398	مکمل	محمد اقبال
19۔	گرلز پرائمری سکول بند میاں والا سے مڈل سکول	0.560	مکمل	محمد اشرف
20۔	گرلز پرائمری سکول کلیان پور بالا سے مڈل سکول	0.560	مکمل	مختار احمد
21۔	گرلز پرائمری سکول ودھن سے مڈل سکول	0.560	مکمل	اے۔آر۔مغل
22۔	گرلز پرائمری سکول بولا زیریں سے مڈل سکول	0.560	مکمل	غلام رسول
23۔	اجراء گرلز پرائمری سکول دھوپ سڑی	0.395	مکمل	حاجی بشیر احمد
24۔	اجراء گرلز پرائمری سکول چک پیر شاہ	0.399	مکمل	محمد اقبال مغل
25۔	اجراء گرلز پرائمری سکول دھریکاں والا	0.392	مکمل	محمد عارف
26۔	تعمیر عمارت گرلز پرائمری سکول مولووال	0.395	مکمل	مختار احمد
27۔	تعمیر عمارت گرلز پرائمری سکول چک سید ازیریں	0.395	مکمل	اے۔آر۔مغل
28۔	تعمیر عمارت گرلز پرائمری سکول شیر محمد والا	0.348	نامکمل	محمد شفیع بٹ
29۔	تعمیر چار دیواری گرلز پرائمری سکول نطاس	0.080	مکمل	محمد اقبال
30۔	مسجد مکتب سے ریگولر پرائمری سکول آزاد نگر	0.292	مکمل	محمد صدیق
31۔	مسجد مکتب سے ریگولر پرائمری سکول ڈیرہ فضل کا	0.268	مکمل	اکرم خان
32۔	مسجد مکتب سے ریگولر پرائمری سکول چک نظام	0.280	مکمل	یار محمد

33۔	تعمیر اضافی کمرہ بواٹر پرائمری سکول نور پور نون	0.0924	مکمل	محمد ریاض
34۔	تعمیر اضافی کمرہ بواٹر پرائمری سکول بجکہ	0.095	مکمل	حافظ ریاض احمد
35۔	بواٹر پرائمری سکول ڈھل کو مڈل کا درجہ دینا	0 566	مکمل	اللہ یار
36۔	تعمیر عمارت بواٹر پرائمری سکول بھرت شرقی	0.379	مکمل	محمد اکرم
37۔	تعمیر عمارت بواٹر پرائمری سکول وجھی	0.398	مکمل	فدا بخش
38۔	فراہمی بجلی بواٹر پرائمری سکول علی پور سیداں	0.033	نامکمل	محمد سرور
39۔	فراہمی بجلی بواٹر پرائمری سکول کوہلیاں	0.048	مکمل	محمد شکور
40۔	تعمیر چار دیواری بواٹر پرائمری سکول سمبلانوالہ	—	مکمل	—
41۔	تعمیر چار دیواری بواٹر پرائمری سکول فتح گڑھ	—	مکمل	—
42۔	دیہی نکاسیٔ آب سکیم ہاتھی وند	3 844	مکمل	1۔ محمد جاوید ملک، 2۔ الضیاء کنسٹرکشن کمپنی 3۔ حاجی بشیر احمد 4۔ عبدالستار
43۔	دیہی نکاسی آب سکیم چک سیداں	3.933	مکمل	1۔ عمران فاروق 2۔ عبدالعزیز
44۔	دیہی نکاسی آب سکیم چک رام داس	1.771	مکمل	1۔ شاہد عزیز، 2۔ میسرز رحمان 3۔ ملک محمد بشیر
45۔	دیہی نکاسی آب سکیم مڈھ پراگنہ	1.402	مکمل	1۔ علی کنسٹرکشن کمپنی 2۔ عمر فاروق
46۔	دیہی نکاسی آب سکیم خان محمد والا	3.270	مکمل	1۔ رانا کنسٹرکشن کمپنی 2۔ ظفر کنسٹرکشن کمپنی
47۔	دیہی نکاسی آب سکیم گورکھ سنگھ والا	0.182	نامکمل	1۔ عمر فاروق 2۔ عبدالعزیز

48۔	دیہی نکاسی آب سکیم-7-8/ML غمی نور	0.185	نامکمل	1۔ الضیاء کنسٹرکشن کمپنی

حلقہ پی-پی175 میں ترقیاتی پروگرام

*874۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے حلقہ پی-پی175 کی مندرجہ ذیل سکیمیں مالی سال 1997-98 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے احکامات صادر فرمائے تھے۔

1۔ بوائز ڈگری کالج عبدالحکیم

2۔ بوائز ھائر سیکنڈری سکول قتال پور کا قیام

3۔ ڈنڈی سرگانہ میں گرلز مڈل سکول کا قیام

4۔ کوٹ گوہر محمد میں بوائز مڈل سکول کاقیام

5۔ گوپال پور موضع پیپل مرالی میں گرلز مڈل سکول کا قیام

6۔ منظر آباد تا پیپل مرالی تک پختہ سڑک کی تعمیر

7۔ ڈیرہ محارم تا ریلوے اسٹیشن ڈیرہ محارم تک پختہ سڑک کی تعمیر

8۔ جونیہ موڑ شورکوٹ روڈ تا چار ڈی(فارم) تک سڑک کی تعمیر

(ب) اگر جز بالا کاجواب اثبات میں ہے تو ان میں کتنی سکیموں کو مالی سال 98-1997ء میں شامل کیا گیا ہے ان سکیموں کے نام اور مختص کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز جن سکیموں کو وزیر اعلیٰ کے احکامات کے باوجود شامل نہیں کیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت ان کو بھی شامل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہ ہے۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ بوائز ڈگری کالج عبدالحکیم کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء میں بطور ایک جاری سکیم شامل ہے اور اس کے لیے 3 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول کارخانہ

*902۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول کتنے کارخانے یا ادارے اس وقت خسارے میں چل رہے ہیں ان کارخانوں کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی تھی اور یہ ادارے کب سے خسارہ پر چل رہے ہیں۔

(ب) کیا پنجاب حکومت بھی مرکزی حکومت کی طرز پر نج کاری کمشن قائم کرنے اور اس چیئرمین کسی ایم۔پی۔اے کو نامزد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) محکمہ صنعت و معدنی ترقی کے کنٹرول میں چند ذیلی ادارے ہیں جو تجارتی بنیاد پر کارخا چلا رہے ہیں۔ ان میں پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کے زیر انتظام دو صنعتی ادارے کمالیہ شوگر اور پتوکی شوگر ملز چل رہے ہیں اور یہ دونوں کارخانے منافع بخش ہیں۔ یہ کارخانے 980 میں قائم ہوئے تھے اور ان پر بالترتیب 50 کروڑ اور 40 کروڑ لاگت آئی تھی۔ ان کارخانو نے پچھلے چار سالوں میں مندرجہ ذیل منافع کمایا ہے۔

سال	کمالیہ شوگر ملز	پتوکی شوگر ملز
93-94	4 کروڑ 44 لاکھ	2 کروڑ 13 لاکھ
94-95	10 کروڑ 29 لاکھ	4 کروڑ 50 لاکھ
95-96	4 کروڑ 34 لاکھ	5 کروڑ 35 لاکھ
96-97	3 کروڑ تخمینہ	2 کروڑ تخمینہ

تاہم پنجاب حکومت نے مالی حالت بہتر بنانے کے پیش نظر ان دونوں کارخانوں کی نجکار کا فیصلہ کیا ہے اور اس مقصد کے لیے پنجاب نجکاری بورڈ تشکیل دیا ہے جس نے کا شروع کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اور ڈائرکٹر صنعت و معدنی ترقی کے زیر انتظا بالترتیب 99 اور 2 ادارہ جات کام کر رہے ہیں۔ جن کا مقصد غیر ہنرمند افراد کو مختلف ش جات مثلاً زرعی آلات، مشینری کی مرمت، لائٹ انجینئرنگ، سرامک، لیدر، میٹل انڈسٹر

قالین سازی، کاٹن ٹیکسٹائل و وولن ٹیکسٹائل میں تربیت دینا ہے۔ تا کہ ہنر مند افراد پیدا ہوں اور صنعتی ترقی ہو۔ یہ تمام ادارے دیہی مزدور ٹریننگ سنٹرز، ووکیشنل ٹریننگ سنٹر، ہوزری ٹریننگ سنٹر، قالین سازی ٹیکسٹائل ویونگ فنشنگ، وولن ٹیکسٹائل کے فنی تربیتی ادارے ہیں اور ان کا مقصد منافع کمانا نہ ہے۔ بلکہ پیشہ ورٹریننگ دینا ہے۔ اس طرح یہ ادارے نفع و نقصان سے مُبرا ہیں۔ فہرست ادارہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب حکومت نے مرکزی حکومت کی طرز پر ایک نج کاری بورڈ تشکیل دے دیا ہے جس کے سربراہ جناب طارق حمید صاحب ہیں اور باقی ممبران مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ جناب مخدوم خسرو بختیار، ایم۔پی۔اے رحیم یار خان

2۔ جناب محمد منشاء اللہ، ایم۔پی۔اے، سیالکوٹ

3۔ جناب میجر جنرل (ریٹائرڈ) محمد اکرم چیمہ

4۔ جناب خلیل میاں صاحب

5۔ جناب خواجہ بلال احمد صاحب

6۔ جناب ڈاکٹر ظفر اقبال قریشی صاحب

7۔ چیئرمین P&D ڈیپارٹمنٹ

8۔ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب

9۔ سیکرٹری خزانہ پنجاب

10۔ سیکرٹری صنعت پنجاب

کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حکومت کے زیر کنٹرول ملوں میں چیکنگ

926۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) اس وقت صوبے میں حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول کھی اور آئل ملز کے کتنے کارخانے ہیں۔

ب) ان کارخانوں میں سے کس کس کھی اور آئل ملز کا لیبارٹری ٹیسٹ ہوا اور کتنے کارخانوں کا

غلط معیار کی وجہ سے چالان اور جرمانہ ہوا۔ تفصیل بیان کی جائے۔

(ج) سال 97-1996ء کے دوران حکومت نے کتنے نئے کارخانے لگوائے۔ نیز کتنے کارخانے بنکوں کی امداد سے قائم ہوئے اور قرضہ کی رقم کیا تھی۔ اگر قرضہ کی رقم ادا نہیں کی گئی تو نادہندگان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی۔

(د) کیا حکومت گھی اور آئل ملز کی مؤثر چیکنگ کے لیے ممبران اسمبلی پر مشتمل کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) اس وقت حکومت پنجاب کے زیر کنٹرول گھی اور آئل کا کوئی کارخانہ نہیں۔

(ب) گھی اور آئل ملز کا لیبارٹری ٹیسٹ، پاکستان پیور فوڈ آرڈیننس 1960ء کے تحت محکمہ لوکل گورنمنٹ اور محکمہ صحت کے ذمہ ہے۔ (آرڈیننس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اس کا تعلق محکمہ ہذا سے نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے صوبہ میں سال 97-1996ء میں گھی/آئل ملز کا کوئی کارخانہ نہ لگایا ہے۔ کارخانوں کا بینکوں کی امداد سے قیام اور قرضہ کی فراہمی کا تعلق وفاقی حکومت (بینکنگ کونسل، وزارت خزانہ) سے ہے۔ لہذا صوبائی حکومت یہ معلومات فراہم نہیں کرتی۔

(د) فی الوقت ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

ضلع میانوالی کے علاقے اور زمینداروں کو بارانی علاقوں جیسی سہولیات فراہم کرنا

*1719 ملک ممتاز احمد خان بھچر، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کا علاقہ بارانی علاقہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا ضلع میانوالی کے علاقے و زمینداروں کو بارانی علاقوں جیسی سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کے نہری علاقے کے علاوہ باقی علاقہ بارانی ہے۔ اسے حکومت پنجاب نے دوسرے بارانی علاقوں کی طرح "آباد" کے ترقیاتی پروگراموں میں پہلے ہی سے

شامل کر رکھا ہے۔

معدنیات کی نیلامی میں افسران کی بے قاعدگی کے خلاف کارروائی کی تفصیل

*1745۔حاجی مقصود احمد بٹ۔ کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1994ء سے لے کر آج تک محکمہ کو اعلیٰ اور ادنیٰ معدنیات کی فروخت سے کتنی آمدنی ہوئی اور یہ آمدنی کن کن ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں میں خرچ کی گئی۔

(ب) جز(الف) میں فروخت کردہ اعلیٰ اور ادنیٰ معدنیات کی نیلامی کن افسران کی نگرانی میں ہوئی اس نیلامی میں کتنے افراد نے حصہ لیا۔ ان افراد کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں

(ج) آج تک ان نیلامی میں کوئی بے قاعدگی کی نشان دہی ہوئی اور اگر ہوئی تو ان افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) حکومت پنجاب کو جولائی 1994ء سے مئی 1998ء تک اعلیٰ و ادنیٰ معدنیات سے مبلغ -/56,19,31,143 روپے کی وصولی / آمدنی ہوئی۔ تمام وصول شدہ رقم خزانہ سرکار میں جمع کرائی گئی۔ محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب حاصل شدہ رقم کو براہ راست خرچ کرنے کا مجاز نہ ہے۔

(ب) اعلیٰ معدنیات (بشمول کوئلہ، جپسم، بنیٹو نائیٹ، فائر کلے، آئرن اور باکسائیٹ وغیرہ) کے صرف ایسے رقبہ جات جن کے لائسنس / پٹہ جات منسوخ کر دیئے گئے ہوں اور ان میں معدن کی موجودگی ثابت شدہ ہو، کے لیے مزید پٹہ جات قومی اخبارات میں مشتہر کرنے کے بعد بذریعہ نیلامی بصورت سربمہر ٹینڈر عطا کیے جاتے ہیں۔

یہ ٹینڈرز مشتہر شدہ تاریخ اور وقت پر نظامت صنعت و معدنی ترقی پنجاب کے افسران پر مشتمل کمیٹی کے روبرو حاضر بولی دہندگان کی موجودگی میں کھولے جاتے ہیں۔ سال 1994ء سے لے کرجون 1998ء تک منعقد کیے گئے ٹینڈرز میں کل 105 افراد نے حصہ لیا۔ جن کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جبکہ ادنیٰ معدنیات (بشمول عام ریت، گریول، عام پتھر اور چونے کا پتھر) کے پٹہ جات

پنجاب ادنیٰ معدنیات مراعات قوانین مجریہ 1990ء کے قاعدہ "7" کے تحت تشکیل شدہ ضلعی نیلام کمیٹی متعلقہ ڈپٹی کمشنر یا اس کے نمائندہ مجاز کی نگرانی میں نیلام کرتی ہے۔ محکمہ کا متعلقہ مددگار ناظم اس کمیٹی کا سیکرٹری ہوتا ہے جو کہ تمام امور اور دستاویزات کی تکمیل کرتا ہے۔

پنجاب ادنیٰ معدنیات قوانین مجریہ 1990ء کے قاعدہ 12 کے تحت ادنیٰ معدنیات کے نیلام عام میں صرف رجسٹرڈ پارٹیاں/ افراد ہی حصہ لینے کے اہل ہیں۔

1994-95ء تا 1997-98ء کے دوران 5,945 افراد نے نیلامیوں میں حصہ لیا ان کے نام و پتہ جات کی فہرست دفتر وزیرصنعت و معدنیات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کسی بھی نیلامی میں کوئی بے قاعدگی رپورٹ نہ ہوئی ہے۔

ادنیٰ معدنیات سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل

*1822۔ دیوان مشتاق احمد۔ کیا وزیرصنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) ڈائرکٹر صنعت و معدنیات پنجاب کے زیر انتظام صوبے میں ادنیٰ معدنیات کتنے ریجنل آفس کام کر رہے ہیں اور کس کس جگہ کام کر رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ ریجنل دفاتر میں کون کون سے ریجنل سربراہان/ ڈپٹی ڈائرکٹرز کام کر رہے ہیں۔ ان کا نام اور عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے۔

(ج) مذکورہ ریجنز میں پچھلے پانچ سال میں (30-6-98) تک نیلامی کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی کی سال وار تفصیل ہر ریجن کے حساب سے بتائی جائے، نیز کس ڈپٹی ڈائرکٹر کے عرصہ تعیناتی میں مذکورہ آمدن میں قابل قدر اضافہ ہوا۔ ڈپٹی ڈائرکٹر کا نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔

(د) جن ڈپٹی ڈائرکٹرز کے عرصہ تعیناتی کے دوران مذکورہ آمدن میں کمی واقع ہوئی ہے، حکومت نے ان ڈپٹی ڈائرکٹرز کی کارکردگی کا کیا نوٹس لیا ہے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) ڈائرکٹر صنعت و معدنیات پنجاب کے زیر انتظام صوبے میں ادنیٰ معدنیات کے چار ریجنل

آفس کام کر رہے ہیں۔ جن کے دفاتر سرگودھا' ڈیرہ غازی خان' لاہور اور راولپنڈی میں واقع ہیں۔

(ب)1۔ سرگودھا ریجن میں شیخ اعجاز حسین' ڈپٹی ڈائرکٹر بطور ریجنل سربراہ مورخہ 07-07-1997 سے تاحال تعینات ہے۔

2۔ ڈیرہ غازی خان ریجن میں حافظ کریم بخش ڈپٹی ڈائرکٹر بطور ریجنل سربراہ مورخہ 03-07-1995 سے تاحال تعینات ہے۔

3۔ لاہور ریجن میں افضال حمید بٹ' ڈپٹی ڈائرکٹر بطور ریجنل سربراہ مورخہ 19-11-1996 سے تاحال تعینات ہے اور

4۔ راولپنڈی ریجن میں چودھری محمد اسلم ڈپٹی ڈائرکٹر بطور ریجنل سرابرہ مورخہ 05-11-1995 سے تاحال تعینات ہے۔

(ج) 1۔ گزشتہ پانچ سال میں ادنیٰ معدنیات کی نیلامی کے ذریعے ہونے والی آمدنی کی ریجن وارتفصیل بطورضمیمہ "الف" لف ہذا ہے۔

2۔ اس عرصہ کے دوران تعینات ڈپٹی ڈائرکٹرز کے نام بطورضمیمہ "ب" لف ہذا پر ملاحظہ فرمائے جائیں۔

3۔ مذکورہ تفصیل کے مطابق ادنیٰ معدنیات کی نیلامی میں اضافہ کی ریجن وارتفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) سرگودھا ریجن میں گزشتہ پانچ سال کے دوران سب سے زیادہ آمدنی سال 97-1996ء کے دوران ہوئی جو کہ مبلغ -/5,58,58,723 روپے تھی۔ مذکورہ عرصہ کے دوران اس ریجن میں بطور ڈپٹی ڈائرکٹر ملک اختر جاوید 1-7-1996 تا 5-11-1996 اور چودھری امجد علی 20-11-1996 تا 30-6-1997 تعینات رہے۔

(ii) ڈیرہ غازی خان ریجن میں گزشتہ پانچ سال کے دوران سب سے زیادہ آمدنی سال 98-1997ء کے دوران ہوئی جو کہ مبلغ -/1,95,58,461 روپے تھی اور اس عرصہ کے دوران مذکورہ ریجن میں حافظ کریم بخش بطور ڈپٹی ڈائرکٹر تعینات رہے۔

(iii) لاہور ریجن میں گزشتہ پانچ سال کے دوران سب سے زیادہ آمدنی سال 98-1997ء کے

دوران ہوئی جو کہ مبلغ -/3,65,19,900 روپے تھی اور اس عرصہ کے دوران مذکورہ ریجن میں افضال حمید بٹ، بطور ڈپٹی ڈائرکٹر تعینات رہے۔

(iv) راولپنڈی ریجن میں گزشتہ پانچ سال کے دوران سب سے زیادہ آمدنی سال 96-1995ء کے دوران ہوئی جو کہ مبلغ -/1,52,59,580 روپے تھی۔ مذکورہ عرصہ کے دوران اس ریجن میں بطور ڈپٹی ڈائرکٹر ارشاد علی کھوکھر 1995-7-1 تا 1995-11-5 اور چودھری محمد اسلم 1995-11-5 تا 1996-6-30 تعینات رہے۔

(د) ادنیٰ معدنیات کی آمدن میں اتار چڑھاؤ کو مکمل طور پر کسی ایک فرد / آفیسر سے منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں کسی فرد واحد کی ذاتی کوششوں کی بجائے دیگر عوامل بھی اثر انداز ہوتے ہیں جن میں ملک کے مجموعی معاشی حالات، تعمیر و ترقی کے منصوبہ جات، طلب و رسد کا اتار چڑھاؤ وغیرہ شامل ہیں۔ اس لیے کسی سال کے دوران آمدنی میں کمی یا زیادتی کی ذمہ داری محض کسی فرد واحد پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

ضمیمہ "الف"

1993-94ء سے 1997-98ء تک ادنیٰ معدنیات کی نیلامی سے حاصل ہونے والی آمدنی کے ریجن وار تفصیل

نام ریجن	سالانہ آمدنی				
	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء	1997-98ء
ریجنل آفس سرگودھا	32695626/-	37198732/-	40094449/-	55858723/-	32075997/-
ریجنل آفس ڈیرہ غازی خان	5935132/-	10740251/-	11029265/-	16405811/-	19558461/-
ریجنل آفس لاہور	11005092/-	13937515/-	16979645/-	31814976/-	36519900/-
ریجنل آفس راولپنڈی	10088780/-	7323663/-	15259580/-	13979724/-	13561115/-

ضمیمہ "ب"

ریجنل سربراہان کا عرصہ تعیناتی از 1-7-1993 تا 30-6-1998

نمبر شمار	نام ریجن	ریجنل سربراہ	عرصہ تعیناتی
1۔	سرگودھا ریجن	1۔ ارشاد علی کھوکھر	15-1-1992 تا 18-8-1993
		ب۔ ملک اختر جاوید	21-8-1993 تا 5-11-1996
		ج۔ چودھری امجد علی	20-11-1996 تا 30-6-1997
		د۔ شیخ اعجاز حسین	7-7-1997 تا حال
2۔	ڈیرہ غازی خان ریجن	ا۔ سید زاہد حسین شاہ	6-6-1993 تا 19-8-1993
		ب۔ شیخ اعجاز حسین	21-8-1993 تا 5-1-1994
		ج۔ سید زاہد حسین شاہ	5-1-1994 تا 11-5-1994
		د۔ رانا محمد سلیم	12-5-1994 تا 18-6-1994
		ر۔ افضال حمید بٹ	28-6-1994 تا 2-7-1995
		س۔ حافظ کریم بخش	3-7-1995 تا حال
3۔	لاہور ریجن	ا۔ ملک اختر جاوید	31-12-1991 تا 21-8-1993
		ب۔ چودھری امجد علی	22-8-1993 تا 22-10-1995
		ج۔ شیخ اعجاز حسین	23-10-1995 تا 28-12-1995
		د۔ افضال حمید بٹ	29-12-1995 تا 16-4-1996
		ر۔ میجر ریٹائرڈ ذوالفقار احمد	15-5-1996 تا 18-11-1996
		س۔ افضال حمید بٹ	19-11-96 تا حال
4۔	راولپنڈی ریجن	ا۔ افضال حمید بٹ	30-5-1993 تا 1-6-1994
		ب۔ حافظ کریم بخش	1-6-1994 تا 24-11-1994
		ج۔ ارشاد علی کھوکھر	24-11-1994 تا 5-11-1995
		د۔ چودھری محمد اسلم	5-11-1995 تا حال

اعلیٰ معدنیات کے ریجنل دفاتر کی کارکردگی

*1832۔چودھری سلطان محمود گوندل۔ کیا وزیرصنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے،

(الف) ڈائرکٹرصنعت و معدنیات پنجاب کے زیر انتظام اعلیٰ معدنیات کتنے کے ریجنل آفس کام کر رہے ہیں اور کس کس جگہ کام کر رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ ریجنل دفاتر میں کون کون سے سربراہان (ڈپٹی ڈائرکٹرز) کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام اور عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے۔

(ج) مذکورہ ریجنز میں پچھلے دس سال (1989ء سے 30-6-98) تک نیلامی کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی کی سال وارتفصیل ہر ریجن کے حساب سے بتائی جائے۔ نیز کس ڈپٹی ڈائرکٹر کے عرصہ تعیناتی میں مذکورہ آمدن/ رائلٹی میں اضافہ ہوا۔

(د) پچھلے دس سال میں کن کن ڈپٹی ڈائرکٹران کے عرصہ تعیناتی کے دوران گورنمنٹ رائلٹی کی چوری (Under Reporting) کے مصدقہ Confirm Cases پکڑے گئے اور ان پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی۔ تفصیل بمع نام ریجنل ہیڈ اور عرصہ تعیناتی بتائی جائے۔

(ہ) جن ریجنل ہیڈز کے زیر انتظام کوئی رائلٹی کی چوری (Under Reporting) نہیں پکڑی گئی حکومت نے ان ریجنل ہیڈز کی کارکردگی کا کیا نوٹس لیا ہے اور حکومت رائلٹی کی چوری کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیرصنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) ڈائرکٹرصنعت و معدنیات کے زیر انتظام اعلیٰ معدنیات کے تین ریجنل دفاتر کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر، منرل ایویلیوشن اینڈ ٹیکنیکل سیل، راولپنڈی

2۔ دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر، منرل ایویلیوشن اینڈ ٹیکنیکل سیل، سرگودھا

3۔ دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر، ترقی معدنیات ڈیرہ غازی خان، نمبرشمار 3 پر مذکورہ دفتر بیک وقت اعلیٰ و ادنیٰ

(ہر دوقسم کی) معدنیات کا انتظام کرتا ہے۔

ب) ہر سہ دفاتر کے سربراہان (ڈپٹی ڈائرکٹرز) کے نام اور عرصہ تعیناتی درج ذیل ہیں۔

دفتر	نام سربراہ	عرصہ تعیناتی
1۔ دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر منرل ایویلیوشن اینڈ سیل، راولپنڈی	محمد نواز ملک (نگران)	یکم جولائی 1998ء تا حال
2۔ دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر، منرل ایویلیوشن اینڈ ٹیکنیکل سیل، سرگودھا	ظہیر احمد بابر	اکتوبر 1997ء تا حال
3۔ دفتر ڈپٹی ڈائرکٹر، ترقی معدنیات، ڈیرہ غازی خان	حافظ کریم بخش	3 جولائی 1995ء تا حال

ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب میں اعلیٰ معدنیات کے پٹہ جات، بذریعہ نیلام عام عطا نہیں کیے جاتے۔ بلکہ رائلٹی وصول کرنے کی بنیاد پر عطا کیے جاتے ہیں۔ تاہم ان معدنیات کے منسوخ شدہ معدنی پٹہ جات، جن میں معدن تلاش کی جا چکی ہو، بذریعہ سیلڈ ٹینڈر عطا کیے جاتے ہیں اور اس کارروائی میں متعلقہ ریجنل دفاتر کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ کام صدر دفتر کی نگرانی میں عمل پذیر ہوتا ہے۔

اعلیٰ معدنیات کے پٹہ جات سے پچھلے دس سال 1989ء سے 30 جون 1998ء تک کے دوران رائلٹی، سطحی لگان (ڈیڈرینٹ) اور دیگر مد ہائے سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدن ہر ریجن کے لحاظ سے تفصیلاً بطور ضمیمہ "اول" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور اس کے تقابلی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرح روز افزوں ترقی پر ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس آمدنی کی کمی بیشی کا انحصار ملکی معیشت، صنعتی ترقی، معدنیات کی طلب و رسد اور شرح رائلٹی وغیرہ پر ہوتا ہے اور متعلقہ ریجنل دفاتر کے سربراہان کا عمل دخل زیادہ اہمیت کا حامل نہ ہے۔

(د) اس ضمن میں گزارش ہے کہ پچھلے دس سال (سال 1989ء سے 30 جون 1998ء تک) کے دوران حکومتی رائلٹی کی چوری ((Under-Reporting) کے پکڑے گئے کیسز کی تعداد (ریجنوار) کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام دفتر	ریجنل ہیڈ (ڈپٹی ڈائرکٹر)	تعداد کیسز	ریمارکس
1۔ ڈپٹی ڈائرکٹر، منرل ایویلیوشن اینڈ ٹیکنیکل سیل، راولپنڈی	محمد نواز ملک (نگران) 1-7-98	سات	چھ کیسز زیر کار رہائی ہیں۔ جب کہ ایک کیس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔
2۔ ڈپٹی ڈائرکٹر منرل ایویلیوشن اینڈ ٹیکنیکل سیل، سرگودھا	1۔ حافظ کریم بخش 1991ء	ایک	جرمانہ وصول کیا گیا۔
	2۔ اختر جاوید 1996ء	ایک	لائسنسنگ اتھارٹی نے فیصلہ کر دیا ہے تاہم پارٹی کی اپیل زیر سماعت ہے۔
	3۔ عمیر احمد بابر 1998ء	ایک	لائسنسنگ اتھارٹی نے کیس کا فیصلہ کر دیا ہے۔
3۔ ڈپٹی ڈائرکٹر، ترقی معدنیات ڈیرہ غازی خان	—	—	کوئی کیس نہیں پکڑا گیا۔

کیسز کی تفصیل ضمیمہ "دوئم" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جن ریجنل ہیڈز کے زیر انتظام رائلٹی کی چوری نہیں پکڑی گئی۔ حکومت ان ریجن ہائے کی آمدنی سے ان سربراہان کی کارکردگی کا موازنہ کرتی ہے۔ اور جیسا کہ اعلیٰ معدنیات کی مد میں ہونے والی آمدنی (ضمیمہ اول) کے تقابلی جائزہ سے ثابت ہے کہ یہ شرح روز افزوں ترقی پر ہے۔

مزید برآں حکومت نے رائلٹی کی چوری کی روک تھام کے لیے متعدد اقدامات کیے ہوئے ہیں۔ جن میں پٹہ داران کو تصدیق شدہ توزین رجسٹر (جس میں وہ روزانہ پیداوار کا اندراج کرتے ہیں) اور دیگر رجسٹرز کا اجراء شامل ہے۔ فیلڈ سٹاف (فیلڈ انسپکٹرز) کے معائنہ جات، ریجنل سربراہان اور ان کے ماتحت مددگار ناظمین کے اچانک معائنہ جات کے دوران ان رجسٹرز کا باقاعدگی سے معائنہ کیا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ ہر پٹہ دار کے لیے سالانہ مرحلہ وار ترقیاتی پروگرام مرتب کیا جاتا ہے۔ جس میں معدن کی پیداوار کا ہدف بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ جسے پورا نہ

کرنے پر جواب دہی کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کہیں رائلٹی کی چوری under reporting/evasion کا کوئی کیس پکڑا جائے تو ان پٹہ داران پر حسب قواعد بھاری جرمانہ عائد کیا جاتا ہے جو کہ چوری کردہ رائلٹی سے دس گنا تک ہو سکتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ملازمین کی تعداد

156۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ صنعت و معدنی ترقی اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں ان کے نام، عہدہ جات، تاریخ پیدائش، تعلیم اور ڈومیسائل کے کوائف کیا ہیں نیز آغاز ملازمت سے لے کر اب تک ان کی تعیناتی کہاں کہاں رہی ہے۔

(ب) اہل کاران متذکرہ کے خلاف تاریخ تعیناتی سے اب تک کن الزامات کے تحت تحقیقات ہوئیں، مقدمات درج ہوئے اور اگر بریت ہوئی تو کس مجاز اتھارٹی نے ان کو کن تاریخوں میں بے گناہ قرار دیا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب کے زیر نگرانی نظامت صنعت و معدنی ترقی پنجاب کا ڈویژنل آفس اور پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا ریجنل آفس فیصل آباد میں ہے۔

نظامت صنعت و معدنی ترقی کے دفتر میں گریڈ ایک سے گریڈ اٹھارہ تک کے کل 35 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے فیصل آباد ریجنل آفس اور ذیلی ادارے میں کل 168 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نظامت صنعت ومعدنی ترقی پنجاب کے تین ملازمین کی تحقیقات ہوئیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:۔

1۔ انوارالحق سپرنٹنڈنٹ کے خلاف ایک درخواست کی بنیاد پر انٹی کرپشن فیصل آباد میں

مقدمہ نمبر 88/1991 مورخہ 21-7-91 کو درج ہوا جس کو ایڈیشنل ڈائرکٹر نے ماہ اگست میں بریت کر دی۔

II۔ محمد انوارالحق معاون صنعتی و ترقیاتی آفیسر کے خلاف انٹی کرپشن فیصل آباد میں زیر دفعہ 409/471/468 اور 5-2-47 کے تحت سال 1992ء میں مقدمہ درج ہوا۔ اور مورخہ 22-4-96 کو بعدالت جناب سینئر سپیشل مجسٹریٹ انٹی کرپشن پنجاب لاہور سے سیکشن 249-A بھی سی۔ آر۔پی۔سی کے تحت بریت ہوئی۔

111۔ خالد محمود معاون صنعتی ترقیاتی آفیسر کے خلاف سال 1987ء میں محکمہ انٹی کرپشن سیالکوٹ میں سیکشن PPC-161 اور 5-2-47 مقدمہ درج ہوا تھا۔ جس کا فیصلہ ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن نے مورخہ 19-11-87 کو بریت کر دی۔

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے تین ملازمین کے خلاف مختلف الزامات کی بنیاد پر مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔ مسٹر عبدالظاہر خان، قائمقام ریجنل ڈائرکٹر فیصل آباد کے خلاف رشوت لینے کے الزام پر محکمانہ انکوائری ہوئی۔ الزامات ثابت نہ ہوئے مجاز اتھارٹی (مینجنگ ڈائرکٹر) کے حکم مورخہ 17-9-94 انکوائری ختم کی گئی۔

II۔ مسٹر عبدالظاہر خان۔ ریجنل ڈائرکٹر اور مسٹر حبیب اللہ ڈپٹی ڈائرکٹر فیصل آباد بمعہ دیگر افسران کے خلاف غلط روی اور نااہلی کے الزامات پر محکمانہ انکوائری جاری ہے۔ جو کہ تکمیل کے آخری مراحل پر ہے۔

III۔ مسٹر امتیاز رسول صدیقی، سب انجینئر بمعہ دیگر افسران کے خلاف غلط روی اور نااہلی کے الزامات پر محکمانہ انکوائری ہوئی جس کا فیصلہ ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر P-S-I-C نے خفیف سزا (ملامت) دی۔

کمالیہ شوگر ملز کی تمام چینی کی فروخت

357۔ سردار سعید انور، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 97-1996ء کے دوران حکومت کے زیر انتظام چلنے والی کمالیہ شوگر ملز نے

سی مقدار میں چینی پیدا کی۔ یہ چینی کس قیمت پر اور کس کس پارٹی کو کس تاریخ کو فروخت کی گئی نیز اگر تمام چینی فروخت نہ ہوئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

کمالیہ شوگر ملز نے سال 97-1996ء میں 30850 ٹن چینی کی پیداوار حاصل کی۔ 9-2-98 تک 15172 ٹن چینی فروخت ہوئی ہے جس کی اوسط قیمت فروخت 19.25 روپے ہے۔ بقایا ابھی 15678 ٹن چینی فروخت کے لیے موجود ہے۔ چینی کی فروخت بذریعہ اوپن ٹینڈر اور گیٹ سیلز کے ذریعے کی جاتی ہے۔ کچھ پارٹیوں کے نام لف ہیں۔ آج کل گیٹ ریٹ پر چینی کی فراہمی ان زمینداروں کو بھی کی جا رہی ہے۔ جو ملز کو گنا فراہم کر رہے ہیں۔

دوران سال 1997ء دو تین ماہ کے لیے چینی کی فروخت حفظ ماتقدم کے طور پر حکومتی احکامات کے تحت روک دی گئی تھی تاکہ اندرون ملک چینی کی سپلائی اور قیمت کا توازن برقرار رکھا جا سکے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! میں ایک رپورٹ پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چیمہ صاحب! فرمائیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خاں ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں"۔

جناب قائم مقام سپیکر، (رپورٹ پیش ہوئی)

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خاں ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی مکمل رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، جی توسیع کر دی جائے۔ (تحریک منظور ہوئی)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کی خدمت میں پوائنٹ آؤٹ کرنا

چاہتا ہوں کہ کل میری عدم موجودگی میں یہاں جو قانون سازی کی گئی ۔ صرف چار معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ ہاؤس کو شروع کیا گیا اور چار سے شاید چند بڑھ گئے ہوں اور اتنی اہم اور متنازعہ قانون سازی کی چار کلاز معزز اراکین کے سامنے رکھ کے اور اس پر ان سے انگوٹھا لگوا لیا گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں ایک بہت ہی اہم قانون سازی تھی ۔ اتنی جلد بازی میں قانون سازی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب والا! اس قسم کی قانون سازی میں اگر اپوزیشن کی جانب سے کوئی معزز رکن تشریف فرما نہیں تھے تو میرے خیال میں آپ کو اسے مؤخر کر دینا چاہیے تھا۔ آپ کو انھیں موقع دینا چاہیے تھا کہ وہ آ کر اس بل پر یا اس میں اپنی ترامیم پر اپنی آراء آپ کی وساطت سے ایوان کے سامنے رکھتے۔ گو کہ یہاں رواج نہیں کہ کسی اچھی چیز کو بھی تسلیم کیا جائے لیکن ہو سکتا تھا کہ شاید معزز اراکین اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اسے دیکھتے ہوئے، بھانپتے ہوئے، ہماری کسی ترمیم کو منظور کر لیتے۔ یہ ایک متنازعہ قانون سازی تھی اور اب اس بارے میں کافی تنازع رہے گا۔ لیکن میں آئندہ کے لیے آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر صرف چار آدمی ایوان میں بیٹھے ہوں تو ان سے کم از کم کارروائی شروع نہیں کرنی چاہیے، شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیں صاحب! مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ نے یہ بات کی، آپ قائد حزب اختلاف ہیں، میرے لیے بڑے ہی محترم ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات ویسے بھی مناسب نہیں۔ جب ہاؤس شروع ہو جاتا ہے، چاہے یہاں پر ایک ممبر ہی کیوں نہ بیٹھا ہو تو کارروائی جاری رہتی ہے۔ تاوقتیکہ کوئی کورم point out نہ کر دے۔ آپ نے کبھی ہاؤس آف کامن کی کارروائی دیکھی ہے؟ وہاں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ایک سپیکر بیٹھے ہیں اور ایک ممبر تقریر کر رہا ہے باقی سارا ہاؤس خالی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جن ممبرز کی دلچسپی ہوتی ہے وہ آ جاتے ہیں۔ جب میں کارروائی شروع کروں گا اور جب تک کہ کسی طرف سے point out نہ کر دیا جائے کہ کورم پورا نہیں ہے میں کارروائی جاری رکھوں گا۔ کل بھی ایسا ہی ہوا کہ میں نے کارروائی شروع کی لیکن جونہی کورم point out ہوا اسی وقت میں نے کارروائی روک دی۔ تنقید برائے تنقید مناسب نہیں۔ چلیں آپ تو مجھے بتا کر گئے تھے کہ آپ نہیں ہوں گے لیکن اپوزیشن کے باقی معزز ممبرز کیا کرتے رہے؟ وہ وقت پر کیوں نہیں آئے؟

کیا ان کی دلچسپی تھی؟ اگر تھی تو انھیں وقت پر ہاؤس میں آنا چاہیے تھا اور اگر نہیں تھی تو پھر ہم قانون سازی کو تو نہیں روک سکتے۔ ہاؤس کی کارروائی کسی ممبر کے نہ آنے پر نہیں روکی جا سکتی۔ ہاؤس کی کارروائی اپنے رولز کے تحت چلتی ہے جب اپوزیشن کے معزز ممبرز تشریف لے آئے، آپ بے شک ان سے پوچھ لیجیے کہ انھوں نے بولنے کے لیے جتنا جتنا وقت چاہا انھیں ملا۔ ایوان نے ان کے علم سے استفادہ حاصل کیا۔ اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی ترامیم turn down ہو گئیں تو یہ آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں کہ اکثریت جو فیصلہ کرتی ہے وہی فیصلہ ہوتا ہے۔ آئندہ بھی انشاء اللہ العزیز اگر آپ سب تشریف لائیں گے تو آپ کی تمام باتیں یہ ہاؤس بہت ہی توجہ اور دلچسپی سے سنے گا۔ اس کے ساتھ ہی میری تمام معزز ممبران سے درخواست ہے کہ کم از کم قانون سازی کے وقت سارے دوستوں کو دلچسپی لینی چاہیے۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ حاجی محمد حیات جپہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 27 ہے۔

ایس ایچ او تھانہ لنگرانہ ضلع جھنگ کارکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

حاجی محمد حیات جپہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 18-9-98 کو پولیس چک نمبر 240 آبادی ہندللہ میں اچانک ایک گھر میں داخل ہوئی اور اس گھر میں جو بھی افراد موجود تھے ان پر اور ان کی عورتوں پر تشدد کرنا شروع کر دیا۔ اس گھر سے عورتیں بھاگتی ہوئیں میرے بھائی کے پاس آئیں جو وہاں ایک دعوت پر گیا ہوا تھا اس سے کہا کہ پولیس ہم پر تشدد کر رہی ہے تو میرے بھائی نے کہا کہ چلیں پولیس سے بات کر لیتے ہیں۔

ب میرا بھائی موقع پر گیا اور پولیس سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو احمد خان اے ایس آئی اور عنصر ابی جن کے رویہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے شراب پی رکھی ہے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے گانے چوری کی ہے۔ اس لیے ہم ان پر تشدد کر رہے ہیں تو میرے بھائی نے پولیس سے کہا چور پکڑیں لیکن عورتوں پر تشدد نہ کریں۔ اس بات پر ایس ایچ او کو وائرلیس کر کے بلا لیا گیا۔ ں کے آنے پر انہوں نے میرے بھائی کو وہاں سب لوگوں کے سامنے مارتے پیٹتے ہوئے اٹھا کر یس ویگن میں ڈالا اور ہمارے سیاسی مخالفین جو کہ ایک اشتہاری کا ڈیرہ ہے وہاں لے گئے۔ وہاں پر ی اس پر بے پناہ تشدد کیا جس کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ میرے پاس ہے۔

جب مجھے اس واقعہ کی اطلاع ملی تو میں ایس ایچ او تھانہ لنگرانہ کے پاس گیا۔ سلام دعا کے بعد س کو اپنے آنے کا مقصد بیان کیا جس پر اس نے میرے ساتھ انتہائی ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور کہنے لا کہ آپ بے شک ایم پی اے ہیں لیکن میں آپ کو کچھ نہیں سمجھتا جائیں جو کچھ کرنا ہے کر لیں۔ یہ کہتے ہوئے وہ دوسرے راستے سے تھانہ سے باہر چلا گیا اور بعد میں اس نے میرے بھائی کے خلاف پرچہ درج کر دیا۔

جناب والا! اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میری اپنے علاقے میں سیاسی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی محمد حیات چیمہ صاحب! آپ اس پر کوئی short statement دیں گے؟

حاجی محمد حیات چیمہ: جناب والا! کل اے ایس پی اور ایس ایچ او دونوں آئے ہوئے تھے۔ وزیر قانون صاحب کے سامنے ہماری باتیں ہوئیں اور میں نے ان سے ہر بات تسلیم کروائی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن نے اپنی تحریک میں جو کچھ فرمایا ہے' یہ تحریک پیش ہونے سے پہلے ہی آپ کے علم میں ہے اور آپ نے اس بات کا نوٹس بھی لیا تھا۔ آپ کی جانب سے مجھے جو حکم ملا اس کے مطابق میں نے کل متعلقہ اے ایس پی اور ایس ایچ او کو بلوایا تھا اور معزز رکن کی موجودگی میں ان سے بات کی ہے۔ یہ معاملہ وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں بھی آ چکا ہے۔ اس بارے میں اب تک جو کارروائی ہو چکی ہے وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو معزز

رکن جس طرح چاہتے تھے' ان کی خواہش کے مطابق مقدمہ درج کیا جا رہا ہے۔ دوسرا اس وقت تک جو تین مختلف مقدمات اس incident سے متعلق درج ہو چکے ہیں ان تمام کی investigations ہم متعلقہ تھانے یا علاقے کے افسران سے منتقل کر کے ڈی آئی جی رینج ہیڈ کوارٹرز صاحب کی ذاتی نگرانی میں کروا رہے ہیں۔ تیسری بات' معزز رکن کے ساتھ جو نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے یا ان کا استحقاق جس حوالے سے مجروح ہوا' اس امر کی انکوائری بھی ڈی آئی جی فیصل آباد ذاتی طور پر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان اقدامات سے معزز رکن کی تسلی ہو چکی ہو گی لیکن اگر پھر بھی وہ مطمئن نہیں اور اپنی تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کروانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

حاجی محمد حیات جپہ: جناب والا! یہ انکوائری ڈی آئی جی فیصل آباد کی بجائے سرگودھا بھجوا دی جائے اور میری تحریک کو بھی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس سارے معاملے کی تفتیش کمیٹی کرے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میرا پرچہ بھی درج کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ ذرا خاموشی اختیار کریں۔ جپہ صاحب! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ آپ کی جو میٹنگ وزیر قانون صاحب سے ہوئی اور پھر وزیر قانون صاحب نے ایوان میں بتایا کہ اب تک ہم نے یہ کارروائی کی ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟ (قطع کلامیاں) مجھے جپہ صاحب سے بات پوچھنے دیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ ایوان کا تقدس برقرار رکھیں۔ جب آپ میں سے کسی کی بات ہو گی تو اس وقت آپ کہیے گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ معزز رکن آپ سے کم اہلیت رکھتے ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی ذات کا interest watch نہیں کر سکتے؟ مجھے ان سے بات کر لینے دیجیے۔ Chair بات کرتی ہے اور آپ sorting شروع کر دیتے ہیں کہ آپ یہ کریں' آپ وہ کریں۔ آپ ان کو کیوں dictate کرتے ہیں وہ اپنے مفاد میں جو بہتر سمجھتے ہیں وہ کریں گے۔ آپ ان کی اہلیت کو کیوں چیلنج کرتے ہیں؟ وہ بھی آپ کی طرح ایم پی اے ہیں اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔

جپہ صاحب! میں آپ سے یہ پوچھ رہا تھا کہ آپ کی وزیر قانون صاحب کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی ہے اور انھوں نے جو کارروائی بتائی ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس بات کو

اس کارروائی کی حد تک رہنا چاہیے یا اس پر زور دیتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیے؟

حاجی محمد حیات جپہ، جناب والا! میری یہ تحریک' استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن آواز دے کر کہہ رہے ہیں کہ یہ کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیے' اس پر تو میں نے concede کیا ہے میں اس پر بحث نہیں کرتا۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میری کارروائی سے یا کل جو کچھ ہوا ہے وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں آپ ان سے ایک ایک کر کے پوچھ لیں۔ کل ان کا مطالبہ تھا کہ کیس رجسٹرڈ ہو۔ کیس رجسٹرڈ ہو رہا ہے' آرڈرز ہو چکے ہیں اور آج کیس رجسٹرڈ ہو جائے گا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ وہاں سے متعلقہ ایس ایچ او تبدیل کیا جائے' وہ ٹرانسفر ہو چکا ہے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ تفتیش مقامی پولیس نہ کرے تو تفتیش رینج کرائمز میں بھجوائی جا چکی ہے۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ سرگودھا جانی چاہیے تو سرگودھا چلی جائے گی۔ میں نے ان تین امور پر ان سے بات کی ہے اگر یہ ان پر مطمئن نہیں ہیں تو پھر بات کریں۔ میں تحریک کے معاملے میں بات نہیں کرتا' وہ بے شک کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر تو کارروائی ہو گئی' درست ہے۔ آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ جو جپہ صاحب فرما رہے ہیں وہ کیس ایس ایچ او کے خلاف رجسٹرڈ ہو جائے۔ جپہ صاحب! میرے خیال میں اس سے زیادہ اور کارروائی تو نہیں ہو سکتی۔

حاجی محمد حیات جپہ، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ میری تحریک' استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب!

پیر احمد شاہ کھگہ، جناب والا! جپہ صاحب ممبر اسمبلی ہیں۔ اگر پولیس نے ان کے بھائی کو اتنا مارا ہے تو آپ یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کر کے متعلقہ افراد کو سزا دلوائیں اور پرچہ تو ان کا حق ہے اور ابھی وزیر قانون پرچے کے متعلق ان کو آرڈر دے دیں گے اور ان کے خلاف پرچہ درج کیا جائے گا۔ چونکہ یہ

سادہ آدمی ہیں اس لیے ان کو درمیان میں نہ چھوڑا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں تمام ایوان سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جتنی prompt کارروائی جیے صاحب کی اس بات پر ہوئی ہے کہ ایک ایس ایچ او نے ان کے ساتھ بدتمیزی کی تو نہ صرف اس کے خلاف پرچہ درج ہوا بلکہ اس کا تبادلہ ہو گیا اور جو پرچے ان کے خلاف دیے گئے تھے ان کی فوری طور پر انکوائری تبدیل کر دی گئی اور بالآخر اگر وہ غلط ہوتے تو ان کا اخراج ہوگا۔ آپ اس سے زیادہ اور کیا چاہتے ہیں؟ میں جیے صاحب سے پھر کہتا ہوں کہ ہم ان کی independent رائے کا احترام کرتے ہیں۔ ان کی خواہش کے مطابق ایک پولیس والے کے خلاف پرچہ درج ہو چکا ہے اس کا وہاں سے تبادلہ ہو چکا ہے اور تمام کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ کیا آپ ان کے خلاف اس سے زیادہ کارروائی کروانا چاہتے ہیں؟ کارروائی تو قانون کے مطابق ہو گی۔

حاجی محمد حیات جیے، جناب والا! آپ نے بڑی مہربانی کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میرے بھائی کے خلاف غلط پرچہ درج ہوا ہے اسے خارج کیا جائے اور میرا پرچہ درج ہونا چاہیے کیونکہ میرے بھائی کو 24/23 زخم ہیں اور ابھی تک وہ ہسپتال میں داخل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جیے صاحب! اگر تھانیدار کے خلاف یہ پرچہ درج ہو جائے تو پھر آپ مطمئن ہیں۔

حاجی محمد حیات جیے، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز رکن نے اپنے breach of privilege کی بات کی ہے۔ حکومت جو بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ پرچہ درج ہو جانے کا تفتیش تبدیل ہو جائے گی یا وہاں سے ایس ایچ او کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہ تمام چیزیں اپنی جگہ پر ہیں لیکن ان کی تحریک breach of privilege کی ہے۔ تو کیا ان کی جو breach of privilege ہوئی ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان سب چیزوں سے وہ ختم ہو گئی ہے؟ وہ قطعاً ختم نہیں ہوئی۔ یہ breach of privilege کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا ایک حق بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیں صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔ جو معزز ممبر کی مرضی ہے میں وہ کروں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں تو ایک رائے دے رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، معزز ممبر نے فرما دیا ہے کہ پرچہ تھانیدار کے خلاف درج ہو گیا ہے اور جو ان کے خلاف غلط پرچہ درج ہوا ہے وہ غلط ثابت ہو گا تو اس کا اخراج ہو گا۔ پھر اس کا تبادلہ ہو گیا ہے ۔ معزز ممبر اس کارروائی سے مطمئن ہیں۔ جب وہ اس کارروائی سے مطمئن ہیں تو آپ سب کس بات پر ان کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ یہ کہیں۔ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ ایسے سادہ اور شریف انسان کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ ان کو یہ جتلا رہے ہیں کہ ان کی قابلیت آپ سے کم ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ سے کم ہیں۔

میں یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کرتا اور معزز وزیر قانون نے جو کارروائی بتائی ہے اس کو کنفرم کر کے مجھے بتائیں کہ کارروائی ہو گئی ہے اور ایس ایچ او کے خلاف جو پرچہ درج ہو اس کی کاپی ہاؤس کو مہیا کریں۔

حاجی محمد حیات جپہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ہم نے ایک تحریک استحقاق دی تھی جس کے بارے میں ابھی پتا چلا ہے کہ وہ آپ کے دفتر میں turn down ہو گئی ہے۔ وہ ڈویلپمنٹ کے بارے میں تھی کہ حکومت ایم پی ایز کے ذریعے اضلاع میں ڈویلپمنٹ کے پروگرام چلا رہی ہے اور سرکاری بنچز سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز سے سکیمیں لے کر پیسے خرچ کر رہی ہے۔ تو میں نے بھی ایک تحریک استحقاق دی تھی کہ جب آپ تمام ایم پی ایز کو ڈویلپمنٹ پروگرام دے رہے ہیں تو ہم اپوزیشن سے چند ممبران ہیں ہمیں بھی یہ حق دیا جائے تا کہ ہمارے حلقے ترقی سے محروم نہ رہ جائیں۔ کیا آپ ہمیں صرف اس لیے محروم رکھنا چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے کب جمع کروائی ہے؟

جناب سعید اکبر خان، ہم نے دو تین دن پہلے جمع کروائی تھی اور آج ہمیں آفس سے پتا چلا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب! جب سے میں آیا ہوں آپ کی تحریک استحقاق میرے سامنے نہیں آئی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے یہی بات کہنی تھی۔ میں یہ مان ہی نہیں سکتا کہ آپ کے سامنے پیش ہو اور آپ اس کو ہاؤس میں نہ لائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے سامنے نہیں آئی۔میں چیک کر لیتا ہوں۔ میرے سامنے جو تحریک استحقاق آئی ہے وہ چنیوٹی صاحب کی ہے۔ وہ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں تھی اس لیے میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں لائیں۔ چونکہ لاء اینڈ آرڈر کے لیے ہم نے دن رکھے ہوئے ہیں اس لیے یہ وہاں چلی جائے گی۔ آپ کی کوئی تحریک استحقاق میرے سامنے نہیں آئی۔ آپ دوبارہ دے دیں میں لے لیتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں توقع ہی نہیں کر سکتا کہ آپ کے سامنے کسی ممبر کی بات آئے اور آپ اسے ہاؤس میں نہ لائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر یہ بات ہوئی ہے تو I am sorry. آپ دوبارہ دے دیں۔میں لے آؤں گا۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک استحقاق نمبر 28 سردار احمد خان عاکوکا صاحب کی طرف سے ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر 1184 کے غلط جواب کی فراہمی

سردار احمد خان عاکوکا، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیربحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ تعلیم سے متعلق میرے سوال نمبر 1184 کے جواب مورخہ 22 ستمبر 1998ء میں محکمہ کی طرف سے غلط' بے بنیاد اور خلاف حقائق جواب ایوان میں پیش کیا گیاہے۔ جواب میں زیرجواب مسز واحدہ بیگم ڈپٹی۔ڈی۔او کی 2 سالہ تعیناتی کی موجودگی (existence) سے انحراف کیا گیا جو خلاف حقائق ہے۔ جواب میں مذکورہ ڈپٹی۔ڈی۔او کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن اور ای اینڈ ڈی رولز1975ء کے تحت کارروائی کرنے سے متعلق بھی غلط جھوٹا جواب جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں داخل کیا گیا ہے۔

میرے سوال کے غلط جواب داخل کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

کل میرے ساتھ محکمہ کے لوگوں نے رابطہ بھی کیا اور انھوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ہم اس کو صحیح کر دیتے ہیں۔ اگر وہ مہلت لینا چاہتے ہیں تو بے شک اس کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا جائے۔

جنابِ قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں آج وزیرتعلیم بھی نہیں ہیں۔ جی آپ کچھ فرمایا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (پیر سید محمد عارف حسین بخاری)، جناب سپیکر! سردار احمد خان عاکوکا صاحب نے جو سوال کیا تھا' اس میں انھوں نے مسز واحدہ موہل کی ایم اے کی جعلی ڈگری کے بارے میں فرمایا تھا۔اب اس کے بارے میں میرے پاس جو معلومات ہیں میں آپ کی وساطت سے ایوان کی آگاہی کے لیے عرض کرتا ہوں۔ کہ مسز واحدہ موہل کی تقرری بطور سینئر ہیڈ مسٹریس سکیل اٹھارہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر مورخہ 21-06-1997 کو عمل میں آئی۔ سکیل اٹھارہ میں تقرری کے بعد واحدہ بیگم کی تعیناتی بطور ڈپٹی ڈی ای او زنانہ بہاولنگر 17-7-1997 کو عمل میں

آئی۔ بعد ازاں یہ تعیناتی مورخہ 19-7-1997 کو منسوخ کر دی گئی۔ اس منسوخی کے خلاف اس نے لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب سروسز ٹریبونل میں مقدمات درج کیے۔ جو محکمے کی طرف سے پیروی کے بعد خارج ہوگئے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مورخہ 18-3-1998 کو محکمہ تعلیم کو آگاہ کیا کہ واحدہ بیگم کی ایم اے کی جعلی ڈگری کی بناپر بطور سینئر ہیڈ مسٹریس سکیل 18 میں تقرری ہوئی ہے۔ لہذا اس کے خلاف محکمہ ضروری کارروائی عمل میں لائے۔ محکمہ تعلیم نے مورخہ 16-4-1998 کو بطور سینئر ہیڈ مسٹریس تقرری نامہ منسوخ کر دیا۔ محکمہ تعلیم نے 20-4-1998 کو ڈائرکٹر جنرل انٹی کرپشن پنجاب کو واحدہ موہل کے خلاف جعلی ڈگری کی بناء پر کیس درج کرنے کے لیے درخواست کی اور یہ بھی کہا گیا کہ محکمہ تعلیم کو اس سے متعلق کی جانے والی کارروائی سے آگاہ کیا جائے۔ مسز واحدہ موہل کے خلاف جعلی ڈگری اور پی ٹی سی ٹیچروں کی جعلی تقرریوں کی بنیاد پر مورخہ 20-01-1998 سے ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی عمل میں آچکی ہے۔ معزز رکن نے سوال کے جز (ب) میں جو دریافت فرمایا تھا اس کے جواب میں محکمہ نے جو تفصیل لکھی ہے وہ مسز واحدہ موہل کے جعلی ڈگری کی بناء پر حاصل کی گئی ترقی کے بعد اس کی تعیناتی کے بارے میں ہے۔ یہاں پر فاضل رکن نے اس کی دو سال تعیناتی بطور ڈپٹی ڈی ای او کے بارے میں اعتراض کیا ہے۔ وہ 1994 سے 1995ء تک تھا۔ اس عرصہ میں اس کی جعلی ڈگری حاصل کرنا ثابت ہی نہ ہوا تھا اور نہ ہی اس بارے میں پوچھا گیا تھا۔ معزز رکن نے یہ بھی فرمایا ہے کہ محکمہ نے انٹی کرپشن کی کارروائی اور ای اینڈ ڈی رولز کی کارروائی کے بارے میں غلط اطلاعات فراہم کی ہیں ۔ اس بارے میں عرض ہے کہ محکمہ نے انٹی کرپشن کے پاس رپورٹ 20-04-1998 کو بھجوا دی تھی اور محکمانہ کارروائی کا آغاز 20-01-1998 کو کر دیا تھا۔ یہ تمام کاغذات معزز رکن ہمارے پاس سے دیکھ سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ معزز رکن کو شاید اپنا سوال سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ محکمہ کی طرف سے جو سوال آیا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سردار صاحب! آپ اس سے مطمئن ہیں؟

سردار احمد خان عاکوکا: جناب والا! میں تو اس کو جلدی واٹنڈ اپ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کی تفصیل میں جانا پسند فرمایا ہے۔ تو میں اس میں عرض کردوں کہ اس کا

مطلب یہ ہے کہ پورا محکمہ ہی اس کی کرپشن میں اس کی پشت پناہی کر رہا تھا۔**********

****

****

****

****

****

جناب قائم مقام سپیکر، میں ایک بات پر آپ کو interrupt کروں گا۔ میرے بڑے ہی محترم اور قابل احترام دوست' آپ اس کرسی کو criticise نہیں کر سکتے۔

سردار احمد خان حاکوکا، جناب والا! **********

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں۔ میں یہ الفاظ جو اس چیئر کے متعلق ' ساتھ ڈپٹی سپیکر کے متعلق کہے گئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اور میں پھر بتا دوں کہ اس کرسی کے conduct کو اسمبلی کے اندر اور باہر آپ criticise نہیں کر سکتے۔

سردار احمد خان حاکوکا، چلیں چھوڑ دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اس وقت اس کی بیگم وہاں پر بطور ڈپٹی ڈی ای او کام کر رہی تھی اور جب تک گورنمنٹ dissolve نہیں ہوئی وہ اس عرصے تک وہاں پر تعینات رہی ہے۔ جس تاریخ کا ذکر محکمہ نے ہمارے محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو دیا ہے وہ تاریخ ہمارے دور حکومت کی بنتی ہے۔ میں تو اب اس میں یہ بھی کہوں گا کہ جو انھوں نے یہاں پر تاریخ دی ہے اس میں وہ اتنی دیر مراعات لیتی رہی ہے۔ وہ بھی اس کی کرپشن میں شامل ہوتا ہے کیوں کہ ہماری کوششوں سے وہ صرف چار یا پانچ دن اس سیٹ پر رہ سکی تھی۔ مگر یہاں پر جو تاریخ دی گئی ہے اس سے وہ غالباً چار پانچ مہینے بنتے ہیں۔ وہ اس سیٹ پر نہ ہوتے ہوئے اگر چار پانچ ماہ تک وہ اس سیٹ سے عہدہ برآ ہوتی رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پھر ایک دوسری کرپشن کی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آج بھی وہ ڈپٹی ڈی ای او کی سہولیات برائے سرکاری رہائش گاہ استعمال کر رہی ہے۔ جب کہ اب اس کی ڈگری جعلی ہونے کی وجہ سے وہ اس عہدے کے قابل ہی نہیں

***(حکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

رہی۔ پھر ای اینڈ ڈی رولز کے متعلق بات کی گئی ہے اگر ای اینڈ ڈی رولز کا اتنا ہی کام ہے کہ کسی کو اتنی بڑی غلطی پر یا اتنے بڑے فراڈ پر اس کو صرف تھپکی لگا کر کہیں کہ چلیں آپ نے غلطی کی ہے آپ ہیڈ مسٹریس لگ جائیں تو کیا یہ مناسب ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کو اس طرح کرلیں کہ جو باتیں آپ کے پاس ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ آپ شاہ صاحب سے مل کر ان کی حقیقت پر بات کرلیں اور جو حقیقتیں ہوں گی ان کے مطابق ہم اس پر ایکشن لے لیں گے۔ اس پر آپ کا کیا خیال ہے؟

سردار احمد خان عاکوکا، ٹھیک ہے' جناب!

جناب قائم مقام سپیکر، مقصد ہمارا یہی ہے کہ جو بے قاعدگی ہو رہی ہے اس کے مطابق بے قاعدگی کرنے والے کو سزا ملے اور اس کی جو ناجائز مراعات ہیں۔وہ ختم ہوں۔ اب سردار صاحب نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے کہ ان کی یہ تحریک استحقاق ہے اور شاہ صاحب میرا خیال ہے کہ کچھ ایسے اظہار کر رہے ہیں جیسے وہ آپ سے مل کر یہ کہیں گے کہ آپ اس کو پریس کرنے کی بجائے ان سے بیٹھ کر یہ معاملہ طے کرلیں۔ اگر معاملہ طے نہیں ہوتا تو ہم اس کو اس وقت تک کے لیے پینڈنگ کریں گے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ بیٹھنے سے طے ہو جائے گا تو پھر اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔

سردار احمد خان عاکوکا، جناب والا! میں صرف ایک استدعا کروں گا کہ اس کو بے شک اگلے اجلاس تک مؤخر کر دیں۔ ہم اس معاملے کو بیٹھ کر settle کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چلیں آپ بیٹھ جائیں۔ اس کو پھر اگلے اجلاس تک کے لیے پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

سردار احمد خان عاکوکا، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی!

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! میری درخواست یہ ہے کہ پیر صاحب کی جگہ منسٹر صاحب اس معاملے کی وضاحت کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منسٹر صاحب کی اور ان کی ایک ہی بات ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگلے

اجلاس تک بھی اس کو مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ابھی تو اجلاس چل رہا ہے۔ اسی اجلاس میں اس کو نمٹالیں۔ اتنا لمبا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

سردار نسیم اللہ خان شاہانی، پیر صاحب، پیر ہونے کے ناتے بہت ساری باتیں پیار سے منا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ اجلاس ابھی چل رہا ہے۔ اسی اجلاس میں کیوں نہ ہم اس کو نمٹالیں؟

سردار احمد خان عاکوکا، جی ہاں! ایسے کرلیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پیر صاحب! ذرا ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اپنے محکمے کو بلا کر پوچھیں کہ یہ ساری کیا بات ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، درست ہے میں محکمہ کے متعلقہ لوگوں سے انشاء اللہ ان کی میٹنگ کروا دوں گا اور ان کے تمام خدشات دور کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ یہ تحریک استحقاق ختم ہوئی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے پچھلے دنوں آپ کی توجہ ایک اہم واقعے کی طرف دلائی تھی۔ میں نے ایگریکلچرل انکم ٹیکس سے متعلقہ ایک تحریک داخل کرائی تھی اور میں نے آپ کو یاد دلایا تھا کہ آپ نے اپنی صدارت میں یہاں ایک کمیٹی بنائی تھی کہ وہ اس پر بیٹھ کر فیصلہ کرے گی۔ آپ نے اپنے سیکرٹریٹ کو فرمایا تھا کہ وہ ایک دن کے اندر رپورٹ دیں۔ غالباً آپ کو اس کی رپورٹ نہیں دی گئی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر proceeding کے جو relevant احکامات تھے وہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دوں۔ اس کے بعد اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری اس تحریک استحقاق کو revive کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بتا رہے ہیں کہ رپورٹ submit کر دی ہے۔ میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ وہ مجھے دکھائیں کہ کہاں پر ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، تو پھر آپ اس کو ٹیک اپ کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے ذرا دیکھ لینے دیجیے۔ بالکل take up کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جناب! اگر یہ اسی اجلاس میں take up ہو جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان شاء اللہ کوشش کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین چودھری محمد اعظم چیمہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سید مسعود عالم شاہ، جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ پچھلے چند سالوں سے لاہور پریس کلب کو 10 لاکھ کی گرانٹ دیتی آئی ہے لیکن موجودہ سال اس کو prolong کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے اس بارے میں کوئی تحریک التوا دی ہے؟

سید مسعود عالم شاہ، میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، کوئی ایسا معاملہ زیر بحث ہے جس پر آپ بات کر رہے ہیں؟

سید مسعود عالم شاہ، میں پریس کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، چلو، بہرحال اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! پہلے تو میں آپ کو اس کرسی پر تشریف رکھنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ کرسی پہلے سخت ہوا کرتی تھی، اب یہاں نرم کرسی رکھی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں شہ سرخیوں سے ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ مال روڈ پر سپاہ صحابہ کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج کیا گیا ہے اور اس پر آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے ہیں حتیٰ کہ مسجد تک میں بھی آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے ہیں اور وہاں شیلنگ کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی شرمناک

بات ہے کہ مسجد میں بھی پولیس آنسوگیس پھینکے۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اگر وہ احتجاج کر رہے ہیں تو ان کا ایک نمائندہ اور عہدیدار مولانا اعظم طارق صاحب' جو اس معزز ایوان کے رکن بھی ہیں اگر آپ ان کے پروڈکشن آرڈر جاری کر دیں اور ان کو یہاں اس ایوان میں آنے کی اجازت دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنا مدعا بہتر طریقے سے پیش بھی کر سکیں گے اور حکومت کے ساتھ dialogue بھی کرسکیں گے۔ اب جو باتیں یہاں ہو رہی ہیں اور وہ احتجاج میں پرامن جلوس نکال رہے ہیں اور میں کہوں گا کہ اس پر پولیس گردی ہو رہی ہے کہ مسجد تک میں شیلنگ ہو رہی ہے۔ مناسب یہ ہوگا کہ آپ ان کا پروڈکشن آرڈر جاری کریں تاکہ وہ یہاں اس ایوان میں تشریف لے آئیں اور آپ کی وساطت سے یہاں ایوان میں بھی گورنمنٹ سے بات کر سکیں اور ایوان سے باہر بھی گورنمنٹ سے بات کر سکیں۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ معزز قائد حزب اختلاف نے پرامن جلوس اور مسجد کے حوالے سے دو نکات اٹھائے ہیں مسجد کے واقعے کی ہم ویسے ہی انکوائری کر رہے ہیں حالانکہ یہ مسجد میں نہیں تھے۔ یہ سب کچھ مسجد سے باہر ہوا ہے بہرحال وہ ایک علیحدہ بحث ہے جو انکوائری کے بعد معلوم ہو جائے گی لیکن جہاں تک جلوس کے پرامن ہونے کا تعلق ہے۔ اسی جلوس میں سے کل اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے' لاٹھیاں بھی برآمد ہوئی ہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کسی چیز کی بے حرمتی کی گئی ہے تو اخبارات میں یہ تصاویر بھی شائع ہوئی ہیں کہ ایک جعلی جنازہ بنا کر اس میں لاٹھیاں اور اسلحہ رکھ کر سڑک پر لایا جا رہا تھا۔ یہ تو میں پُر امن جلوس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا تھا۔ باقی پروڈکشن آرڈر کے حوالے سے جو بات ہے اس کے آپ مجاز ہیں۔ جو آپ بھی مناسب سمجھیں چونکہ یہ معاملہ سپیکر صاحب سے متعلق ہے میں اس پر کوئی رائے نہیں دینا چاہتا۔

جناب چیئرمین، میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر ضابطے کے مطابق چلیں گے تو اس کے حوالے سے مجھے پتا چلا ہے کہ اس طرح کی پہلے تحریک التوا یا تحریک استحقاق بھی آئی تھی اور چونکہ آگے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے وقت رکھا ہوا ہے اس لیے وہ dispose of ہو گئی تھی۔ تو اخباری خبر کو اس لحاظ سے نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی معاملہ ہے تو آپ اس میں تحریک التوا یا تحریک استحقاق دے سکتے

ہیں اور اس پر بات ہو سکتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔۔۔۔۔ میاں صاحب! آپ کو بتایا گیا ہے کہ یہ تحریک پیش ہو چکی ہے اور اسے آپ کے فرمان پر پینڈنگ کیا گیا تھا۔

وزیر قانون: جناب والا! محرک موجود نہیں تھے اور انھوں نے فرمایا تھا کہ وزیر آب پاشی خود اس کا جواب دیں چونکہ آج وزیر صاحب خود تشریف فرما ہیں اس لیے یہ خود جواب دیں گے۔

رحیم یار خان کے سکارپ چھ کے ڈرینج سسٹم کی ناکامی

(جاری)۔۔۔۔۔۔۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال): جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے اس تحریک کے ذریعے پنجند عباسیہ نہری نظام سے آب پاشی اور سکارپ نمبر 6 منصوبہ کے تحت بنائی گئی نئی عباسیہ لنک کینال کے بارے میں جو نکات اٹھائے ہیں اس ضمن میں صورت حال کچھ اس طرح سے ہے کہ پنجند ہیڈ ورکس سے جاری شدہ پنجند اور عباسیہ نہروں پر تقریباً 16 لاکھ ایکڑ سی سی اے رقبہ ہے۔ اس میں تقریباً 10 لاکھ ایکڑ رقبہ non-perennial ششماہی ہے اور 6 لاکھ ایکڑ perennial سالانہ نہروں پر ہے۔ اس سسٹم پر ڈیزائن آب پاشی سالانہ نہروں کے لیے 80 فی صد اور ششماہی نہروں کے لیے 70 فی صد مقرر کی گئی ہے۔ بعد ازاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آب پاشی رقبہ میں اضافہ ہوتا گیا اور اب دوران سال 98-1997، تقریباً 19 لاکھ ایکڑ رقبہ کے لیے کاشت کار کو پانی مہیا کیا گیا ہے۔ اس طرح سالانہ 137 فی صد intensity حاصل ہوئی ہے اور یہ محکمہ کی بہتر منصوبہ بندی اور نہروں میں زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کرنے کے بعد یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ سارے کاشت کار رقبہ کے لیے مطلوبہ نہری پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ چند نہروں پر وارہ بندی کی گئی ہے تاہم فصلات کو فیل ہونے سے بچایا گیا ہے۔ جہاں تک عباسیہ لنک کینال کا تعلق ہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ سیم اور تھور پر قابو پانے کے لیے واپڈا نے سکارپ نمبر 6 کا جو منصوبہ تشکیل دیا تھا اس میں canal components کے تحت نئی نہریں جن میں عباسیہ لنک کینال، عباسیہ فیڈر اور صادق فیڈر شامل ہیں،

تعمیر کیں۔ پنجند کینال اور اس کی برانچ نہروں منچن' رحیم یار خان' صادق اور ڈالس برانچ میں سا سال پانی چلنے سے بہت سا رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہو گیا۔ منصوبہ کے تحت سیم کو کم کرنے کے لیے متبادل نئی نہریں تعمیر کی گئیں تاکہ پنجند ہیڈ ورکس سے ہی ان نہروں کے ذریعے موجودہ نہروں کو کوئی ربیع سپلائی بائی پاس کر دی جائے اور پنجند کینال کو تقریباً ششماہی نہر کر دیا جائے۔ سکارپ نمبر 6 منصوبہ کے تحت فیز I پر کام ہوا ہے اور نئی متبادل نہریں ابھی پوری طرح مکمل نہیں ہوئیں۔ ان نہروں کے بقایا کام اور ان کو چلائے جانے کے لیے سکارپ نمبر 6 کے تحت فیز II سکیم میں شامل ہے اور یہ منصوبہ وفاقی حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہے۔ وفاقی حکومت نے اس کے لیے فنڈز واپڈا کو مہیا کرنے ہیں۔ یہ نئی نہریں جو ابھی نامکمل ہیں' واپڈا کی تحویل میں ہیں اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے فیز II منصوبہ پر عمل درآمد ہونے کی توقع نہیں۔ علاوہ ازیں منصوبہ کے تحت جو اضافی پانی مہیا کرنے کی تجویز تھی موجودہ صورت حال میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے منصوبہ کے لیے اضافی پانی کی دستیابی کا مسئلہ بھی درپیش ہے تاہم حکومت پنجاب اس مسئلے سے پوری طرح آگاہ ہے اور محکمہ آب پاشی اور واپڈا مل جل کر اس منصوبہ کا بغور جائزہ لے رہے ہیں تاکہ موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس منصوبہ سے جلد از جلد مستفید ہو سکیں۔ نیز یہ پنجند کینال اور دیگر نہروں کی اصلاح rehabilitation improvement اور remodeling کی منصوبہ بندی کر کے عمل درآمد کیا جانا مقصود ہے۔ ان معروضات کے پیش نظر محرک کو تحریک پر زور نہیں دینا چاہیے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی معاملہ میرے دسترس میں پینڈنگ رہتا ہو تو اس کے لیے میں تیار ہوں۔

جناب چیئرمین، کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں۔

میاں عبدالستار (پی پی- 234)، گزارش یہ ہے کہ یہ چھ ارب روپے کا منصوبہ ہے۔ اس پر کوئی چھوٹی موٹی رقم نہیں لگی ہوئی۔ کینال سسٹم مکمل ہے۔ میں باقی نہروں کی بات نہیں کرتا کہ وہ بھی مکمل ہیں لیکن میں صرف ایک نہر جس کے متعلق میری یہ تحریک التوائے کار ہے اس کی بات کرتا ہوں۔ وہ نہر مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے پل بھی بن چکے ہیں۔ اس میں اب تقریباً 20 جگہوں پر damages آئے ہیں۔ وہاں لوگوں نے سڑکیں بنا لی ہیں۔ کچھ جگہوں سے دو نہریں اکٹھی چلتی ہیں۔

نہر کو cut کر کے موگے لگا لیے گئے ہیں۔ وہ damages ہیں۔ ان کے لیے کینال ڈویژن رحیم یار خان نے کہا ہے کہ اگر ہمیں 20 ملین دے دیا جائے تو ہم یہ نہر چلا دیں گے۔

جناب والا! فنڈز کا مسئلہ نہیں ہے۔ میری وزیر صاحب سے بات ہوئی تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ 20 ملین دے دیں۔ آپ ایک میٹنگ رکھیں۔ انھوں نے ابھی یہ نہر واپڈا سے لی ہی نہیں کہ آپ مکمل کر کے دیں۔ واپڈا کہتا ہے کہ آپ لیں لیکن محکمہ آب پاشی نہیں لینا چاہتا۔ اس کی کچھ اور وجوہات ہیں جو میں اسمبلی میں نہیں بتانا چاہتا۔ میں نے ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کی ہے کہ آپ ایک میٹنگ کریں' جس میں سیکرٹری بھی موجود ہو' واپڈا والے بھی موجود ہوں' اس کے متعلق یہ بتائیں کہ اتنا فنڈ دست یاب ہے۔ باقی کے لیے آپ بھی کوشش کریں گے۔ ہم بھی مرکز سے کوشش کریں گے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی ارباب اختیار کو یہ بات بتائی جائے گی کہ 6 ارب روپیہ لگ چکا ہے اور اب 20 ملین کی بات ہے۔ تو یہ پیسے نکل آئیں گے' مرکزی حکومت سے بھی نکل آئیں گے اور صوبائی حکومت سے بھی نکل آئیں گے۔ میں یہاں پیسے کی commitment نہیں لینا چاہتا۔ اس کا بندوبست ہم مشترکہ طور پر کرلیں گے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر محکمہ کہے کہ ہم 20 ملین میں جیسا کہ یہ commitment ہے کہ آپ دیں' ہم اس نہر کو چلاتے ہیں۔ 20 ملین کا بندوبست میں کر کے دے دوں گا' یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ ہم آٹھ دس ایم پی ایز اپنے حصے سے بھی دے لیں گے۔ صرف گزارش یہ ہے کہ یہ اتنے اربوں روپے کا پراجیکٹ ہے اور اسے کچھ وجوہات کی بناء پر چلنے نہیں دیا جا رہا۔ یہ ایک میٹنگ رکھیں۔ یہاں یہ commitment دیں اور اس کا وقت مقرر کریں کہ ایک ڈیڑھ مہینے کے اندر کوئی بھی وقت ہو۔ اس میں سیکرٹری صاحب کی موجودگی میں انتہائی ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ وہاں کئی دفعہ visit کر چکے ہیں۔ وہ اس منصوبے کے خلاف ہر جگہ پر' جہاں بھی انھیں وقت ملتا ہے دلیلیں دیتے رہتے ہیں کہ آپ اس کو بھول جائیں اور اسے چھوڑیں' پانی نہیں ہے۔ کالاباغ ڈیم بنے گا تو پانی ملے گا۔ کالاباغ ڈیم تو جب بنے گا' تب بنے گا۔ اس وقت جب یہ منصوبہ بنایا گیا تھا اور آپ اب بھی کہتے ہیں کہ چار مہینے پانی دستیاب ہے۔ چار مہینے پانی پنجند سے دریائے سندھ میں جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس نظام کو چلائیں۔ وزیر صاحب اس کے لیے واپڈا والوں سے جب بھی میٹنگ رکھنا چاہیں' اس کا وعدہ فرما دیں اور اس میں یہ طے کرلیں کہ ہم صرف یہ کہیں کہ ہم اس کو لینا چاہتے ہیں۔ اگر

ہمیں اتنے فنڈز مل جائیں۔ اس کا بندوبست ان شاء اللہ ہم آپس میں مل کر کر لیں گے۔ وہ کوئی مسئلہ نہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت سے اتنا لمبا چوڑا بیان اس لیے دیا ہے کہ آپ کو اور فاضل دوست کو میں اپنی بات سمجھا سکوں۔ جہاں تک اختیار کا تعلق ہے تو ابھی تک وہ نہریں ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آئیں۔ ان کے اوپر سارا کام وفاقی حکومت نے کروایا ہے اور implementation agency واپڈا ہے۔ اس پر سارا کام واپڈا نے کیا ہے اور مزید بھی وہ کر رہے ہیں۔ جب تک ہمارا دائرہ اختیار شروع نہیں ہوتا' اس میں تو ہماری بے بسی کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔ جو بات میرے فاضل بھائی نے کہی ہے۔ میں ان کے احترام میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ میٹنگ چاہتے ہیں تو میں سیکرٹری آب پاشی کو اور واپڈا کے نمائندے کو جو لاہور میں اسے چلا رہا ہے۔ ان کو بلا کر میٹنگ کرواتا ہوں اور جو feasible حل یہ نکالیں گے' اس کے لیے ہمارے محکمے سے جو ہوگا' میں اس کی commitment دیتا ہوں کہ وہ ہم ان کو کروا کر دیں گے۔

جناب چیئرمین، کیا آپ کوشش کر رہے ہیں کہ مسئلہ حل ہو جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جی۔

میاں عبدالستار، آپ ایک تاریخ مقرر کر دیں کہ ایک مہینے یا دو مہینے کے اندر میٹنگ ہو اور وہ میٹنگ ہائی لیول کی ہو۔ میری صرف دو باتیں ہیں کہ اس میٹنگ میں یہ طے کریں۔ واپڈا والے دینے کے لیے تیار ہیں' وہ انھیں مسلسل لکھ رہے ہیں کہ آپ نہر لیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر damages ہیں۔ آپ ان کو remove کریں۔ آج 20 ہیں کل 25 ہوں گے' 40 ہوں گے۔ چھ سال سے یہ نہر مکمل ہے اور یہ 20 damages ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ وہ اس بارے میں کوشش کر رہے ہیں اور وہ میٹنگ بھی بلائیں گے اور سارا معاملہ حل کریں گے۔

میاں عبدالستار، میں چودھری صاحب کے اختیارات کو چیلنج نہیں کر رہا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس نہر کو نہ چلانے میں بھی خاصی قوتیں مصروف ہیں۔ آپ ایک وقت مقرر کر دیں کہ ہم ایک ڈیڑھ مہینے میں میٹنگ کریں گے۔ میری دوسری یہ درخواست ہے کہ اس میٹنگ میں نہر واپڈا سے لینے میں محکمہ

آب پاشی پیسہ جتا دے' اس کا ہم بندوبست کر لیں گے۔ وہ مرکزی حکومت سے ہم لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین، یہی بہتر کریں گے۔ ہم کیا کریں گے؟

میاں عبدالستار، ان شاء اللہ میں کروں گا۔ میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ وہ پیسہ میں دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ ذمہ نہ لیں۔ ان سے لیتے ہیں۔ چودھری صاحب expedite کرائیں۔

میاں عبدالستار، میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں اس پیسے کا بندوبست کروں گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' معاملہ ختم ہوتا ہے اور اسے dispose of کرتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب چیئرمین، میں بڑھاپے کے باوجود کوئی ایسی بات نہیں کرنے دوں گا جو کہ مناسب نہ ہو۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ کی اجازت سے گزارش کروں۔

سردار شوکت حیات سابق رکن اسمبلی کی وفات پر فاتحہ خوانی

جناب چیئرمین، جی' فرمائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں سردار شوکت حیات کی وفات کا ذکر آیا اور کس یاس و حسرت اور کسی کے احساس کے بغیر جنازہ اٹھا اور گارڈن کی طرف چل دیا۔ پولیس کی ڈیوٹی تھی کہ خیروعافیت سے اس جنازے کو نکالے۔ پولیس کے آدمی بھی دیر سے پہنچے۔ اسلام آباد کے وزراء میں سے اور مسلم لیگ کے اہلکاروں میں سے وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ جب قائد اعظم کے ساتھی کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ جس کو قائد اعظم نے شوکت پاکستان یا شوکت پنجاب کا خطاب دیا تھا۔ اس کا جنازہ یاس و حسرت نکلا اور کسی کو احساس ہی نہیں ہوا۔ اپوزیشن والوں کو بھی یہ خیال نہیں آیا کہ وہ ہمارے پاس پیپلز پارٹی میں آ چکا تھا۔ ان کو خود چاہیے کہ یہ ان کی مغفرت کی دعا کے لیے اٹھتے اور کہتے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائد اعظم کے پرانے ساتھی کی دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ خاص طور پر ان حالات میں مرحوم سے کچھ غلطیاں سرزد ہوئیں۔ ان کے بعض بیانات سے ہمیں بھی اختلاف ہے لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ قوموں کے لیڈروں نے غلطیاں کیں اور اس قسم کی غلطیاں کیں کہ ہمارے معاشرے میں لوگ اسے معاف نہیں کر سکتے۔ مثلاً چوری کا قصہ ہے۔ عورتیں نہا

رہی ہیں تو ان کے کپڑے اٹھانے کا سلسلہ ہے۔ کرشن مہاراج اپنی غلطیوں کے باوجود کہ کپڑے اٹھا کر لے جاتے تھے، مکھن چرا کر لے جاتے تھے لیکن ہندوؤں نے انھیں God بنا دیا اور Daniel O'Connel ایک آئرش فری سٹیٹ کے جو بانی تھے، شرابی بھی تھے، زانی بھی تھے، ہر قسم کے نقاش تھے۔ لیکن انھوں نے ملک کو آزاد کرایا۔ ان کا نام آج تک انھوں نے یاد رکھا ہوا ہے۔ تو تحریک پاکستان کے لوگوں نے یہ ملک بنایا۔ ان کی کاوشیں تھیں۔ اگر ان سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ان کا مقام اتنا اونچا ہے کہ اپوزیشن کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! میں نے بھی کل اخبار میں پڑھا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کا جنازہ ان کے آبائی گاؤں پہنچایا جا رہا ہے۔ جب تک یہ علم نہ ہو جائے کہ وہ دفن ہو گئے ہیں تب تک فاتحہ نہیں کہی جا سکتی اور اگر دفن ہو چکے ہیں تو پھر فاتحہ ضرور کہی جائے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ وہ واقعی پاکستان کے لیڈروں میں سے ہیں۔ ان کے لیے فاتحہ کہی جائے۔

جناب چیئرمین، حافظ صاحب! اس میں آپ رہنمائی فرمائیں۔ دفن ہونے کے بعد ہی دعائے مغفرت کی جا سکتی ہے؟

آوازیں، رواج تو یہی ہے کہ دفن ہونے کے بعد ہی دعائے مغفرت ہوتی ہے۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب چیئرمین! رواج کی بات نہیں ہے۔ یہ تو شرعی مسئلہ ہے کہ اگر میت دفن ہو جائے تو اس کے بعد دعائے مغفرت ہوتی ہے اور غالباً گمان یہی ہے کہ وہ اس وقت تک دفن ہو چکے ہیں۔ اگر دعائے مغفرت کر لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

جناب چیئرمین، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سردار شوکت حیات کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

شوگر مل مالکان کا شوگر سیس فنڈ میں رقم جمع نہ کروانا

---------(جاری)

جناب چیئرمین، اب میاں عبدالستار صاحب (پی پی 234) کی تحریک التوائے کار ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کے لیے ٹائم لیا گیا تھا۔ میں متعلقہ آنریبل منسٹر سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کا جواب دیں۔

وزیر خوراک، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شوگرکین سیس کاشت کاران گنا و شوگر مل پر گنے کی قیمت کا 5 فی صد کی شرح سے لاگو ہے جو کہ دونوں فریق یکساں شرح سے ادا کرتے ہیں۔ سال 98-1997ء کے دوران پنجاب میں واقع 39 شوگر ملز ہائے نے 2 کروڑ 60 لاکھ 31 ہزار 353 روپے سے 78 میٹرک ٹن گنا خرید کیا۔ جس پر شرح 43.75 روپے فی ٹن کے حساب سے مبلغ ایک ارب 13 کروڑ 88 لاکھ 71 ہزار 728 روپے شوگرسیس کی رقم بنتی ہے۔اس میں سے مبلغ 42 کروڑ 84 لاکھ 15 ہزار 917 روپے شوگر ملز نے خزانہ میں جمع کرا دیے ہیں اور بقیہ رقم مبلغ 71 کروڑ 4 لاکھ 55 ہزار 811 روپے کی ادائیگی کے لیے متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ مزید برآں تادیبی کارروائی کے لیے شوگر سیس رولز کے تحت کین کمشنر کے اختیارات بھی ڈپٹی کمشنر کو سونپ دیے گئے ہیں تاکہ سیس کے بقایا جات جلد سے جلد وصول کیے جا سکیں۔ شوگرسیس کی رقم ادا نہ کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سی شوگر ملز نے شوگر سیس کی ادائیگی کو عدالت عالیہ لاہور میں چیلنج کر رکھا تھا۔ عدالت عالیہ لاہور نے کچھ شوگر ملوں کی رٹ ہائے کا فیصلہ صادر فرماتے ہوئے ان کا مؤقف مسترد کر دیا ہے، جس کے خلاف شوگر ملز نے معاملہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اٹھایا ہے۔ اس کے باوجود بھی محکمہ کی پوری کوشش ہے کہ بقایا جات کی ادائیگی جلد ہو۔ جہاں تک جمع شدہ رقم کا تعلق ہے تو مبلغ 26 کروڑ 85 لاکھ 72 ہزار 192 روپے کمشنر صاحبان کو ترقیاتی کاموں پر خرچ کرنے کے لیے جاری کر دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مزید مبلغ 10 کروڑ 12لاکھ 89 ہزار 750 روپے آئندہ تین چار دنوں میں جاری کر دیے جائیں گے۔

جہاں تک اس تحریک التوائے کار کے محرک میاں عبدالستار صاحب کا تعلق ہے اور انھوں نے جس مسئلے کی نشاندہی کے لیے یہ تحریک پیش کی ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں واقع تین شوگر

ملوں کے ذمے مبلغ 4 کروڑ 68 لاکھ 90 ہزار روپے واجب الادا تھے، جس میں سے 3 کروڑ 66 لاکھ 14 ہزار روپے خزانہ میں جمع کروائے گئے۔ جمع شدہ رقم میں سے 3 کروڑ 8 لاکھ 28 ہزار روپے کمشنر بہاولپور کو ترقیاتی کام کے لیے بھیج دیے گئے ہیں۔ اس رقم کو ترقیاتی کام پر خرچ کرنے کے لیے ڈویژنل زونل سیس کمیٹی زیر سرپرستی کمشنر بہاولپور قائم ہے جو منظور شدہ منصوبہ جات پر خرچ کرنے کی مجاز ہے۔ منصوبہ جات کی فہرست کے لیے کمشنر بہاولپور سے رجوع کیا گیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ضلع رحیم یار خان کے ترقیاتی پروگراموں کے بارے میں ان کے جو خدشات تھے کہ وہ شاید مکمل نہیں ہوں گے یا ان میں دیر ہو جائے گی۔ تو تمام رقم یعنی اس کا تقریباً کوئی 80 فی صدی ہم نے کمشنر بہاولپور کو بھیج دیا ہے اور اس وقت جو ڈویژنل زونل سیس کمیٹی ہوتی ہے، کمشنر اس کو head کرتے ہیں، اس میں تمام طبقات میں سے ایک ایک نمائندہ ہوتا ہے، کاشت کاران کا بھی، ہمارے ایم۔ پی۔ اے صاحبان میں سے بھی، ضلع کونسل کے ممبران بھی، ایگریکلچر کے نمائندے، ارگیشن کے نمائندے، سی اینڈ ڈبلیو کے یہ تمام اس میں شامل ہیں اور وہاں ترقیاتی کاموں پر کام شروع ہو چکا ہے۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے جو خدشات تھے وہ میرے اس جواب سے دور ہو جانے چاہییں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں اور اس کو واپس لے لیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! پہلے تو گزارش یہ ہے کہ جتنا یہ 4 کروڑ روپیہ کہا گیا ہے۔ 4، 4 کروڑ تو وہاں ایک ایک مل کا بنتا ہے۔ یہ ٹوٹل 4 کروڑ تین ملوں کا، figure غلط ہے۔ خیر اس کے متعلق چونکہ میرے پاس ابھی صحیح figure نہیں ہے کہ یہ ٹوٹل رقم کتنی ہے؟ یہ تو میں انشاء اللہ figure لوں گا اور اگر یہ غلط ثابت ہوئے تو میں پھر تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ جہاں تک وزیر موصوف نے یہ کہا کہ 80 فی صد رقم چلی گئی ہے۔ ایک میری گزارش یہ ہے کہ بقیہ 20 فیصد رقم کی کوئی commitment دے دیں کہ ایک مہینے میں، دو مہینے میں، تین مہینے میں ہم ان ملوں سے وصول کر لیں گے۔ تیسری جہاں تک گزارش یہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کا انھوں نے کہا۔ کمشنر نے میٹنگ بھی conduct کی، منصوبے بھی منظور

ہو گئے، منصوبے منظور شدہ ہیں لیکن ان کے مینڈر صرف اس لیے نہیں ہو رہے کہ پیسہ نہیں ہے۔ شوگر ملوں نے پیسہ نہیں دینا۔ میرے اندازے کے مطابق یہ دس بارہ کروڑ روپیہ ہے جب کہ انھوں نے چار کروڑ روپے کے figure دیے ہیں۔ اب چونکہ مجھے بھی صحیح پتا نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ نہیں کہتا کہ اتنے figures ہیں۔ وہ تو میں نے عرض کر دیا ہے کہ انشاء اللہ میں صحیح figures اس ہاؤس میں پیش کروں گا۔ اب وزیر موصوف صرف اس بات کو یقینی بنائیں کہ بقیہ 20 فی صد رقم ایک مہینے میں، دو مہینے میں یا تین مہینے میں کب تک ان کا ڈیپارٹمنٹ وصول کرے گا؟

جناب چیئرمین، حافظ صاحب! میں بھی اس میں آپ سے گزارش کروں گا کہ سارے اضلاع کا یہ مسئلہ ہے اور عام طور پر رورل ڈویلپمنٹ پروگرام رک جاتا ہے۔ آپ ایک بات کو ensure فرمائیں کہ arrear نہیں رہنا چاہیے۔ کوشش کریں کہ بقایا جو بھی بنتا ہو وہ ہر سال وصول ہو اور ہر سال جو منصوبہ بندی ہے اس کے مطابق خرچ ہو۔ جب وہ رقم defer ہو جاتی ہے تو وہ منصوبے بند ہو جاتے ہیں۔ آئندہ سال کے لیے جب وہ رقم lumpsum اکٹھی ہوتی ہے تو اس میں کئی problems create ہو جاتے ہیں۔ ایک تو اس میں یہ مہربانی فرمائیں کہ اسے ensure کیا جائے کہ regularly year to year اس کی recovery ہو۔

باقی آپ نے ایک بڑی اچھی بات کہی کہ آپ نے ڈپٹی کمشنرز کو اختیارات سونپ دیے ہیں اور باقی تقریباً تیس کروڑ کے قریب بقایا رہتا ہے۔ مہربانی کریں کہ اس کی جلدی recovery ہو جائے۔ان حالات کی ناگواری کے باوجود اضلاع میں ڈویلپمنٹ نہیں رکنی چاہیے۔

وزیر خوراک، جناب چیئرمین! آپ نے بجا فرمایا۔ اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر میں اس کا تھوڑا سا ایک اجمالی خاکہ اس ہاؤس میں پیش کروں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس وقت صورتحال کیا ہے۔ پاکستان کی کل آبادی موجودہ census کے مطابق ساڑھے تیرہ، چودہ کروڑ ہے اس کی چینی کی جو سالانہ ضروریات ہیں وہ 28 لاکھ ٹن ہیں۔ پچھلے سال پاکستان کی تمام شوگر ملوں نے 24 لاکھ ٹن چینی پیدا کی اور چار لاکھ کا خسارہ تھا۔ یہاں میرے جذبات پھر بہت ابھرتے ہیں اور میرے اپوزیشن کے دوست کہتے ہیں کہ آپ کیوں ستائش کرتے ہیں اور اپنے لیڈران کی کیوں تعریف کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ، هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ O فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ O

احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہوتا ہے' نیکی کا بدلہ تو نیکی ہی ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے کاشتکاروں کو ایک incentive دیا' گنے کی قیمت میں اضافہ کیا' one window operation کے تحت ان کو قرضوں کی سہولت فراہم کی جس کا نتیجہ کیا نکلا کہ پچھلے سال 24 لاکھ ٹن چینی پیدا ہوئی' چار لاکھ ٹن کی کمی تھی۔ آٹھ لاکھ ٹن چینی باہر سے درآمد کی گئی۔ چار لاکھ ٹن اس سال کے لیے اور اگلے سال کے لیے تاکہ صورت بہتر رہے۔ لیکن قائد محترم میاں نواز شریف صاحب نے جو incentive دیا اور جو حالات پیدا ہوئے اس کا نتیجہ کیا نکلا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ' بڑی خوشی کے ساتھ اور فخر کے ساتھ میں آپ کو اور آپ کے توسط سے پورے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال آپ کی چینی کی پیداوار اس وقت تک 36 لاکھ ٹن تک ہو چکی ہے۔ اب آٹھ لاکھ ٹن چینی ہماری سالانہ ضروریات سے فالتو پیدا ہو چکی ہے اور پچھلے سال کی 4 لاکھ ٹن جو درآمدی چینی تھی وہ بھی فالتو ہے۔ یعنی اس وقت ہمارے پاس بارہ لاکھ ٹن چینی فالتو ہے جو ایکسپورٹ بھی ہو رہی ہے' سودے ہو رہے ہیں لیکن جس طرح آپ جانتے ہیں کہ پوری دنیا میں ایک recession آیا ہوا ہے کہ قیمتوں میں کمی ہے۔ اب اس میں مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہمارے فاضل ممبر میاں عبدالستار صاحب نے یہ جو تحریک التوا پیش کی ہے اس کا تعلق تو ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں ہے ہمارے سامنے اس سے بڑا مسئلہ تو ہمارے کاشتکار بھائیوں کے بقایا جات کا ہے جو ہم نے ان کو بقایا جات ادا کرانے ہیں۔ لیکن جیسے جیسے چینی برآمد ہوتی جا رہی ہے رقم آتی جا رہی ہے۔ یہ رقوم ہم ان کو ادا بھی کروا رہے ہیں اور شوگر سیس کی رقم بھی آ رہی ہے۔

جناب والا! میاں عبدالستار صاحب نے جو فرمایا ہے کہ یہ figures غلط ہیں۔ میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جتنی crushing ہوتی جاتی ہے اس کے حساب سے شوگر سیس جمع ہوتا ہے۔ رقم کی یہ figures صحیح ہیں۔

جناب چیئرمین! جہاں تک ڈویژنل کمشنر بہاولپور کا تعلق ہے میں ان کے ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں ذاتی طور پر بھی ان کو یہ ہدایت کروں گا کہ ان کے تمام ترقیاتی کام اسی سال پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو شوگر سیس کی رقم ہے اس سے زیادہ موجود حکومت کے نزدیک کاشتکاروں کے بقایاجات اہمیت رکھتے ہیں۔ جس طرح آپ نے appreciate کیا میں آپ کا

ممنون ہوں کہ ہم نے کین کمشنر جو کہ ڈائرکٹر فوڈ پنجاب ہوتا ہے اس کے اختیارات ڈپٹی کمشنر کو سونپ دیے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جو شوگر مل مالکان ہیں ' ظاہر ہے یہی بات ہے کہ وہ بہت بڑے بڑے لوگ ہیں لیکن ہم نے دو شوگر ملوں کو سیل کیا ہے۔ ہم نے ان کے منیجنگ ڈائرکٹر کو پکڑ کر اندر کیا ہے۔ آپ حیران ہوں گے اور پھر جب تک انھوں نے پیسے جمع نہیں کروائے ہم نے ان کو نہیں چھوڑا۔یعنی پہلے انھوں نے وہ پیسے جمع کروائے اس کے بعد ہم نے ان کو چھوڑا۔ جتنا ہم سے زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ہے وہ ہم کر رہے ہیں ۔ میں آج یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ شوگر مل مالکان کی جو مشکلات اور جو مسائل ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر درست ہیں کیونکہ وہ بھی ہمارا ایک component ہے۔ میں نے ان سے میٹنگ کی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ دیکھیں یہ لاکھوں ٹن چینی پڑی ہے اس کو اب ہم نے دریا میں تو نہیں پھینکنا۔ ہم نے اس کو ایک مناسب قیمت پر برآمد کرنا ہے ملک کی کھپت 28 لاکھ ٹن ہے اور 36 لاکھ ٹن چینی پیدا ہو چکی ہے تو اس لیے وہ بھی سچے ہیں اور وہ برآمد ہوتی جا رہی ہے اور پیسے آتے جا رہے ہیں۔ جونہی پیسے آتے جائیں گے اور شوگر سیس کی قیمت آتی جائے گی تو ان کے ترقیاتی کام ہوتے جائیں گے۔ تو میرے اس جواب کے بعد میرے فاضل دوست اس پر زور نہ دیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

میاں عبدالستار، جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کروں گا۔ ایک تو میں ان کا ممنون ہوں کہ کمشنر صاحب کو میرے ترقیاتی کاموں کے لیے ہدایت فرمائیں گے۔ میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس کے ترقیاتی کام کی منظوری ہو چکی ہے اور جس جس کو حصہ ملنا تھا وہ مل چکا ہے۔اس کے ٹینڈر اس لیے نہیں ہو رہے کہ شوگر ملیں پیسے نہیں دے رہیں۔ میری استدعا یہ ہے کہ صرف یہ بتائیں کہ شوگر ملوں کے بقایا جات فلاں تاریخ تک یعنی دو مہینے تک یا تین مہینے تک وصول کر لیں گے۔ مجھے ان سے ایک تو یہ commitment چاہیے۔

جناب چیئرمین! دوسرا میں کسی شوگر مل ایسوسی ایشن کی بات نہیں کر رہا یہ تو گورنمنٹ کا اپنا ایکشن ہے جب شوگر ملیں نفع میں جاتی ہیں اور پیسہ کماتی ہیں تو کیا وہ سارے کا سارا منافع گورنمنٹ کو دے دیتی ہیں؟ کیا وہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو دے دیتی ہیں؟ وہ ایسا نہیں کرتے۔ جب ان کو

نفع ہوتا ہے تو وہ اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ اب اگر ان کو کچھ مشکلات پیش آئی ہیں۔ شوگر سیس کا آدھا پیسہ زمیندار دیتا ہے' آدھا پیسہ مل مالکان دیتے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہم سے جو آدھا پیسہ لیا گیا ہے کیا وہ جمع کروایا ہے؟ وہ بھی جمع نہیں کروایا۔ تو میری گزارش یہ ہے اور میں نے ان سے صرف دو باتیں عرض کرنی ہیں کہ یہ کوئی ایک وقت دے دیں کہ ہم ان سے شوگر سیس کی رقم دو مہینوں میں وصولی کر کے دے دیں گے یا تین مہینوں میں دے دیں گے۔ بس اتنی سی میری گزارش ہے۔

جناب چیئرمین، یہ بات تفصیل سے ہو گئی۔ دیکھیں بات recovery کی ہے۔ ایک ارب روپے میں سے 82 کروڑ روپیہ recover ہو چکا ہے اور وہ بھی آپ کو 80 فیصد مل رہا ہے۔ میں نے اس چیئر کی طرف سے ذاتی طور پر درخواست کی ہے کہ arrears نہیں رہنے چاہئیں۔ اب ہم اسے dispose of کرتے ہیں۔

مجالس قائمہ برائے کوآپریٹو، انڈسٹریز اور ایس اینڈ جی اے ڈی کی تشکیل

جناب چیئرمین، اب وزیر قانون مجالس قائمہ کے بارے میں فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے طے کی ہوئی مندرجہ ذیل اراکین مجالس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ فہرست اراکین مجالس قائمہ بابت کوآپریٹو' انڈسٹریز اور ایس اینڈ جی اے ڈی نمبر 2 ۔ فہرست اراکین مجالس جو کہ موجودہ مجالس میں تبدیلی کے ذریعے اراکین مجالس بنائے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"اسمبلی کے قاعدہ نمبر 150 کے تحت مذکورہ بالا فہرستوں میں درج ارکان کو اسمبلی کی طرف سے منتخب شدہ ارکان مجالس متعلقہ تصور کیا جائے"۔

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال ہے کہ۔

"اسمبلی کے قاعدہ نمبر 150 کے تحت مذکورہ بالا فہرستوں میں درج ارکان کو اسمبلی کی طرف سے منتخب شدہ ارکان مجالس متعلقہ تصور کیا جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسوُدہ قانون، ادارہ جات طب و صحت، پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب چیئرمین، کل پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز بل 1998ء پیش ہوا تھا۔ اس کے بارے میں کچھ ترامیم تھیں۔ تو میں قائد حزب اختلاف سعید احمد خان منیس صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اسے پیش کریں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman, I move:

> "That the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Health be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th October, 1998"

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Punjb Medical and Health Institutions Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Health be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th October, 1998."

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب چیئرمین، آپ نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ آپ اس پر بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ بل جو کہ اس وقت زیر بحث ہے بڑا اہم بل ہے اور اس وقت مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس وقت ہیلتھ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کو یہاں ضرور تکلیف دی جائے کیونکہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ جو باتیں اپوزیشن کی جانب سے ہوتی ہیں وہ ان کے افسران کی جانب سے منسٹر صاحب پڑھ دیتے ہیں تاکہ وہ میرے بہت ہی محترم بھائی ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہیلتھ منسٹر صاحب یہاں تشریف رکھتے ہوں۔ جب وہ وائنڈ آپ کریں تو کم از کم جن پوائنٹ کو میں ٹیک اپ کروں وہ فنی طریقے سے اپنے محکمہ کے اعتبار سے اس کا جواب دے سکیں۔ دوسری بات جو معزز سپیکر صاحب نے میری ایک بات کی نشاندہی پر فرمائی کہ ہاؤس آف کامنز میں ایک سپیکر بیٹھا ہوتا ہے اور ایک معزز رکن بیٹھا ہوتا

ہے اور کارروائی چلتی رہتی ہے ۔ لیکن ہاؤس آف کامنز کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں۔ معزز سپیکر صاحب نے فرمایا کہ وہ رولز کے مطابق اس ہاؤس کو چلائیں گے تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس ہاؤس کو اس ہاؤس کے رولز کے مطابق چلائیں اور اگر کچھ تعداد کم ہے تو اس کو پہلے پورا کیا جائے تا کہ میں اپنی بات اچھے انداز سے اپنے معزز اراکین اسمبلی کے سامنے پیش کر سکوں۔

(کچھ وقفہ کے بعد ممبران کی تعداد پوری ہو گئی)

جناب چیئرمین، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ایک نہایت ہی اہمیت کا حامل بل ہے جو کہ حکومت نے پیش کیا ہے ۔ اس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ

To provide for the establishment of the Medical and Health Institutions in the Punjab

جناب چیئرمین ! تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی نظام حکومت کے اداروں کو کھوکھلا کیا گیا وہ تباہی کی طرف گئے ۔ اور آج ہم جس نظام کی بات کر رہے ہیں اور جس autonomy کی بات کر رہے ہیں۔ ان انسٹی ٹیوشنز کو جو autonomy کی طرف لیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان اداروں کو کھوکھلا کرنے کے مترادف ہے۔ میں روس جیسی سپر پاور کی مثال دوں گا کہ وہ دنیا کا ایک طاقت ور ترین ملک تھا جو آج بھیک مانگنے پر مجبور ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے حکمرانوں کی طرح انھوں نے بھی adventurism کرنا چاہا تھا اور یہ اس adventurism کا ہی نتیجہ ہے کہ ایک اتنی بڑی سپر پاور کی قوم آج بھیک مانگنے پر مجبور ہے۔ ہوم ورک کیے بغیر جب بھی کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کے نتائج کبھی اچھے نہیں نکلتے اور موجودہ حکومت نے جتنے بھی کام کیے ہیں وہ بغیر ہوم ورک کے ہی کیے ہیں۔ اگر اس کی میں مثالیں دینا شروع کروں تو شاید وہ ختم ہونے میں ہی نہ آئیں۔ انھوں نے پہلے ایک دعویٰ کیا' ایک اعلان کیا پھر اسے withdraw کر لیا' پھر ایک دعویٰ کیا۔ اعلان کیا لیکن چونکہ وہ بغیر ہوم ورک کے تھا' اس میں اتنی غلطیاں رہ گئیں کہ پھر انھیں اسے withdraw کرنا پڑا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کام بغیر ہوم ورک کے شروع کیا جائے وہ کنویں میں چھلانگ لگانے والی بات ہے۔ اور اس بارے میں وہ مثال بھی صادق آتی ہے کہ کوا چلا ہنس کی چال

اور اپنی چال بھی بھول گیا۔

جناب والا! autonomy کے حوالے سے یہ جو بل اب سامنے آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت سی غلطیاں ہیں اور پھر اس کے جو نتائج سامنے آئیں گے وہ اتنے بڑے اور گمبھیر ہوں گے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ محکمہ صحت یا حکومت پہلے ان ہسپتالوں کی خود دیکھ بھال یا نگرانی کر رہی تھی لیکن اب autonomy ملنے کے بعد وہ ہنس کی چال چلنے کی خواہش میں اپنی چال بھی بھول جائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران صوبائی اسمبلی کو یہ نشان دہی کرنا چاہوں گا کہ جب یہ حکومت کوئی کام خود نہیں کر سکتی تو پھر یہ اس نظام کو کسی دوسرے کے سپرد کر دیتی ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ان کے پاس جو establishments ہیں ان سے ڈھنگ سے کام لینے کا انھیں طریقہ نہیں آتا۔ میں محکمہ ایجوکیشن کی مثال دیتا ہوں کہ جب انھوں نے گھوسٹ سکولوں کو ڈھونڈنا چاہا تو اپنی establishment پر ان کو اعتماد نہیں تھا اس لیے اس کام کو آرمی کے حوالے کرنا پڑا۔ اب سنا ہے کہ محکمہ صحت میں بھی سٹاف کو چیک کرنے کے لیے اسی طریقے سے شاید آرمی کو استعمال کیا جائے گا۔ اب ان اداروں کا جو اصل کام ہے اسے چھوڑ کر انھیں سویلین کے کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ اسیطریقے سے census کا کام اور بہت ساری دوسری مثالیں میں دے سکتا ہوں۔ اب مجھے جس بات کا خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ کہیں حکومت ایک دن یہ نہ کہہ دے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے نظام کو یہ نہیں چلا سکتے لہٰذا اسے بھی کسی اور کے سپرد کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت سے بعید نہیں کہ ایسا فیصلہ بھی کر دے۔ جیسا کہ میں نے پرسوں عرض کیا تھا کہ نظام شریعت جس طریقے سے لایا جا رہا ہے' بطور مسلمان ہمارا یہ عقیدہ اور خواہش ہے کہ نظام شریعت کو جلد از جلد صحیح معنوں میں نافذ کیا جائے۔ اور پھر حکم بھی یہ ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ لیکن یہ تو صرف اپنی powers کو بڑھانے والا نظام شریعت لا رہے ہیں۔ یہ کہ وفاقی حکومت ایک directive جاری کرے گی اور اس کا اطلاق تمام صوبوں پر ہو جائے گا۔ پھر اس ترمیم کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ جب ایک دن حکومت یہ محسوس کرے کہ ان صوبائی اسمبلیوں یا قومی اسمبلی کی ضرورت نہیں ہے اور پھر یہ Just by a stroke of a pen. کہہ دیں کہ وفاقی حکومت یہ کہتی ہے کہ صوبائی اسمبلیوں کی ضرورت نہیں' اس نظام کو ہم ختم کرتے ہیں۔ نظام کی تبدیلی سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے' اس کے بہت سے پہلوؤں کو دیکھنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آگے چلنے سے پہلے آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ پچھلے دنوں جب یہاں محکمہ صحت پر عام بحث ہو رہی تھی تو میں نے autonomy کے حوالے سے چند باتیں چیئر کی وساطت سے معزز ایوان کے سامنے پیش کی تھیں اور اس وقت معزز قائد ایوان بھی یہاں ہاؤس میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے autonomy کے نظریے کو سمجھنے میں شاید دشواری ہوئی ہے میں سمجھ نہیں سکا۔ میں نہایت ہی ادب سے کہتا ہوں کہ مجھے autonomy کے concept کا علم ہے، مجھے autonomy کے motives کا بھی علم ہے اور صرف motives ہی نہیں بلکہ میں کہوں گا کہ مجھے ان ulterior motives کا بھی پتا ہے جو اس کے پیچھے ہیں۔ میں اس ایوان کا ایک ذمہ دار رکن ہوں اور یہاں جتنی قانون سازی ہوتی ہے ہماری خواہش ہوتی ہے کہ ہم اس میں صحیح انداز میں اور مثبت طریقے سے contribute کریں تاکہ کل کو باہر سننے والے، دیکھنے والے اور پڑھنے والے یہ کہیں کہ اراکین اسمبلی جنھیں ہم نے منتخب کر کے ایوان میں بھیجا ہے انھوں نے واقعی کوئی اچھی قانون سازی کی ہے [illegible] کا جو بل پاس ہوا [illegible] طریقے سے بھی عام لوگوں کے لیے قابل قبول نہیں۔ اگر آج کی اخبارات کے حوالے سے اسے دیکھیں تو بہت سے علمائے کرام نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور اگر کل ہماری بات مان لی جاتی، جیسا کہ آج میں اپنی اس ترمیم پر بات کر رہا ہوں کہ اسے یہاں زیر بحث لانے سے پہلے مشتہر کیا جائے، عوام سے آراء لی جائیں، سمجھنے والے اور سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگوں کی آراء آجائیں تو پھر ہم اس بل کو take up کریں۔ اگر کل ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کونسل والے بل پر میری یہ تجویز مان لی جاتی اور اسے کچھ عرصے کے لیے defer کر کے، آراء لے کر ہم ایک اچھی قانون سازی کرتے تو شاید ہمیں لوگ ایک اچھا قانون ساز ادارہ کہتے۔ لیکن اب چونکہ ایک بات controversial ہو گئی ہے۔ اب کئی دن controversies پڑی رہیں گی اور جیسے میں نے عرض کیا کہ ہم نے جو قدم کل اٹھایا ہے شاید وہ شرعاً غلط ہو۔ اس autonomy کے motives اور ulterior motives یہ ہیں کہ This is the first step towards privatization. حالانکہ حکومت اس بات کی بہت نفی کر رہی ہے، روزانہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندہ سلامت رکھے تو آپ اگلے کچھ عرصے میں یہ دیکھیں گے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ حکومتیں جب بھی کسی بات کی نفی کرتی ہیں تو ویسے ہی ہو جاتی ہے۔ میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ devaluation کے

بارے میں حکومتیں بار بار کہتی رہیں کہ devaluation نہیں ہو گی، نہیں ہو گی لیکن ہم one fine morning اٹھتے ہیں تو ہمارے تکیے کے نیچے جو سو کا نوٹ پڑا ہوتا ہے وہ نوٹ سو کی بجائے اسی روپے کا ہوا پڑا ہوتا ہے۔ گویا حکومت جو کہتی ہے کہ devaluation نہیں کرے گی تو وہ ہو جاتی ہے پھر جھوٹ پر جھوٹ بول کر کس کو فریب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ یہاں پر جو لوگ بیٹھے ہیں یہ تو گئے چنے ہیں۔ یہ لوگ تو عوام کے pick کیے ہوئے ہیں۔ ان کو لوگوں نے لاکھوں کی تعداد میں ووٹ دیے ہیں یہ لاکھوں کی تعداد کی نمائندگی کرتے ہیں کم از کم میرے خیال میں یہاں پر کوئی ایسا معزز رکن نہیں بیٹھا ہو گا جو یہ سب باتیں نہ سمجھتا ہو۔ ہاں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جیسے میں پہلے بھی عرض کرتا ہوں کہ چودھویں ترمیم کی لٹکتی ہوئی تلوار کے ہوتے ہوئے میرے کچھ بھائی اس سے اختلاف نہ کرتے ہوں۔ لیکن مجھے قوی یقین ہے کہ جب وہ اپنے ضمیر کی آواز سے سوچتے ہوں گے یا اپنے گریبانوں میں جھانکتے ہوں گے تو ان کو یہ باتیں ضرور اچھی لگتی ہوں گی اور یہ سمجھتے ہوں گے کہ واقعی ہم جو باتیں کر رہے ہیں ان میں وزن ہے۔

جناب والا! autonomy کے بعد پرائیویٹائزیشن ہو گی اور اس پر بہت سارے لوگوں نے نظریں لگائی ہوئی ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کب پرائیویٹائز ہوں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ----

چودھری محمد عظیم گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف نے کسی میڈیکل انسٹی ٹیوشن کے حوالے سے اپنی بحث کا آغاز کیا۔ اس میں چودھویں ترمیم اور پرائیویٹائزیشن کا کیا تعلق ہے؟ وہ to the point بات کریں۔ آج جمعہ کا دن ہے اور ہم نے جا کر جمعہ کی نماز بھی ادا کرنی ہے۔

جناب چیئرمین، یہ پوائنٹ آف آرڈر dispose of ہوا۔ منیں صاحب! آپ شروع کریں۔

جناب سعید احمد خان منیں، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں تو بار بار عرض کرتا ہوں کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو بے جا نہیں ٹوکا جاتا۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بار بار کہنے کے باوجود اور بار بار Chair کے سمجھانے کے باوجود بھی میرے معزز دوست بے جا ٹوکتے ہیں۔ پھر ایسا پوائنٹ آف آرڈر جس کی کسی طریقے سے بھی بات بنتی نظر نہیں آتی۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ میری اپنی

آراء ہیں۔ میں اپنی رائے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور پھر You are the best judge. یہ ایک ڈیموکریٹک ادارہ ہے یہاں ہم نے اپنی آراء دینی ہیں۔ اس کے بعد جب Chair نے ووٹ کے لیے سوال put کرنا ہے تو وہ اکثریت کے ساتھ carry ہونا ہے۔ جو اکثریت چاہے گی وہ کچھ ہو گا اگر اکثریت چاہے گی کہ یہ بل اچھا ہے' autonomy صحیح طریقے سے ہو رہی ہے اور یہ صحیح کام کرے گی تو Well and good we accept it. اس لیے کہ Majority is authority. لیکن رائے دینا ہمارا حق ہے۔ ایک مثبت اور اچھی رائے دینا تاکہ اس میں حکومت کو ایسے points نظر آئیں کہ اگر وہ کوئی غلط کام کر چکی ہے یا کر رہی ہے تو اس میں اصلاح کر دے۔

جناب چیئرمین! میں نے جو پرائیویٹائزیشن کی بات کی ہے۔ ہمیشہ حکومت کی ایک بی ٹیم ہوا کرتی ہے۔ اب وہ بی ٹیم اس بات پر نظر لگائے بیٹھی ہے کہ autonomy کے بعد اگلا قدم پرائیویٹائزیشن ہوگا۔ ان لوگوں نے تیاری کرنا شروع کر دی ہے کہ جب پرائیویٹائزیشن ہوگی تو ہم اداروں کو خرید لیں گے اور اپنے تصرف میں لائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے ایک بہت ہی آسان طریقہ ڈھونڈ لیا ہے کہ پہلے پرائیویٹائز کریں اور پھر اپنے من پسند لوگوں میں تقسیم کر لیں۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں جن کو میں یہاں quote نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ماحول کو خراب کیا جائے لیکن یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو point out کرنا بہت ہی ضروری ہے۔

جناب والا! ایک اچھی ویلفیئر اسلامی ریاست میں صحت اور تعلیم جیسے سوشل سیکٹر کو مینجمنٹ کے بنیادی اصولوں سے ناواقف اور نابلد چیف ایگزیکٹو کے حوالے کرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔ پھر اس میں صرف تین مہینے کا وقفہ دے کر کہ وہ تین مہینے میں identify کر لیں گے کہ ان کا کام صحیح طریقے سے ہو رہا ہے یا نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی ایک ناممکن سی بات نظر آتی ہے۔ میں اس چیز کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اس کے concept کا بھی علم ہے اور اس کے motives کا بھی علم ہے۔ یہاں پر چیف ایگزیکٹو کو جو اختیارات دے دیے گئے ہیں وہ اتنے غیر محدود ہیں کہ حکومت خود اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھی ہے اور جیسے انگلش کی کہاوت ہے کہ---

جناب چیئرمین، منیس صاحب! آپ کتنا وقت لیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، میں ایک گھنٹہ اور لوں گا۔

جناب چیئرمین، ایک گھنٹہ اور لیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں۔

جناب چیئرمین، پھر تو ٹائم بڑھانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آج جمعہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر اس کو اگلے دن لے لیں۔

جناب چیئرمین، کیا آپ دو منٹ میں ختم نہیں کر سکتے؟

جناب سعید احمد خان منیس، یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، باقی باتیں تو ہو گئی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! یہ قانون سازی ہے اور یہاں قانون سازی پندرہ پندرہ دن چلتی رہتی ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیسا رواج شروع ہوگیا ہے کہ پانچ منٹ کے بعد کہا جاتا ہے کہ wind up کریں۔ ہم یہاں کس لیے آئے ہیں؟

جناب چیئرمین، آپ میڈیکل انسٹی ٹیوشن کی بات کر رہے ہیں ناں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں میں اسی کے بارے میں بات کر رہا ہوں اور میں آپ کو ایسی باتیں بتاؤں گا کہ آپ دنگ رہ جائیں گے۔

جناب چیئرمین، اچھا آپ ایک گھنٹہ لیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی مجھے اتنا وقت لگ جائے گا۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میرے خیال میں قائد حزب اختلاف آدھ گھنٹہ بول چکے ہیں۔ بقیہ آدھا گھنٹہ بے شک next working day پر لے لیں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS : I will take my time.

وزیر قانون، جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ انھیں ٹوٹل ایک گھنٹہ چاہیے۔ تو آدھا گھنٹہ یہ بول چکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ مجھے ایک گھنٹہ اور چاہیے۔ جب تک میں معزز ممبران کو اپنی بات نہیں سمجھا سکوں گا اس وقت تک تو میں بولتا رہوں گا۔اس میں ایک دن

بھی لگ سکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس طرح معزز قائد حزب اختلاف ہیلتھ بل پر غیر ضروری گفتگو کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس طرح تو انھیں چھ گھنٹے بھی کم ہوں گے۔ چونکہ آج جمعہ کا دن ہے اور سب اراکین نے نماز جمعہ ادا کرنی ہے اس لیے ذرا جلدی wind up کر لیں۔

جناب چیئرمین، اب ہاؤس سوموار تین بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

سوموار' 28 ستمبر 1998ء

(دو شنبہ' 6 جمادی الثانی 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 3 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾
وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

سورۃ الغاشیۃ آیت 14 تا 19

بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا o اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا o مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو o حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے o یہی بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے۔ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں o

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مال)

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی چنیوٹی صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! عیسائیوں کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے "بشارتی اور شفاعیہ عبادات" یہ لاہور کے کھلے گراؤنڈ میں 2۔ اکتوبر سے 5۔ اکتوبر تک ہوں گی۔ اس میں مسلمانوں کو بھی دعوت دی گئی ہے اور شام کی عبادات کے لیے مفت بسوں کا انتظام ہے۔ "لنگڑے چلنے لگیں گے اندھے دیکھنے لگیں گے اور گونگے بولنے لگیں گے" اس پر ہر روز شام چھ بجے ان کا پروگرام ہے۔ فلم ہوگی، ٹیلی ویژن ہوگا، ریڈیو ہوگا اور سٹیج کے مایہ ناز گلوکاران خداوند کی حمد و ثناء کریں گے۔ پہلے یہ روز نامہ "خبریں" میں بھی آ چکا ہے ---

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! اس کا کارروائی سے تعلق نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! پہلے یہ روز نامہ "خبریں" میں آ چکا ہے کہ سیالکوٹ کے علاقے میں 65 ہزار مسلمانوں کو عیسائی کر چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! اس کا موجودہ کارروائی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ اس کے متعلق کوئی تحریک التوائے کار لے آیے۔ ہم اس پر ہاؤس میں بات کر لیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! تحریک التوائے کار تو میں نے دی ہوئی ہے لیکن آپ شاید آج اجلاس ختم کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اجلاس آج ختم نہیں ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، تو تحاریک التوائے کار کے موقع پر مجھے پیش کرنے کا موقع دیجیے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج ہاؤس prorogue نہیں ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! یہ امن عامہ کا مسئلہ بن رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔جب وقت آئے گا تو آپ اس پر ضرور بولیے گا اور دل کھول کر بولیے گا۔میں آپ کو پھر بتا دوں کہ آج اجلاس ختم نہیں ہو رہا۔ ان شاء اللہ جب آپ کی تمام باتیں مکمل ہوں گی تب اجلاس ختم کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اگر اس کو نہ روکا گیا تو امن عامہ کا مسئلہ بن جائے گا۔وزیر قانون اور وزیر مذہبی امور کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ فکر نہ کریں۔وزیر قانون سن رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سردار صاحب! آپ بھی اسی بات پر پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں تو کوئی valid پوائنٹ آف آرڈر کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔پہلے گنتی کرا کر کورم پورا کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو کچھ بہت زیادہ ہی valid نہیں ہو گیا؛ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر، دوبارہ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے اس لیے ہاؤس آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کی گئی)

(کورم کے بعد 4 بج کر 43 منٹ پر اجلاس کی کارروائی زیر صدارت

جناب قائم مقام سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا ہے۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سوال نمبر 345 میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ جی میاں صاحب!

شوگر فارم خان پور کی آمدن بڑھانے کے لیے اقدامات

*354۔ میاں عبدالستار (پی پی 234)، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) شوگر فارم تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کا کل رقبہ کتنا ہے۔

(ب) آباد رقبہ کتنا اور غیر آباد کتنا ہے۔

(ج) اس شوگر فارم سے سالانہ کتنی آمدنی ہو رہی ہے۔

(د) غیر آباد رقبہ کتنے عرصہ سے غیر آباد چلا آ رہا ہے اور کیوں۔

(ہ) حکومت اس شوگر فارم کی آمدنی بڑھانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے نیز کیا نیلام عام کا سسٹم رائج کرنے کے لیے حکومت غور کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) گورنمنٹ شوگر فارم تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان کا کل رقبہ 6146 ایکڑ ہے۔

(ب) آمدہ اطلاع ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کے مطابق 4736 ایکڑ رقبہ آباد ہے جب کہ 1410 ایکڑ رقبہ غیر آباد ہے۔

(ج) گزشتہ ایک سال ربیع و خریف 1996ء میں گورنمنٹ شوگر فارم سے کل وقتی حصہ سرکار مبلغ 74,66,021/25 روپے حاصل ہوا ہے۔

(د) جب سے شوگر فارم قائم ہوا ہے 1410 ایکڑ رقبہ غیر آباد چلا آ رہا ہے کیونکہ یہ رقبہ ریت کے ٹیلوں پر مشتمل ہے۔

(ہ) گورنمنٹ شوگر فارم کی آمدنی بڑھانے کے لیے آبپاشی کا نظام بہتر بنانے کے سلسلہ میں کھال جات کو پختہ کیا جا رہا ہے۔ نئے موگہ جات لگوائے جا رہے ہیں۔ جس سے غیر آباد رقبہ آباد ہو کر آمدنی بڑھنے کا سبب بنے گا۔ تحصیل دار و دیگر عملہ شوگر فارم مزارعین سے سخت محنت کروا رہے ہیں۔

جہاں تک نیلام عام کا تعلق ہے حکومت پنجاب نے شوگر فارم فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں چیئرمین نجکاری بورڈ پنجاب کو تحریر کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس شوگر فارم ٹوٹل رقبہ جو 6,146 ایکڑ ہے یہ رقبہ کب مختص کیا گیا تھا؟

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جب کسی چیز کی تعداد بتائی جائے اور اس کے مطابق اس کے لیے brief کیا جائے تو definitely انھوں نے اس کی تاریخ پوچھی ہوگی کہ یہ سکیم کب جاری ہوا اور کن وجوہات پر ہوئی۔ اس کی وجوہات بھی ان کو پتا ہوں گی اور کب جاری ہوئی تو یہ fresh question نہیں بن سکتا۔ چودھری اقبال صاحب ان کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں بتاتا ہوں۔ اس کی ہسٹری یہ ہے کہ یہ 6146 ایکڑ رقبہ ہے جس میں تقریباً 4736 ایکڑ رقبہ آباد ہے اور .....

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے وزیر موصوف کو ضمنی سوال سمجھانے میں قاصر رہا ہوں۔ میں نے ہسٹری نہیں پوچھی کہ کتنا رقبہ آباد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اصل میں وہ آپ کو بڑی تفصیل سے بتانا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ان کے بتانے کی بات نہیں ہے۔ یہ تو سوال کے جواب میں دیا ہوا ہے کہ 4,736 ایکڑ رقبہ آباد ہے اور 1410 ایکڑ رقبہ غیر آباد ہے۔ یہ چونکہ میں نے پڑھا ہے اس لیے ان کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تو پوچھا ہے کہ سکیم کب، کس وقت، کس دور میں شروع کی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو بہت بڑا سوال ہے اس کے لیے تو آپ کو fresh question دینا پڑے گا۔

وزیر مال، جناب سپیکر! اصل میں یہ بات نہیں ہے یہ چاہے جتنے مرضی ضمنی سوالات کر لیں مجھے اس کی پوری ہسٹری کا بھی پتا ہے۔ میں اس کی ہسٹری بھی بتا سکتا ہوں اور اس کا جواب بھی دے

سکتا ہوں۔

جناب والا! ایک شوگر مل sanction ہوئی تھی۔ وہ شوگر مل وہاں بنی نہیں، اس کا پرمٹ منسوخ ہوگیا۔ یہ صوبائی گورنمنٹ کا رقبہ ہے یہ رقبہ وہاں مزارعین کو دیا ہوا ہے اور اس کا پورا انتظام صوبائی حکومت پنجاب کے پاس ہے اور یہ رقبہ مزارعین کے پاس ہے۔ اس پر اگر یہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں وگرنہ میں بڑی تفصیل سے اس بارے میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ حکومت کی کیا پالیسی ہے اور وہاں پر کتنی آمدن ہے اس کی ہر چیز میرے پاس ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آپ جج ہیں اور میں نے جو سوال کیا ہے کیا آپ ان کے اس جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ fresh question دے دیں۔ ان کو تاریخ یاد نہیں ہے اور انھوں نے اس کا پتا نہیں کیا۔ تاریخ کے لیے تو آپ کو fresh question دینا پڑے گا۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں اس وقت بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ 50 کی بات ہے لیکن اس کی صحیح تاریخ کا پتا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، اب وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ اگلا سوال نمبر 346 بھی میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ جی میاں صاحب!

تحصیل داروں اور نائب تحصیل داروں کی اپنے رہائشی اضلاع میں تعیناتی

*346 میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ان تحصیل دار اور نائب تحصیل دار صاحبان کے نام کیا ہیں جو خلاف پالیسی اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات ہیں۔

(ب) ایسے تمام تحصیلدار اور نائب تحصیلدار صاحبان کو کس کے حکم پر اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات کیا گیا تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) مندرجہ ذیل تحصیل دار صاحبان اپنے رہائشی ضلع میں تعینات ہیں۔

1۔ مسٹر انوار الحق لاہور

2۔ مسٹر محمد ارشد جاوید لاہور

3۔ مسٹر محمد عارف لاہور

قواعد کی رو سے نائب تحصیل داروں کو ان کے رہائشی ضلع میں تعینات کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کو اپنی رہائشی تحصیل میں تعینات نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے نائب تحصیلدار صاحبان جو اپنی رہائشی تحصیل میں تعینات ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مسٹر انجم اشرف تحصیل کینٹ' لاہور۔

2۔ مسٹر سرور ناجی ۔ایضاً۔

3۔ مسٹر مجاہد ضیاء ۔ایضاً۔

(ب) ان تحصیل دار صاحبان کو بورڈ آف ریونیو پنجاب اور نائب تحصیل دار صاحبان کو کمشنر کے حکم پر تعینات کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ تحصیل دار اپنے ڈسٹرکٹ میں نہیں لگ سکتے۔ نائب تحصیلدار اپنی ہوم تحصیل میں نہیں لگ سکتے۔ یہاں پر چند تحصیل داروں کے نام دیے ہوئے ہیں جن کو ہوم ڈسٹرکٹ لاہور میں لگایا ہوا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کن کے آرڈر سے یہ لاہور میں تحصیلدار لگے ہوئے ہیں؟

وزیر مال، جناب والا! تحصیلدار بورڈ آف ریونیو کے سینئر ممبر کے حکم سے لگتے ہیں اور نائب تحصیلدار کمشنر کے حکم سے لگتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا پالیسی relax کرنے کی پاور بورڈ آف ریونیو یا منسٹر صاحب کے پاس ہے؟

وزیر مال، جناب والا! یہ درست ہے کہ ہوم ڈسٹرکٹ میں تحصیلدار نہیں لگائے جا سکتے جبکہ نائب تحصیلدار ہوم ڈسٹرکٹ میں لگتے ہیں' ہوم تحصیل میں نہیں لگتے۔ لیکن اس پالیسی میں یہ بھی ہے کہ اگر وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہوں ' دو سال ان کی ریٹائرمنٹ میں رہتے ہوں تو ان کو special

condition پر یا انتظامی امور پر لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں ہم نے ایک تحصیلدار تبدیل کر دیا ہے اور باقی کے بارے میں بھی ہمارا یہی خیال ہے۔ ہوم ڈسٹرکٹ یا ہوم تحصیل میں special circumstances کی وجہ سے لگائے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ ہمارے زیر غور ہے اور ہم ان کو تبدیل کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، کیا ان تحصیلداروں کے بغیر ضلع نہیں چل سکتا؟ میں اس پر بضد نہیں ہوں اور میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے سوال یہ کیا ہے کہ یہ policy matter ہے۔ کسی نے اس پالیسی کو relax کیا ہو گا۔ میں نے سوال کیا ہے کہ آیا ممبر بورڈ آف ریونیو یا منسٹر موصوف کے پاس پالیسی relax کرنے کے اختیارات ہیں؟

وزیر مال، میں نے یہی کہا ہے کہ انتظامی امور میں تو اتھارٹی تعیناتی کرتی ہے اور وہ اختیارات کو بروئے کار لا کر ہی کرتی ہے۔ جیسے بورڈ اگر پابندی لگاتا ہے تو وہ اس کو relax بھی کر سکتا ہے۔ اگر چیف منسٹر کی power ہے اگر وہ پابندی لگاتا ہے تو وہ اس کو relax بھی کر سکتا ہے۔ جس کے پاس power ہوتی ہے۔ جو پابندی لگا سکتا ہے وہ اٹھا بھی سکتا ہے۔ بورڈ کی power ہے۔ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کو تعینات کرنے کی power ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی خصوصی حالات ہوں تو وہ اپنے اختیارات استعمال کر کے لگا بھی سکتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس پر بضد ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ policy relaxation کی powers وزیر موصوف کے پاس نہیں ہیں۔ انھوں نے لازمی طور پر جب ان کے آرڈرز کیے ہوں گے تو policy relax کر کے ہی کیے ہوں گے۔ جب یہ لاہور گرنے لگا ہو گا اور ان کے بغیر انتظامی امور نہیں چل سکتے ہوں گے تو لازمی طور پر اس کے لیے سمری بنی ہو گی اور جو بھی اتھارٹی ہے، چاہے وہ منسٹر صاحب ہیں، چاہے ممبر بورڈ آف ریونیو ہے، اس کے لیے policy relaxation کی سمری بنی ہوگی اور policy relax کی ہو گی۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان کو کس اتھارٹی نے اس پالیسی کو relax کر کے ان کی یہاں پوسٹنگ کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ کو علم ہو جانا چاہیے۔ وہ جا رہے ہیں کہ policy relax کر کے ہی یہ وہاں پر تعینات ہوئے ہیں اور relaxing authority کون ہے یہ بھی آپ جانتے

ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں وہی پوچھنا چاہتا ہوں ۔ مجھے پتا نہیں ہے ۔ جب میں منسٹر تھا اس وقت تو یہ چیف منسٹر صاحب کے پاس اتھارٹی تھی ۔ جیسے انھوں نے اب کال اٹینشن نوٹس کے لیے منسٹر کو powers دے دی ہیں، کوئی مشکل کام کے لیے اگر powers دے دیتے ہیں تو آسان کام کے لیے بھی انھوں نے powers منسٹر کو دی ہوں گی ۔ میں خوش ہوں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جس طرف داستان کو لے کر جانا چاہتے ہیں ۔ یہ وہ داستان نہیں ہے۔ نہ ہی یہ چیف منسٹر کے آرڈر سے ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ اس میں مداخلت کرتے ہیں۔ میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ یہ بورڈ آف ریونیو کی power ہے ۔اس کے آرڈر سینیئر ممبر بورڈ آف ریونیو نے کیے ہیں۔ تحصیلدار کی تعیناتی کمشنر کرتا ہے ۔ نہ ہی یہ لاہور کی بات ہے اور نہ ہی یہ کسی خاص شخص کے لیے کیے جاتے ہیں۔ میں نے اسی لیے کہا ہے کہ کئی افسران کے گھریلو مسائل ہوتے ہیں، کسی کی والدہ بیمار ہوتی ہے ۔ گھر میں دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ۔ اس بنیاد پر کسی کو رعایت دی جاتی ہے۔ یہ بھی آپ دیکھیں کہ اتنی اخلاف ورزی بھی نہیں ہے ۔ پورے پنجاب میں اتنے تحصیلدار ہیں ۔ اگر چار یا پانچ آدمی لگے ہیں تو ان کو ہم تبدیل کررہے ہیں ۔ یہ امر ہمارے زیر غور ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ! اب تو آپ کو پتا چل گیا ہوگا۔ یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہوگا۔

جناب سعید اکبر خان، میں ان کے جواب سے بےشک مطمئن نہیں ہوں۔ لیکن میرے بھائی ہیں۔ انھوں نے دبے لفظوں میں سارا کچھ بتا دیا ہے ۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان بے چاروں کی مائیں ہی بیمار ہیں اور تمام برے حالات انھی کے ساتھ ہیں۔ انھوں نے اپنی پالیسی سے متصادم جو آرڈر کیے ہوئے ہیں اور اب جب کہ پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے تو کیا یہ اپنی پالیسی پر عمل درآمد کریں گے اور ان کو ہوم ڈسٹرکٹ سے تبدیل کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو انھوں نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، یہ ان کو definitely بتانا چاہیے ۔

وزیر مال، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر! میں اس بات کو چھیڑنا نہیں چاہتا تھا جو اس داستان کا

حصہ نہیں ہے۔ ہم نے آ کر اپنے اصولوں کو بنایا ہے۔ اس حکومت نے اپنی پالیسیوں پر عمل درآمد کروایا ہے ۔ ہم نے ان اصولوں کو اپنایا ہے جو پچھلی حکومت نے یا ان لوگوں نے جن کو توڑا تھا ۔ اس ملک اور اس صوبے کی قیمتی سے قیمتی زمین جو انھوں نے الاٹ کی ہوئی تھی یا ان کے وزیر اعلیٰ نے کی تھی یا ان کے منسٹرز نے جو پالیسیاں اختیار کی تھیں، ہم نے ان پالیسیوں کو ختم کیا ہے بلکہ ہم نے ایک مثال قائم کی ہے۔ آج تک ہم نے پٹرول پمپ کے لائسنس جاری نہیں کیے۔ ان کے لیے زمینیں الاٹ نہیں کیں، جو پچھلے دو یا تین سال دور میں ہوئی تھیں بلکہ ہم نے ان کو منسوخ کیا۔ ان قیمتی پلاٹوں کو ہم نے منسوخ کیا ہے، جو رشوت کے طور پر یہاں ممبران اسمبلی کو الاٹ کیے گئے تھے ۔ ہم نے اچھی روایات قائم کی ہیں اور میں اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر چیلنج کر سکتا ہوں کہ ہم نے ان بے قاعدگیوں کو ختم کیا ہے اور جو بھی روایات ڈالی ہیں وہ بہتری کی طرف قدم اٹھایا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ آپ اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ یہ جو بات ہوئی ہے اس پر عمل کرنا چاہیے ۔

جناب سعید اکبر خان ، انھوں نے پلاٹ چھوڑا ہی نہیں ہے اور ہزاروں کے حساب سے ایک ہی دفعہ پلاٹ الاٹ کر دیے ہیں ۔ میں نے تو ضمنی سوال ہی کچھ اور کیا تھا ۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے بتایا ہے کہ اس پر غور کر رہے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار ، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا قانون میں یہ موجود نہیں کہ اگر ریٹائرمنٹ میں ایک سال یا دو سال رہتے ہوں تو کسی افسر کو اس کے ہوم ڈسٹرکٹ میں لگا سکتے ہیں اور جس کی گھر میں والدہ بیمار ہو اور جس کے گھر میں تیمارداری کرنے والا کوئی نہ ہو اس کو نہ لگائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سالار صاحب ! وہ تو پہلے ہی اس کا جواب دے چکے ہیں۔

چودھری نذیر احمد ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بات چل رہی ہے کہ وہ تحصیلدار جو لاہور کے رہنے والے تھے وہ لاہور میں تعینات تھے۔ میں وزیر موصوف سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ لاہور میں تو ججوں کی تعیناتی بھی ہو جاتی ہے اور یہ پالیسی میں relaxation

ہے کہ لاہور کی حد تک لاہور رہنے والے تعینات کیے جا سکتے ہیں۔ یہ بات پالیسی میں موجود ہے۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے فاضل رکن محمد افضل خان صاحب کے والد محترم فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب افضل خان صاحب کے والد محترم کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایا صاحب کا ہے۔

ایک معزز رکن، سوال نمبر 492 (چودھری زاہد محمود کے ایماء پر دریافت کیا)

سول ملازمین کی رہائش گاہ پر پٹرول پمپ کا قیام

*492۔چودھری زاہد محمود گورایا، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ڈویژن اور ضلع کی انتظامیہ نے چک نمبر 212 ر۔ب' میں تھانہ کوتوالی کے بالمقابل سول ملازمین کی رہائش گاہوں کو گرا کر وہاں پر (پی۔ایس۔او) پاکستان برماشیل کے اشتراک سے ایک پٹرول پمپ قائم کیا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پٹرول پمپ کے حساب کا گوشوارہ نہ تو کسی محکمہ کو ارسال کیا جاتا ہے نہ اس کا آڈٹ ہوتا ہے اور نہ ہی رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قواعد و ضوابط کی رو سے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر حکومت کی پیشگی منظوری کے بغیر از خود سرکاری اراضی پر قائم ملازمین کی رہائش گاہوں کو گرا کر منافع بخش کاروبار میں نہیں لگا سکتے اور نہ ہی نجی سطح پر حساب کتاب رکھنے کے مجاز ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بے ضابطگی کے بارے میں تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) اس حد تک درست ہے کہ دو کوارٹروں کے مکینوں کو متبادل جگہ مہیا کرنے کے بعد مسمار کر کے کل رقبہ تقریباً دو کنال دس مرلہ پر فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کا ٹرمینل اور

پٹرول پمپ بنایا گیا ہے۔

ب) پٹرول پمپ کے حساب کا گوشوارہ فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کی انتظامی کمیٹی جس کے سربراہ ڈویژنل کمشنر ہیں کو پیش کیا جاتا ہے۔ حساب کا آڈٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے کروایا جاتا ہے۔ البتہ رقم سرکاری خزانہ میں جمع نہ ہوتی ہے۔

ج) درست ہے کہ اس کیس میں پیشگی تحریری اجازت نہ لی گئی۔ اس رقبہ کو فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کو باضابطہ پٹہ پر دینے کا کیس بورڈ آف ریونیو پنجاب میں زیر غور ہے۔

د) چونکہ تمام حقائق سامنے آ چکے ہیں اور یہ انتظام فیصل آباد کے شہریوں کو ٹرانسپورٹ کی تسلی بخش سہولت مہیا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ اس لیے تحقیقات ضروری نہ ہے۔

ناب قائم مقام سپیکر، اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں؟ ------ اگلا سوال چودھری محمد اقبال

چودھری صاحب! آپ سوال نہیں کرنا چاہتے؟

چودھری محمد اقبال، جی نہیں۔

ناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال بھی چودھری محمد اقبال صاحب کا ہے۔ یہ بھی آپ نہیں کرنا چاہتے؟

ناب قائم مقام سپیکر، جی نہیں۔

ناب قائم مقام سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس صاحب!

کمشنرز/ڈپٹی کمشنرز کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد

1042۔**جناب سعید احمد خان منیس،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

الف) صوبے کے کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز صاحبان کتنی گاڑیاں اپنے زیر استعمال رکھنے کے مجاز ہیں۔

ب) ان کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز صاحبان کے زیر استعمال اس وقت کتنی کتنی گاڑیاں ہیں اور ان گاڑیوں کے نمبرز اور ماڈلز کیا ہیں' نیز ان پر سالانہ مرمت اور پٹرول کا کتنا خرچہ ہوتا ہے۔

ج) صوبہ کے ڈپٹی کمشنر بلحاظ عہدہ ایڈمنسٹریٹرز ضلع کونسل ہائے کے طور پر کتنی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ جملہ گاڑیوں کے میک' ماڈلز اور رجسٹریشن نمبر بتائے جائیں' نیز ان گاڑیوں پر سالانہ مرمت اور پٹرول کا کتنا خرچہ ہوتا ہے۔

(د) مذکورہ کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کے پروٹوکول پول میں الگ الگ کتنی گاڑیاں ہیں اور ان کا استعمال کب اور کون کون سے آفیسرز اور سیاسی عہدے داران کرنے کے مجاز ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) حکومت کی نئی پالیسی کے مطابق کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان صرف ایک ایک گاڑی رکھنے کے مجاز ہیں۔

(ب) تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کمشنر / ڈپٹی کمشنر کے پاس ایک سے زائد گاڑیاں تھیں انہیں واپس کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے۔ لیکن انہیں پروٹوکول کے لیے ایک ایک گاڑی رکھنے کی اجازت ہے۔

(ج) تفصیل جھنڈی "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ زائد گاڑیاں فوری طور پر گیراج میں کھڑی کر دیں اور تا حکم ثانی ان کو استعمال میں نہ لائیں

(د) تفصیل جھنڈی "م" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مذکورہ آفسران کو ایک ایک گاڑی پروٹوکول کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ سوائے راولپنڈی اور ملتان کے جہاں وزراء اور وی۔ آئی۔ پی صاحبان کے دوروں کی وجہ سے پانچ گاڑیاں برائے کمشنر راولپنڈی اور دو گاڑیاں برائے کمشنر ملتان پروٹوکول کے لیے مختص ہوں گی۔ بقیہ گاڑیاں واپس کرنے کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ کمشنرز کو ایک ایک گاڑی رکھنے کی اجازت ہے جبکہ جواب کے ساتھ جو فہرست لگائی گئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان، بہاول پور، ڈی جی خان کے پاس دو دو گاڑیاں ہیں۔ اسی طرح انھوں نے کمشنر لاہور کے بارے میں بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک گاڑی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا انھیں یقین ہے کہ کمشنر لاہور کے پاس ایک ہی گاڑی ہے؟

وزیر مال: جناب والا! ٹورنگ کے لیے ایک بڑی گاڑی ڈی سی اور کمشنر کو allow ہے باقی پروٹوکول کے لیے گاڑیاں علیحدہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید احمد خان منیس: معزز وزیر نے جواب دیتے ہوئے پہلے یہ فرمایا ہے کہ حکومت کی نئی پالیسی کے مطابق ڈپٹی کمشنرز اور کمشنرز صاحبان صرف ایک ایک گاڑی رکھنے کے مجاز ہیں جب کہ ابھی یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے پاس ایک بڑی اور ایک چھوٹی گاڑی ہے اور محکمے کی طرف سے جواب میں جو فہرست دی گئی ہے اس کے مطابق کمشنر گوجرانوالہ کے پاس دو گاڑیاں، کمشنر فیصل آباد کے پاس ایک گاڑی، کمشنر سرگودھا، ملتان، بہاول پور، ڈی جی خان کے پاس دو دو گاڑیاں اور کمشنر لاہور کے پاس ایک گاڑی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا انھیں اس بات کا یقین ہے کہ کمشنر لاہور کے پاس صرف ایک ہی گاڑی ہے؟ آگے جواب میں مزید تفصیل دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر لاہور، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، راولپنڈی، لودھراں، بہاول پور، رحیم یار خان، راجن پور کے پاس دو دو گاڑیاں ہیں جب کہ ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے پاس چار گاڑیاں ہیں۔ تو کیا ان کے احکامات کے مطابق یہ گاڑیاں واپس ہو چکی ہیں یا نہیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک گاڑی ٹورنگ کے لیے allow کی گئی ہے اور ایک گاڑی ان کے ذاتی استعمال، لوکل ڈیوٹی کے لیے ہوتی ہے۔ انھیں جو زیادہ گاڑیاں نظر آ رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض ڈی سی صاحبان کے پاس بطور ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل کی گاڑیاں بھی ہیں۔ ہماری حکومت نے الیکشن کروا دیے ہیں اور اب یہ گاڑیاں اپنے اداروں کو واپس چلی جائیں گی۔ ڈی سی مظفر گڑھ کے پاس چار گاڑیوں کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک گاڑی ضلع کونسل کی طرف سے، ایک ٹورنگ کے لیے، ایک سول ڈیفنس کی طرف سے ہے اور ایک اس کے ذاتی استعمال کے لیے ہے۔ اب ہم نے انھیں کہہ دیا ہے کہ چار میں سے ایک گاڑی آپ واپس کر دیں، لہٰذا ایک گاڑی ضلع کونسل کو واپس چلی جائے گی۔ باقی دو گاڑیاں ایک ٹورنگ اور دوسری ذاتی استعمال کے لیے رہ جائیں گی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! انھوں نے مظفر گڑھ کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے اپنے جواب کے مطابق چار گاڑیاں بطور ڈپٹی کمشنر اور دو گاڑیاں بطور ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل ان کے پاس ہیں۔ تو جواب میں اتنا تضاد کیوں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس

ان کو غلط جواب دے کر گمراہ کر رہے ہیں۔

یر مال: جناب والا! ایوان کو گمراہ کرنے کی بات نہیں ہے' میں یہاں جو بیان دے رہا ہوں وہ بڑی
داری سے دے رہا ہوں۔ اس سوال کو پانچ مہینے پہلے آنا تھا' اس کے جوابات بہت پہلے چھپ چکے
ے لیکن میں نے اس سلسلے میں آج بھی بریفنگ لی ہے تاکہ ایوان کو صحیح اور موجودہ پوزیشن سے
اہ کر سکوں۔ میں نے سوال کا جواب update دیا ہے' بہت سی چیزیں جو بعد میں سامنے آئیں' میں
نے وہ بھی عرض کر دی ہیں۔ سوالات چونکہ پہلے پرنٹ ہو چکے تھے اور میں نے آج کی موجودہ
زیشن سے ایوان کو آگاہ کیا ہے اس لیے میرے بھائی کو پرنٹ شدہ جواب اور میرے جواب میں
اد محسوس ہو رہا ہے۔

اب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میں اس جواب سے
مئن نہیں ہوں۔ جو جواب ایوان کو مہیا کیا گیا ہے وہ کچھ اور ہے اور جو وزیر صاحب فرما رہے ہیں
مختلف ہے۔ وزیر موصوف تو confuse کر رہے ہیں۔ میں نے مظفر گڑھ کے حوالے سے بات کی
ہے کہ بطور ڈپٹی کمشنر ان کے پاس چار گاڑیاں ہیں اور بطور ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل ان کے پاس دو
ڑیاں ہیں۔ وزیر موصوف کون سے رول کے تحت یہ بات کر رہے ہیں کہ ان کے پاس ایک گاڑی
ٹورنگ کے لیے ہو اور ایک گاڑی لوکل ڈیوٹی کے لیے ہو؟ آپ ذرا غور فرمائیں کہ محکمہ مال کی طرف
سے دیے گئے جواب کے جز(الف) میں لکھا گیا ہے کہ " حکومت کی نئی پالیسی کے مطابق کمشنر اور
پٹی کمشنر صاحبان صرف ایک ایک گاڑی رکھنے کے مجاز ہیں"۔ یعنی پہلے خود کہہ رہے ہیں کہ صرف ایک
ڑی رکھنے کے مجاز ہیں لیکن آگے خود ہی کہہ رہے ہیں کہ ایک ٹورنگ کے لیے اور ایک لوکل ڈیوٹی
کے لیے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ austerity drive کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔

زیر مال: جناب والا! یہ تو تمام دنیا کو علم ہے کہ ہم کتنی بچت کر رہے ہیں اور پچھلی حکومتوں نے
تنی بچت کی ہے۔ ہمارے تو وزراء کے پاس بھی ایک ایک گاڑی ہے۔ یہ پہلے اپنے گریبان میں
ھانکیں کہ ان کے دور میں وزراء نے چالیس چالیس گاڑیاں لی ہوئی تھیں بلکہ انھوں نے تو اپنے عزیز
اقارب کو بھی گاڑیاں دی ہوئی تھیں۔ جب کہ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہمارے وزراء نے صرف
یک ایک کار رکھی ہوئی ہے اور بڑی گاڑیوں کا استعمال بھی ہم نے بند کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شوکت داؤد صاحب! منیس صاحب تو آپ سے آپ کی پالیسی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ سابق حکومتیں جو کچھ کرتی رہی ہیں وہ نہیں پوچھ رہے' اس کا تو سب کو پتا ہے کہ کیا ہوا۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے جو پالیسی دی ہے کیا آپ اس پر stick کر رہے ہیں یا نہیں؟

وزیر مال: جناب والا! ہم اپنی پالیسی پر عمل در آمد کروا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں جو جواب تحریر کیا گیا ہے اس کی تحریر غلط آئی ہے اور آپ جو بات on the floor of the House فرما رہے ہیں وہ صحیح ہے۔ آپ اس ریکارڈ کو درست کروا دیں اور اگر مزید کوئی معلومات ہیں تو منیس صاحب کو اس بات آگاہ کریں۔ آپ فرما دیں کہ جو جواب چھپ کر آیا ہے اس میں سہواً غلطی ہو گئی ہے اور اصل پالیسی یہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے جھنڈی "م" میں جواب دیا ہوا ہے کہ یہ پروٹوکول کی گاڑیاں ہیں۔یہ وہ گاڑیاں ہیں جوکہ کمشنرز صاحبان کے اپنے استعمال کے علاوہ ہیں۔ انھوں نے اپنی پالیسی بتائی ہے کہ ایک گاڑی ان کو ٹورنگ کے لیے ملی ہوئی ہے اور ایک گاڑی لوکل ڈیوٹی کے لیے ملی ہوئی ہے۔ اب مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ٹورنگ اور لوکل ڈیوٹی میں کیا فرق ہے؟ کیا یہ چھوٹی بڑی گاڑی کا فرق ہے؟ ہو سکتا ہے کہ بڑی گاڑی لینڈ کروزر میں وہ باہر جاتے ہوں اور چھوٹی گاڑی شہر میں استعمال کرتے ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب! میری چھوٹی سی گزارش سن لیں۔ آپ نے ایک بات کہی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ " جٹ یلا تے رب نوں لے گئے چور" بات تو آپ کی سمجھ میں آ رہی ہے لیکن آپ تھوڑا سا ویسے وزیر صاحب کو تنگ کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال مکمل نہیں ہو سکا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ان کے جواب جھنڈی "م" میں پروٹوکول کی گاڑیوں کی تعداد کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اب لاہور کمشنر کے پاس پروٹوکول کے لیے دو گاڑیاں ہیں۔ اگلا کالم گاڑی کا استعمال برائے آفیسر ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ پروٹوکول کی گاڑی ہے' کمشنر بذات خود استعمال کرتا ہے"۔ یہ ان کی language ہے۔ آگے اسی طرح کمشنر فیصل آباد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دو گاڑیاں ہیں" کمشنر

صاحب خود استعمال کرتے ہیں۔ یہاں انھوں نے اس کو تھوڑا سا اچھے انداز میں لکھا ہے کہ کمشنر خود استعمال کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ گاڑیاں کمشنر صاحب خود استعمال کرتے ہیں تو پھر پروٹوکول کی گاڑیاں کیسے ہوگئیں؟

وزیر مال: جناب سپیکر! جب کمشنر گاڑی لوکل استعمال کرے گا تو وہ بطور کمشنر گاڑی استعمال کرے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ اس کے علاوہ ہیں۔ آپ ذرا میرا سوال پڑھیں۔ جناب والا! میرے سوال کے تین حصے ہیں۔ نمبر 1 وہ خود استعمال کرتا ہے نمبر 2 وہ جو ڈی سی بطور ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل استعمال کرتا ہے اور نمبر 3 پروٹوکول میں کتنی گاڑیاں ہیں؟ تو آپ نے علیحدہ علیحدہ جواب دیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ دیکھتے ہیں ناں کہ بعض اوقات کسی آفیسر یا جج کے، بطور جج اور اختیار ہوتے ہیں لیکن جب وہ ٹریبونل بن جاتا ہے تو بطور ٹریبونل ذات وہی ہوتی ہے لیکن ٹریبونل کے طور پر ہو جاتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کمشنر وزیر تو نہیں بن سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، کمشنر وزیر اعلیٰ بھی نہیں بن سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، کمشنر وزیراعظم بھی نہیں بن سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ لیکن وہ پروٹوکول کے لیے ہوتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ پروٹوکول کے لیے استعمال کر سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ڈیوٹی کے لیے ہے لیکن پروٹوکول کے لیے اور ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! لکھا ہوا ہے کہ کمشنر بذات خود استعمال کرتا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! میرے بھائی کچھ confuse ہو رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انچارج کمشنر ہوتا ہے

اور پروٹوکول کی گاڑیاں اس کے تحت ہوتی ہیں۔ اس کے پول میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ڈی سی کے پاس بھی پروٹوکول کی گاڑی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیں صاحب! پروٹوکول کی گاڑیاں جہاں بھی ہوتی ہیں وہ کمشنر کے تحت ہوتی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وہ گاڑیاں پول میں ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں آپ ذرا غور سے پڑھیں کہ کمشنر بذات خود استعمال کرتا ہے۔ یہ میں نے تو نہیں لکھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں یہ غلطی سے لکھا گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھ لیں کہ قائد حزب اختلاف کتنی تیاری کر کے آتے ہیں۔ انھوں نے دو دن لگائے ہیں۔ وزراء کو بھی تیاری کرنی چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک) پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ ضمنی سوالات کس حد تک ہونے چاہییں؟ اگر ایک ہی سوال پر لامحدود ضمنی سوالات ہوئے تو باقی معزز اراکین کے سوالات رہ جائیں گے۔ میں گزارش کروں گا کہ کم سے کم ضمنی سوالات کیے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! اس پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن وقت کو دیکھتے ہوئے ہم گزارش کر لیتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی راجہ صاحب!

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ آپ سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ جب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہوں تو کیا کسی معزز رکن کو interrupt کرنے کا حق حاصل ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ روایت نہیں ہے۔

خواجہ ریاض محمود، بات کی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ نہ آپ نے خواجہ صاحب سے سوال پوچھا اور نہ ہی خواجہ صاحب رولنگ دے رہے ہیں۔ یہ اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ جب قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہوں تو ان کو interrupt نہیں کرتے۔ یہ اچھی روایت ہے اور interrupt نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے جواب میں دیا ہوا ہے کہ کمشنر راولپنڈی کے پاس پروٹوکول کے لیے 11 گاڑیاں ہیں اور ڈپٹی کمشنر لاہور کے پاس پروٹوکول کے لیے 47 گاڑیاں ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

وزیر مال، جناب والا! یہ پول کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔ اسلام آباد اور راولپنڈی اہم اسٹیشن ہیں اور وہاں پر وی وی آئی پی movement ہوتی ہے۔ وزراء آتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ جاتے ہیں۔ وزیر اعظم جاتے ہیں۔ اسی طرح لاہور میں گاڑیاں ڈپٹی کمشنر کے استعمال کے لیے نہیں ہیں۔ لاہور صوبائی دارالحکومت ہے۔ اس میں جو وفود آتے ہیں یہ گاڑیاں ان کے استعمال کے لیے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو صرف یہی پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ درست ہے؟ منیس صاحب! یہ درست ہے۔ میرے خیال میں اب آگے چلیں اس پر کافی سوالات ہو گئے ہیں۔ کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرے ضمنی سوال تو کافی ہیں۔ وزیر موصوف مجھے مطمئن نہیں کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آئندہ اجلاس میں کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! انھوں نے پروٹوکول کی گاڑیوں کی جو لسٹ فراہم کی ہے۔ اس میں دیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کے پاس فلاں گاڑی ہے۔ اسے ڈی سی کے پاس فلاں گاڑی ہے۔ مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کے پاس پروٹوکول کی گاڑی کس طرح ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، انھوں نے خود جواب میں دیا ہوا ہے کہ مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کے پاس بھی پروٹوکول کی گاڑی ہے۔ وہ کس حیثیت میں اس کے پاس ہے؟

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی خواجہ صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ۔

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تیری رہ گزر کو میں

میں کوشش کرتا ہوں کہ نہ بولوں لیکن بار بار کے سوالات مجھے وہ وقت یاد کرا دیتے ہیں کہ جب پچھلی حکومت کے وزیر، مشیر، پارلیمانی سیکرٹری جس طرح مٹری والوں کی convey چلتی ہے یہاں پر چھ چھ بیچارو گاڑیوں میں سرکاری پٹرول پر اشتہاری ڈاکو، قاتل بھر کے ہمیں ڈرانے کے لیے اس ہاؤس میں لاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہاں پر بلدیاتی بل پیش ہوا تھا تو طارق بشیر چیمہ، شاہ نواز چیمہ اور ریاض فتیانہ گاڑیوں میں بدمعاشوں اور غنڈوں کو لائے اور یہ گیلریاں بھری ہوئی تھیں۔ منیس صاحب! ہمارے زخموں پر مرچیں مت لگائیں۔ ہم بڑی مشکل سے اس وقت کو بھلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم ہاتھ جوڑتے ہیں کہ خدا کے لیے ایسی بات نہ کیا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ منیس صاحب ہمارے بڑے پرانے ساتھی ہیں۔ اصل میں یہ جو point out کر رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ "تماشا خود نہ بن جانا تماشا دیکھنے والو" وہ تو آپ کو تنبیہہ کر رہے ہیں۔ آپ کو ان کی اس تنقید سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اور یقین محکم کے ساتھ یہ بیان کرتا ہوں کہ پنجاب حکومت وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں ہر محکمے کو جس کفایت شعاری سے چلا رہی ہے ماضی کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے بعد یہ بات کرنی کہ دو گاڑیاں رکھی ہیں چار رکھی ہیں۔ یہ مناسب نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اسی لیے کر رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، میں کہتا ہوں کہ دو دو چار چار گاڑیاں رکھنے کی جرأت کوئی نہیں کر سکتا۔ پنجاب میں

شہباز شریف کا terror اس قدر پھیلا ہوا ہے کہ مائیں رات کو بچوں کو ڈرا کر سلا دیتی ہیں۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ کوئی افسر بھی دو گاڑیاں نہیں رکھ سکتا اور اگر کوئی رکھے ہوئے ہے تو وہ ہاتھ جوڑ کر واپس کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی وزیر مال!

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی سعید احمد خان منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تو وزیر یا وزیر اعلیٰ کی کاروں کا سوال ہی نہیں کیا۔ میرا سوال تو کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کے بارے میں ہے۔ یہ کہاں چلے جاتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، تو خواجہ صاحب نے کب کہا ہے کہ آپ نے کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے سمجھ نہیں آ رہی ۔ خواجہ صاحب کے اندر جو سمندر ہے وہ باہر نکل آیا ہے۔ میں تو کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں انھوں نے تو آپ کو ایک شعر سنایا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر یہ چاہتے ہیں تو میں وہ سوال بھی کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں اپنے بھائی کا احترام کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ انھوں نے جذبات میں چند باتیں کہی ہیں وہ حذف کی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کی جو حذف کی جا سکے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی' وزیر مال!

وزیر مال، جناب سپیکر! میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے بتانا چاہتا ہوں اور میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ جو surplus pool کی گاڑیوں کی تفصیل ہے۔ یہ کوئی اتنی لگژری گاڑیاں نہیں ہیں۔ یہ سوزوکی جیپ اور دوسری گاڑیاں ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ محکمہ ریونیو اور انتظامیہ کے پاس اتنے کام ہوتے ہیں مثلاً لاہور میں اگر کہیں جلسہ جلوس ہے یا دوسری ڈیوٹی کے لیے گاڑیاں دی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے وہ مجسٹریٹ یا تحصیل دار کو دینی ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے فرمایا ہے کہ مجھے معزز وزیر کے جوابات مطمئن نہیں کر سکے۔ لیکن اس کے باوجود انھوں نے کہا ہے کہ آئندہ اجلاس میں ذرا زیادہ تیاری کر کے آئیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنے لمبے جوابات ہیں کہ یہ پڑھ کر نہیں آ سکے۔ اس لیے یہ ان میں سے سوال نہیں کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سے اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔

پٹوار حلقہ گکھڑ کی جمع بندی

*1158۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 80-1979ء میں موضع گکھڑ منڈی حلقہ پٹوار گکھڑ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں آخری جمع بندی محکمہ مال سے دیہہ ہذا کی تیار ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ 17 سال گزر جانے کے باوجود موضع گکھڑ منڈی کی آج تک کوئی جمع بندی تیار نہ ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو آج تک جمع بندی تیار نہ کرنے اور اس تاخیر کے ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں آئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) موضع گکھڑ منڈی 27-05-90 سے مورخہ 22-12-92 کے عرصہ کے دوران زیر اشتمال رہا۔ اس موضع کا رجسٹر حقداران زمین برائے سال 1991-92ء میں تیار ہو کر صدر دفتر گوجرانوالہ میں مورخہ 30-04-97 سے قبل داخل ہونا تھا۔

بگر فتح محمد پٹواری (حال ریٹائرڈ) اور افضل چیمہ گرداور (حال نائب تحصیل دار کھاریاں) کی غفلت کی وجہ سے رجسٹر حقداران زمین برائے سال 1991-92ء نہ تو تیار ہو سکا اور نہ ہی مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت اس کی تیاری مؤخر ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں 5500 انتقالات کا عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ان 5500 انتقالات کی وجہ سے رجسٹر حقداران زمین برائے سال 1995-96ء بھی مکمل نہ ہو سکا۔

اب ان 5500 انتقالات مع موجودہ 2500 انتقالات بابت موجودہ رجسٹر حقداران زمین میں کل (8000) انتقالات کا عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ رجسٹر حقداران زمین کا اصل پرت تیار کر دیا گیا ہے۔ جس کی پڑتال ہو رہی ہے جو کہ جلد ہی مکمل ہو جائے گی۔

پٹواری متعلقہ ریٹائر ہو چکا ہے۔ جس وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنا ممکن نہ ہے تاہم گرداور مذکور (حال نائب تحصیل دار کھاریاں) افضل چیمہ کے خلاف تادیبی کارروائی کا حکم دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! وزیر موصوف سے میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ موضع گکھڑ منڈی حلقہ پٹوار گکھڑ تحصیل وزیر آباد' ضلع گوجرانوالہ میں آخری جمع بندی محکمہ مال سے 1979-80 میں تیار ہوئی تھی۔ جز (ب) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ عرصہ سترہ سال گزرنے کے باوجود موضع گکھڑ منڈی کی آج تک کوئی جمع بندی تیار نہ ہوئی ہے۔ میں اس کی وجہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اٹھارہ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک اس کی جمع بندی تیار کیوں نہیں ہو سکی؟

وزیر مال، جناب والا! میں اس بات سے متفق ہوں کہ یہ لوگوں کے حقوق کا معاملہ ہے اور یہ انتہائی غیر ذمہ داری برتی گئی ہے۔ اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے ان افسران

کے خلاف جو اس میں ملوث تھے اور جن کی غفلت کی وجہ سے یہ بات ہوئی ہے۔ ایکشن بھی لیا ہے۔ ان کے خلاف انکوائریاں بھی ہو رہی ہیں۔ اب اسسٹنٹ کمشنر وزیر آباد نے گکھڑ منڈی کی جمع بندی 30۔ ستمبر 1998ء تک صدر قانون گو میں جمع کروانے کا ہدف دیا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! جز (ج) میں یہ جواب دیا گیا ہے۔ "مگر فتح محمد پٹواری حال ریٹائرڈ اور افضل چیمہ گرداور حال' نائب تحصیل دار کھاریاں کی غفلت کی وجہ سے رجسٹر حق داران زمین برائے سال 92-1991 نہ تو تیار ہوسکا اور نہ ہی مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت اس کی تیاری مؤخر ہوئی۔ اس وجہ سے تقریباً پانچ ہزار پانچ سو انتقالات پر عمل درآمد نہ ہوسکا۔ جس سے پانچ ہزار پانچ سو انتقالات کا رجسٹر حق داران زمین برائے سال 96-1995ء بھی مکمل نہ ہوسکا ہے۔ جناب والا! میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نہ تو کسی مجاز اتھارٹی نے اس تاریخ کی extension دی' نہ اس کو مؤخر کیا۔ اس وجہ سے ان کا جو نقصان ہوا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ اور محکمہ خود یہ تسلیم بھی کرتا ہے کہ کسی مجاز اتھارٹی نے اس کو مؤخر کرنے کے بھی احکامات صادر نہیں فرمائے۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔

وزیر مال، جناب والا! اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ وہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اب تک پچیس سو انتقالات بابت موجودہ رجسٹر حق داران زمین کو تقریباً اٹھارہ ہزار کا عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ رجسٹر حق داران زمین کا اصل پرت تیار کر دیا گیا ہے جس کی پڑتال ہو رہی ہے جو کہ جلد ہی مکمل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ بھی ہم نے یہاں جواب میں جن ایک دو بندوں کا لکھا تھا لیکن اس کے بعد ہم نے تحقیق کی تو اس میں مزید لوگ ملوث تھے ان میں محمد حسین' محمد شریف جوڑا ' رانا عبدالرزاق' الطاف حسین جمع بندی تیار نہ کرنے کے ذمہ دار تھے ان کے خلاف اسسٹنٹ کمشنر وزیر آباد ای اینڈ ڈی رولز 1975 کے تحت کارروائی کر رہے ہیں۔ جاوید شاہ اور ذوالفقار احمد کے خلاف علاقہ مجسٹریٹ تحقیقات کر رہے ہیں اور ان کو ہم up-to-date کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو جمع بندی ہے یہ محکمہ مال کے رولز کے تحت کتنے عرصے کے بعد دوبارہ بنائی جاتی ہے؟

وزیر مال، اس میں عام طور پر چار سال کا عرصہ ہوتا ہے اور میں اس چیز کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ کافی عرصے سے یہ نہیں بنی تھی لیکن ہم اس کے اوپر اب زور دے رہے ہیں اس سلسلے میں ہم نے ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ اس جمع بندی کو ہم پورے پنجاب میں دیکھ رہے ہیں کہ اس میں جو بے قاعدگی ہوئی ہے اس کو up-to-date کیا جائے۔ ہر چار سال کے بعد یہ جمع بندی ضروری ہوتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ متعلقہ پٹواری ریٹائر ہو چکا ہے جس کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی کرنا ممکن نہ ہے۔ تاہم گرداور اور مذکورہ حال نائب تحصیلدار کھاریاں افضل چیمہ کے خلاف تادیبی کارروائی کا حکم دے دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ پچھلی تاریخیں پڑھیں ان میں جو گڑ بڑ ہے اس میں سات آٹھ سال کا عرصہ اس وقت تک ہے۔ ان کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم اب دیا گیا ہے یا یہ حکم کچھ عرصہ پہلے دیا گیا تھا؟ اگر کچھ عرصہ پہلے دیا گیا تھا تو اب تک ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر مال، جناب والا! جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ پہلے انکوائری ہوتی ہے۔ انکوائری کے بعد پھر کارروائی ہوتی ہے۔ ان کو 30 ستمبر کی تاریخ دی گئی ہے اس کے بعد انشاء اللہ جو بھی ہوا ای اینڈ ڈی رولز کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ یہی دو اشخاص ہی اس تمام گورکھ دھندے کے ذمہ دار ہیں؟ ان کے علاوہ ان کے اوپر جو ہائر اتھارٹی ہے وہ یا پھر اس میں محکمہ مال ذمہ دار ہے یا محکمہ اشتمال ذمہ دار ہے۔

وزیر مال، جناب والا! محکمہ اشتمال جو ہے وہ محکمہ مال کا ہی حصہ ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ علیحدہ علیحدہ ونگز ہیں۔ ان کا کام کوئی اور ہے اور دوسرے کا کام کوئی اور ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر محکمہ مال ذمے دار ہے تو پھر اس میں اے سی بھی ملوث ہے۔ اگر محکمہ اشتمال ہے تو پھر اس میں اے ڈی سی (سی) بھی شامل ہے۔ کیوں کہ جو بھی کوئی کوتاہی ہوگی انھوں نے اس کو لے کر پھر ٹھیک کروانا ہے۔ اگر انھوں نے ٹھیک نہیں

کی تو پھر ان کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مال، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ کافی عرصے کا معاملہ ہے۔اس میں تو کئی لوگ آئیں گے۔ ہم نے تو کوشش کی ہے۔ اس کے جو بنیادی طور پر ذمے دار ہیں اور جن کے پاس یہ ریکارڈ ہے ہم ان کے خلاف کارروائی کررہے ہیں۔ اس میں تو کئی اے سی آئے ہوں گے۔ کئی اے ڈی سی (سی) آئے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جن کے قبضے میں ریکارڈ ہے' ان کے خلاف ہم کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے جس حد تک اقدامات کیے ہیں اس کی تصحیح کس حد تک ہو چکی ہے؟

وزیر مال، میں نے تو ابھی آپ کو کہا ہے کہ وہ تیار ہو رہے ہیں اور میں نے تقریباً آٹھ ہزار کی تعداد بتائی ہے۔ آپ اگر غور سے سن لیتے تو میرا خیال ہے کہ یہ پھر سوال نہ کرتے۔

جناب سعید اکبر خان، میری گزارش ہے کہ اس میں جو بھی بات ہے آٹھ ہزار انتقالات پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ساڑھے پانچ ہزار پر حق داران کی تباہی کی جا رہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی جواب ایسا نہ ہے یا تو یہ فرماتے ہیں کہ آٹھ ہزار انتقالات پر عمل درآمد کیا جا چکا ہے تب تو میں تسلی کرتا کہ بات صحیح ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ بتا رہے ہیں کہ انکوائری ہونی ہے جس کا 30۔ ستمبر تک جواب دینا ہے۔ اسی میں یہ چیزیں باہر آئیں گی کہ کون کتنا ذمے دار ہے اور کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں انکوائری کی بات نہیں کر رہا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کیا جو غلطی پہلے ہوتی رہی ہے اب اس کی کس حد تک تصحیح ہو چکی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے بتایا تو ہے کہ آٹھ ہزار کا انتقال ہوگیا ہے باقی کا وہ کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! نہیں آپ پڑھیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ آٹھ ہزار انتقالات کیے جا رہے ہیں۔ یہ ایک سال پہلے کا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ دو منٹ کی بات نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک

انتقال کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کے لیے کیا کیا پڑتال ہوتی ہے۔ کنسلیڈیشن کیا ہوتا ہے اور انتقال کیسے ہوتا ہے؟ آپ بہتر جانتے ہیں اور اس میں وقت تو لگتا ہے۔ اب اگلا سوال جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کا ہے۔

سعادت علی پٹواری کے خلاف کارروائی

*1159۔جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد یاسین ساکن غریب تیجے کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ نے سعادت علی پٹواری' کے خلاف اے۔سی دیپالپور کو درخواست دی تھی کہ اس نے سائل سے 19,000/- روپے برائے انتقال زمین لیے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اے۔سی دیپالپور نے الزامات کی تصدیق کے لیے مجسٹریٹ درجہ اول شیخ وہاب الدین کو انکوائری آفیسر مقرر کیا اور انکوائری افسر نے رپورٹ کی کہ الزامات درست ثابت ہوئے ہیں لہٰذا پٹواری کو برخاست کیا جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سعادت علی پٹواری کے خلاف پہلے ہی کافی مقدمات درج ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ مذکورہ پٹواری کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) درست ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ مجسٹریٹ مذکورہ کو افسر مجاز مقرر کیا گیا تھا نہ کہ انکوائری آفیسر۔انہوں نے انکوائری افسر مقرر کرنے کی بجائے خود ہی انکوائری کی جو کہ ای اینڈ ڈی رولز کی خلاف ورزی تھی۔منشی سعادت علی پٹواری' اے۔سی دیپالپور/ اتھارٹی کے روبرو پیش ہوا اور اس نے اعتراض کیا کہ نہ ہی اسے انکوائری افیسر نے سماعت کیا اور نہ ہی مجاز افسر نے اسے ذاتی شنوائی کا موقع دیا اور یہ کہ ساری شہادت اس کی غیر حاضری میں قلم بند کی گئی بر جھنڈی(الف) چنانچہ اس کیس کی انکوائری دوبارہ کرنے کے لیے مسٹر منیر احمد شاہ مجسٹریٹ /M.I.C دیپالپور کو مقرر کیا گیا۔ جس نے انکوائری کرنے کے بعد

درخواست گزار کے الزامات کو درست قرار دیتے ہوئے انکوائری رپورٹ اتھارٹی کو بھیج دی۔ اتھارٹی/ اے۔ سی دیپالپور نے بذریعہ حکم مورخہ 16-1-98 منشی سعادت علی پٹواری کو ملازمت سے جبری سبکدوش کر دیا ہے۔

(ج) دیگر کوئی مقدمات پٹواری الزام علیہ کے خلاف سامنے نہ آئے ہیں۔

(د) الزام علیہ پٹواری کے خلاف انکوائری ہو کر حکم مورخہ 16-1-98 کے تحت ملازمت سے جبری سبکدوش کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو بر جھنڈی "ب" جھنڈیاں "الف" و"ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کوئی ضمنی سوال کریں گے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس سعادت علی پٹواری کے بارے میں یہ انکوائری تھی اور اس پر الزام تھا کہ اس نے انتقال کے لیے 19 ہزار روپیہ رشوت لی ہے۔ اس کے خلاف جو انکوائری ہوئی اس میں اس پر یہ الزام درست ثابت ہوا ہے۔ وہ غریب کاشت کار تھے جن سے اس نے پیسے لیے تھے۔ کیا محکمہ نے اس شخص کو کہا ہے کہ وہ ان کی رقم واپس کرے؟ اور کیا ڈیپارٹمنٹ اس بارے میں کوئی ایکشن لے سکتا ہے؟

وزیر مال: جناب والا! اس کو جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے اور ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔ ریکوری تو بڑے بڑے کھا جاتے ہیں اس کے بعد واپسی مشکل ہو جاتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کو picture سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! معظم وٹو کی آواز تو عورتوں کی طرح ہے۔ اوپر سے یہ مائیک بھی نہیں لیتے۔ کم از کم یہ مائیک تو لے لیا کریں تاکہ ان کی آواز ہمارے کانوں میں آ جایا کرے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں ان سے یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ یہاں اس طرح کے الفاظ کہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایک آدمی نے درخواست دی کہ اس نے مجھ سے 19ہزار روپے لیے اور میرے ساتھ زیادتی کی۔ محکمہ جواب دیتا ہے کہ ہم نے اس کو جبری ریٹائر کر دیا۔ اس

درخواست دینے والے کے ساتھ کیا انصاف ہوا کہ وہ جیری ریٹائر تو اپنے عمل سے ہوا لیکن جس آدمی سے اس نے 19 ہزار روپے لیے اور جس کی وجہ سے وہ جرم ثابت ہوا' انکوائری افسر یا مجاز اتھارٹی نے اس آدمی کو کیا compensate کیا؟ اس کے خلاف تو چاہیے تھا کہ انٹی کرپشن میں پرچہ ہوتا اور اس سے ریکوری ہوتی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہم ای اینڈ ڈی رولز کے مطابق ہی کارروائی کر سکتے ہیں۔ ان رولز میں ایسی کوئی پروویژن نہیں کہ اس کو اس کی رشوت واپس دلوائی جائے۔ کسی بندے کو نوکری سے نکال دینا' اس کی تو ان کو تعریف کرنی چاہیے تھی۔ وگرنہ ہوتا یہ ہے کہ انکوائریاں دبا لی جاتی ہیں۔ لیکن اگر ریکارڈ درست کرنے کی ضرورت ہو یا کسی کے ساتھ نا انصافی ہو تو ظاہر ہے وہ تو محکمے کی ہی ذمہ داری بنتی ہے کہ ریکارڈ کو درست کیا جائے۔ ہم نے اس بندے کے خلاف ای اینڈ ڈی کے تحت کارروائی کی ہے اور پیسے لینے کے تو اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ وہ اس کے خلاف دیوانی کیس کریں یا جو کارروائی وہ چاہیں' وہ کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' امتیاز صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! میں تھوڑا لیٹ ہو گیا ہوں۔ میں پہلے سوال کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے اب ٹائم دیا ہے۔ مہربانی۔ میں یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ یہ دیپال پور کا پٹواری ہے جس نے 19 ہزار روپے لیے ہیں۔ دیپال پور والوں نے تو بہت بہت پیسے لیے ہیں اور بڑا مال کھایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معظم صاحب کو تو ان کا بہت پتا ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہو تو لائیں ناں۔ پھر ان کے خلاف بھی انکوائری ہو جائے۔

ملک محمد اکرم بھٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

ملک محمد اکرم بھٹی، شکریہ' جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی درستی کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحصیل دیپال پور' اوکاڑہ میں ایک آبادی کا نام غریب تیجا ہے۔ منظور وٹو صاحب کی وزارت اعلیٰ کے دور میں اتنی لوٹ کھسوٹ کے بعد بھی اس آبادی کا نام غریب تیجا ہی ہے تو پھر اس سے بڑا ظلم اور

کیا ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب عبدالروف مغل صاحب کا وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

سیلاب فنڈ کی تفصیل

*1385۔ سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب کے حالیہ سیلاب میں کل کتنی رقم بحالی سیلاب فنڈز کی مد میں خرچ کی گئی۔ تفصیل ڈویژن وائز بتائی جائے۔

(ب) حالیہ سیلاب کی وجہ سے پنجاب میں کتنے دیہات دریا بُرد ہوئے اور ان کی بحالی کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) پنجاب میں بحالی سیلاب کی مد میں جو رقم دی گئی ان کی ڈویژن وائز تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

i۔ ملتان ڈویژن	91,43,000/- روپے
ii۔ بہاول پور	4,53,000/- روپے
iii۔ ڈی۔جی۔خان	6,66,000/- روپے
iv۔ سرگودھا ڈویژن	3,21,73000/- روپے
v۔ فیصل آباد ڈویژن	1,23,54000/- روپے
vi۔ لاہور ڈویژن	21,0,63000/- روپے
vii۔ راولپنڈی ڈویژن	2,44,63000/- روپے
viii۔ گوجرانوالہ ڈویژن	2,48,89000/- روپے

(ب) پنجاب میں کوئی دیہات دریا بُرد نہ ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کے سارے دریا بہاول پور ڈویژن میں آ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پچھلے سال جب ہر دریا میں سیلاب آیا ہے اور وہاں سارا پانی اکٹھا ہوا ہے تو فنڈز کی تقسیم میں اتنی discrimination ہوئی ہے کہ بعض ڈویژنوں کو تو 3/3 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ پھر جہاں سارے پانی کی اکٹھی تباہی ہوئی ہے وہاں پورے ڈویژن کو صرف 4 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ 3 کروڑ روپے اور 4 لاکھ روپے کا واضح فرق ہے۔ کیا وہاں تباہی نہیں ہوئی؟ آپ کے توسط سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ جو اعداد و شمار دیے ہیں ان کے مطابق حالیہ سیلاب میں بہاول پور ڈویژن کو 4 لاکھ 53 ہزار روپے دیے گئے ہیں اور میں مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ سرگودھا ڈویژن کو 21 لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔ اسی طرح لاہور ڈویژن کو 21 کروڑ روپے اور 2 لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! وہ تو سارا آ گیا ہے۔ آپ ضمنی سوال کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ ارشاد فرمائیں گے کہ بہاول پور ڈویژن میں اس سے زیادہ ضرورت نہیں تھی یا سیلاب کی وجہ سے تباہی کم ہوئی ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ہر چیز کی تباہی میں زیادہ حصہ نہیں مانگنا چاہیے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ ہمارا ایک معیار مقرر ہے ہم اس معیار کے مطابق فنڈز دیتے ہیں۔ اللہ کا شکر تھا کہ بہاول پور ڈویژن میں سیلاب نہیں آیا اور تباہ کاری نہیں ہوئی۔ اللہ نے بچت کی اور اس کا جتنا نقصان ہوا ہم نے اس کو اتنا ہی حصہ دینا تھا اور آپ سب لوگوں کو پتا ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں سیلاب کی وجہ سے اتنی تباہی ہوئی کہ اس وجہ سے ان کو زیادہ حصہ دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' شاہ صاحب! اب آپ ضمنی سوال کریں گے یا اگلا سوال کریں گے کیوں کہ اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے؟

ملتان' بہاول پور' ڈی۔جی۔خان میں سیلاب فنڈز کی تقسیم

*1387۔ سید مسعود عالم شاہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ملتان' بہاول پور اور ڈی۔جی۔خان ڈویژنوں کے حالیہ سیلاب میں کتنا بحالی سیلاب فنڈ دیا گیا تھا۔

(ب) متذکرہ ڈویژنوں میں جن افراد کو ناقابل واپسی فنڈز دیے گئے ان کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) تحصیل لیاقت پور میں کل کتنا فنڈ دیا گیا۔ جن جن دیہاتوں کو دیا گیا ان کے نام اور رقم کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر. اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) ملتان ڈویژن کو فنڈ دیا گیا =/91,43000 روپے

بہاول پور ڈویژن کو فنڈ دیا گیا =/4,53,000 روپے

ڈی۔جی۔خان ڈویژن کو فنڈ دیا گیا =/6,66,000 روپے

(ب) ان ڈویژنوں کے اضلاع میں ناقابل واپسی سیلاب فنڈ دیا گیا۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ملتان ڈویژن۔

1۔ ضلع ملتان۔ 12 افراد کی اموات ہونے پر ان کے وارثان کو مبلغ -/6,90.000 روپے بطور مالی امداد دیے گئے ایک بھینس کے ہلاک ہونے پر مالک کو مبلغ -/4000 روپے معاوضہ ادا کر دیا گیا۔

2۔ ضلع ساہیوال۔ 1162 مکانات کے مالکان 11 افراد کے ہلاک ہونے کی وجہ سے قانونی وارثان اور 18 مویشی ہلاک ہونے پر مالکان کو -/87,18,500 روپے بطور ناقابل واپسی معاوضہ دیا گیا۔

3۔ ضلع خانیوال۔ تحصیل میاں چنوں میں ایک بھینس ہلاک ہونے پر اس کے مالک کو -/Rs 4000 بطور معاوضہ ادا کیا گیا۔

4۔ ضلع لودھراں۔ ضلع لودھراں میں سیلاب نہ آیا ہے۔

5۔ پاک پتن۔ میں 2 افراد کی ہلاکت پر قانونی وارثان کو مبلغ -/Rs80,000 ادا کیے گئے۔ 172 مکانات گرنے پر مبلغ -/Rs 12,04,000 روپے بحساب -/7000 روپے فی مکان بطور معاوضہ ادا کیا گیا۔

6۔ وہاڑی۔ ضلع وہاڑی میں سیلاب نہ آنے کی وجہ سے کوئی فنڈ نہ دیا گیا۔

بہاول پور ڈویژن

7۔ ضلع بہاول پور۔ میں 4 افراد کے ہلاک ہونے پر قانونی وارثان کو -/2,30,000 روپے بطور معاوضہ ادا کیا گیا۔

8۔ ضلع بہاول نگر۔ ضلع بہاول نگر میں کوئی سیلاب نہ آیا۔ کوئی جانی و مالی نقصان نہیں ہوا۔ لہٰذا کوئی فنڈ نہ دیا گیا۔

9۔ ضلع رحیم یار خان۔ میں چار افراد کی فوتیدگی دوران سیلاب قانونی وارثان کو =/1,95,000 روپے بطور معاوضہ ادا کیا گیا۔

ڈی۔جی۔خان ڈویژن

10۔ ضلع ڈی۔جی خان میں چھ افراد ہلاک ہوئے ان کے وارثان کو -/2,40,000 روپے ادا کیے گئے۔

11۔ ضلع راجن پور۔ میں دو افراد ہلاک ہوئے۔ ان کے وارثان کو معاوضہ -/40,000 روپے فی کس ادا کر دیا گیا۔ کل رقم -/80,000 روپے ادا کی گئی۔ 62 متاثرہ افراد کو -/4,34,000 روپے مکانات کی تعمیر کے لیے بھی دیے گئے۔

12۔ مظفر گڑھ، ضلع مظفر گڑھ میں تین افراد ہلاک ہوئے فی کس -/40,000 روپے وارثان کو معاوضہ ادا کر دیا گیا کل رقم -/1,20,000 روپے ادا کی گئی۔

13۔ ضلع لیہ کو کوئی فنڈ نہ دیا گیا کوئی سیلاب وغیرہ نہ آیا۔

(ج) تحصیل لیاقت پور میں بحالی سیلاب زدگان کی مد سے کوئی رقم خرچ نہ کی گئی کوئی بھی پکے کا دیہات سیلاب کی زد میں نہ آیا ہے صرف لیاقت پور میں موضع احمد علی لاڑھ جو کہ پکے میں واقع ہے بوجہ فوتیدگی غلام فرید ولد رفیق احمد کو مبلغ -/40,000 روپے ادا کیے گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میں اسی ضمن میں عرض کر رہا ہوں اور یہ پچھلے سوال سے متعلقہ

ہے۔ انھوں نے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ تحصیل لیاقت پور میں بحالی سیلاب زدگان کی مد سے کوئی رقم خرچ نہ کی گئی۔ کچے کا کوئی بھی دیہات سیلاب کی زد میں نہ آیا ہے۔ صرف لیاقت پور میں موضع احمد علی لاڑھ جو کہ کچے میں واقع ہے غلام فرید ولد رفیق احمد کو مبلغ 40 ہزار روپے بوجہ فوتیدگی ادا کیے گئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے اور میں اسی علاقے کا رہائشی ہوں کہ یہ سیلاب کچے کے علاقے میں آیا ہے۔ انھوں نے اس کا مفصل جواب نہیں دیا۔ یہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے وہاں جو تباہی ہوئی ہے اس کے لیے وہاں فنڈز تقسیم ہی نہیں کیے گئے کیونکہ اے سی صاحب کو جتنے لوگوں نے درخواستیں دی تھیں انھوں نے کہا ہے کہ ہمیں فنڈز نہیں دیے گئے۔ کیا وزیر صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے خود دورہ کیا ہے اور میرا اپنا ضلع ہے۔ میں ہر جگہ گیا ہوں۔ مجھے ایسی کوئی شکایت نہیں ملی اور جیسے میں نے کہا ہے کہ اس کا ایک معیار ہے۔ ریلیف میں معیار یہ ہوتا ہے کہ دریا کے اندر کے علاقے کو کچے کا علاقہ کہتے ہیں ہم اس کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں رکھتے۔ جو سیلاب دریا کے کناروں سے باہر نکل کر تباہی کرتا ہے ہم اس کے لیے ریلیف دیتے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے احمد علی لاڑھ کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کچے کا علاقہ ہے۔ یہ فوتیدگی کچے کے علاقے میں ہوئی ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! یا تو یہ کہیں کہ اس کو نہیں ملا۔ ہم سیلاب اور بارشوں میں بھی جانی نقصان پر پیسے دیتے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم کچے کے علاقے میں پیسے نہیں دیتے۔ میں نے کہا ہے کہ یہ بھی کچے کے علاقے سے متعلقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ وہ بستی گری ہوئی تھی اس کو میڈیکل ایڈ نہیں پہنچ سکی جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ آپ پھر سے اس پورے علاقے کا دورہ کریں آپ صرف شہروں کا دورہ کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ پھر چلے جائیں' دوبارہ دورہ کریں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں ایسا دورہ نہیں کرتا جو پچھلے سال کا تھا۔ میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ ہر

چیز کا ایک معیار ہوتا ہے۔ جس علاقے میں 51 فی صد نقصان ہوتا ہے اس کو ہم آفت زدہ علاقہ قرار دیتے ہیں یا کسی قدر اگر کوئی گھر بھی گر جاتا ہے تو ہم اس کو ادائیگی نہیں کرتے کیوں کہ وہ اس معیار میں نہیں آتا۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے وہاں جانے سے اگر ان کی تسلی ہو جاتی ہے اور وہ خوش ہو جاتے ہیں تو آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟

وزیر مال، اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ شاہ صاحب میرے لیے قابل احترام ہیں۔ اگر کسی کی حق تلفی ہوئی ہے تو وہ میرے نوٹس میں لائیں۔ میں ان شاء اللہ اس کی حق رسی کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! آپ کچھ ہمارے نوٹس میں بھی لائیں۔ ہم وزیر صاحب سے کہتے ہیں کہ وہ اس کو ریلیف دیں۔

سید مسعود عالم شاہ، میرے پاس اس وقت 300 درخواستیں موجود ہیں۔ ہم نے گورنر صاحب کو بھی بھجوائی ہیں، کمشنر صاحب کو بھی دی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کچے کے لوگوں کو پنجاب کا حصہ ہی تصور نہیں کر رہے تو میں کیا عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ کچے اور پکے کی بات نہیں ہے۔ ہم ہر جگہ جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو پنجاب حکومت اور میاں شہباز شریف صاحب کی تعریف کرنی چاہیے کہ پچھلی حکومتوں نے صرف وعدے کیے اور منچن بند اس بات کی مثال ہے، جو ان کے علاقے کے ساتھ لگتا ہے، جہاں 17 کروڑ روپے کی لاگت سے spur تعمیر کیا گیا ہے۔ جہاں پیپلز پارٹی اور بے نظیر نے بارہا وعدے کیے لیکن وہاں ایک دھیلے کا کام نہیں کیا اور اس حکومت نے ان کے کچے کے علاقے میں میرا خیال ہے 4 ماہ کے ریکارڈ ٹائم میں 17 کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے محترم بھائی وزیر صاحب نے ضلع ملتان میں 12 افراد کی اموات ہونے پر ان کے وارثان کو مبلغ 6 لاکھ 90 ہزار روپے دیے۔ پاکپتن میں 2 افراد ہلاک ہوئے وہاں 80 ہزار روپے دیے۔ ضلع بہاول پور میں 4 افراد ہلاک ہوئے 2 لاکھ 30 ہزار روپے دیے۔ تو مجھے یہ

سمجھ نہیں آئی کہ انھوں نے پاک پتن میں سیلاب سے مرنے والے کو 40 ہزار روپے دیے تو کیا یہ سیلاب میں مرنے والوں میں بھی تفریق کرکے امداد کرتے ہیں؟

وزیر مال ، جی، میرے بھائی کو یہ پتا نہیں کہ قانون کیا ہے؟ گھر کا جو سربراہ ہوتا ہے اس کو ہم 75 ہزار روپے دیتے ہیں اور جو کوئی دوسرا بچہ یا عورت ہوتی ہے تو اس کو ہم 40ہزار روپے دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1406 چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر دریافت کرتا ہوں۔

زمین کی رجسٹری

*1406۔چودھری عامر سلطان چیمہ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور صدر سے لے کر مرغی خانہ تک اور مرغی خانے سے لے کر جوڑے پل تک اور بدر کالونی سے باؤ والا تک ہندو پراپرٹی قرار پائی ہے اور تمام علاقے کا ترقیاتی کام بھی ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور صدر سے لے کر مرغی خانہ تک اور جوڑے پل تک کے علاقے کی رجسٹری ہو چکی ہے۔ لیکن اس سے آگے مرغی خانے سے بدر کالونی اور باؤ والا تک تمام زمین کی رجسٹری نہ ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت ان علاقہ جات کی رجسٹری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) لاہور صدر سے لے کر جوڑے پل تک کا رقبہ پرائیویٹ مالکان کا ہے۔جس کی رجسٹریاں بیع وغیرہ مابین پرائیویٹ مالکان ہوتی ہیں۔ بدر کالونی سے لے کر باؤ والا تک کا رقبہ ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے جس کی رجسٹریاں بیع وغیرہ نہ ہوسکتی ہیں۔

(ب) بدر کالونی سے باؤ والا پل تک کا رقبہ ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے اس کی رجسٹری نہ ہوتی ہے اس رقبہ پر مختلف لوگوں نے 5مرلہ اور 10مرلہ کی صورت میں ناجائز قبضہ کر کے مکانات

تعمیر کیے ہوئے ہیں وہ رقبہ ملکیتی سرکار پر ناجائز قابضین ہیں جن کا کوئی استحقاق نہ ہے۔

(ج) چونکہ بدر کالونی سے باؤ والا پل تک رقبہ ملکیتی سنٹرل گورنمنٹ ہے اور اس پر مختلف لوگوں نے ناجائز مکان تعمیر کر رکھے ہیں۔ اس لیے یہ پالیسی معاملہ ہے اگر حکومت چاہے تو رقبہ بازاری قیمت پر ناجائز قابضین کو فروخت کر سکتی ہے۔ بصورت دیگر ان کے خلاف بیدخلی کی کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ حکومت اس زمین کو فروخت کر سکتی ہے۔ تو کیا حکومت اس زمین کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے وہاں پر جو لوگ بیٹھے ہیں ان لوگوں کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! یہاں provision ہے۔ آر۔ پی سکیم ہے۔ اس کے تحت اگر وہ apply کریں تو ان کو ان کے مالکانہ حقوق مل سکتے ہیں۔ لیکن اس میں ایک criteria ہے۔ اگر کہیں تو وہ میں تفصیل سے بیان کر سکتا ہوں۔ اگر وہ کوئی اور سوال کر لیں تو اس کا جواب بھی میں دے دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! کیا محترم وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ کیا حکومت ان لوگوں کو جو پانچ یا دس مرلہ زمین پر ناجائز قابض ہیں' کچی آبادی قرار دے کر اس زمین کی قیمت ان لوگوں سے لینے کو تیار ہے؟ جس سے حکومت کو کروڑوں روپے کا فائدہ ہو سکتا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! جن آبادیوں کا انھوں نے ذکر کیا ہے وہ آبادیاں اب صوبائی حکومت کا حصہ بن چکی ہیں۔ پہلے وہ متروکہ املاک تھیں۔ اس میں 1984ء تک بعض لوگوں نے apply کیا تھا۔ جن لوگوں نے وہاں apply کیا تھا ان کو حکومت کی پالیسی کے مطابق 1960ء کی قیمت لگا کر مالکانہ حقوق مل سکتے ہیں۔ جہاں تک ان کے سوال کا تعلق ہے کہ اس کو کچی آبادی declare کیا جائے۔ اس کو کچی آبادی declare کریں یا نہ کریں۔ میں نے کہا ہے کہ ایک آر۔ پی سکیم ہے جس کے تحت 1984ء کے بعد جن لوگوں نے apply نہیں کیا ان کے لیے ایک slab ہے جس میں قیمت rental value اور اس کے اوپر چھ گنا سرچارج کر کے ہم ان کو مالکانہ حقوق دے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر. بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے)

پٹوار خانوں میں ریٹ لسٹ آویزاں کرنا

*1068۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ہر پٹوار خانہ میں فرد ملکیت رجسٹری' انتقال وراثت' انتقال ہبہ نامہ' تبادلہ نامہ جات کی سرکاری فیس کیا ہے۔ کیا ہر پٹوار خانہ میں سرکاری فیس قانون و قاعدے کے مطابق وصول کی جاتی ہے۔

(ب) کیا ہر پٹوار خانہ میں فرد ملکیت رجسٹری انتقال وراثت انتقال ہبہ نامہ و تبادلہ نامہ کی سرکاری فیس ریٹ لسٹ آویزاں ہے۔ اگر لسٹ فیس آویزاں نہیں ہے تو کب تک صوبہ کے ہر پٹوار خانہ میں سرکاری فیس ریٹ لسٹ آویزاں کر دی جائے گی۔ نیز کیا جو اہل کار سرکاری فیس سے زائد رقم وصول کرتے ہیں حکومت ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) بمطابق نوٹیفکیشن مجریہ مورخہ 18-7-93 اور نوٹیفکیشن مجریہ 9-2-95 کی رو سے فیس درج ذیل ترتیب سے وصول کی جاتی ہے۔

نمبر1۔ فیس نقل فرد ملکیت اربن کمتونی	20 روپے
2۔ نقل فرد ملکیت رورل کمتونی	10 روپے
3۔ رجسٹری شدہ انتقال	15 روپے
4۔ انتقال وراثت آمدہ ڈگری عدالت ہائے دیوانی و ریونیو	15 روپے
5۔ انتقال ہبہ نامہ I غیر وارثان	60 روپے فی ہزار
II۔ جائز وارثان	1 روپیہ فی ہزار
6۔ تبادلہ فیس I پچیس ایکڑ تک	1 روپیہ فی ہزار

II۔ پچیس ایکڑ سے زائد 21 روپے فی ہزار

مندرجہ بالا فیس سرکاری فیس ریٹ لسٹ کے مطابق جمع کروائی جاتی ہیں۔

(ب) قواعد کے مطابق ہر پٹوار خانہ میں فرد ملکیت و رجسٹری انتقالات وغیرہ کی منظور شدہ ریٹ لسٹ آویزاں کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ تاہم ہدایات دوبارہ جاری کر دی گئی ہیں کہ ہر پٹوار خانہ میں ریٹ لسٹ آویزاں ہونی چاہیے اور ضلعی افسران اس پر عمل درآمد یقینی بنائیں۔ اگر کوئی سرکاری اہل کار زائد فیس وصول کرتے ہیں تو شکایت ملنے پر اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ کارروائی نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محکمہ مال کے اہل کاروں کے خلاف کرپشن کیس

*1070۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) فروری 1997ء سے آج تک محکمہ مال کے کتنے اہل کاروں کے خلاف کرپشن کے کیس بنے۔ ان کے نام، عہدہ اور کیس کی نوعیت بیان کی جائے۔

(ب) جزو (الف) میں بیان کیے گئے اہل کاروں نے فروری 1997ء سے آج تک قومی خزانہ سے کتنا TA/DA وصول کیا۔

(ج) ان کے زیر استعمال کون کون سی اور کتنی گاڑیاں ہیں اور آج تک ان کی دیکھ بھال پر کتنا خرچہ آیا؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) فروری 1997ء سے آج تک محکمہ مال کے 111 اہل کاروں کے خلاف کرپشن کے کیس بنے، ان کے نام، عہدے اور نوعیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جزو (الف) میں بیان کیے گئے اہل کاروں میں سے فروری 1997ء سے آج تک صرف ایک اہل کار فیض احمد فیض پٹواری سرکل لڈھ ماہی تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ نے -/1219 روپے TA/DA حاصل کیا ہے اس کے علاوہ کسی اہل کار نے کوئی TA/DA وصول نہ کیا ہے۔

(ج) ان کے زیر استعمال کوئی گاڑی نہ تھی اور نہ ہی دیکھ بھال پر خرچہ آیا ہے۔

*1278۔جناب عبدالرؤف مغل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک کنال 15 مرلے زمین جو کہ خسرہ نمبر 187 کھیوٹ نمبر 725 موضع شیخوپور ضلع گوجرانوالہ گورنمنٹ کی زمین ہے اور مذکورہ زمین محکمہ تعلیم کو برائے تعمیر سکول دی گئی تھی اور اس پر ایک سکول بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین کا انتقال خورشید خان کے نام بابت انتقال نمبر 11460 مورخہ 15 مئی 1995ء کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر (ترقیات) نے اپنے مراسلہ نمبر سی۔بی/3129/ ایم مورخہ 9 ستمبر 1996ء اور مابعد مراسلہ جات یادہانی مورخہ 10 اکتوبر، 13 نومبر 1996ء، 14 جنوری، 27 فروری، 2 مئی، 2 جون، 21 اگست اور 28 اکتوبر 1997ء کے ذریعے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو مذکورہ زمین کا انتقال خورشید خان کے نام کرنے کے بارے میں دریافت کیا تھا مگر تاحال اس کا کوئی جواب نہ دیا گیا ہے۔

(د) کیا اس زمین کا انتقال کرنے پر محکمہ مال کے کسی اہل کار کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر ہاں تو کیا کارروائی کی ہے۔ ان کے نام اور عہدے کیا ہیں۔

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ زمین کا انتقال ختم کروا کر زمین کا انتقال محکمہ تعلیم کے نام کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے کہ خسرہ نمبر 187 تعدادی 1 کنال 15 مرلے واقع موضع بھیکو پور ملکیتی صوبائی حکومت (سابقہ متروکہ) تھا۔ جس پر تقریباً ایک کنال میں کمرہ جات تعمیر شدہ ہیں اور بقیہ 15 مرلے رقبہ خالی ہے۔ مذکورہ زمین کی ملکیت کبھی بھی محکمہ تعلیم کو منتقل نہ ہوئی ہے۔ البتہ بلڈنگ سکول تعمیر شدہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ زمین کا انتقال نمبری 11460 بحق خورشید خان 1/3 حصہ، ناصر خان

سلطانہ نکہت، رخسانہ اعجاز، نادرہ سلطانہ بمعہ برابر 2/3 حصہ دختران ابراہیم خان (خورشید بیگم) ذات پٹھان ساکنان لاہور مورخہ 15-5-95 کو بحکم عدالت عالیہ لاہور مورخہ 11-4-92 بحکم جناب ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر لینڈ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور مورخہ 5-10-93 اور بحکم اے۔سی صاحب صدر گوجرانوالہ مورخہ 12-10-93 منظور ہوا۔

(ج) یہ درست ہے کہ مراسلہ جات نمبری 6226 مورخہ 21-8-97، مورخہ 28 اکتوبر 1997ء ڈپٹی کمشنر صاحب گوجرانوالہ کو موصول ہوئے۔ جس پر عملہ فیلڈ سے رپورٹ طلب کی گئی۔ جو کہ مبہم ہونے کی وجہ سے بروئے مراسلہ نمبر این۔ٹی۔(او) مورخہ 13-12-97 اور 609 این۔ٹی (او) مورخہ 27-12-97 برائے ملاحظہ ریکارڈ وضاحتی رپورٹ طلب کی گئی۔ جس کے نہ آنے پر جواب نہ دیا جا سکا۔

(د) اس کی نسبت کسی اہل کار کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔ کیونکہ مذکورہ انتقال بحکم عدالت ہو کر تصدیق ہوا۔

(ہ) اگر خورشید خان وغیرہ کی الاٹمنٹ منسوخ ہو جائے تو انتقال نمبر 11460 خارج ہو کر رقبہ مذکورہ کا انتقال بحق محکمہ تعلیم منظور ہو سکتا ہے۔ الاٹمنٹ کی منسوخی عدالتی حکم کے ذریعے ہی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

سیلاب سے متاثرہ افراد کی امداد

*1326۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے دریائے جہلم میں بھی سیلاب آیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سیلاب سے متاثرہ افراد کو امدادی رقوم دی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے جہلم کے کنارے ضلع منڈی بہاؤالدین میں بسنے والے لوگ بھی متاثر ہوئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو حکومت نے سیلاب سے متاثرہ افراد کو کتنی امدادی رقوم دیں اور کن کن افراد کو دی ہے۔ ان کے نام بمع ولدیت اور پتا جات کی تفصیل بتائی جائے۔ اگر امداد مہیا نہیں کی گئی تو اس کی وجہ

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ دریائے جہلم کے کنارے ضلع منڈی بہاؤالدین میں بسنے والے لوگ بھی متاثر ہوئے۔ لیکن کسی بھی شخص کو امدادی رقم نہیں دی گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کی واضح ہدایت تھی کہ امدادی رقم اس شخص کو دی جائے جس کا مکان مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہو اور رہائش کے قابل نہ رہا ہو۔ مزید یہ کہ ایسے مکان کچا کے علاقہ میں واقع نہ ہوں۔ عملہ فیلڈ کی رپورٹ کے مطابق ان میں کوئی ایسا مکان متذکرہ بالا تعریف میں نہ آتا تھا۔ اس لیے معاوضہ کی رقم ادا نہ کی گئی۔ البتہ بیج گندم متاثرہ کاشت کاروں میں مفت تقسیم کیا گیا۔

موضع ہمت سنگھ تحصیل چونیاں میں زمین کی خرید

*1451۔ راجہ محمد جاوید اخلاص۔ کیا وزیر مال سوال نمبر 1028 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 2 جنوری 1998ء کو دیا گیا کے حوالہ سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مرزا صادق نے جو زمین مورخہ 77-5-5 کو موضع ہمت سنگھ تحصیل چونیاں میں فروخت کی تھی جس کا دستاویز نمبر 843 تعداد زمین 422 کنال 12 مرلے ہے کب اور کس سے کتنی رقم میں خرید کی۔ اس کا بیع انتقال ہوا تھا یا رجسٹری ہوئی تھی۔ اس کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

مرزا صادق نے جو زمین مورخہ 77-5-5 کو موضع ہمت سنگھ والا تحصیل چونیاں میں فروخت کی تھی وہ اس نے مسمی دھندل ولد مواسی قوم میو الائی موضع ہمت سنگھ والا سے بروئے انتقال بیع زبانی نمبر 44 مورخہ 21-12-74 خرید کی تھی۔ اس انتقال کی رو سے تین مشتری ان بیربل خان، محمد صادق اور مسماۃ بدھو نے کل رقبہ تعدادی 2655 کنال 13 مرلے بالعوض مبلغ پچاس ہزار روپے (50,000/-) بحصہ برابر خرید کیا تھا۔ نقل انتقال ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آبیانہ کی معافی

*1459۔چودھری سلطان محمود گوندل۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں حالیہ بارشوں میں وسیع علاقہ پر فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت نے متاثرین مالکان کو آبیانہ میں کوئی معافی دی ہے اگر معافی دی گئی ہے تو کن دیہات کا آبیانہ معاف کیا گیا ہے۔ مکمل تفصیل بیان کی جائے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) درست ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل 24 دیہات میں فصلات کو بوجہ حالیہ بارش/سیلاب50% سے زیادہ نقصان ہوا۔ لہذا ان مواضعات کو بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 1254-97/4822/CR-III مورخہ27-12-97 آفت زدہ قرار دیا گیا۔

تحصیل پھالیہ:۔ 1۔ چھنی مقلاں 2۔ ٹھٹھی شاہ محمد 3۔ چوک کلاں 4۔ نوشہرہ 5۔ دیوی گڑھ 6۔ ٹھٹھہ ہنت 7۔ لوہاپہ 8۔ بانسی کلاں 9۔ بانسی خورد 10۔ سنتھیل

تحصیل ملکوال:۔ 1۔ سانده 2۔ چک نمبر49' 3۔ چک نمبر48' 4۔ پنڈی راواں' 5۔ حمدانہ 6۔ میانہ گوندل' 7۔ بار موسیٰ 8۔ گونیاں

تحصیل منڈی بہاؤالدین:۔ 1۔ نواں لوک 2۔ کالو والی 3۔ مونگ 4۔ میر خانی 5۔ چک سردار دیال سنگھ 6۔ گڑھی لوچا سنگھ

مندرجہ بالا نوٹیفکیشن کی رو سے ان مواضعات میں مالیہ' آبیانہ' زرعی انکم ٹیکس اور لوکل ریٹ کی مکمل طور پر معافی دے دی گئی ہے۔

رقبہ کی الاٹمنٹ

*1461۔راجہ محمد جاوید اخلاص۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان (ضلع راولپنڈی) کے موضعات رکھ تارا گڑھ، ہرپال میں خسرہ نمبر 259، 329 وغیرہ جہاں تالاب، سکول، گراؤنڈ، پینے کے پانی کے کنویں اور دیگر مفاد عامہ کے راستے موجود ہیں۔ سینکڑوں کنال رقبہ حال میں محکمہ مال کی ملی بھگت سے لاہور کی مسماۃ شرافت سلطانہ کو الاٹ کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ رقبہ کس کے حکم پر الاٹ ہوا ہے، الاٹمنٹ کی تاریخ کیا ہے اور کس بنیاد پر الاٹ ہوا ہے تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست ہے کہ بمطابق حکم الاٹمنٹ مورخہ 20-11-96 مصدرہ چودھری عبداللطیف خان سیکرٹری (ریونیو) سیٹلمینٹ کمشنر (اربن) لینڈ/نومینائیڈ آفیسر پنجاب (مرحوم) رقبہ تعدادی 440 کنال 6 مرلے در مواضعات رکھ تارا گڑھ ہرتال اور بجنیال مشمولہ نمبران خسرہ 259-329 وغیرہ غیر مسلم متروکہ اراضی تصور کرتے ہوئے الاٹ ہوا۔ یہ حکم برائے عمل درآمد عملہ فیلڈ کو ارسال کیا گیا۔ رپورٹ ازاں ڈپٹی کمشنر صاحب راولپنڈی کے مطابق اس رقبہ میں سے رقبہ تعدادی 143 کنال 4 مرلے (غیر ممکن تالاب و روہڑو) 16 مرلے غیر ممکن کنواں اور 19 کنال 1 مرلے (غیر ممکن گراؤنڈ) بروئے انتقال نمبر 1530 مورخہ 17-1-98 منجانب مسماۃ شرافت سلطانہ الاٹیہ بحق محکمہ تعلیم صوبائی حکومت ہبہ کر دیا گیا ہے۔

(ب) یہ رقبہ عدالت عالیہ لاہور کے حکم مورخہ 31-10-95 بسلسلہ رٹ پٹیشن نمبر 139-R/95 کی روشنی میں چودھری عبداللطیف خان سیکرٹری (ریونیو / سیٹلمینٹ کمشنر (اربن) لینڈز/نومینائیڈ آفیسر پنجاب نے مورخہ 20-11-96 کو ایک تفصیلی حکم کے ذریعہ الاٹ کیا۔ جیسا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب راولپنڈی کی رپورٹ سے عیاں ہے۔ وہ رقبہ جو غیر ممکن تالاب و روہڑو، غیر ممکن کنواں اور غیر ممکن گراؤنڈ کی صورت میں الاٹیہ کو منتقل کر دیا گیا تھا۔ وہ انتقال ہبہ کے ذریعہ محکمہ تعلیم کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل پیرا (الف) کے جواب میں دے دی گئی ہے۔

تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں "زیادہ غلہ اگاؤ سکیم" کے تحت اراضی کی الاٹ منٹ

*1503۔راؤ اقبال احمد خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال1990ء سے 1997ء تک حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنی زرعی اراضی قابضین کو "زیادہ غلہ اگاؤ سکیم" کے تحت الاٹ کی گئی تھی۔ الاٹ کی گئی اراضی اور الاٹیوں کے نام بتائے جائیں۔ کیا ان الاٹیوں کا استحقاق بنتا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

سال 1990ء سے سال1997ء تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 40 افراد کو 429 ایکڑ 5 کنال اور 18 مرلہ اراضی زیادہ غلہ اگاؤ سکیم کے تحت الاٹ کی گئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ان تمام الاٹیوں ماسوائے خوشی محمد ولد علی محمد کے غلط الاٹمنٹ ہوئی کیونکہ وہ متبادل الاٹمنٹ کے مستحق نہ تھے۔ جس پر تمام کیس بورڈ آف ریونیو پنجاب میں برائے منسوخی پٹہ ملکیت زیر دفعہ(2)30 کانونائیزیشن آف گورنمنٹ لینڈ پنجاب ایکٹ 1912ء بھجوائے گئے ہیں اور آئندہ تاریخ پیشی مورخہ24-4-98 بعدالت جناب سید عشرت علی شاہ صاحب ممبر جوڈیشل (III) بورڈ آف ریونیو پنجاب مقرر ہے۔

الاٹمنٹ کیسز ازاں محمد رمضان ولد جیون اور شوق ولد دارا جو 40 مقدمات میں شامل ہیں میں نظرثانی کی اجازت کمشنر فیصل آباد ہو چکی ہے اور جناب ڈسٹرکٹ کلکٹر مورخہ 17-6-98 سماعت کے لیے مقرر ہے۔

تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں نمبرداروں کو اراضی کی الاٹمنٹ

*1504۔راؤ اقبال احمد خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال1970ء سے 1997ء تک حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے نمبرداروں کو آدھا مربع اراضی الاٹ کی گئی ہے۔ اگر کی گئی تو کس سکیم کے تحت؟ کیا اس الاٹمنٹ سکیم میں کوئی گلنے پال سکیم بھی شامل ہے؟ اس حلقہ میں کتنے نمبردار

ایسے ہیں جن کے والد نے بھی نمبرداری کے استحقاق کی بنیاد پر نصف مربع اراضی حاصل کی۔ بعد میں ان کی اولاد نے بھی آدھا مربع اراضی بطور نمبردار حاصل کی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

نمبرداری سکیم کے تحت حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ میں کل 77 نمبرداروں کو زیر سکیم گائے پال سال 1970ء سے لے کر سال 1997ء تک رقبہ الاٹ کیا گیا۔

گائے پال/سانڈ پال بھی نمبرداری سکیم کے جز ہیں۔ حلقہ ہذا میں صرف ایک نمبردار محمد رمضان ساکن چک نمبر 670 گ۔ب کو رقبہ زیر سکیم نمبرداری الاٹ ہو کر حقوق ملکیت حاصل ہوئے۔ مابعد اس کے پسر راؤ علی گوہر خان نمبردار کو بھی سال 1971ء میں زیر سکیم گائے پال 100 کنال رقبہ الاٹ ہوا۔ جس پر وہ قابض اور کاشتہ ہے۔

پانچ مرلہ سکیم کے تحت فیض آباد تحصیل دیپالپور میں باقی ماندہ افراد کو زمین کی الاٹمنٹ

*1509۔میاں منظم جہانزیب احمد خان وٹو۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء کے دوران 5مرلہ سکیم کے تحت چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں الاٹمنٹ کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ حق گاؤں کے نصف افراد کو دیا گیا اور تقریباً 45 گھروں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جن افراد کے نام الاٹمنٹ ہوئی ہے ان کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت باقی گھروں کی الاٹمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) سال 96-1995ء میں موضع فیض آباد تحصیل دیپالپور میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت کوئی الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے۔

(ب) موضع مذکورہ میں کسی شخص کو پانچ مرلہ سکیم کے تحت الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے۔ لہذا کسی کو نظر انداز کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) چونکہ مذکورہ موضع میں صوبائی حکومت کا کوئی رقبہ بقایا نہ ہے۔ اس لیے 5 مرلہ سکیم کے تحت الاٹمنٹ کا جلدی امکان نہ ہے۔

ڈنگہ پٹوار سرکل ضلع گجرات میں چراگاہ پر ناجائز قبضہ

*1529۔میاں طارق محمود۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گجرات کے ڈنگہ پٹوار سرکل میں "چراگاہ" کا کل رقبہ کتنا ہے۔ یہ رقبہ کب سے اور کن افراد کے زیر قبضہ ہے۔ ان کے نام اور پتا کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چراگاہ کے رقبہ کے کاغذات مال میں محکمہ مال کے عملہ نے ردوبدل کر کے رقبہ جعلی طور پر مختلف لوگوں کے نام کر دیا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کرانے اور محکمہ مال کے جن اہلکاروں نے ریکارڈ میں ردوبدل کر کے چراگاہ کا رقبہ جعلی طور پر مختلف افراد کے نام کیا ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) ضلع گجرات کے پٹوار سرکل ڈنگہ میں بنیادی ریکارڈ مثل حقیت بندوبستی سال 92-1891ء و 12-1911ء کے مطابق خانہ ملکیت میں چراگاہ کا کوئی رقبہ نہ ہے۔ چونکہ یہ موضع کالونی چک نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بتایا جا چکا ہے کہ چراگاہ کا کوئی رقبہ کالونی چک نہ ہونے کی وجہ سے پٹوار سرکل ڈنگہ میں نہ ہے۔ لہذا مختلف لوگوں کے نام محکمہ مال کے کاغذات میں جعلی طور پر ردوبدل ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ج) محکمہ مال کے بندوبستی ریکارڈ سال 92-1891ء و سال 12-1911ء کے مطابق اس موضع کا رقبہ شاملات دیہہ ہے۔ جمع بندی سال 20-1919ء میں بلا جواز رقبہ شاملات دیہہ کو شاملات دیہہ چراگاہ تحریر کر دیا گیا اور رجسٹر حقداران زمین سال 65-1964ء میں اچانک آسائش دیہہ چراگاہ درج کر دیا گیا تھا۔ اس بلا جواز اندراج کی نشاندہی پر ذمہ دار اہلکاران کے خلاف ایکشن

لیا جائے گا۔

تحصیل داروں کی رہائشی اضلاع میں تعیناتی

*1557۔میاں طارق محمود۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو کے حکم اور حکومت کی واضح ہدایات کے مطابق کوئی تحصیل دار اپنے رہائشی ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتا۔

(ب) مذکورہ حکومتی ہدایات کی موجودگی میں اس وقت لاہور میں کون کون سے تحصیل دار اپنے رہائشی ضلع میں تعینات ہیں۔ ان کے نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔

(ج) کیا حکومت ان خلاف رولز تعینات تحصیل داروں کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے مطابق کوئی تحصیلدار اپنے رہائشی ضلع کیڈر پوسٹ پر تعینات نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ پابندی ایکس کیڈر (Ex-Cadre) پوسٹوں پر عائد نہ ہوتی ہے۔

(ب) اس وقت لاہور میں مسٹر انوارالحق تحصیلدار کینٹ از مورخہ 30-4-97 اور مسٹر محمد ارشد جاوید تحصیلدار سٹی از مورخہ 5-5-97 سے تاحال اپنے رہائشی ضلع میں تعینات ہیں۔

(ج) جی ہاں، کچھ انتظامی امور کی وجہ سے اب تک ان کو تبدیل نہیں کیا گیا۔ تاہم جلدی ان کا تبادلہ کر دیا جائے گا۔

موضع وجھ ضلع سرگودھا میں پٹوار خانہ کی عمارت کی تکمیل

*1562۔حاجی احمد خان ہرل۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں پٹوار خانہ کی عمارت کی چھتیں اور دیواریں عرصہ دس سال سے گری پڑی ہیں جس سے ریکارڈ خراب ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پٹوار خانہ کی عمارت کا ملبہ غائب ہو چکا ہے اور زمین پر ناجائز قابضین قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر پٹوار خانہ کی عمارت اور پٹواری کے لیے رہائش گاہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کا پٹوار خانہ سابقہ ملکیتی غیر مسلم تھا۔ جو 1947ء میں قیام پاکستان کے بعد پٹوار خانہ موضع وجھ کو الاٹ ہوا۔ پٹوار خانہ کی عمارت گر چکی ہے۔ عمارت کے گرنے کے بعد پٹوار حلقہ نے اپنا دفتر علیحدہ جگہ پر بنایا ہوا ہے۔ تمام ریکارڈ حفاظت کے ساتھ نئے دفتر میں منتقل کر دیا گیا تھا اور یہ اب بھی بحفاظت وہاں موجود ہے۔

(ب) موقع پر عرصہ دس سال سے کوئی عمارت نہ ہے اور اس جگہ پر کسی شخص نے ناجائز قبضہ بھی نہیں کیا ہوا۔ اور نہ ہی کوئی شخص ایسی کوشش کر رہا ہے۔ اس جگہ کی دیکھ بھال کے لیے ریونیو آفیسر حلقہ نے متعلقہ ریونیو سٹاف کو ہدایات جاری کی ہوئی ہیں۔

(ج) پٹوار خانہ کی جگہ موجود ہے اور موقع پر خالی ہے۔ حکومت پنجاب سے تعمیر نو کے لیے فنڈز حاصل کرنے کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔ جیسے ہی حکومت نے فنڈز منظور کیے تو یہ عمارت تعمیر کر دی جائے گی۔

حاجی سیف اللہ کو الاٹ کیے گئے پلاٹ کے متعلق انکوائری

*1820۔چودھری مسعود احمد۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حاجی سیف اللہ خان اور اسداللہ خان پسران محمد عطا اللہ قوم پٹوار سکنہ اللہ آباد کو منڈی لیاقت پور میں مورخہ 27-7-61 کو نیلام عام میں پلاٹ نمبر 1 بر رقبہ 79 کنال 19 مرلے بعوض مبلغ -/11500 روپے برائے تعمیر کارخانہ کلاں الاٹ ہوا تھا۔

(ب) کیا بھی یہ درست ہے کہ اس پلاٹ کی الاٹمنٹ 79 کنال 19 مرلے تھی مگر حاجی سیف اللہ نے محمد فیلڈ سے ملی بھگت کر کے اس کا انتقال 82 کنال 16 مرلے 3 سرساہی کا کروایا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ Sale Deed مورخہ 4-10-74 کی کلاز 12 کے تحت شرائط کی خلاف

ورزی کی صورت میں پلاٹ اور زر نیلام بحق سرکار ضبط کیے جا سکتے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حاجی سیف اللہ نے مورخہ 7-2-98 کو HVC برانچ دفتر ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان میں داخل ہو کر اہل کار متعلقہ سے مثل پلاٹ نمبر 1 بغرض معائنہ حاصل کر کے کلاز 12 کو قطع برید کرنے کی کوشش کی اور اس کلاز پر کراس لکیر لگا دی۔ رپورٹ ہونے پر ڈپٹی کمشنر نے اس واقع کو Serious قرار دیتے ہوئے حاجی سیف اللہ کو سمن جاری کرنے کا حکم دیا اور 25-2-98 تاریخ سماعت مقرر کی۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر، رحیم یار خان نے 25-2-98 اور اس کے بعد اس رپورٹ پر حاجی سیف اللہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور اس Serious معاملہ کو دبا دیا گیا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حاجی سیف اللہ وغیرہ کو مورخہ 27-7-1961 پلاٹ نمبر 1 برائے کارخانہ کلاں تقسیم ہوا بمطابق رجسٹر نیلام رقبہ پلاٹ 82 کنال 16 مرلہ 2 سرساہی قیمت خرید مبلغ -/11,500 روپے درج ہے۔ جبکہ رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر / ایڈیشنل کمشنر رقبہ پلاٹ 79 کنال 19 مرلہ درج ہے۔

(ب) ایضاً۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ Sale Deed پلاٹ نمبر 1 مورخہ 4-10-74 کی کلاز 12 کے تحت شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں زر خرید مع پلاٹ بحق سرکار ضبط ہو سکتا ہے۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے کہ اعلیٰ عدالت ضلع گلگتر کی رپورٹ کے مطابق واقع وقوع پذیر ہونا قرار پایا جاتا ہے۔

(ہ) معاملہ ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کے پاس زیر کارروائی ہے اور آئندہ تاریخ پیشی 6 اکتوبر 1998ء مقرر ہے۔ معاملہ کو دبایا نہیں گیا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

39۔میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1985ء سے لے کر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ مال میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے۔

(ب) ان کے نام، پتا اور عہدہ جس پر تعیناتی ہوئی اور رولز جو ریلیکس ہوئے۔ رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) سال1985ء سے لے کر سال 1996ء تک گیارہ(11) افراد بطور تحصیل دار، 285 افراد نائب تحصیل دار، 58 افراد محکمہ استمال اراضی، 504 افراد محکمہ مال میں بطور پٹواری، کلیریکل و نان کلیریکل اور 77 افراد مرکزی دفتر بورڈ آف ریونیو پنجاب میں رولز ریلیکس کر کے بھرتی کیے گئے۔

(ب) جن افراد کو رولز ریلیکس کر کے بھرتی کیا گیا ان کے مکمل کوائف جھنڈی "الف" "ب" "پ" "ت" اور "ٹ" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

بھرتیوں کی تفصیل

239۔میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ مال میں کتنی بھرتیاں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کی گئیں۔

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بتائی جائے جن میں تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا۔

(ج) ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی ہیں نیز نام بھرتی شدہ اہل کار مع عہدہ اور بھرتی کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک گیارہ افراد بطور تحصیلدار، 284 افراد نائب تحصیلدار، 90

افراد مرکزی دفتر بورڈ آف ریونیو پنجاب اور 504 افراد محکمہ مال میں بطور پٹواری، کلیریکل و نان کلیریکل رولز ریلیکس کر کے بھرتی کیے گئے۔

(ب) کسی بھی فرد کے تعلیمی معیار کو نظر انداز کر کے بھرتی نہ کیا گیا ماسوائے مسمی محمد صفدر کو پٹواری بھرتی کیا گیا ہے جو کہ نمبر شمار 347 جھنڈی "ت" پر درج ہے۔

(ج) جن افراد کو رولز ریلیکس کر کے بھرتی کیا گیا ان کے مکمل کوائف جھنڈی "الف" "ب" "پ" اور "ت" پر ملاحظہ فرمائیں۔

متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی

351۔ جناب محمود خان کھچی، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ ائیر بیس ٹھنگی ضلع وہاڑی کی تعمیر کے لیے لوگوں سے رقبہ حاصل کیا گیا تھا، مگر ان زمینداروں کو نہ تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق معاوضہ دیا گیا اور نہ ہی متبادل رقبہ دیا گیا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت کب تک متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی یا متبادل رقبہ کی الاٹمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)۔

یہ درست ہے کہ ائیر بیس ٹھنگی ضلع وہاڑی کی تعمیر کے لیے محکمہ دفاع پاکستان نے لوگوں سے رقبہ حاصل کیا تھا۔ کچھ لوگوں کا رقبہ ملکیتی تھا اور کچھ لوگ مختلف سکیم ہائے کے تحت الاٹیان تھے ملکیتی رقبہ کے لوگوں کا کیس لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے جس کی وجہ سے ان کو معاوضہ کی ادائیگی کا فیصلہ ابھی تک نہ ہوا ہے۔ زمین جو کہ مختلف سکیم ہائے کے الاٹیان سے لی گئی تھی اس کے بارے میں پالیسی نمبری 3565/93-3654۔ سی۔ ایس (5) مورخہ 28-10-1993 وضع کی گئی کہ جن الاٹیوں کو حقوق ملکیت مل چکے ہیں یا مستحق قرار دیے جا چکے ہیں ان کو بھی معاوضہ دیا جائے اور جو الاٹیان اس زمرے میں نہیں آتے انہیں متبادل زمین دی جائے۔ اس پالیسی کے تحت 332 لوگوں کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ متبادل زمین کے حقدار لوگوں نے اس مقصد کے لیے درخواست ہائے نہ گزاری ہیں۔ لہٰذا متبادل زمین فراہم نہ کی گئی ہے۔ متبادل رقبہ حاصل

کرنے کے لیے مستحق افراد درخواستیں دے سکتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' فرمایے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں ایک نہایت ہی اہم مسئلہ جو اس وقت پنجاب کے عوام کے لیے درد سر بنا ہوا ہے اس کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ پنجاب میں کسی جگہ کوئی قتل کا واقعہ ہو جائے۔ کسی جگہ دہشت گردی ہو جائے۔ کسی جگہ کوئی حادثہ ہو جائے تو پنجاب کے عوام کی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ اور پولیس ڈبل سواری کے چکر میں سینکڑوں لوگوں کو جیلوں میں بند کر دیتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تقریباً 18 ماہ قبل اس بارے میں وزارت قانون کو یہ کہا تھا کہ مناسب قانون سازی کر کے لوگوں کی تذلیل کا یہ سلسلہ ختم کیا جائے۔ اب بھی گوجرانوالہ میں ایک واقعہ ہوا۔ اس کے بعد دوسری جگہ واقعات ہوئے تو سینکڑوں لوگوں کو جو بے گناہ اور معصوم ہیں ان کو جیلوں میں بند کر دیا جاتا ہے اور جو بھتا دے دے اسے فارغ کر دیا جاتا ہے۔ اس ظالمانہ قانون کو ختم کرنے کے لیے آج میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری معزز وزیر قانون سے درخواست ہے کہ 18 ماہ قبل ایک مسئلہ شروع ہوا تھا۔ پارلیمانی میٹنگ میں بھی کہا گیا تھا اور اس کے بعد یہاں ہاؤس میں بھی بارہا تحاریک آئیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ جس پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں اس کا جو کارروائی چل رہی ہے اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟ لا اینڈ آرڈر پر بحث آئی ہے۔ اس میں آپ یہ تحریک التوائے کار کے طور پر دے دیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں نے سنا تھا کہ آج اجلاس ختم ہونے والا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جب آپ سب چاہیں گے اس وقت اجلاس ختم کریں گے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ وزارت قانون کو ہدایت فرمائیں کہ اس بارے میں قانون سازی میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے اس کو بہتر کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شیخ صاحب' میں آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ کہ چونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس لیے میں اس سلسلے میں کیا رولنگ دوں۔ لا اینڈ آرڈر کی بحث آ رہی ہے۔ اس پر آپ

جی کھول کر بولیے گا یا پھر کوئی تحریک لے آیئے۔ اس پر بات ہو جائے اور ہم ان سے بات کر سکیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اس لیے میں اس پر کچھ عرض کرنے سے قاصر ہوں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، ٹھیک ہے۔ میں تحریک التوائے کار دے دیتا ہوں۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میرا کمالیہ سٹیڈیم کے متعلق سوال جمعہ والے دن تھا تو اس دن اس کے جواب میں جناب نے وزیر قانون صاحب کے ذمہ لگایا تھا کہ انکوائری کریں۔

استحقاق

ایس ایچ او تھانہ لنگرانہ ضلع (جھنگ) کا رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

(جاری)------

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ابھی پوچھتے ہیں۔ بلکہ دو چیزوں کی میں لاءمنسٹر صاحب سے وضاحت چاہوں گا۔ ایک تو آپ نے فرمایا تھا کہ ہمارے معزز ممبر چیہ صاحب کے استحقاق کی تحریک تھی جو ہم نے اس بنیاد پر یہاں رکھی تھی کہ جو کارروائی ہوئی ہے اسے ensure کیا جائے۔ اگر کارروائی ہو چکی ہے تو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کی جائے۔ اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ متعلقہ پولیس والے جنھوں نے وہ blunder کیا تھا۔ ان کے خلاف پرچے کے اندراج کا حکم بھی دیا جا چکا ہے اور وہ ہو گیا ہے۔ اگر آپ ریکارڈ دیکھیں تو اس وقت میں نے کہا تھا کہ ایف آئی آر کی نقل آپ حاصل کریں اور ensure کریں کہ کیا واقعی پرچہ ہوا ہے۔ ایسا تو نہیں کہ جیسے یہ کہتے ہیں کہ ہو چکا ہے۔ کیونکہ پولیس والوں نے پولیس والوں کے خلاف پرچہ کرنا ہے۔ پھر یہاں پر میں یہ بات اس لیے دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں یہ مقابلہ شروع ہو جاتا ہے کہ سابقہ حکومتیں یہ کرتی رہیں اور موجودہ یہ کر رہی ہے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت جو حکومت ہے' اس کی طرف سے جو فیصلے ہوتے ہیں ان پر عمل در آمد ہونا چاہیے تاکہ عوام اور صوبے بھر کے لوگوں کو فرق محسوس ہو۔ کیا آپ نے ensure کیا ہے؟ کہ وہ پرچہ درج ہو گیا ہے؟

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق اس دن میں نے یہاں جو گزارشات کی تھیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ معزز رکن نے درخواست دی ہے' اس پر ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ جس کی فوٹو سٹیٹ کاپی میں آج جناب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ دوسری میں نے

investigation کی گزارش کی تھی کہ جو کیس ان کے خلاف درج ہوئے ہیں۔ ان کی investigation اس range سے باہر کروانے کے لیے آرڈر ہو چکے ہیں اور وہ تفتیش سرگودھا میں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ جی جے صاحب' اب آپ کو تسلی ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ آج شام تک ایف آئی آر پہنچ جائے گی۔

حاجی محمد حیات جپہ، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ایک تحریک pending کی تھی کہ معلوم کریں منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ میں نے دوسرے محکمے کے سوالات پڑھ دیے ہیں۔ جب کہ پی اینڈ ڈی کا اس سے تعلق نہیں اس کا کیا ہوا؟ اس کے خلاف کوئی سٹیٹمنٹ بھی اخبار میں آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تحقیقات کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ اگر واقعی وہ کسی بیوروکریٹ نے دی ہے تو وہ بھی پتا نہیں چلتا' اور ان کو تکلیف بھی ہوئی ہوگی کہ ہم کہتے ہیں کہ کام کریں۔ جو کام کرنے والے نہیں ہیں تو ان کو تو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر یہ سٹیٹمنٹ کسی نے اپنے طور پر لگا دی ہے تو اس میں بھی ایک مثبت پہلو نکلتا ہے کہ ہمارے وزراء اگر تیاری کر کے آئیں تو یہ بات ہمیں نہ سننی پڑے۔ لیکن میں پھر یہ دہراؤں گا کہ ان statements میں ہے کہ بیوروکریسی کے بغیر ہم چل نہیں سکتے' بیوروکریسی حصہ ہے۔ ان کو ہم نے چلانا ہے لیکن وہ یہ بھی دل سے نکال دیں کہ اگر وہ نہیں چلیں گے تو ہم ان کو نہیں چلائیں گے۔ ہم ان کو ضرور چلائیں گے اور اب ان کو چلنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں کیا آپ کو کچھ علم ہوا ہے کہ یہ نقص کہاں پر رہا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس دن جیسا کہ آپ کو یاد ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی کے سوالات تھے اور وزیر صاحب جواب دے رہے تھے اور اس سوال کا محکمے کی غلطی کی وجہ سے یا اسمبلی سیکرٹریٹ کی غلطی کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے impression یہ جا رہا تھا کہ یہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوال ہے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی نے جو جواب دیا وہ درست تھا کہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے ایک روپیہ بھی اس سٹیڈیم پر خرچ نہیں کیا گیا۔ وزیر صاحب درست فرما رہے تھے۔ دوسرا جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا تھا' ہماری منسٹری کا جو سپورٹس سے متعلقہ ایک شعبہ ہے' اس کے ڈائرکٹر جنرل سپورٹس

نے کہا کہ یہاں پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی' وہ بھی درست ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بھی وہاں پر کوئی رقم خرچ نہیں کی۔ لیکن جس طرح معزز رکن نے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ وہاں پر خرچ ہوا ہے۔ تو یہ حقیقت اپنی جگہ پر درست ہے کہ وہاں پر پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ لیکن وہ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے کیا ہے اور میونسپل کمیٹی کمالیہ نے کیا ہے اور چیف منسٹر کے ڈائریکٹو پر کیا ہے۔ اس ڈائریکٹو کی کاپی بھی میں لے آیا ہوں۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ نہ ایجوکیشن نے غلط جواب دیا کیونکہ انھوں نے خرچ نہیں کیا تھا۔ پھر پی اینڈ ڈی نے جواب دیا کہ ہم نے خرچ نہیں کیا' وہ بھی درست تھا اور یہ ان دونوں محکموں کے علم میں نہیں تھا کہ یہ رقم لوکل گورنمنٹ نے خرچ کی ہے۔ چیف منسٹر کا یہ ڈائریکٹو 24 جون 1987ء کا ہے' جس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اس ڈائرکٹو کے مطابق' میونسپل کمیٹی کمالیہ کو یہ ڈائریکٹو جاری ہوا تھا اور انھوں نے یہ رقم خرچ کی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ اب میرے خیال میں میرے معزز رکن کو پتا چل گیا ہو گا؟

سردار سعید انور، جی' بالکل۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہ منسٹر پی اینڈ ڈی نے کوئی غلط جواب دیا۔ نہ محکمہ غلط تھا۔ تو یوں لگتا ہے' وہ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "سچا امام دین وی اے' کوڑی امام بی بی وی نہیں"۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 29 ہے' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ مولانا صاحب! میں معذرت چاہتا ہوں۔ یہ دو صفحے آگے چلے گئے تھے۔ ایک تحریک استحقاق سردار احمد خان عاکوکا صاحب کی pending آ رہی تھی۔ آج تشریف لائے ہوئے ہیں؟

آوازیں، نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو اس دن بھی یہ pending ہوئی تھی۔ پھر اس کو کل تک کے لیے پھر pending کر لیں۔ یہ میرے خیال میں اس دن کوئی فیصلہ ہوا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ یہ move ہو چکی تھی۔ ان سے یہ بات ہوئی تھی کہ آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اسے دیکھ لیں۔ یہ pending

کی ہوئی تھی۔ وہ آئے ہی نہیں۔ وہ آئیں گے تو پھر دیکھیں گے کہ کیا بات ہوئی ہے۔ تو مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب تحریک استحقاق نمبر 29۔

نشان زدہ سوال نمبر 1338 کا غلط جواب

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے نشان زدہ سوال نمبر 1338 کا جواب محکمے نے دانستہ طور پر حقائق و واقعات کے برعکس غلط دیا ہے اور بعض اجزاء کا جواب گول کر دیا ہے۔ میرے سوال جز (الف) کے جواب میں کہا گیا کہ اس ہسپتال میں وہ تمام سہولیات موجود ہیں جو دیگر اس قسم کے ہسپتالوں میں ہیں۔ حالانکہ عملاً اس طرح نہیں۔ اسی طرح جز (ب) کے جواب میں کہا گیا کہ اس قسم کے ہسپتالوں میں سی۔ سی۔ یو کی سہولت ابھی میسر نہیں۔ حالانکہ کمالیہ کا ہسپتال جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے میری معلومات کے مطابق اس میں سی۔ سی۔ یو کی سہولت میسر ہے۔ اسی طرح مری، ڈسکہ، گوجرہ بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں اور ان میں ساٹھ سے زائد بستر موجود ہیں۔ میرا سوال تھا کہ چنیوٹ جو سوا لاکھ کی آبادی پر مشتمل پنجاب کا سب سے بڑا سب ڈویژن ہے اسے بھی مری، ڈسکہ، گوجرہ کی سطح پر ترقی دینے کا پروگرام ہے یا نہیں؟ میرے اس سوال کا جواب گول کر دیا گیا۔

اسی طرح جز (د) کا جواب بھی غلط ہے۔ سرجن، گائناکالوجسٹ کی سیٹیں ابھی تک خالی ہیں جب کہ جواب میں کہا گیا کہ سرجن، گائناکالوجسٹ کی تعیناتی ہو چکی ہے جو سراسر غلط بیانی پر مبنی ہے۔ نیز کہا گیا کہ ڈاکٹر خالد سرجن موجود ہے۔ پھر لکھا کہ وہ 26-12-97 سے غیر حاضر ہے۔ محکمہ صحت کی معلومات کا یہ حال ہے کہ ڈاکٹر خالد کے ٹرانسفر کے بعد ڈاکٹر اشتیاق رانجھا کی تقرری ہوئی، چار پانچ ماہ کام کرنے کے بعد آج سے چار پانچ ماہ قبل اپنی ٹرانسفر کرا چکے ہیں اور اب وہ سیٹ چار پانچ ماہ سے خالی پڑی ہے اور محکمہ کو ڈاکٹر اشتیاق کی تعیناتی اور پھر ٹرانسفر کا کوئی علم نہیں۔

اسی طرح پنجاب کے زیادہ تر تحصیل ہسپتالوں میں پتھالوجسٹ کی اسامیاں بھی موجود ہیں جب کہ چنیوٹ کا ہسپتال اس سہولت سے بھی محروم ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ اس ہسپتال میں تمام

سہولیات موجود ہیں جو دیگر اس قسم کے ہسپتالوں میں ہیں' درست جواب نہیں ہے۔ اس طرح نامکمل اور غلط معلومات دینے سے نہ صرف یہ کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! اس سے پہلے کہ آپ short statemnet دیں نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ اب ہم 25 منٹ کے لیے وقفہ برائے نماز کرتے ہیں۔ 6 بج کر 20 منٹ پر ہم دوبارہ یہاں اکٹھے ہوں گے۔

پیر احمد شاہ کھگہ، جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے نماز کا وقفہ کر دیا ہے۔ نماز کا وقت ضرور دیا کریں۔ جس طرح اب آپ نے وقت دیا ہے۔ یہ تو خوب کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑی مہربانی۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے 6 بج کر 20 منٹ تک کے لیے ملتوی کی گئی)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد 6 بج کر 25 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر' سردار حسن اختر موکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ نے اپنی تحریک پڑھ لی تھی۔ اب اس پر اگر آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔ راجہ اشفاق سرور صاحب! آپ کی اس تحریک کے حوالے سے چنیوٹی صاحب سے کوئی بات نہیں ہوئی؟ آپ ان کو مطمئن نہیں کر سکے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! یہ آج ہی move ہوئی ہے۔ ہمیں اجلاس سے کچھ دیر پہلے موصول ہوئی ہے۔ ان کی short statement ہونے دیں پھر میں ان کو مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں بھی یہ بات بار بار آ رہی ہے لیکن انتہائی افسوس ہے کہ محکمہ بھی کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا اور ایوان میں غلط جواب دیتے ہیں۔ اس پر متعلقہ وزیر کی بھی سب کی ہوتی ہے اور سارے ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے تحریک میں بتایا ہے کہ ہمارا ایک سوال تھا کہ سرجن اور گائنا کالوجسٹ کی اسامیاں اب تک خالی

ہیں، جس کا انھوں نے جواب دیا کہ ان اسامیوں پر تعیناتی ہو چکی ہے۔ میں ابھی جو تازہ معلومات لے کر آیا ہوں وہ یہ ہیں کہ 26 ستمبر کو کمالیہ سے ایک ڈاکٹر ظہیر اقبال صاحب نے وہاں joining دی اور join کرنے کے آدھ گھنٹا بعد سیکرٹری صحت کی طرف سے منظور شدہ ایک سال کی چھٹی دکھا کر واپس چلے گئے جب کہ انھوں نے اپنے جواب میں بتایا تھا کہ وہاں پر ڈاکٹر سرجن تعینات ہے لیکن وہ 26-12-97 سے غیر حاضر ہے۔ وہ بھی ایسے ہی ہوا تھا کہ اس نے join کیا اور پھر بعد میں چھٹی لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر خالد صاحب آئے۔ انھوں نے اپنے جواب میں اس کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا کہ ڈاکٹر خالد آیا تھا۔ وہ دو چار مہینے کام کرتا رہا اور پھر چلا گیا۔ گویا اس کا آنا، تقرری اور اس کا جانا محکمے کے نوٹس میں ہی نہیں۔ محکمہ جواب یہ دیتا ہے کہ یہ اسامی پُر ہے۔ ابھی میرے سوال کا جواب آنے کے بعد 26 تاریخ کو ایک ڈاکٹر اظہر اقبال صاحب گئے ہیں۔ لیکن وہ بھی join کر کے سیکرٹری صحت سے ایک سال کی چھٹی لے کر چلے گئے ہیں۔ اسی طرح کانا کالوجسٹ کی سیٹ بدستور خالی پڑی ہے۔ بے ہوش کرنے والے ڈاکٹر صاحب آ گئے لیکن ان کا فائدہ کیا ہے؟ جب آپریشن والا ڈاکٹر نہیں ہو گا تو وہ بیٹھا مکھیاں مارتا رہے گا۔ اگر کسی حادثے وغیرہ کا کوئی کیس آ جاتا ہے تو اسے ربوہ لے جانا پڑتا ہے یا پھر فیصل آباد میں لے جانا پڑتا ہے کیونکہ چنیوٹ میں کوئی سرجن نہیں۔ اتنا بڑا سب ڈویژن جو 16 لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے اور میں کب سے یہ نشاندہی کر رہا ہوں کہ اس ہسپتال میں کوئی سرجن نہیں، کوئی کانا کالوجسٹ نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی سیٹیں خالی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ پہلے حافظ صاحب وزیر صحت تھے ان سے بھی گزارش کی تھی کہ آپ چنیوٹ کو خاص اہمیت دیں لیکن وہ اہمیت جو عام تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کو حاصل ہے چنیوٹ کو وہ بھی حاصل نہیں ہے۔ ہمارے پڑوس میں ربوہ ہے اور میں نے بتایا تھا کہ ربوہ کے اندر ہسپتالوں کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ وہ مفت علاج کرتے ہیں اور ہر قسم کی سہولتیں دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں لوگ مجبور ہو کر ادھر کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں ان کا جسمانی علاج تو ہو جاتا ہے لیکن وہ روحانی مریض بن کر آتے ہیں۔ اس لیے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ چنیوٹ کے ہسپتال کو انتہائی اہمیت دیں۔ میں نے سوال میں کہا تھا کہ چنیوٹ اتنی بڑی آبادی پر مشتمل ہے لیکن ہسپتال صرف 60 بستروں کا ہے اور 60 بستر بھی کیا ہیں؟ پرانی چارپائیاں ہیں آج تک صحیح چارپائی مہیا نہیں کی گئی۔ جب کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مری اور ڈسکہ میں 80/80 بستر ہیں اور

گوجرہ کے ہسپتال میں 150 بستر ہیں۔ تو میں نے کہا تھا کہ جب دوسری تحصیلوں میں 60 بستروں سے زیادہ بستر موجود ہیں تو کیا ہمارا حق نہیں ہے کہ یہ سب ڈویژن سب سے بڑا ہے اور اتنی آبادی پر مشتمل ہے۔ اس لیے اس کے بستروں کی تعداد بھی گوجرہ یا مری کی سطح پر بڑھائی جائے تو جواب میں یہ کہا گیا کہ سب تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں 60 بستر ہی ہوتے ہیں۔ انھوں نے یہ جواب بھی غلط دیا۔ جب کہ ہمارے پاس مثالیں موجود ہیں۔ میرا مطالبہ ہے کہ چنیوٹ کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے کم از کم ڈسکہ' مری یا گوجرہ کی سطح پر بستر بڑھائے جائیں۔ جب بستر زیادہ ہوں گے تو اس کا بجٹ بھی زیادہ ہوگا۔ ابھی بجٹ کا حال یہ ہے کہ ہماری سب ڈویژن کے ہسپتال کا سالانہ 4 لاکھ روپے کا بجٹ تھا اسے بھی کم کر کے اس سال 3 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! short statement کا مطلب ہوتا ہے کہ تھوڑا سا مختصر لیکن آپ نے اتنی تفصیل بیان کی ہے۔ میرے خیال میں اب آپ wind up کریں تا کہ وزیر صاحب سے بھی پوچھ لیں۔ short statment کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ مختصر بیان کیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! مجھے ان باتوں کی نشاندہی تو کرنی ہے کہ جواب غلط اور گول مول دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ مولانا صاحب! ایوان میں باقی بزنس بھی ہونا ہوتا ہے۔ آپ نے پہلے سوال دیا ہو گا پھر اس کا جواب آیا ہو گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میرا سوال سی۔ سی۔ یو کا تھا لیکن انھوں نے کہا کہ تحصیل ہسپتالوں میں سی۔ سی۔ یو نہیں ہوتا۔ حالانکہ کمالیہ تحصیل ہسپتال ہے اس میں سی۔ سی۔ یو کا انتظام ہے۔ اسی طرح ہم نے بڑا مطالبہ کر کے الٹرا ساؤنڈ مشین منگوائی لیکن اب وہ بند پڑی ہے کیونکہ وہاں ریڈیالوجسٹ کی سیٹ منظور نہیں ہے اس لیے وہ مشین بے کار پڑی ہے اور ہم اس سے کوئی استفادہ حاصل نہیں کر رہے۔ انھوں نے اب تک اس کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا۔ بہر حال میری گزارش ہے کہ ایوان میں جو جواب دیا گیا ہے وہ حقائق کے خلاف ہے۔ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ لہٰذا میرا بھی اور ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منسٹر صاحب!

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)، جناب سپیکر! ابھی چند لمحے پہلے مجھے ان کی تحریک موصول ہوئی ہے۔ محترم محرک کا یہ کہنا کہ ان کے سوال نمبر 1338 کا جواب محکمہ صحت نے دانستہ طور پر حقائق اور واقعات کے برعکس غلط دیا ہے اور بعض اجزا کا جواب گول کر دیا ہے جو غلط فہمی پر مبنی ہے۔ سوال نمبر1338 کے جز(الف) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں ایسی تمام سہولیات موجود ہیں جو دیگر اس قسم کے ہسپتالوں میں ہیں جو کہ درست ہے۔ جز (ب) کا جواب بھی درست ہے۔ چونکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں حکومت کی طرف سے منظور شدہ سی۔سی۔یو کی سہولت میسر نہیں ہے۔ جز(د) کا جواب بھی درست دیا گیا ہے کیونکہ سوال نمبر 1338 کے جواب کی ترسیل کے وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں ڈاکٹر خالد جاوید بطور سرجن تعینات تھے۔ البتہ وہ تاریخ ترسیل کے وقت ڈیوٹی سے غیر حاضر تھے، جس بنیاد پر اس کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت تادیبی کارروائی شروع کی گئی اور اب ان کے خلاف مجاز اتھارٹی کو ان کی ملازمت سے برطرف کرنے کی سفارش کی جا رہی ہے۔ مزید برآں یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس دوران 98-03-21 کو ڈاکٹر اشتیاق رانجھا بطور سرجن تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ تعینات ہوئے۔ چونکہ سوال نمبر 1338 کا جواب 97-12-13 کو ترسیل کر دیا گیا تھا چنانچہ محکمہ صحت ڈاکٹر اشتیاق رانجھا کی مارچ 1998ء میں تعیناتی کا ذکر اپنے جواب میں نہیں کر سکا۔ ڈاکٹر اشتیاق رانجھا بعد ازاں جون 1998ء میں تبدیل ہو گئے۔ اب یہ سیٹ فی الحال خالی ہے اور اسے جلد ہی contract کی بنیاد پر بھرتی کے لیے مشتہر کیا جارہا ہے۔ مزید برآں تاریخ ترسیل کے وقت گائنا کالوجسٹ ڈاکٹر رضوانہ رضوی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں محکمہ صحت کے ریکارڈ کے مطابق تعینات تھی۔ البتہ متعلقہ ایم ایس کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر مذکورہ نے ہسپتال میں ڈیوٹی پر رپورٹ نہیں کی جس کے نتیجے میں ان کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت تادیبی کارروائی شروع کی گئی اور حال ہی میں مجاز اتھارٹی کو ڈاکٹر مذکورہ کی ملازمت سے برطرفی کی سفارش کی گئی ہے۔ اس وقت گائنا کالوجسٹ کی پوسٹ خالی ہے۔ البتہ ڈاکٹر نورین قادر WMO گائنا کالوجسٹ کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ گائنا کالوجسٹ کی یہ اسامی جلد ہی کنٹریکٹ پر بھرتی کے لیے مشتہر کی جا رہی ہے۔ جہاں تک محترم محرک کے اس بیان کا تعلق ہے کہ پنجاب کے زیادہ تر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں پتھیالوجسٹ کی اسامیاں خالی ہیں، درست نہیں

ہے۔ محکمہ صحت کے ریکارڈ کے مطابق پنجاب بھر میں صرف چھ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں پتھیالوجسٹ کی اسامیاں موجود ہیں جو ان علاقوں میں ہیں۔ بھلوال، سمندری، خانپور، ڈسکہ، دیپالپور اور ٹی بی سینی ٹوریم سالٹ مری۔ بنیادی طور پر پتھیالوجسٹ کی اسامی اکثر ضلعی اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں منظور شدہ ہے۔

مذکورہ وضاحتوں کی روشنی میں امید ہے کہ محترم رکن کی غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا ہوگا کیونکہ سوال نمبر 1338 کے جواب میں محکمہ صحت نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اصل حقائق محترم رکن اسمبلی کے لیے بالخصوص اور تمام اراکین اسمبلی کے لیے بالعموم پیش کیے جائیں۔ اب بھی محکمہ صحت کی یہ کوشش ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر میں سرجن اور گائناکالوجسٹ کی اسامیوں کو فوری طور پر پر کیا جائے۔ اس سلسلے میں ان اسامیوں کو عنقریب contract کی بنیاد پر بھرتی کے لیے مشتہر کیا جا رہا ہے۔ ابھی چنیوٹی صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں وہاں آؤں تو ان شاء اللہ اجلاس کے بعد میں چنیوٹ کا دورہ بھی کروں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چنیوٹی صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جواب میں بڑی لمبی تقریر فرمائی ہے۔ میں تو ان کی پوری بات نہیں سمجھ سکا۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ سرجن اور گائناکالوجسٹ کی تعیناتی ہو چکی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ تعیناتی کب ہوئی ہے؟ ابھی تک وہاں نہ سرجن ہے اور نہ ہی گائناکالوجسٹ ہے اس لیے یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ اسی طرح انھوں نے کہا ہے کہ تحصیل ہسپتالوں میں سی۔سی۔یو کی کوئی سہولت نہیں۔ جب کہ کمالیہ میں یہ سہولت موجود ہے۔ اسی طرح انھوں نے کہا کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے 60 بستر ہوتے ہیں جب کہ گوجرہ میں 150 ہیں۔ ڈسکہ اور مری میں 80/80 بستر ہیں۔ لیکن آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا ان کا جواب حقائق کے مطابق صحیح ہے یا غلط ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! جو بات آپ کہہ رہے ہیں یہ کوئی criteria نہیں ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ فلاں تحصیل میں سی۔ سی۔ یو ہے، فلاں میں نہیں ہے۔ یہ کئی تحصیلوں میں ہے اور کئی تحصیلوں میں نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو یہ کہیں کہ یہ سہولت وہاں پر فراہم کی جائے۔ اگر حکومت کے وسائل ہیں تو حکومت وہاں پر یہ چیز ضرور مہیا کرے گی اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر

تحصیل میں سی۔سی۔یو ہو۔ باقی یہ بات کہ تعیناتی ہو چکی ہے یا نہیں؟ وہ منسٹر صاحب نے آپ کو بتایا ہے ان سے پھر پوچھ لیتے ہیں کہ کیا وہاں پر تعیناتی ہو چکی ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے۔ چنیوٹی صاحب نے درست فرمایا کہ ان کو میری بات کی سمجھ نہیں آئی۔ میں پھر عرض کر دیتا ہوں کہ اب بھی محکمہ صحت کی یہ کوشش ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں موجود سرجن اور گائناکالوجسٹ کی اسامیوں کو فوری طور پر پُر کیا جائے اور اس سلسلے میں ان اسامیوں کو عنقریب contract کی بنیاد پر بھرتی کے لیے مشتہر کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! ان کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی available ہو اور جس کو آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی وہاں پر جانا چاہتا ہے اس کو ویسے ہی وہاں پر ٹرانسفر کروا لیں۔ ورنہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان اسامیوں کو وہ مشتہر کر رہے ہیں۔ وہاں پر جلد ہی contract basis پر تقرریاں ہو جائیں گی۔ اگر آپ کی نظر میں ایسا کوئی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر ہو جو وہاں پر جانا چاہتے ہوں تو وہ ان کو فوری طور پر وہاں پر بھیج دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جب انھوں نے سوال کا جواب دیا تھا تو اس میں انھوں نے یہ کہا تھا کہ وہاں پر دو ڈاکٹروں کا تقرر کر دیا گیا ہے۔ وہ فرما رہے ہیں تقرر نہیں ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ چیک کر لیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کا تقرر کر دیا جاتا ہے مگر وہ جاتے نہیں ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، ان کے سوال کا جواب اس ہاؤس میں غلط دیا گیا ہے۔ اس کی تصحیح کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے صحیح فرمایا۔ منسٹر صاحب سے کہتے ہیں کہ یہ چیک کر لیں۔ دوسرا جب چیئر بات کر رہی ہو تو میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ تھوڑا سا انتظار کر لیں۔ بات یہ تھی کہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کے کاغذات میں آرڈرز ہو گئے ہوں اور وہاں جا کر ان ڈاکٹروں نے چارج نہ لیا ہو۔ یہ چیک کر لیں کہیں ایسا تو نہیں ہوا۔ کہ وہ وہاں پر نہیں گئے، انھوں نے جواب یہی دے دیا ہو کہ وہاں پر پوسٹنگ ہو گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں پر نہ گئے ہوں۔ جی مولانا صاحب! آپ اور کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کا خود فیصلہ کریں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت تک بھی سرجن اور گائناکالوجسٹ کی وہاں پر تعیناتی نہیں ہے۔ وہاں کوئی بھی نہیں۔ یہ جواب غلط ہے یا صحیح ہے؟ اگر جواب صحیح ہے تو آپ اسے ختم کر دیں اور اگر غلط ہے تو آپ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ حقائق سامنے آجائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! میں پھر گزارش کروں گا کہ میرے جواب میں تھا کہ وہاں پر ڈاکٹر تقرر ہوئے۔ لیڈی ڈاکٹر گائناکالوجسٹ وہاں پر تقرر ہوئی مگر وہ وہاں نہیں گئی۔ اس کے خلاف بھی کارروائی ہو رہی ہے کہ اس کو ملازمت سے برطرف کیا جائے۔ ڈاکٹر سرجن کی بھی وہاں تعیناتی ہوئی، سرجن بھی چھٹی پر چلا گیا اور اب ہم اشتہار کے ذریعے مشتہر کر رہے ہیں کہ وہاں contract base پر ڈاکٹر تعینات کریں۔ اگر یہ کسی سرجن اور گائناکالوجسٹ کو جانتے ہیں جو وہاں پر جانے کو تیار ہو ہم contract base پر کل ہی ان کو وہاں تعینات کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مولانا صاحب! آپ نے بات نہیں سمجھی۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب یہ جواب دیا تھا کہ وہاں تعیناتی ہے تو وہاں پر ان کے آرڈرز ہوئے تھے۔ انھوں نے ریکارڈ کے مطابق کہا کہ وہاں پر ان کو بھیجا گیا لیکن وہ وہاں پر نہیں گئے۔ اس سلسلے میں اب اگر کوئی وہاں جانے کی دل چسپی رکھتا ہے تو اسے وہاں پر بھیج بھی دیتے ہیں۔ ورنہ پھر یہ اسامیاں مشتہر کرکے نئی پالیسی کے تحت contract base پر تعینات کرکے وہاں پر بھیج دیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں یہ تحریک یہاں پر پڑی ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ آپ کے پاس آجاتے ہیں اور یہ آپ کو بتاتے ہیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ جو فرمائیں گے وہ کرلیں گے۔ راجہ صاحب! چنیوٹی صاحب کے پاس بیٹھ کر مزید بات چیت کرلیں اور ان کو یہ بتائیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ ریکارڈ میں یہ بات تھی جو آپ نے بتا دی۔ وہ وہاں پر نہیں پہنچے۔ اگر وہ مطمئن ہوں تو یہ بات ختم ہو جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! معزز وزیر نے ابھی ایک بات کی ہے کہ یہ contract پر بھرتیاں کر رہے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی بندہ ہے تو وہ لے آئیں ہم اس کو بھرتی کر دیتے ہیں۔ کیا ان کی یہ بھرتی میرٹ پالیسی ہے یا جس کو مرضی لے آئیں اس کو بھرتی کرلیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، شاید آپ نے سنا نہیں ہے۔ انھوں نے یہ کہا تھا کہ اگر کوئی وہاں پر دلچسپی رکھتا ہو تو ٹرانسفر کروا لے یا contract پر دل چسپی رکھتا ہو تو وہ وہاں ٹرانسفر کروا لے۔ جہاں کوئی نہیں جاتا تو وہاں پر ہم پیچھے پیچھے ہیں کہ کوئی آئے۔

سردار سعید انور: جناب والا! مولانا نے کمالیہ کا بارہا ذکر کیا ہے۔ نہ تو تحصیل ہیڈ کوارٹر کمالیہ میں سی۔ سی۔ یو ہے اور نہ ہی تحصیل ہیڈ کوارٹر کمالیہ میں الٹرا ساؤنڈ مشین ہے۔ کمالیہ بھی میرا خیال ہے کہ چنیوٹ سے پیچھے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ٹھیک ہے شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ پتا چل گیا۔ اگلی تحریک بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ یہ آج نہیں آ سکتی یہ کل آئے گی۔ اس کے بعد حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی تحریک استحقاق ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں اور تحریک التوائے کار نمبر 36 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہیلتھ منسٹر کو ابھی آپ نے کہا ہے کہ وہ یہاں چنیوٹی صاحب کے پاس آ جائیں اور ان کو سمجھائیں۔ لیکن وہ تو یہاں آ کر شور مچا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں وہ مولانا صاحب کو کچھ سمجھا رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، تو وہ پھر دفتر میں جائیں۔ یہ کام تو دفتر میں بیٹھ کر سمجھانے کا ہے۔ اب یہاں اتنا شور ہے کہ میں اپنی تحریک بھی پڑھ نہیں سکتا۔ (قہقہے) اس ماحول میں تو میں اپنی تحریک التوائے کار نہیں پڑھ سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہیلتھ منسٹر صاحب! ان کے کان میں بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہلتھ منسٹر سے کہیں کہ وہ آ کر ان کو چھڑائیں اور اپنے وزیر صحت کو بحفاظت واپس لے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہیلتھ منسٹر صاحب کو یہ request کی جاتی ہے کہ وہ مولانا صاحب کے

کان میں بات کریں۔ اور آہستہ لہجے میں ان کو convince کریں۔ جی سعید اکبر خان صاحب!

سالک آباد، لاہور میں سیوریج کا مسئلہ

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23 ستمبر 1998ء کو روز نامہ "جنگ" اور دیگر اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ سالک آباد میں ایک ماہ سے سیوریج بند ہے۔ بیماری پھیلنا شروع ہوگئی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ سالک آباد، لاہور بند روڈ کی گلی نمبر 20 میں گزشتہ ایک ماہ سے گٹر بند ہے۔ جس کی وجہ سے شدید تعفن اور بدبو پھیل چکی ہے۔ متعدی بیماریاں پھیلنے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے۔ جب کہ رہائشیوں کے لیے شدید مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے اہل علاقہ اور بالخصوص وہاں کے رہائشیوں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی جناب!

وزیر قانون، جناب والا! اس تحریک التوائے کار کے سلسلے میں عرض ہے کہ روزنامہ "جنگ" اور دیگر اخبارات میں سالک آباد کی گلی نمبر 20 میں سیوریج بند ہونے کے بارے میں 23 ستمبر کو جو خبر شائع ہوئی ہے اس سے دو روز قبل سیوریج کی صفائی ہو چکی تھی۔ جہاں تک سیوریج کا تعلق ہے تو یہ گندے پانی کے بہاؤ کے لیے ہوتے ہیں۔ یہ اس وقت بند ہوتے ہیں یا ابلتے ہیں جب لوگ ان میں کوڑا کرکٹ، پتھر یا پلاسٹک کے لفافے ڈال دیتے ہیں جو پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ مزید برآں ین ایل سی نے بھی مین روڈ موہڑہ شریف کی تعمیر کے دوران گٹروں میں پتھر ڈال دیے تھے۔ سالک آباد کی گلی نمبر 20 میں سیوریج بند ہونے کی یہی تمام وجوہات تھیں۔ تاہم واسا کے متعلقہ دفتر میں جب اس کی شکایت موصول ہوئی تو اس کی صفائی کروا دی گئی۔ اس سے قبل بھی جب سیوریج کے بند ہونے کی شکایت آتی ہے تو صفائی کروا دی جاتی ہے۔ جناب والا! یہ مختصر سا جواب تھا جو محکمے نے دیا اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا اور معزز رکن نے بھی سن لیا ہوگا۔ اس کے علاوہ میں نے ان سے تحریری طور پر رپورٹ بھی لی ہے، جو میں معزز رکن کو دکھا سکتا ہوں کہ اب ں سیوریج کی صفائی کر دی گئی ہے اور اب وہاں پر یہ مسئلہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن ی منشا بھی یہی تھی کہ معاملہ متعلقہ کوارٹرز کے نوٹس میں لایا جائے، وہ آ چکا ہے اور اس پر عمل درآمد

بھی ہو چکا ہے۔ اس لیے میں معزز رکن کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کے جواب کے بعد اس پر زور نہیں دینا چاہتا۔ ہمارا مقصد بھی یہی تھا کہ جہاں کہیں بھی کوئی اس طرح کا مسئلہ ہو تو وہاں حکومت کی توجہ دلائی جائے۔ چونکہ اب انھوں نے اس کا ازالہ فرما دیا ہے۔ اس لیے میں اس پر اب زور نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، شکریہ۔ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 37 میاں عبدالستار صاحب (پی پی 234) کی ہے۔

رحیم یار خان میں محکمہ آب پاشی کی زمین پر ناجائز قبضہ

میاں عبدالستار (پی پی 234)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رحیم یار خان شہر میں آدم صحابہ نہر نزد لیور برادرز پاکستان لمیٹڈ کے ساتھ محکمہ آبپاشی کی نہایت قیمتی زمین اور حتیٰ کہ نہر کی پٹڑی پر ناجائز قابضین قبضہ کر کے دن رات ناجائز تعمیرات کر رہے ہیں۔ اتنی قیمتی زمین کا یہ ضیاع محکمہ انہار کے افسران کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس انتہائی اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اس پر بحث کی جائے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چودھری صاحب!

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! یہ صحیح ہے کہ آدم صحابہ نہر شہر رحیم یار خان میں سے گزرتی ہے اور لیور برادرز کے ساتھ نہر کی پٹڑی اور ملحقہ زمین پر گزشتہ 20 سالوں سے ایک عدد بستی بن چکی ہے جس میں سوئی گیس اور بجلی کنکشن وغیرہ بھی مہیا کیے ہوئے ہیں اور یہ بستی ناجائز تجاوزات کے زمرے میں آتی ہے۔ اس کا سروے کر کے یہ معاملہ ضلعی انتظامیہ کے نوٹس میں لایا جا چکا ہے اس کو ختم کرنے کے لیے ضلعی انتظامیہ کے ساتھ کئی meetings بھی ہوئی ہیں اور یہ مسئلہ زیر غور لایا گیا ہے۔ ناجائز تجاوزات کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے میرا محکمہ اپنی پوری کاوشیں

بروئے کار لا رہا ہے۔ باقی آپ کو معلوم ہے کہ یہ معاملہ ضلعی انتظامیہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔اس لیے ہم نے یہ معاملہ ضلعی انتظامیہ تک پہنچا دیا ہے۔ ان کی جو بھی progress ہوگی وہ میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' میاں صاحب!

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ محکمہ کارگزاری دکھا رہا ہے۔ کیا وزیر صاحب کوئی ایسے مراسلہ جات کی نقل وغیرہ دکھا سکتے ہیں جو ان کے ضلعی انتظامیہ کے ساتھ ہوئے ہیں۔ ایسا بالکل نہیں ہوا۔ اس وقت بھی محکمہ آب پاشی والے وہاں پیسے لے کر مرلوں کے حساب سے زمین دے دیتے ہیں اور وہ سلسلہ بڑھتا جاتا ہے۔ نہر کے ایک کنارے پر سڑک ہے اور دوسرے کنارے پر بھی سڑک بن سکتی ہے اور وہاں سڑک کی ضرورت ہے۔ اس طرف ٹریفک کا بے انتہا دباؤ ہے۔ کئی دفعہ انتظامیہ نے محکمہ آب پاشی کو کہا ہے کہ آپ اس سلسلے کو ختم کریں مگر وہ سلسلہ اب تک چل رہا ہے۔ جہاں تک انھوں نے کہا ہے کہ وہاں گیس لگ چکی ہے اور یہ کام ہو چکا ہے' وہاں کم از کم پٹڑی خالی کرانے کی کارروائی ہونی چاہیے۔ میری ان سے صرف یہ گزارش ہوگی کہ ہم ایک ہی جماعت میں بیٹھے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ محکمے کی وکالت سے زیادہ اس بات کا احساس کریں کہ اس مسئلے کو ختم ہونا چاہیے۔ میری submission یہ ہے کہ یہ کوئی ایک مدت بتا دیں کہ ہم اتنی مدت میں اس کو خالی کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ویسے تو انھوں نے فرمایا ہے کہ انھوں نے انتظامیہ کو لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی نقل مہیا کریں یا تو آپ ان کو کہہ دیتے کہ آپ ایسے کوئی خط لیتے آئیں۔ اب آپ ایسا کریں کہ اجلاس کے بعد آج یا کل کسی وقت چودھری صاحب سے مل لیں اور ان سے پوچھیں کہ آپ نے جو ہدایات دی ہیں یا آپ کو feed back کیا گیا ہے' ذرا ان سے پوچھیں کہ کس کو کہا ہے؟ کس کے ذمے لگایا ہے اور یہ کتنے عرصے میں خالی ہو سکتا ہے؟ چودھری صاحب! آپ ذرا اندازاً بتائیں گے یا ان سے جواب طلب کریں؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست میرے لیے بڑے ہی محترم ہیں اور ہمارے ساتھ ہمیشہ بڑا تعاون فرماتے ہیں اور ہماری جماعت کا بڑا اثاثہ ہیں۔ خدانخواستہ میں ان کی بات کو کوئی rebut

کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ اگر میں نے یہ بات کرنی ہوتی تو آپ سے زیادہ رولز کو کون سمجھتا ہے کہ یہ 20 سالہ معاملہ ہے۔ میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ یہ تحریک التوا کے زمرے میں آتا ہی نہیں ہے لیکن میں نے ٹیکنیکل بات نہیں کی ہے۔ میں نے حقائق بتائے ہیں کہ اگر ایک آبادی 20 سال پہلے کی بنی ہوئی ہے تو اس کو اٹھانے سے امن و امان کا مسئلہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ انھوں نے جو بات کہی ہے کہ نئے تجاوزات ہو رہے ہیں تو اس کے لیے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف بھرپور طریقے سے کارروائی کی جائے گی اور محکمے کو سختی کے ساتھ پابند کیا جائے گا کہ نئے تجاوزات نہ ہوں۔ اب 20 سال کی بنی ہوئی آبادی کو ہٹانا اتنا آسان بھی نہیں ہے اور خاص طور پر پولیٹیکل گورنمنٹ کے لیے بھی اتنا آسان نہیں ہے۔ اس لیے یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں' تجاویز دیں۔ میں ان کو یہ یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ میرا محکمہ کوئی کوتاہی نہیں برتے گا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس پر زور نہ دیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ پٹڑی پر 20 سال پہلے قبضہ نہیں ہوا۔ پٹڑی پر اب قبضہ ہوا ہے۔ پہلے پٹڑی سے نیچے والی زمین پر قبضہ کرتے آئے' کرتے آئے۔ اب پٹڑی پر چڑھ گئے ہیں۔ اب پٹڑی کے بعد نہر شروع ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ اب یہ بات ان کے بھی نوٹس میں آ گئی ہے اور ہاؤس کے نوٹس میں بھی آ گئی ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جیسے آپ کا حکم ہو۔ میں اس کو press بھی نہیں کرنے جا رہا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر یہ وعدہ فرما دیں کہ ہم اتنے عرصے میں خالی کروا دیں گے اور جب یہ وعدہ ان کے محکمے کو جائے گا کہ ہمارے وزیر نے چھ مہینے یا ایک سال کا وعدہ فرمایا ہے تو وہ لازماً اس پر کچھ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو اس کا طریقہ بتاتا ہوں۔ آپ ان سے بات کریں۔ یہ کل اپنے محکمے کو لکھ دیتے ہیں' وہاں آپ persue کر لیں۔ پھر اگر ان کا محکمہ آگے نہیں چلتا تو وہ ان کو بتائیں اور اگر انتظامیہ آگے نہیں چلتی تو اس کو چلانا آپ کا کام ہے یا انتظامیہ کے سربراہ کو بتائیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! انتظامیہ یہ چاہتی ہے اور مقامی طور پر امتیاز صاحب کو بھی

اس بات کا علم ہے۔

جناب امتیاز احمد: جناب سپیکر! یہ نہر میرے حلقے سے گزرتی ہے اور جہاں تک وزیر صاحب نے امن و امان کا مسئلہ فرمایا ہے تو وہاں پر امن و امان کا کوئی مسئلہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ حلقہ کس کا ہے؟

جناب امتیاز احمد: وہ میرا حلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس چیز کا ذمہ لے لیں۔ میں چودھری صاحب کو کہتا ہوں کہ چودھری صاحب آپ صبح ان کے سامنے ان کو حکم دے دیں کہ یہ فوری طور پر خالی کرائیں۔ اگر کوئی امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو یہ ایم پی اے صاحبان ذمہ دار ہوں گے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جس طرح کی چاہیں میں ہدایت بھیج دیتا ہوں۔

ہسپتال روڈ، رحیم یار خان میں بلدیہ کی کروڑوں روپوں کی اراضی کا خورد برد

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ دوسری تحریک التوا نمبر 38 بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رحیم یار خان شہر میں ہسپتال روڈ، نزد النور ہسپتال جو کہ شہر کا قیمتی ترین اور کاروباری مرکز ہے۔ یہاں پر بلدیہ رحیم یار خان کا کروڑوں روپے کا ملکیتی تقریباً 4 کنال کا ایک پلاٹ موجود ہے۔ بلدیہ رحیم یار خان کے عملے کی ملی بھگت سے اس کے قیمتی فنڈ کو بند کر کے چند دکانیں نہایت ہی کم کرائے پر دے کر اپنے من پسند کرایہ داروں سے ان کی تعمیر کرائی جا رہی ہے اور اس قیمتی پلاٹ کو چھوٹا سا راستہ دے کر اس کی کروڑوں روپے کی مالیت کو ذاتی مفادات کے لیے کم کیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے پورے شہر میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ اس انتہائی اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اس پر بحث کی جائے۔

جناب والا! اس سلسلے میں میری تھوڑی سی گزارش ہے کہ چونکہ یہ کھوسہ صاحب کا مسئلہ

ہے۔ کھوسہ صاحب سے جمعہ والے دن میری بات ہوئی تھی تو انھوں نے کہا تھا کہ اس کو پینڈنگ کرالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوا نمبر 39 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

لاہور شہر کی 81 فی صد آبادی کا آیوڈین کی کمی کا شکار ہونا

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبار روزنامہ "دی نیوز" کی 26۔ ستمبر 1998ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ یونیسف کی ایک رپورٹ جو حال ہی میں جاری ہوئی ہے' کے مطابق لاہور شہر کی 81 فی صد آبادی آیوڈین کی کمی کا شکار ہے جس سے مختلف قسم کی بے حد پیچیدہ بیماریاں خطرناک حد تک بڑھ رہی ہیں۔ یونیسف کی اس رپورٹ کی اشاعت سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر صحت صاحب! یہ تحریک التوائے کار آپ سے متعلقہ ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)، یہ تحریک آج ہی آئی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ میں کل اس کا جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے کل کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 40 بھی منیس صاحب کی ہے۔

نشتر ہسپتال ملتان میں میڈیکل آفیسرز کی بھرتی کے سلسلے میں کوٹے کی غلط تخصیص

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "DAWN" مورخہ 26 ستمبر 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ

نشتر ہسپتال ملتان میں 100 میڈیکل آفیسرز کی بھرتی کے سلسلے میں کوٹا کی غلط تخصیص کی گئی اور میرٹ کی صریحاً خلاف ورزی ہوئی۔ میڈیکل آفیسرز کی بھرتی کے سلسلے میں جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے وہ آئین اور قانون سے قطعاً منافی ہے اور اس میں تمام قواعد و ضوابط کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ حکومت کی طرف سے دیدہ دانستہ اور ٹیکنیکل دھاندلی سے اہل تعلیم یافتہ افراد میں بالخصوص اور صوبے بھر کے عوام میں بالعموم بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت، جناب والا! یہ تحریک بھی آج ہی موصول ہوئی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار ایک گھنٹہ قبل موصول ہوئی۔ اس کے باوجود فاضل رکن کی تسلی کے لیے نشتر میڈیکل کالج کے پرنسپل سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا گیا۔ پنجاب میں میڈیکل آفیسرز کی کل 100 سیٹوں میں سے 11 سیٹیں نشتر میڈیکل کالج کے لیے مختص کی گئیں۔ ان 11 اسامیوں میں سے 5 اسامیاں ان امیدواروں کے لیے مخصوص کی گئیں جنھوں نے anaesthesia میں FCPS پارٹ 1 کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ کیونکہ صوبے میں اس وقت anaesthesia کے ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اس معیار پر کوئی امیدوار پورا نہ اترا۔ لہٰذا یہ پانچ اسامیاں خالی رہیں۔ پرنسپل نشتر میڈیکل کالج سے رابطے پر یہ بھی پتا چلا کہ تین اسامیاں Woman Medical Officers کے لیے مختص کی گئیں' جنھوں نے FCPS پارٹ 1 کا امتحان پاس کیا ہو۔ ان اسامیوں پر میرٹ کی بنیاد پر تین Woman Medical Officers کا انتخاب کیا گیا۔ اسی طرح تین اور اسامیاں Male Medical Officers کے لیے مختص کی گئیں اور خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر امیدوار منتخب کیے گئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس جواب کے بعد محرک مطمئن ہوں گے اور اپنی تحریک پر زور نہیں دیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ معزز وزیر صاحب نے جو بات یہاں کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو 100 سیٹیں ہیں۔ اس میں سے 50 فی صد allocation anaesthesia specialists کے لیے تھی اور اس میں ایسے امیدوار آ سکتے تھے' جنھوں نے speciality بھی anaesthesia میں کی ہو اور FCPS کا پارٹ 1 پاس کیا ہو۔ اب اس

میں سے 100 میں سے 78 سیٹیں لاہور کے لیے مختص کی گئیں اور 11/11 ملتان اور بہاولپور کے لیے مختص کی گئیں۔ پہلے تو allocation میں ہی کافی فرق ہے کہ لاہور کے لیے 100 میں سے 78 اور ملتان اور بہاولپور ڈویژن کے لیے 11/11 کی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جنوبی پنجاب کو پھر نظرانداز کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر یہ ہے کہ سرگودھا، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی ڈویژن کے لیے بالکل کوئی سیٹ ہی نہیں رکھی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر وہی بات ہے کہ لاہور ہمارا اپنا شہر ہے۔ یہ پنجاب کا حصہ ہے ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہاں کچھ نہ ہو لیکن کم از کم یہ تفریق میرے سمیت یہ ہاؤس سمجھتا ہے کہ مناسب نہیں ہے۔ میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف anaesthesia والوں کے لیے تھیں۔ اب یہاں میں ایک دو نام بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے ڈاکٹر معظم حسین ولد ڈاکٹر الطاف گردیزی ہیں۔ ان کی qualification یورالوجی میں ہے تو ان کو بھی anaesthesia والی جگہ پر لے لیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد ڈاکٹر مہناز ہیں۔ انھوں نے گائناکالوجی میں qualify کیا ہوا ہے۔ اور انھوں نے ڈاکٹر حاجراں کو نظرانداز کیا ہے، جو متعلقہ سپیشلسٹ تھیں۔ ان کو بھی نظرانداز کر کے گائناکالوجی میں لے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان امیدواروں کے ساتھ بہت زیادتی ہے جو سپیشلسٹ بھی ہوں۔ پھر انھوں نے کہا ہے کہ 5 سیٹیں خالی رکھ لی ہیں۔ وہ بھی اسی لیے رکھ لی ہیں کہ جیسے انھوں نے یہ من پسند لوگوں کو دے دی ہیں، اسی طرح یہ 5 سیٹیں بھی من پسند لوگوں کو دے دی جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے، اس کو ضرور زیر بحث لایا جائے۔

وزیرصحت: جناب والا! لگتا ہے کہ اس کا جواب صرف مجھے ہی ایک گھنٹہ پہلے موصول نہیں ہوا بلکہ جناب کو بھی feed back گھنٹہ پہلے ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ میں گزارش کر رہا ہوں کہ نشتر ہسپتال کو 11 سیٹیں دی گئیں ہیں۔ ان میں سے 5 ہیں۔ یہ سیٹیں لاہور کو نہیں بلکہ صوبہ کے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کو دی گئی ہیں۔ یہ بہاولپور اور ملتان کی بات نہیں ہے، یہ صوبے کے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کو دی گئی ہیں۔ anaesthesia کے لیے ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ یقیناً ہم اس معاملے میں اور ڈاکٹروں سے مدد لے رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اب منیں صاحب مطمئن ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں مطمئن تو نہیں ہوں اور یہ مجھے مطمئن کر بھی نہیں سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔ اس لیے میں stress نہیں کرتا۔

وزیر صحت، یہ عادتاً مطمئن نہیں ہو رہے۔ ویسے جواب تو سارے مل گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک سید مسعود عالم شاہ صاحب کی ہے۔

بلدیاتی اداروں کے ملازمین کو برطرف کرنے کا فیصلہ

سید مسعود عالم شاہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلدیاتی اداروں میں محصول چونگی اور ضلع ٹیکس کی وصولی کے سلسلے میں 12 ہزار سے زائد ملازمین کام کر رہے ہیں۔ حکومت پنجاب نے NFC ایوارڈ کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے محکمہ بلدیات کے محصول چونگی اور ضلع ٹیکس کے ان ملازمین کو فارغ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت پنجاب کے فیصلے سے ملازمین چونگی اور ضلع ٹیکس فالتو ہو جائیں گے اور 12 ہزار سے زائد ملازمین اور ان کے خاندان بےروزگاری کا شکار ہو جائیں گے۔ موجودہ ہوشربا گرانی کے دور میں اس قدر خاندانوں کا روزگار چھیننا' ان کے معاشی قتل کے مترادف ہوگا۔ بلدیاتی اداروں کو محصول چونگی اور ضلع ٹیکس سے 9 ارب سالانہ کی آمدن ہوتی ہے۔ جس سے بلدیاتی اداروں میں دیگر خدمات پر مامور ایک لاکھ سے زائد ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کے علاوہ شہری اور دیہاتی علاقوں میں جو ترقیاتی کام ہوتے ہیں وہ رک جائیں گے اور دوسری طرف اتنی بڑی تعداد میں ملازمین کو فارغ کرنا ان کے ساتھ انتہائی ظلم ہوگا۔ حکومت پنجاب کے فیصلے سے ملازمین اور ان کے خاندانوں میں بڑی بےچینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاءمنسٹر صاحب کیا آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون، مجھے ابھی اس کی کاپی بھی موصول نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار ختم ہو گئی ہیں۔ جی' راجہ صاحب!

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ بابت مالیاتی حسابات مدبندی پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت 87-1986ء کا ایوان میں پیش کیا جانا

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

راجہ محمد خالد خان، میں مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون، ادارہ جات طب و صحت پنجاب مصدرہ 1998ء

MR ACTING SPEAKER: Now, we resume consideration on the motion that The Punjab Medical and Health Institutions Bill 1998, as recommended by Standing Committee on Health, be taken into consideration.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais had moved an amendment in the motion that the Bill be circulated for eliciting public opinion. I would request him to continue his speech in favour of his amendment.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں پرسوں autonomy پر بات کر رہا تھا جو کہ میڈیکل انسٹی ٹیوشنز کو دی جا رہی ہے اور میں نے اس دن اپنی بات اس طرح آگے بڑھائی تھی کہ میں نے عرض کیا تھا Autonomy to these institutions is the first step towards privatization. ' اب میں پرسوں والی اپنی بات کو تھوڑا سا دہرانا چاہوں گا تاکہ تسلسل قائم ہو اور میرے معزز اراکین اسمبلی، میرے دوست میری اس بات کو سمجھ سکیں اور خاص طور پر معزز وزیر صحت جو اس دن یہاں تشریف فرما نہیں تھے۔ غالباً جیسے مجھے اخبارات سے تاثر ملا ہے جن میں محترم لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی statements دی ہیں اور معزز وزیر صحت نے بھی دی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ میں اس concept کو شاید سمجھ نہیں سکا۔ ان کا خیال ہے کہ میں autonomy

کے مطلب کو شاید سمجھ نہیں سکا۔ ان کا خیال ہے کہ شاید میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ autonomy کا مطلب پرائیویٹائزیشن ہے۔ لیکن میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ autonomy کا مطلب کیا ہے۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ پرائیویٹائزیشن کا مطلب کیا ہے۔ میں ان کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ آپ کا جو autonomy کا قدم ہے It is the first step towards privatization. پہلے آپ نے اسے autonomy دی۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ آپ اس کو چلا نہیں سکتے۔ آپ اس کو پھر declare کریں گے کہ یہاں تو بہت خسارہ ہو رہا ہے اور جس وقت وہ خسارہ آپ ظاہر کریں گے تو پھر آپ کہیں گے کہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں کہ اس کو اب پرائیویٹائز کر دیا جائے۔ پھر آپ پرائیویٹائز کریں گے اور اس وقت پرائیویٹائز کیسے کریں گے؟ پھر وہی آپ نے ان کو اپنے خاص خاص جو پسندیدہ لوگ ہیں' جو جیتے لوگ ہیں ان کو دے دینا ہے' جو ابھی سے یہ تاک لگائے بیٹھے ہیں کہ یہ autonomy کب فیل ہوتی ہے اور اس کے بعد کب پرائیویٹائزیشن ہوتی ہے۔ یہ بالکل اسی طریقے سے ہے کہ اگر ایک بزنس مین ایک کاروبار کر رہا ہے۔ یہ کہہ لیں کہ وہ ایک لیدر کا کاروبار کر رہا ہے اور اس میں وہ دیکھتا ہے کہ مجھے نقصان ہو رہا ہے۔ تو وہ کسی دوسرے بزنس کی طرف switch over کر جائے گا۔ یہ بالکل اسی طریقے سے ہے کہ آپ یہ جو autonomy دے رہے ہیں' اس میں اب پتا ہے کہ ایسے چیف ایگزیکٹو کے ہاتھ میں یہ دے دیا گیا ہے۔ اس میں حکومت نے تو اپنے ہاتھ کاٹ لیے ہیں۔ اس کو autonomy دے کر بڑا powerful بنا دیا ہے۔ اب لوگ اس تاک میں اس لیے بیٹھے ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ گندہ پانی یہاں پینے کے لیے مل رہا ہے۔ صاف پانی مہیا نہیں ہو رہا اور میرے خیال میں 60 فیصد سے زیادہ کے پانی کو پینے کا پانی نہیں کہا جا سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیماریاں بڑھیں گی۔ آپ کو ہر شہر میں گندگی کے ڈھیر نظر آئیں گے۔ اس سے بیماریاں بڑھیں گی۔ تو وہ طبقہ جو لیدر کا کاروبار کر رہا ہے اس نے لازماً دیکھنا ہے کہ اس کے ذہن میں اگلا کاروبار کیا آتا ہے کہ حکومت ان کو autonomy دے رہی ہے' صفائی کی طرف دھیان نہیں دے سکی' پینے کا پانی صحیح نہیں دے سکی' بیماریاں پھیلتی جا رہی ہیں۔ تو اگلا جو کاروبار ہو گا وہ یہی ہو گا کہ ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور لیدر کا کاروبار کرنے والا شخص اپنے اس کاروبار کو شفٹ کر کے اس طرف لے آئے گا کہ وہ ہسپتال جب پرائیویٹائز ہو تو وہ اسے خریدے اور پھر اپنا کاروبار چمکائے۔ میں اس نظریے سے یہ کہہ رہا ہوں کہ

This is the first step towards privatization. یہ میں اس لیے stress کر رہا ہوں کہ honourable minister for health and the entire government وہ اس concept کو جو مجھے کہہ رہے ہیں کہ سمجھ نہیں آ رہی' وہ غالباً ان کو خود سمجھ نہیں آ رہی۔ اس لیے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ autonomy کے بعد انھوں نے یہ سب کچھ پرائیویٹائز کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں' میں پھر یہ عرض کروں گا کہ جب صحت پر بحث ہوئی تھی تو میں نے معزز وزیر صحت کو چند سوالات کیے تھے۔ پھر یہ ایک عجیب سی روایت بن گئی ہے کہ ہم یہاں point out کرنے کے لیے ہیں' ہم اپنی آراء آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ جو بھی متعلقہ منسٹر ہے' اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ رائے ایک مناسب رائے ہے تو اس پر عمل کرے تاکہ باہر جو عوام بیٹھی دیکھ رہی ہے' پڑھ رہی ہے یا سن رہی ہے' اسے یہ نظر آئے کہ ایک اچھی چیز point out کی گئی ہے اور اس کو گورنمنٹ نے rectify کر لیا ہے لیکن یہاں rectification والی تو کوئی بات نہیں۔ میں نے اس دن معزز وزیر سے کچھ سوالات کیے تھے' جن کو انھوں نے جیسے ان کو عادت ہے کہ گول مول طریقے سے اِدھر اُدھر دائیں بائیں کر کے ٹال گئے اور اپنی winding up speech کر گئے اور جو بڑے جذباتی انداز میں کی' جس کا میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا تھا کوئی relevant جواب ہی نہیں تھا۔ میں آج پھر وہی دہراتا ہوں کہ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ چیف ایگزیکٹو جناح ہسپتال نے استعفیٰ کیوں دیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ وہ وہاں کام نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے انھوں نے استعفیٰ دیا۔ اب اس کی پس پردہ جو تفصیلات ہیں میں ان میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن اس میں ہوا کیا کہ اس میں انھوں نے 6 پروفیسرز نکال دیے۔ ان میں ایک ایسا پروفیسر بھی تھا جس کو چیف ایگزیکٹو نے تو نکال دیا لیکن حکومت چاہتی تھی کہ اس کو نہ نکالا جائے اور اس کو وہیں رکھا جائے۔ جب چیف ایگزیکٹو سے بات کی تو وہ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "او جناب! حکومت نوں او دہیر گیا"۔ اس نے کہا کہ میں تو چیف ایگزیکٹو ہوں۔ میں نے تو اسے اپنی مرضی سے چلانا ہے۔ میں تو اس آدمی کو یہاں رکھنا نہیں چاہتا۔ پھر ہوا یہ کہ گورنمنٹ کو چیف ایگزیکٹو کے سامنے ہار ماننی پڑی۔ اس پروفیسر کو کسی دوسرے ہسپتال میں کھپانا پڑا اور اس نے اپنا استعفیٰ واپس لے لیا۔ استعفیٰ واپس لینے کے بعد اب پھر دوبارہ نہ جانے کیا وجہ ہوئی ہے جو یہ معزز وزیر پھر بتائیں گے کہ چیف ایگزیکٹو وہاں سے ہٹ کر دیے گئے۔

جناب سپیکر! اب ایک بہت ہی عجیب بات جو کہ میں آپ کی وساطت سے point out کرنا چاہتا ہوں کہ اسی جناح ہسپتال میں ڈاکٹر عیس محمد کو چیف ایگزیکٹو لگایا گیا ہے۔ اب ڈاکٹر عیس محمد ایک نہایت ہی تجربہ کار ڈاکٹر ہیں اور بہاولپور میں وہ اپنی ملازمت کر رہے تھے اور وہاں پریکٹس کر رہے تھے۔ پھر میں یہاں neglect کرنے کی بات کرتا ہوں۔ یہاں میں اپنی بات کو دہراؤں گا کہ جنوبی پنجاب میں یہ ایک ایسے ڈاکٹر تھے جو کہ وہاں بہاولپور ڈویژن کو بہتر انداز میں سروسز دے رہے تھے۔ اب اس علاقے کو اتنا neglect کیا جا رہا ہے کہ اس ڈاکٹر عیس محمد کو جو کہ وہاں ایک اچھا کام کر رہے ہیں اس کو اٹھا کر یہاں لاہور لے آئے ہیں۔ ہوا یہ کہ وہاں جتنے بھی ان کے مریض ہیں' جس میں بہاولپور ڈسٹرکٹ آتا ہے' رحیم یار خان ڈسٹرکٹ آتا ہے' بہاولنگر ڈسٹرکٹ آتا ہے' اس سارے کو وہ cadre کر رہے تھے۔ اس کو اٹھا کر یہاں لاہور پھینک دیا۔ بھئی! ایک آدمی وہاں صحیح کام کر رہا ہے اور وہ اس علاقے کی ضرورت کو پورا کر رہا ہے تو آپ کو اسے وہاں سے اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہی ایسی باتیں ہیں کہ بغیر سوچے سمجھے کے فیصلے کیے جا رہے ہیں اور میں حیران ہوں کہ میرے وہ دوست جو بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں وہ مجھ سے بہتر جانتے ہوں گے کہ ڈاکٹر عیس محمد کی یہاں نہیں' وہاں ضرورت ہے۔ اس کو کیوں وہاں سے اٹھا کر یہاں پھینکا گیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو neglect کیا جاتا ہے اور یہ جو hasty decisions ہیں یہ ہمارے اس عوام کے لیے' ہمارے اس صوبے کے لیے صحیح نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! پھر میں نے یہ عرض کیا تھا کہ سینیٹری ورکرز کو وہاں سے نکالا گیا۔ میں بات یہ کر رہا ہوں کہ حکومت نے اپنے ہاتھ کٹوا لیے ہیں اور پھر ان سینیٹری ورکرز کا تعلق minorities کے ساتھ تھا۔ انھوں نے خواہ مخواہ ایسا hasty decision لے کر minorities کو اپنے خلاف کر لیا ہے۔ ادھر ہم بات کرتے ہیں کہ یہاں نظام شریعت لائیں گے۔ ہم ان کو ان کے حقوق دیں گے۔ پھر ہم ان کو باہر نکال رہے ہیں اور یہ نہیں کہ ہم ان کو کسی اور جگہ کھپا دیں نہ ان ڈاکٹروں کو کھپایا گیا ہے۔ نہ ان سینیٹری ورکرز کو کھپایا گیا ہے۔ تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ۔ ایک طرف down sizing کا شور ہے۔ دوسری طرف خود مختار اداروں کو پورا بجٹ دے کر ان لوگوں کو نکالا جاتا ہے۔ وہ کہیں اور جگہ پر کھپنے کے قابل نہیں ہوتے وہ آج بھی برآمدوں میں پھر رہے ہیں اور ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے کہ جہاں وہ کھپ سکیں۔ ان کے حصے کی تنخواہ انھوں نے خود مختار اداروں کو دے

دی اور پیچھے محکمہ صحت کے پاس ایسا کوئی بجٹ موجود نہیں ہے جو وہ ان کو کوئی پیسہ دے سکیں اور وہ بے چارے مارے مارے پھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ چیف ایگزیکٹو اسامی create بھی کر سکتا ہے اور ختم بھی کر سکتا ہے۔ اب یہاں private sector of doctors کی کوئی بات ہی نہیں رہی۔ جس کو جی چاہا نکال دیا اور جس کو جی چاہا رکھ لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹروں میں اتنی پریشانی اور instability آئی ہے کہ وہ صحیح طریقے سے اپنا کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ میں نے اس دن بات کی کہ لاہور جنرل ہسپتال کی حدود میں سید ضیغم بخاری سب انجینئر کا قتل ہوا اور وہ کیسے ہوا؟ کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اس کا تعلق تو محکمہ صحت سے نہیں ہے یہ تو لا اینڈ آرڈر کا معاملہ ہے تو وہ لا اینڈ آرڈر پر بات کریں۔ جہاں کوئی قتل ہوتا ہے وہاں حکومت کس طرح اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے دور کر سکتی ہے کہ وہ لا اینڈ آرڈر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جہاں قتل ہوگا وہ ذمہ داری حکومت کی ہے۔ صوبے کے چیف ایگزیکٹو اس سے کبھی نہیں ہو سکتے۔ وہ اس سے مبرا نہیں ہو سکتے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بات صحت کی ہو رہی ہے تو آپ صحت پر ہی بات کریں آپ لا اینڈ آرڈر پر بات نہ کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحت بھی مہیا کرے اور اچھی صحت مہیا کرے، صحت کی سہولتیں بھی مہیا کرے اور امن و امان کی صورت حال کو بھی کنٹرول کرے۔

جناب سپیکر! میں بات یہ کر رہا تھا کہ چیف ایگزیکٹو کو بہت سی powers دے دی گئی ہیں۔ انگریزی کی ایک کہاوت ہے کہ power makes a man corrupt and absolute powers make a man absolute corrupt. تو یہ جو مقولہ ہے یہ اسی انداز میں fit آتا ہے کہ حکومت اپنے ہاتھ کٹوا کر چیف ایگزیکٹو کو بالکل powerful بنا رہی ہے تو جہاں وہ absolute powerful ہوگا تو وہاں absolute corruption لازماً آئے گی۔

جناب والا! میں نے یہاں لا اینڈ آرڈر کے سلسلے میں جو بات کی ہے۔ جناح ہسپتال میں انہوں نے پرائیویٹ سیکورٹی کا انتظام کیا ہے۔ وہ انتظام انہوں نے جنرل ہسپتال میں کیوں نہیں کیا؟ اگر وہاں پرائیویٹ سیکورٹی کا انتظام کیا ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ وہاں یہ واقعہ پیش ہی نہ آتا۔ لیکن اس کا back ground کیا ہے کہ جناح ہسپتال میں پرائیویٹ سیکورٹی کیوں بنائی گئی؟ اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کے مقاصد کیا ہیں تو میں اس میں جانا نہیں چاہتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زیادہ

controversial بات ہو جائے لیکن I want to register these things کہ جو دو ادارے ہیں ان کو autonomy دے دی گئی ہے ایک میں آپ سیکورٹی کا نظام دے رہے ہیں اور دوسرے میں نہیں دے رہے تو یہ تفاوت کس لیے ہے؟ اگر جنرل ہسپتال میں بھی سیکورٹی کا انتظام ہوتا تو ہو سکتا کہ یہ واقعہ پیش نہ آتا۔ پھر جب ایسی بات کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہوگا کہ حکومت لا اینڈ آرڈر کے سلسلے میں ناکام ہو چکی ہے اور ایک عام آدمی کو تحفظ دینے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔ میرے خیال میں یہ حکومت اس بات کی دل دادہ ہے کہ ہر چیز کو پرائیویٹائز کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ پھر لاء اینڈ آرڈر کو بھی پرائیویٹائز کر دیا جائے تاکہ ہر کوئی اپنی پرائیویٹ سیکورٹی لے کر اپنا بندوبست کرے۔

MINISTER FOR HEALTH: Mr Speaker! I am taking notes of the speeches delivered by the Leader of Opposition. I, therefore, would request the worthy member to repeat this point as I could not understand it.

MR SAEED AHMED KHAN MANAIS: Sir, I think the honourable minister cannot understand me beacause his mind is somewhere else and he himself is some where else

MINISTER FOR HEALTH: Sir, I have to answer all the relevant or irrelevant questions of the worthy member. I would, therefore, request him to repeat that.

MR SAEED AHMED KHAN MANAIS: Sir, I was talking about the law and order situation.

جناب والا! میں ان کو سمجھانے کے لیے یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کی حکومت امن و امان کی صورت حال کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس لیے کہ ایم۔پی۔ایز اور ایم۔این۔ایز کے قتل آپ کے دور میں ہو رہے ہیں۔ کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو بچا ہو' کوئی محفوظ ہو یا کوئی قتل ہونے سے بچ گیا ہو' آپ وکلاء کو لے لیں آپ ایم۔پی۔ایز اور ایم۔این۔ایز کو لے لیں۔ آپ ججوں کو لے لیں۔ آپ پولیس کے اعلیٰ افسروں کو لے لیں۔ آپ سول افسروں کو لے لیں۔ آپ سیکرٹریز کو لے

ں۔ کمشنرز کو لے لیں۔ ڈپٹی کمشنرز کو لے لیں۔ کوئی بھی ایسا طبقہ نہیں کہ جو بچا ہوا ہو۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ سکیورٹی مہیا نہیں کر سکتے تو پھر اس امن و امان کی صورت حال کو رائیویٹائز کر دیں۔ آپ لوگوں کو کہیں کہ ٹھیک ہے جی اپنا بندوبست آپ خود کرو آپ اپنی رائیویٹ سکیورٹی کا انتظام خود کرو۔

I think the honourable minister must have got my point now.

زیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں لابی میں بیٹھا ہوا معزز قائد حزب اختلاف کے ارشادات سن رہا تھا۔ میں نے اپنے بھائی وزیرصحت کی بات بھی سنی۔ انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ یہ سب غیرمتعلقہ ہے ۔ تو بحث تو صحت پر ہو رہی ہے اور بات لا اینڈ آرڈر کی ہو رہی ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے میں نے اپنے معزز بھائی کی خدمت میں عرض کی تھی کہ اگر آج یہ بل پاس ہو جاتا ہے تو لا اینڈ آرڈر پر بحث کے حوالے سے کوئی وقت رکھ لیں ہم ان کے یہ تمام خدشات دور کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوئے تھے اور اگر وہ لا اینڈ آرڈر کی بات صحت پر کریں گے تو پھر میرے بھائی نے انھیں غیرمتعلقہ ہی کہنا ہے۔ وہ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میں اس سے متعلقہ ہی عرض کر رہا ہوں کہ لاہور جنرل ہسپتال میں ایک سب انجینئر کا قتل ہوا۔ لاہور جنرل ہسپتال کی تو ہم autonomy کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اگر وہاں سکیورٹی کا انتظام ہوتا جیسے جناح ہسپتال میں ہے تو شاید وہاں یہ واقعہ پیش نہ آتا۔ تو کسی طریقے سے بھی میں غیر متعلقہ نہیں ہوں۔ میں یہ صحت کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں اور صحت پر ہی میں کہہ رہا ہوں کہ یہ فساد کیوں ہے کہ ایک ادارے میں آپ نے پرائیویٹ سکیورٹی کا انتظام کیا ہوا ہے اور ایک میں نہیں کیا ہوا۔ تو اس لیے مجھے لا اینڈ آرڈر پر بات کرنی پڑتی ہے۔

زیر قانون، جناب سپیکر! جنرل ہسپتال کے جس واقعے کی طرف یہ اشارتاً بات کر رہے ہیں میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کی فرض شناسی کے باعث ہی موقع پر ملزم گرفتار ہوا ہے۔ واردات کے فوراً بعد اسی موقع پر ملزم گرفتار ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! انھوں نے بڑا اچھا کارنامہ کیا ہے کہ لوگوں کو مرواتے جائیں اور پھر ان کو گرفتار کرتے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ appreciate تو کریں ناں۔ جو بات اچھی ہوتی ہے آپ اس کو appreciate بھی کیا کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اچھی بات ہے کہ گرفتار کر لیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اچھی بات کو appreciate تو کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے کیا ہے۔ تو autonomy کی جو بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ autonomy کا نام جو انھوں نے دیا ہے میرے خیال میں ان کی جو autonomy ہے وہ نام ہے غریبوں کا خون چوسنے کا' autonomy نام ہے طبی سہولتوں کو مہنگا کرنے کا' autonomy نام ہے اپنے من پسند لوگوں کو نوازنے کا' autonomy نام ہے بے روزگاری کو بڑھانے کا' autonomy نام ہے ہم سب لوگوں کو بےوقوف بنانے کا' autonomy نام ہے بااختیار لوگوں کی بے جا خواہشوں کا' autonomy نام ہے اداروں کو تباہ کرنے کا' autonomy نام ہے سادہ لوح لوگوں کو لوٹنے کا' autonomy نام ہے ڈاکٹروں کے سروس سٹرکچر کو تباہ کرنے کا' اتانومی نام ہے غریبوں سے روزی چھیننے کا جیسا کہ میں نے آپ سے ذکر کیا ہے' autonomy نام ہے بےگناہ لوگوں کے خون کروانے کا جو میں نے ابھی عرض کیا ہے' autonomy نام ہے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے کا جس طرح یہ مار رہے ہیں' autonomy نام ہے عوام سے کیے گئے وعدوں سے مکرنے کا اور autonomy نام ہے اس ملک سے صحت کی سہولتوں کے خاتمے کا۔

جناب والا! میں وزیر صحت چند ایک سوالات پوچھنا چاہوں گا۔ کہ جن اداروں کو autonomy دی گئی ہے کیا ان میں غریب آدمی بغیر سفارش کے علاج معالجہ کرا سکتا ہے؟ کیا ان اداروں میں مختلف سیٹوں کو بڑھا کر یہ عام آدمی کی پہنچ سے دور نہیں کر دیے گئے؟ کیا لوگوں کو ادویات مل رہی ہیں؟ کیا صفائی کا نظام بہتر ہو گیا ہے؟ جب میں صفائی کے نظام کی بات کرتا ہوں تو میں جناح

ہسپتال کی autonomy کے بارے میں بھی بات کروں گا کہ وہاں سے 200 سینٹری ورکرز کو نا
گیا ہے ان کو پھینک دیا گیا ہے اور ان کو دو تین مہینوں سے تنخواہ نہیں ملی۔ پھر وہاں جو ٹھیکہ د
گیا ہے آیا وہ شفاف طریقے سے دیا گیا ہے؟ اس وجہ سے میں کہہ رہا ہوں کہ کیا صفائی کا نظام بہتر
گیا ہے؟ کیا ڈاکٹروں اور عملے کا رویہ تبدیل ہو گیا ہے؟ اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا تو پھر یہ سار
ڈرامہ رچانے کی ضرورت کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ڈاکٹرز instability کا شکار ہیں۔ ان کے ذہن
میں ہے کہ حکومت کے بس کی تو کوئی بات ہے نہیں۔ چیف ایگزیکٹو کی مرضی ہے کہ وہ جس وقت
چاہے کسی کو رکھ لے اور جس وقت چاہے کسی کو بھگا دے۔ آپ خود یہ دیکھیں کہ چیف ایگزیکٹو کی
تنخواہ انھوں نے غالباً 75 ہزار روپے رکھی ہے یا 75 ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے کے
درمیان رکھی ہے۔ شاید محترم وزیر میری تصحیح فرما دیں۔ جیسا کہ میں نے اس دن عرض کیا کہ
جو بھی قانون سازی لائی جاتی ہے اس کا کوئی brief ہمیں نہیں دیا جاتا۔ اس کے کوئی aims and
objects ہمیں نہیں بتائے جاتے۔ حالانکہ جتنے جمہوری ممالک ہیں وہاں کے جتنے Houses ہیں ان
کی اسمبلیوں میں باقاعدہ sells بنے ہوئے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ ہم یہ کس لیے کر رہے ہیں؟ ہمارے
اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ یہاں ایسا کوئی رواج نہیں۔ نہ انھوں نے ہمیں بتایا ہے اور خاص طور پر
انھیں چاہیے کہ یہ اپوزیشن کو بتائیں کیونکہ پوائنٹ آؤٹ تو ہم نے کرنا ہوتا ہے۔ میرے معزز
ممبران جو سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ کسی وجہ سے اپنی آراء نہیں دے سکتے۔ کیونکہ چودھویں
ترمیم کی وجہ سے ان کی زبانوں پر تالے لگے ہوئے ہیں اور چودھویں ترمیم کی تلوار ان کے سر پر
لٹک رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات جمہوریت کے کتنی خلاف ہے کہ بندہ اپنی رائے بھی صحیح
طریقے سے نہ دے سکے۔ ہم information اخبار سے دیکھتے ہیں۔ کوئی دائیں سے کوئی بائیں سے
پوچھتے ہیں۔ لیکن حکومت کو اتنا خیال نہیں آتا کہ کم از کم ہمیں brief تو کریں۔ اگر سرکاری بنچز کو
brief نہیں کرنا تو کم از کم اپوزیشن کو brief کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے خدشات شاید غلط ہوں۔
لیکن ہم نے تو بات وہی کرنی ہے جو ہم نے اخبارات میں پڑھی ہے، کسی رسالے میں پڑھی ہے یا
کسی سے سنی سنائی بات کرنی ہوتی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق چیف ایگزیکٹو کی تنخواہ 75 ہزار
روپے ماہانہ رکھی گئی ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ چیف ایگزیکٹو کو تو آپ نے 75 ہزار روپے تنخواہ

دے دی اور جو باقی ڈاکٹرز ہیں ان کی تنخواہیں وہی رکھی ہیں۔ اب چیف ایگزیکٹو چوبیس گھنٹے کام کرے کیونکہ اس کو تنخواہ 75 ہزار روپے مل رہی ہے ۔ اس کے ساتھ باقی ڈاکٹرز کا جو structure بنا ہوا ہے ان کو پانچ چھ ہزار روپے ملتے ہیں۔ گریڈ 17 یا گریڈ 18 کا جو بھی ڈاکٹر ہو گا اس کے مطابق ہی اس کو تنخواہ ملنی ہے ۔ وہ چوبیس گھنٹے کیوں کام کرے گا۔ اسے اپنا مغز کھپانے کی کیا ضرورت ہے اور پھر انھوں نے ایک بات کی کہ ہم نے تو انھیں سہولیات فراہم کر دی ہیں اور انھیں کہا ہے کہ وہ باہر جا کر پریکٹس نہیں کر سکیں گے ۔ اب ان ہسپتالوں میں جو رہائش گاہیں ہوں گی ان میں حکومت اپنے ہی پیسے سے بجلی اور فرنیچر فراہم کرے گی اور ان کو کہہ رہے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ باہر جا کر پریکٹس نہ کریں۔ آپ یہاں پریکٹس کریں۔ انھوں نے پریکٹس تو کرنی ہے یا تو یہ کہیں کہ ان کی پریکٹس بند کر دی ہے ۔ چیف ایگزیکٹو کی تنخواہ 75 ہزار روپے دے رہے ہیں۔ اسے پھر آپ کیوں اجازت دے رہے ہیں کہ وہ پریکٹس کرے ۔ اسے پریکٹس نہیں کرنی چاہیے ۔ وہ گھر سرکاری استعمال کر رہا ہے ۔ بجلی سرکاری استعمال کر رہا ہے اور اوپر سے 75 ہزار روپے بھی لے رہا ہے ۔ پھر لوگوں کے مریضوں کا خون بھی ساتھ چوس رہا ہے ۔ یہ کیا autonomy ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا autonomy ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے جو motives ہیں ۔ مجھے پھر وہی بات دہرانی پڑتی ہے کہ اس کے motives یہی ہیں کہ this is the first step towards the privatization اب autonomy کر لی۔ انھوں نے کہا ہے کہ تین مہینوں میں ہم دیکھیں گے کہ یہ کام چلتا ہے یا نہیں چلتا۔ تین مہینے تو کوئی ایسا عرصہ نہیں۔ ظاہر ہے تین مہینے کے بعد یہ کہیں گے کہ بات بن نہیں سکی۔ چلیں تین مہینے اور دیکھ لیتے ہیں۔ جب چھ مہینے ہو جائیں گے تو پھر انھوں نے کہنا ہے کہ یہ کام چل نہیں سکا۔اب اس کا کیا طریقہ نکالیں۔ اس کا طریقہ پھر یہ نکلے گا کہ یہ کہیں گے کہ آپ اس کو پرائیویٹائز کر دیں۔ کیونکہ یہ autonomy والا طریقہ کوئی درست طریقہ نہیں۔ جب پرائیویٹائز کرنے والا معاملہ ہو گا تو میں ذاتی طور پر کچھ لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ اپنا بزنس شفٹ کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ اور شفٹ کرنے کے لیے اس لیے کہ چونکہ یہاں بیمار زیادہ ہوں گے ' صحت کی سہولت انھوں نے دی ہوئی کوئی نہیں ' پانی یہ لوگوں کو گندہ دے رہے ہیں ۔ ذہنی تفکرات سے لوگوں کو بھرا ہوا ہے ۔ آدمی خود محفوظ نہیں ہے ۔ اسے پہلے یہ پریشانی ہوتی ہے کہ اسے روزگار نہیں ملتا ' پھر وہ دہشت گردی کے نرغے میں آتا ہے ۔ پھر جو چیز خریدتا ہے وہ

تنگی ہوتی ہے۔ اس کے ذہن میں یہ تمام تفکرات ہوں گے تو ظاہر ہے لوگوں نے بیمار تو ہونا ہی ہے اور جب لوگ زیادہ بیمار ہوں گے تو پھر سارے کاروبار حفظ کریں گے ۔ جس کا لیڈر کا کاروبار ہوگا وہ اس کو چھوڑ کر ، جو کراکری کا کام کرتا ہے وہ کراکری کو چھوڑ کر ہیلتھ کی جانب آئے گا اور پھر بہت سے لوگ دیکھیں گے کہ یہ ایک سیکٹر ہمیں مل گیا ہے کہ جس میں ہمیں بہت زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے اور بات بھی صحیح ہے ۔ جب سب لوگ بیمار ہو جائیں گے اور وہ ہسپتالوں کی طرف جائیں گے تو پھر وہاں فائدہ ہی فائدہ ہوگا اور وہ لوگ ان کو خریدنے کے لیے تیار بیٹھے ہوں گے۔ پھر مختلف ناموں سے یہ خرید لیے جائیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بزنس کے طور پر تو واقعی یہ بڑا اچھا طریقہ ہے کہ نہ کسی کوئی فیکٹری لگانے کی ضرورت ہے اور نہ کوئی قرضہ لینے کی ضرورت ہے۔ نہ کوئی feasibility report بنواؤ اور نہ کوئی اور کام۔ آپ کو ایک بنا بنایا ادارہ مل جائے گا۔ آپ خرید لیں گے اور اس پر کام شروع کر دیں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بات کو آگے بھی بڑھائیں ۔ یہ آپ کیا repetition کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ جیسے میں نے اخبارات میں دیکھا ہے ۔ مجھے کہتے ہیں کہ لیڈر آف اپوزیشن کو concept سمجھ نہیں آ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اتنا سمجھ آ گیا ہے کہ اس سے آگے نکل ہی نہیں رہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس concept کا مجھے پتا ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ قائد حزب اختلاف اکثر باتوں کی repetition کر رہے ہیں۔ بہر حال صحت کے حوالے سے محترم وزیر صاحب اس کا جواب دیں گے۔ میں صرف ان کے ریکارڈ کے لیے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سابقہ دور میں خصوصی طور پر محکمہ صحت کو بغیر کسی پالیسی کے چلایا جا رہا تھا۔ دو سیکرٹری، دو وزیر۔ یہ بار بار جناح ہسپتال کا ذکر کر رہے ہیں ۔ جناح ہسپتال میں ملازمتوں کے اوپر وزیر اعلیٰ اور اس وقت کے وزیر صحت کی لڑائی آپ نے اخبارات میں پڑھی۔ بہاولپور میں ایک ڈی ایچ او کو لگانے کے لیے 5-لاکھ روپے لینے کے قصے ان کے دور میں آپ نے اخبارات میں پڑھے ۔ ہماری حکومت صحت پالیسی اور

ڈائریکٹ پالیسی پر چل رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! ابھی آپ اپنی بات ختم کرتے ہیں یا اور ابھی چلنا ہے؟ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بات مختصر کریں اور وہ کریں جو کہ اس سے متعلقہ ہے۔ repetition کا فائدہ کوئی نہیں۔ سوائے اس کے کہ آپ وقت زیادہ لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، راجہ صاحب کا سمندر ابل رہا ہے۔ ذرا ان کو اجازت دے دیں۔

وزیر صحت، ابھی تک انھوں نے صرف ایک ہی پوائنٹ بولا ہے۔ یہ آدھے گھنٹے سے کھڑے ہیں کہ "پرائیویٹائز" کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اصل میں آپ کو ایک بات سمجھانا چاہتے ہیں۔

وزیر صحت، میں وہ سمجھ گیا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سمجھ گئے ہیں کہ وہ کیا سمجھانا چاہتے ہیں۔ اب آپ interrupt کر رہے ہیں۔ پھر وہ تفصلاً سمجھائیں گے اور بات اور لمبی ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی خواجہ ریاض محمود صاحب!

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں انتہائی محبت کے ساتھ قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے دور میں، جنرل ہسپتال میں بارش کے دنوں میں C.T. Scan کا تمام سسٹم تباہ کر دیا گیا، dialysis کی ساری مشینیں تباہ ہو گئیں، ساری ایکسرے مشینیں تباہ ہو گئیں جبکہ موجودہ حکومت نے 90 لاکھ روپے کی کثیر رقم خرچ کر کے ان تمام مشینوں کو چالو کیا ہے اور آج وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ dialysis, C.T.Scan کروا رہے ہیں۔ اِن کے دور میں سب مشینیں خراب پڑی تھیں۔ لوگ دور دراز سے آتے تھے خراب ہوتے تھے اور پرائیویٹ لوگ انھیں لوٹتے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب! مہربانی کر کے آپ اپنی بات wind up کریں۔ اگر repetition ہوگی تو اس کا تاثر آپ کی ذات پر اچھا نہیں پڑے گا اور میں نہیں چاہتا کہ ہمارے قائد حزب اختلاف کے متعلق یہ رائے قائم ہو کہ ان کے پاس علم کم ہے اور وہ repetition کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اسے wind up کرتا ہوں کیونکہ مجھے سمجھ آ گئی

ہے کہ آج میں ان کو سمجھا نہیں سکتا۔

جناب والا! یہاں ڈیڑھ سال سے یہی بات ہو رہی ہے، معلوم نہیں ہم یہاں قانون سازی کرنے آئے ہیں یا کہ تقابلی جائزہ لینے کے لیے آئے ہیں۔ بات تو قانون سازی کی ہو رہی ہے، autonomous پر ہو رہی ہے لیکن یہ تقابلی جائزے پیش کر رہے ہیں۔ بھئی! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پچھلی حکومت نے اچھا کام نہیں کیا تو ٹھیک ہے لیکن آپ تو کریں، ہم یہی چیز point out کر رہے ہیں کہ آپ تو اچھا کام کریں۔ آپ اچھے کام کیوں نہیں کرتے؟ اگر تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے تو کسی فورم پر جا کر کریں۔ آپ جنگ یا جنریں فورم پر چلے جائیں اور وہاں بیٹھ کر ایسی باتیں کریں۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ یہ autonomy کس لیے دی جا رہی ہے؟ میری عقل اور ذہن کے مطابق یہ autonomy صرف یہیں تک محدود نہیں رہے گی بلکہ میں اس میں اضافہ کرتے ہوئے کہوں گا کہ جو ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹیز قائم کی جا رہی ہیں وہ بھی اسی کا ایک حصہ ہیں اور بالآخر یہ ہوگا کہ ہسپتال بھی بیچ دیے جائیں گے، کوڑیوں کے مول دے دیے جائیں گے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری باتیں نہ تو حکومت کی سمجھ میں آئی ہیں اور نہ ہی معزز وزیر صاحب کی سمجھ میں آئی ہیں کیونکہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا، میں نے کوشش کی ہے کہ وہ چند الفاظ میں کہہ دوں۔ یہ بہت اہم قانون سازی ہے اور میں اس پر مزید بولنا چاہتا ہوں۔ اس پر ایک گھنٹہ مزید لگانا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ میں حکومت کو اور خاص طور پر وزیرصحت کو سمجھا نہیں سکوں گا کیونکہ ماشاء اللہ یہ بہت ہی زیادہ پڑھے لکھے ہیں۔ تو میں اپنی ان معروضات کے بعد آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ autonomy کی قانون سازی کرنے سے پہلے اس بل کو آپ مشتہر کریں، آراء لیں۔ صاحب الرائے لوگوں سے تجاویز مانگیں اور ان تجاویز کی روشنی میں بل کو دوبارہ re-draft کر کے اسمبلی میں لائیں۔ اس پر بحث و مباحثہ کریں اور پھر بے شک اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اسے پاس کروا لیں کیونکہ 'Majority is authority' جو اکثریت کہے گی وہی ہوگا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: مسعود شاہ صاحب! آپ بھی اس پر بات کریں گے؟

سید مسعود عالم شاہ: جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو بسم اللہ کیجیے۔

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اس معاملے پر کافی حد تک روشنی ڈالی ہے اور انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ autonomous bodies, privatization کی طرف ایک پہلا قدم ہے۔ پہلے یہی پریکٹس ایک محکمے میں کی جا چکی ہے۔ایسا تجربہ کیا جا چکا ہے جو کہ مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ میں اس کا حوالہ ضرور دینا چاہوں گا کہ پہلے اس محکمے کا تجزیہ کر لیا جائے۔ ان کے set back, flaws پر غور کر لیا جائے اور اس کے ہماری معیشت پر جو منفی اثرات پڑ رہے ہیں ان کو دیکھ لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون سازی اتنی جلدی' within minutes, within hours ضروری نہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ قانون سازی ایک یا دو دن میں لازماً مکمل کی جائے۔ چونکہ یہ بنیادی طور پر غریب عوام کے علاج کا معاملہ ہے اور autonomous body بننے سے سارے rates revise ہو رہے ہیں۔ عام مریض کے لیبارٹری ٹیسٹ ریٹس کو بھی revise کیا جا رہا ہے۔ اسے ایک money generation ادارہ بنایا جا رہا ہے جو کہ بنیادی طور پر ایک فلاحی ادارہ ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہی پریکٹس محکمہ ایجوکیشن میں بھی کی جا چکی ہے اور اس کے منفی اثرات سامنے آئے ہیں۔ ایجوکیشن میں پہلے ایف سی کالج' کینٹرڈ کالج' مرے کالج یا دوسرے ایک دو اداروں کی de-nationalization کی گئی اور جو دوسرا prompt attack اس محکمے میں کیا گیا وہ granting autonomy through Board of Governors ہے۔ اس میں بھی گورنمنٹ کالج' لاہور کالج برائے خواتین یا اسی قسم کے دوسرے ادارے لائے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس محکمے میں بھی pick and choose کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔ میں ایک مثال دینا چاہوں گا کہ جب autonomy grant کی جا رہی تھی تو اسی دوران اسلامیہ کالج اور لاء کالج کے لیے بھی انجمن حمایت اسلام نے autonomy کا مطالبہ کیا لیکن پھر میں وہی کہوں گا کہ یہ pick and choose کی پالیسی ہے کہ ایک certain individual کو نوازا جا رہا ہے یا پھر یہ ہے کہ "انکل ٹام" کی پالیسی dictate کی جا رہی ہے۔ اس پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اگر autonomy دینی ہی ہے تو ان اداروں کو کیوں نہیں دیتے جو مطالبہ کر رہے ہیں؟ اس عمل سے جو منفی اثرات آئے ہیں وہ بھی میں عرض کرنا چاہوں گا کہ لاہور کالج برائے خواتین کو autonomy سے پہلے جو grant-in-aid دی جاتی تھی

autonomy دینے کے بعد انھیں یہ grant-in-aid ہر سال 15 فی صد بڑھانا پڑی۔ یہ صرف ایک سال نہیں بلکہ ہر سال compound بڑھتا گیا اور approximately 80% تک اب یہ grant-in-aid بڑھ چکی ہے۔ اگر یہ money generation یا self sufficient ادارہ بنایا جا رہا ہے تو میں قائد حزب اختلاف کی بات کو support کرتے ہوئے عرض کروں گا جیسا کہ انھوں نے کہا ہے کہ جب یہ ادارے نقصان میں جائیں گے تو حکومت کہے گی کہ دیکھیں جی ہمیں 80 فی صد فنڈز بڑھانے پڑے ہیں۔ اسی طرح اس محکمے میں یہ جو تبدیلیاں لائے ہیں اس کے پورے پنجاب میں کیا اثرات سامنے آئے ہیں؟ یہ کہ اساتذہ سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔ ان پر لاٹھی چارج ہو رہا ہے۔ پورے محکمے میں ایک بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ ان کو جلدی کس بات کی ہے؟ ابھی پہلی پریکٹس کے نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ اس میں ملازمین کا تحفظ نہیں ہے۔ وہاں ابھی ان کے اقتصادی بحران حل نہیں ہوئے۔ set back آ رہے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے جو دوسرے ادارے de-nationalized کیے ہیں' ان کے اثرات بھی سامنے آ رہے ہیں۔وہ ان سے بہت پیسہ مانگ رہے ہیں۔ ایف سی کالج کی نو سال کی lease over ہو چکی تھی۔ ابھی وہ lease بھی نہیں لی گئی اور اسے de-nationalized کر دیا گیا ہے۔ اس عمل کو محکمہ صحت میں دہرانے سے کیا صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی کے عمل کو دھچکا نہیں لگے گا؟ اس سے جو لوگ متاثر ہوں گے کیا وہ سڑکوں پر نہیں آئیں گے؟ پہلے تو educational services بند ہو چکی ہیں یا متاثر ہو رہی ہیں۔ اب پھر ہم دوسرا تجربہ محکمہ صحت میں کر رہے ہیں۔ اب اس سے متاثرہ لوگ بھی سڑکوں پر آئیں گے۔ یہ دو بنیادی چیزیں تعلیم اور صحت' جن کا ملکی ترقی میں اہم کردار ہے جب رک جائیں گی تو اس سے بدامنی پھیلے گی۔ پہلے ہی ایٹمی دھماکے کرنے کی وجہ سے باہر سے امداد بند ہے۔ ہم خود انحصاری کو اپنانا چاہتے ہیں لیکن حکومت ان امور کی طرف توجہ نہیں دیتی کہ جب یہ services بند ہوں گی تو پھر disturbance ہوگی۔ اس سے کون لوگ متاثر ہوں گے؟ اس عمل سے frustration بڑھے گی۔ جناب سپیکر! بظاہر تو یہ income generating ادارہ ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

جناب سپیکر! میں آگے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت ایک adventurism کی پالیسی پر چل رہی ہے۔ وہ ایک risk لے رہی ہے۔ نئے تجربات کر رہی ہے۔ تجربات کرنے چاہئیں لیکن پہلے تجربے سے سبق حاصل کرنے کے بعد۔ اگر ان کا پہلا تجربہ beneficial ہوا ہے اس کے مثبت

نتائج سامنے آتے ہیں تو پھر یہ پالیسی لانی چاہیے۔ لیکن اگر اس کو elicit کر دیا جائے اس پر مزید غور و خوض کیا جائے تو اس میں ہماری بہت ساری آراء شامل ہوں گی۔ محکمہ صحت میں مزید مثبت تجاویز آئیں گی یہ money generation ادارہ بھی بنے گا لیکن جلد بازی سے نہیں۔ یہی مثال ہے کہ haste makes waste. آگے دوڑ پیچھے چوڑ۔ میں عرض کروں گا کہ جلد بازی کی بجائے انھیں ہر چیز پر غور کرنا چاہیے۔ ابھی ہمارے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ ہم پرائیویٹ ادارے بناتے جائیں اور ان کو گرانٹ دیں۔ جیسے میں نے لاہور کالج برائے خواتین کا ذکر کیا ہے کہ وہ چار سال میں 80 فی صد تک بڑھ چکا ہے۔ اگر ہم autonomous body بنانے کے بعد پھر فنڈز بڑھاتے جائیں تو ہمارے پاس تو پہلے ہی فنڈز کی کمی ہے۔ ہمیں تو چاہیے تھا کہ اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائیں۔ اپنے وسائل دیکھ کر آگے قدم بڑھائیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی میں ہمارے پاس اکثریت ہے' اس کو استعمال کرتے ہوئے ایک دم یہ قانون سازی کریں اور اس قانون سازی کو جلدی جلدی wind up کرتے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس جلد بازی میں ہم کافی سارے محکموں کو نقصان دے سکتے ہیں۔ Govt. should cut its coat according to the cloth. چونکہ ہمارے پاس فنڈز کی کمی ہے۔ پہلے ہی insecurity بڑھ چکی ہے۔ محکمہ تعلیم میں frustration بڑھ چکی ہے اور اب محکمہ صحت کی باری آچکی ہے۔

جناب سپیکر! میں لاہور جنرل ہسپتال کی کچھ figures quote کرنا چاہوں گا۔ اس میں لیب ٹیسٹ اور لیب کے ساتھ جو متعلقہ ٹیسٹ تھے' میری اطلاع کے مطابق جو ان کی لسٹ جاری کی گئی ہے اگر وہ غلط ہو تو wind up تقریر میں وزیر صاحب تصحیح کریں گے۔ اس میں مختلف ٹیسٹوں کی فیس دس روپے سے لے کر -/3000 روپے تک رکھی گئی ہے۔ میں ان کی مثال بھی دینا چاہوں گا کہ جیسے کہ Maxila ٹیسٹ کی ایک ہزار روپیہ فیس رکھی گئی ہے۔ اگر ایمرجنسی میں ادویات مفت کر دی گئی ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کی موجودگی یقینی بنائی جائے گی۔ لیکن ایمرجنسی ٹیسٹ میں بھی -/300 روپے کے ٹیسٹ ہیں۔ اس میں ایک ٹیسٹ NTHCV ہے۔ یہ ٹیسٹ -/200 روپے کا ہے۔ HIVB اسی کی مثال ہے۔ -/300 روپے والا ٹیسٹ Biopsy H/P each block یہ ایمرجنسی ہے۔ اگر کوئی غریب ایمرجنسی میں آتا ہے اور اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو وہ اس کو کیسے cover up کرے گا؟ جب ایک autonomous body کی پالیسی بن جاتی ہے تو وہ یقیناً اس پالیسی کو observe کرے گا تو اس کا علاج ہو سکے گا۔ اگر اس میں ٹیسٹ کرانے کی سکت نہیں

اور غلط دوائیاں دے دی گئیں تو اس سے کیا نقصانات ہوں گے؟

جناب سپیکر! میں مزید عرض کرنا چاہوں گا کہ ڈینٹل سیکشن میں -/100 روپے سے لے کر 3-ہزار روپے تک ٹیسٹ کی فیس رکھی گئی ہے جیسے ڈینٹل میں Chrome Cobalt plus Plate سنگل کے لیے 3-ہزار روپے فیس چارج کی جائے گی۔ میں یہ جنرل وارڈ کی بات کر رہا ہوں اور پرائیویٹ اس سے دوگنا ہے ۔ اسی طرح ERCPB 50 روپے سے -/600 روپے تک ریٹس ہیں۔ اسی طرح lower GI, Endoscopy -/100 سے -/600 روپے تک چارجز مقرر کیے گئے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت ہر ادارے میں بزنس کرنا چاہتی ہے جب کہ کم ازکم اس ادارے میں بزنس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں bussiness mind apply کرنے کی بجائے political mind اور concern mind جو اس سے related طبقہ ہے ان سے مشورہ لیا جائے۔ اس لیے میں بار بار عرض کرتا ہوں کہ اس کو elicit کرنا چاہیے تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ contribution آئے اور جلد بازی سے کسی دوسرے ادارے میں مزید نقصان نہ کر سکیں۔ میں ایک اور مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ Rome was not built in a day. وہ بھی آہستہ آہستہ progress ہوئی۔ یہ ایک طریقہ کار ہے کہ اگر ہم ضرورت کے مطابق کھانا کھاتے ہیں، تو ہضم ہو جاتا ہے لیکن اگر یک دم کھائیں گے تو اس سے ہیضہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس میں after effects سوچنے کی ضرورت ہے۔ میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پنجاب میں 70/60 فی صد لوگوں کو بنیادی سہولیات میسر آتی ہیں۔ مجھے اس میں اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے علاج اتنے مہنگے ہو جائیں کہ اس میں frustration بڑھ جائے اور ملک میں امن عامہ کی صورت حال پیدا ہو جائے۔ ہم ایک طرف تو بات کرتے ہیں کہ ہم غریبوں کے لیے آٹا سستا کر رہے ہیں اور ساتھ ہی علاج مہنگا کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اگر صحت ٹھیک نہیں ہو گی تو کھائیں گے کیا؟ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آٹے کے ساتھ ساتھ علاج پر بھی پوری توجہ دینی چاہیے۔ میں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید figures quote کرنا چاہوں گا کہ 1996-97 کے figures جو میرے علم میں آئے ہیں اس کے حساب سے یہ محکمہ پوری توجہ کا متقاضی ہے نہ کہ اسے یک دم ایک autonomous body کو دے دیا جائے ۔ جیسا کہ یہاں 80 فی صد بچوں کی پیدائش غیر تربیت یافتہ مڈوائف کے ہاتھوں ہوتی ہے۔اسی طرح ایک سال میں 28 ہزار عورتوں کی اموات بچے کی پیدائش کے دوران ہوتی ہے۔ میں یہاں ایک اور figure quote کرنا چاہوں گا۔ کہ ہمارے یہاں ایک چوتھائی بچے کم وزن کے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح 52

فی صد بچے کم وزن کے تحت بڑھتے ہیں۔ یہ سارے عوامل ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری آنے والی پود میں کتنی کمزوریاں پائی جاتی ہیں ان کو کتنی توجہ کی ضرورت ہے؟ اسی طرح میں ایک اور figure quote کرنا چاہوں گا کہ 1996ء میں ہمارے پاس رجسٹرڈ نرسیں 22 ہزار 999 تھیں اور میرے علم میں جو 1997ء کے اعداد وشمار آئے ہیں اس کے حساب سے رجسٹرڈ نرسز 22 ہزار 810 ہیں۔ یہ بھی decline اور autonomous bodies کو جو اختیارات دیے جا رہے ہیں یہ higher and fire کی powers ہیں، جیسے قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ بڑھاتا ہوں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! اسی طرح پرائیویٹ سیکٹر میں بھی پنجاب میں پرائیویٹ میڈیکل پریکٹیشنرز کی تعداد 4007 ہے جب کہ سندھ میں 5161 ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ادارہ کافی neglected ہے۔ اسی طرح No. of addicts دیکھیں کہ 1980ء میں ہمارے پاس صرف 5 ہزار تھے اور 1996ء میں 30 لاکھ تک پہنچ چکے ہیں۔ ہمیں اس ادارے میں صبر اور سوچ کے ساتھ چلنا چاہیے اور ہمیں medical mind لینا چاہیے۔ میں ہاؤس میں ایک اور بات عرض کرنا چاہوں گا کہ پنجاب میں تو ویسے ہی میڈیکل انسٹی ٹیوشنز کی کمی ہے لیکن ان کو مزید autonomous اور پرائیویٹائزیشن کی طرف لے جایا جا رہا ہے جب کہ کراچی میں آغا خان، ہمدرد، ضیاء الدین اور بقائی میڈیکل یونیورسٹیز قائم ہیں۔ جیسے قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ autonomy صرف پیپرز پر ہے اس میں سیاسی مداخلت بہت زیادہ ہے۔ میں اس لیے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ de-nationalization autonomy ہے۔ یہ میڈیکل سیکٹر میں نہیں لانی چاہیے۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے میڈیکل سیکٹر میں بہت سارے خلاء ہیں discriminations ہیں۔ پہلے اس ادارے کو شفاف بنانا چاہیے تاکہ اس میں کرپشن ختم ہو۔ کرپشن ختم کرنے کے بعد ان اداروں کو فعال بنانے میں زیادہ مدد ملے گی۔ اس ادارے میں رورل اور اربن میں بھی کافی فرق رکھا گیا ہے جس سے مایوسی بڑھتی ہے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس ادارے کے ایم ایس، ڈی ایچ او ز یا پروفیسرز کو ملٹی نیشنل کمپنیز غیرملکی دوروں پر بھیجتی ہیں، فرنیچر دیتی ہیں، کار یا کیش کی صورت میں دیتی ہیں۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم پھر انہی لوگوں کو اس ادارے پر مسلط کر رہے ہیں۔ تو ہمیں پہلے اس ادارے سے مکمل طور پر کرپشن ختم کرنی چاہیے تھی جیسے قائد حزب

اختلاف نے ایک مثال دے کر فرمایا ہے اور میں اس میں مزید اضافہ کرنا چاہوں گا کہ جب چیف ایگزیکٹو نے استعفیٰ دیا ہے تو اس سے دس دن پہلے قائد ایوان نے وہاں visit کیا ہے۔ ان کے ساتھ سینئر صحافی بھی تھے۔ ان کے ساتھ سینئر وزراء تھے انھوں نے دس دن پہلے اپنی satisfaction ظاہر کی ہے۔ لیکن دس دن کے اندر اندر یہ سارا سانحہ' یہ autonomous body' یہ صرف political interference کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ actual autonomous body نہیں بن رہی۔ اس میں political interference بدستور قائم ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کو مزید elicit کرکے اس میں contribution لی جائے تو ہم بہتر autonomous bodies کا قیام کر سکیں گے۔ اس میں جتنے خلاء ہیں ان کو بھی ہم دور کر سکیں گے۔ اس طرح میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ ایک totalitarian state ہے۔ اس کو مزید چھوٹی چھوٹی units میں چھوٹے چھوٹے totalitarian units میں بنایا جا رہا ہے اور اس امید پر کہ ان کی efficiency بڑھے گی۔ لیکن میرے خیال میں اس ادارے میں harassment بڑھنے کا امکان ہے' نہ کہ stability آنے کا امکان ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کیا جا رہا ہے کہ اس ہاؤس میں ان کی brute majority ہے اور یہ کہتے ہیں کہ 'might is right' یہ جلدبازی سے جو autonomous bodies یا پرائیویٹائزیشن یا ڈی نیشنلائزیشن یہ سارے slogans clashes ہیں۔ ان کو مزید elicit کر دیا جائے تاکہ اس میں maximum contribution آ سکے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی آخر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت لاہور جنرل ہسپتال ایک کروڑ روپے کا واپڈا کا مقروض ہے۔ ایک ڈوبے ہوئے آدمی کو آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ اسے اپنے پیروں پر کھڑا کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ وہاں اس کے پاس ایل جی ایچ کے ساتھ ان کی کوئی دکانیں ہیں یا اس کے کوئی پلاٹس ہیں جو بیچ کر وہ یہ سارے خلاء پورے کریں گے۔ نہیں وہ مریضوں کے خون سے یہ خلاء پورے کریں گے۔ یہ بوجھ غریب عوام پر ہی پڑے گا۔ اگر یہ autonomous bodies بنانی ہیں تو پہلے اس کو زیرو پر لے آئیں۔ اس کی کوئی deficits نہ ہوں۔ ان کی income generate کرنے کے لیے ان کو پراپرٹی دی جائے' نہ کہ مریضوں کی بنیاد پر وہ اپنی income generate کریں یا ان کی بنیاد پر اپنی autonomous body کا فنڈ generate کریں۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ Introduction of this bill on the part of government is a

wolf and sheep clothing. مزید میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کو elicit کیا جائے تاکہ اس میں maximum contribution آسکے اور ہمارے غریب عوام کا علاج سستا ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب والا! اس دن صحت پر بحث تھی قائد حزب اختلاف اٹھ کر چلے گئے، میں چاہتا تھا کہ وہ آج موجود ہوتے لیکن آج پھر حسب عادت قائد حزب اختلاف چلے گئے۔ میں ایک گزارش کروں گا۔ ایک تو ان کی باتوں سے احساس نہ صرف مجھے ہوا بلکہ سارے ہاؤس کو ہوا اور ان حضرات کو یقیناً ہوا ہوگا کہ جنھوں نے ہسپتالوں میں autonomy ملنے کے بعد visit کیا اور پھر ان کے علم اور ہوم ورک کی انتہا یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے چیف ایگزیکٹو کو ساری powers دے دی ہیں اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں جناح ہسپتال کے چیف ایگزیکٹو، جناح ہسپتال میں سکیورٹی ہے اور ایل جی ایچ میں کیوں نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کیا ہو رہا ہے۔ Please take your seats.

وزیر صحت، جناب والا! ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ جناح ہسپتال میں سکیورٹی مہیا کی گئی اور دوسری طرف ایل جی ایچ میں کیوں نہیں کی گئی؟ یہ یقیناً انسٹی ٹیوشن کی جو management committee ہے اور یہ چیف ایگزیکٹو کی decision کہ اس نے جناح ہسپتال میں سکیورٹی کی۔ مگر ان کے lack of home work اور lack of knowledge. کے بارے میں آپ یہیں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انھیں یہ علم ہی نہیں ہے کہ یہ انسٹی ٹیوشن یا ہسپتال کی اپنی decision ہے جب autonomy دی جاتی ہے۔ انھوں نے چیف ایگزیکٹو کو یہاں پر اس طرح portrait کیا ہے جیسے ہم نے ایک ایسے شخص کو اختیار دے کر وہاں بٹھا دیا ہے کہ جو سیاہ و سفید کرے، اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ پھر ایک بے بنیاد سی بات کہی گئی انھوں نے کہا کہ پروفیسر کو اس نے نکالا جس کی وجہ سے اس چیف ایگزیکٹو کو وہاں سے نکالا گیا اور پھر واپس پروفیسر کو لگایا گیا تو اس کو واپس لگا دیا گیا۔ یہ کوئی باتیں ہیں؟ یہ باتیں ان کو زیب نہیں دیتیں۔ اگر چیف منسٹر نے اس دن اچھے نکات اجاگر کیے، کہ autonomy کا نام یہ ہے آج اتنی ہی دفعہ انھوں نے ان کی بات کو غلط کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ autonomy کا نام یہ ہے، autonomy کا نام یہ ہے۔ چیف منسٹر صاحب کی

اس اچھی بات کو غلط کرنے کی کوشش کی۔ پھر چیف منسٹر صاحب نے تو دل اور ذہن سے اچھی سوچ کی بنیاد پر بات کی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اچھی باتیں ہیں وہ ہم بالکل appreciate کرتے ہیں اور جس طرف یہ لے جا رہے ہیں یہ اس concept کو mis- concept میں تبدیل کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا خیال ہے کہ آپ کو اس پر مزید ایک گھنٹہ بولنا چاہیے تھا تو آپ بولتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی نہیں۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر کیا بات ہوئی؟

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے وہ interrupt کرتے رہے ہیں۔ میں interrupt نہیں کر رہا۔ میں اپنے آپ کو clarify کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس clarification کے لیے آپ کو مزید ایک مہینہ دے دیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اتنی اہم قانون سازی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے تو کوئی ایسی بات ہی نہیں کی۔ قانون سازی ہے تو پھر اس کو آگے چلنے دیں۔ منیس صاحب اس کو پلیز آگے بھی چلنے دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آگے ضرور چلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، قانون سازی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس کو چلنے ہی نہ دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن میں یہ چاہوں گا کہ۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں یہ ضروری نہیں کہ جو آپ چاہیں گے وہ بات صحیح ہو۔ آپ تشریف

رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی بات آگے چلنے دیں۔ جی وزیر صحت صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ہاؤس کو پہلے in order کرلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی یہ in order ہے۔ دیکھیں کوئی شور نہیں سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور توجہ سے سن رہے ہیں اور آپ کی بات بھی توجہ سے سنی۔ آپ بھی ذرا توجہ سے سنیں۔ آپ میں اگر جرات ہے تو ان کی باتیں بھی سنیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں تو رولز کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے اپنی باتیں سنائیں۔ ہاؤس نے بڑے آرام سے سنیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اپوزیشن لیڈر صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ کورم پورا نہیں ہے۔ لہذا 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلے پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، دوبارہ گنتی کی جائے۔۔۔۔۔(گنتی کی گئی) ٹائم 8 بج کر 15 منٹ تک بڑھایا تھا۔ کورم بھی پورا نہیں ہے۔ اس لیے اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

منگل، 29 ستمبر 1998ء

(سہ شنبہ 7 جمادی الثانی 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 9 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین اختر محمود ایڈووکیٹ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾
وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾
ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

سورۃ الفجر آیت 24 تا 30

کہے گا کاش! میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا o تو اس دن نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا o اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا o اے اطمینان پانے والی رُوح! o اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے راضی o تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہوجا o اور میری بہشت میں داخل ہو جا o

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ زراعت)

جناب چیئرمین، آج محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات ہیں۔ پہلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 496 چودھری زاہد محمود گورایہ کے ایما پر دریافت ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے پی۔ایچ۔ڈی

*496۔چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے قیام سے لے کر اب تک کتنے اشخاص کو پی۔ایچ۔ ڈی کی ڈگری جاری کی اور کن کن مضامین میں' نیز جن اشخاص کو پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری جاری کی گئی ان میں کتنے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد و دیگر زرعی ادارہ جات میں ملازم تھے۔

(ب) سال 1993-94ء سے لے کر 1996-97ء کے دوران زرعی یونیورسٹی نے تحقیق پر کتنی رقم خرچ کی اور کن امور پر تحقیق کی۔ اس کی کتنی لیبارٹریاں ہیں اور کتنی لیبارٹریز سامان نہ ہونے کی وجہ سے کام نہیں کر پا رہی ہیں۔ تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد یکم نومبر 1961ء کو معرض وجود میں آئی تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک 184 افراد کو پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری جاری کی گئی۔ جن جن مضامین میں پی۔ایچ۔ ڈی ڈگری جاری کی گئی۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز یہ کہ 184 ڈگری ہولڈرز میں سے ڈگری عطا ہونے کی تاریخ پر 75 یونیورسٹی ملازمین تھے۔ جبکہ دوسرے افراد' حکومت نامزد' دوسرے اداروں' دیگر زرعی اداروں ریگولر سٹوڈنٹ و غیر ملکی طلباء تھے۔ جن سب کی مکمل تفصیل ملحقہ نمبر 1 پر درج ہے۔

(ب) سال 1993-94ء سے لے کر 1996-97ء کے دوران زرعی یونیورسٹی میں جن امور پر تحقیق ہوئی۔ ان کی تفصیل یونیورسٹی کی پانچ سال کی سالانہ رپورٹس میں درج ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھی جا رہی ہیں۔ ان سالوں میں زرعی یونیورسٹی نے تحقیق پر کل 134.62 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی۔ نیز یونیورسٹی کے 46 تدریسی شعبہ جات میں اپنی اپنی ریسرچ لیبارٹریز موجود ہیں جن میں سے نصف آپریشنل فنڈز اور مطلوبہ لیبارٹری equipment کے نہ ہونے کی بناء پر خاطر خواہ فائدہ نہیں دے رہیں۔ تاہم تمام لیبارٹریز کے لیے جدید ترین لیبارٹری

equipment جن کی مالیت 30 کروڑ روپے ہے۔ حکومت جاپان کی معاونت سے لیبارٹریز کو مہیا کیے جا رہے ہیں۔ نیا equipment نصب کرنے کے بعد کافی حد تک یہ لیبارٹریز کام کے قابل ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس میں تھوڑی سی ترمیم ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھنا چاہوں گا کہ جو 30 کروڑ روپے کی گرانٹ تھی۔ اس سے equipment آ چکے ہیں اور وہ لیبارٹری میں نصب ہو چکے ہیں۔ موجودہ صورت حال یہ ہے۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جاپان کی حکومت سے ہمیں equipment مل چکے ہیں۔ یہ function کب کریں گے، کوئی تاریخ بتا سکتے ہیں؟

وزیر زراعت، یہ متعلقہ لیبارٹری میں نصب ہو چکے ہیں اور یہ بہت جلد functional ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال بھی زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 599 چودھری زاہد محمود گورایہ کے ایماء پر دریافت ہے۔

تحقیق کے لیے الاٹ شدہ رقبہ

*599۔ چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں ہر ایک شعبہ کے حساب سے کتنا کتنا رقبہ بالغرض تحقیق الاٹ شدہ ہے۔

(ب) مالی سال 1993ء سے 1996ء کے دوران متذکرہ ادارہ کے الگ الگ شعبہ جات نے کتنے کتنے رقبے پر تحقیق کے لیے کون کون سی فصل کاشت کی اور ان سے کتنی کتنی پیداوار یا آمدن ہوئی اور اس پیداوار کو کہاں خرچ کیا گیا اور کتنی رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہوئی۔ ہر ایک شعبہ کے حساب سے الگ الگ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں 31 شعبہ جات کو 3956 ایکڑ چھ کنال 5 مرلے رقبہ بغرض تحقیق الاٹ کیا گیا ہے۔ ہر ایک شعبہ کی رقبہ سے متعلق الگ الگ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر ایک شعبہ سے متعلق علیحدہ علیحدہ تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال ملک ممتاز احمد خان بچھر صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 640 ملک ممتاز احمد خان بچھر کے ایماء پر دریافت ہے۔

زرعی مقاصد کے لیے نصب شدہ ٹیوب ویل

*640۔ملک ممتاز احمد خان بچھر۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ ان کے علم میں ہے کہ حلقہ(PP38) میں اس وقت سینکڑوں زرعی ٹیوب ویلز بند پڑے ہیں۔جس کی وجہ سے بہترین زرعی زمینیں بنجر پڑی ہیں۔ واٹر لیول بہت گہرا ہونے کی وجہ سے کاشت کار بجلی کا بل ادا نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے زرعی ٹیوب ویل حکومت کو مفت دینے کو تیار ہے۔ نیز آبیانہ بھی ادا کرنے کو تیار ہیں۔

(ب) کیا حکومت کاشت کار کی زبوں حالی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ٹیوب ویلز اپنی نگرانی میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ میں کافی ٹیوب ویل جو کہ زمینداروں نے خود لگائے ہوئے ہیں بند پڑے ہیں۔ خرابی یا بندش کی وجہ مالکان خود زیادہ بہتر طریقہ سے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ بجلی کا بل زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ ٹیوب ویل نہیں چلائے جا رہے۔ یہ صوبے میں تمام زمینداروں کی شکایت ہوسکتی ہے۔ بقیہ حصہ کا جواب محکمہ زراعت سے متعلق نہ ہے۔

(ب) محکمہ زراعت سے متعلق نہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز، قابل احترام، محترم، بڑے اور بزرگ بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہاں فرمایا ہے کہ یہ صوبے میں تمام زمین داروں کی شکایت ہوسکتی ہے۔ جناب سپیکر! ویسے تو حکومت بہت بلند بانگ دعوے کر رہی ہے کہ وہ زمین داروں کے لیے بہت کام کر رہی ہے۔ کیا وہ electricity میں کوئی سب سڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت ، جناب سپیکر! اب میں کیا الفاظ قائد حزب اختلاف کے لیے استعمال کروں کہ جو کچھ انھوں نے فرما دیا ہے۔ اس کے بعد تو میں یہی عرض کرسکتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بڑے اچھے الفاظ میں انھوں نے مجھے مخاطب کیا ہے۔ باقی یہ معاملہ وزیراعظم پاکستان کے زیر غور ہے۔ بجلی کی چوری کی وجہ سے جو صورت حال واپڈا کی ہوگئی ہوئی ہے۔ وہ عمارت کے گرنے کے مترادف ہو

چکی ہے۔ اس کو پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے جو اقدامات حکومت وقت کر رہی ہے اور جو پچھلے ادوار میں ہوا۔ وہ آپ کو بھی پتا ہے۔ اس کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن اس میں جناب والا! حکومت بڑی باخبر ہے۔ اور واقعی زمین داروں کے ٹیوب ویل بل ادا نہ ہونے کی وجہ سے بند ہو رہے ہیں۔ اس بارے میں بڑی تشویش ہے۔ اس میں پہلے جو ٹیرف مقرر تھا' اس کے متعلق بھی بڑی تشویش ہے۔ لیکن یہ سارا معاملہ وزیر اعظم پاکستان کے زیر غور ہے۔ چونکہ واپڈا کو وفاقی حکومت چلا رہی ہے اور اس پر حکومت ہمدردانہ غور کر رہی ہے کہ زمین داروں کو کس طرح سے مصیبت سے بچایا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا ! I was very specific about electricity subsidy جس طرح سے ہندوستان کا جو پنجاب کا حصہ ہے۔ وہاں یہ سب سڈی دی جا رہی ہے۔ کیا حکومت پنجاب کا یہاں یہ سب سڈی دینے کا کوئی خیال ہے؟ یہ ہمدردانہ غور کرنے کا فرما رہے ہیں' کیا یہ ہمدردانہ غور سے ذرا آگے بڑھ سکتے ہیں؟

وزیر زراعت، جناب والا! میں شاید اپنے فاضل بھائی کو اپنی معروضات اچھی طرح سمجھا نہیں سکا۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کا ہے۔ جناب آپ بھی مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ electricity کو واپڈا کنٹرول کرتا ہے۔ اس پر صوبائی حکومت کا کوئی دائرہ اختیار نہیں۔ اس لیے یہ معاملہ وزیر اعظم پاکستان کے زیر غور ہے۔ نا صرف ٹیوب ویلوں کے اوپر بلکہ جو گھروں کے بل زیادہ آ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں بھی بڑی تشویش پائی جاتی ہے اور یہ سارے جذبات وزیر اعظم پاکستان تک پہنچ چکے ہیں۔ اس لیے میں نے عرض کی ہے کہ اس پر وہ ہمدردانہ غور کر رہے ہیں اور مجھے امید واثق ہے کہ اس پر حکومت کی طرف سے بڑا مثبت قدم اُٹھے گا۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال بھی جناب ایس اے حمید صاحب صاحب کا ہے۔

گوجرانوالہ ڈویژن میں اسامیوں کی تعداد

*724۔ جناب ایس۔اے۔ حمید۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ زراعت گوجرانوالہ ڈویژن میں اس وقت کل کتنی اسامیاں ہیں اور ان اسامیوں پر کتنے افسران اور اہل کار بطور اضافی چارج / کرنٹ چارج بنیادوں پر اور کن کن عہدہ جات پر تعینات ہیں۔

(ب) ایسے تمام افسران اور اہل کاران کے نام' عہدہ جات' تاریخ تعیناتی' کرنٹ چارج اور اضافی چارج کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) حکومت کب تک ایسی اسامیوں کو باقاعدہ طور پر پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) محکمہ زراعت گوجرانوالہ ڈویژن میں اس وقت کل 2616 اسامیاں ہیں۔ جن میں سے 3 اسامیوں پر مختلف افسران اضافی چارج پر کام کر رہے ہیں۔ جبکہ کرنٹ چارج پر ایک افسر کام کر رہا ہے۔ تفصیل لف ہے۔(گوشوارہ الف)

(ب) ان افسران کے نام، عہدہ جات، تاریخ تعیناتی، اضافی چارج اور کرنٹ چارج کی تفصیل لف ہے۔ (گوشوارہ ب)

(ج) ان اسامیوں کو باقاعدہ پر کرنے کے لیے ضروری کارروائی زیر عمل ہے۔

گوشوارہ (الف)

نمبر شمار	شعبہ جات	کل اسامیاں	اضافی چارج	کرنٹ چارج	عہدہ جات
1۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت(توسیع)	1350	—	1	ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت (توسیع) گجرات
			1	—	ای۔اے۔ڈی۔اے منڈی بہاؤالدین
2۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (اصلاح آب پاشی)	440	—	—	—
3۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت(فیلڈ)	328	1	—	نائب زرعی انجینئر فیلڈ اینڈ ورکشاپ سیالکوٹ
4۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت(تحقیق)	212	—	—	—
5۔	ڈائرکٹر کراپ رپورٹنگ سروس	195	1	—	اسسٹنٹ ڈائرکٹر شماریات گوجرانوالہ
6۔	ڈائرکٹر پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز ملتان	91	—	—	—
7۔	ڈائرکٹر جنرل پنجاب لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی	—	—	—	—
8۔	چیف پلاننگ اینڈ ایویلوایشن سیل	—	—	—	—
9۔	ڈائرکٹر فلوریکلچر	—	—	—	—

10۔ ڈائرکٹر زرعی اطلاعات پنجاب	—	—	—	—	—
11۔ چیف کوآرڈینیٹر ریڈک وہاڑی	—	—	—	—	—
کل اسامیاں	2616	3	1	—	

گوشوارہ "ب"

نمبر شمار	شعبہ جات	نام افسران	عہدہ جات	تاریخ تعیناتی	کرنٹ چارج	اضافی چارج
1۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (توسیع)	علی احمد گورایا	ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت	12-1-97	ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت (توسیع) گجرات	—
		عمر حیات تارڑ	زراعت آفیسر	1-8-97	—	ای۔اے۔ڈی۔اے' منڈی بہاؤالدین
2۔	ڈائریکٹر جنرل زراعت (فیلڈ)	محمد جمیل	نائب زرعی انجینئر (زراعت) نارووال	9-6-97	—	نائب زرعی انجینئر (فیلڈ اینڈ ورکشاپ) سیالکوٹ
3۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (تحقیق)	—	—	—	—	—
4۔	ڈائرکٹر کراپ رپورٹنگ سروس	امداد حسین	آفیسر شماریات	1-7-96	—	اسسٹنٹ ڈائرکٹر شماریات گوجرانوالہ
5۔	ڈائرکٹر پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز	—	—	—	—	—
6۔	ڈائرکٹر جنرل (اصلاح آبپاشی)	—	—	—	—	—
7۔	ڈائرکٹر جنرل (پنجاب اینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی	—	—	—	—	—
8۔	چیف پلاننگ اینڈ ایویلیوایشن سیل	—	—	—	—	—
9۔	ڈائرکٹر فلوریکلچر	—	—	—	—	—
10۔	ڈائرکٹر زرعی اطلاعات پنجاب	—	—	—	—	—
11۔	چیف کوآرڈینیٹر وہاڑی	—	—	—	—	—

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ان اسامیوں کو باقاعدہ پر کرنے کے لیے ضروری کارروائی زیر عمل ہے۔ جناب سپیکر! یہ ضروری کارروائی کب تک مکمل ہو

جائے گی؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! اگر آپ اس سارے سوال کا جواب ملاحظہ فرمائیں تو اس میں ٹوٹل کوئی تین اسامیاں ایسی ہیں جن پر لوگ اضافی چارج کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس سے آپ محکمے کی کارکردگی ملاحظہ فرمائیں کہ اتنا بڑا محکمہ ہے اور اس کے اوپر صرف تین اشخاص اضافی چارج پر کام کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس میں محکمے کی اتنی بڑی کوتاہی پائی نہیں جاتی۔ پھر ہم نے اس میں جو گزارش کی ہے کہ محکمہ کے زیر عمل ان تینوں آدمیوں کو بھی ہم بہت جلد اصل جو ان پوسٹوں کے حقدار ہیں وہ پوسٹیں ان کو دینے کے لیے کارروائی کر رہے ہیں۔ یہ اس کا مطلب تھا جو میں نے عرض کیا ہے۔

جناب چیئرمین، جی' اگلا سوال بھی ایس۔ اے حمید صاحب کا ہے۔

زرعی اجناس کے بارے میں تحقیق

*725 جناب ایس۔ اے حمید، کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد' زرعی تحقیقاتی ادارہ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور نیاب فیصل آباد کے ملازمین کی کل تعداد کتنی ہے اور سالانہ ان کی تنخواہ اور الاؤنسوں وغیرہ کی مد پر کتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔

(ب) کیا ان اداروں میں زرعی اجناس کے بارے میں تحقیق اور ریسرچ کے نتیجے میں حالیہ سالوں میں کوئی قابل ذکر کامیابی ہوئی ہے۔ اگر ہے تو اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) سال 1990ء سے 1996ء تک اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے کتنے افراد بیرون ملک گئے اور حکومت کا کتنا سرمایہ خرچ ہوا' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)،

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں ملازمین کی کل تعداد بالترتیب 2479 ' 4974 ہے۔ جن کی تنخواہ اور الاؤنس پر سالانہ اخراجات بالترتیب 1668.24 لاکھ اور 50 2243 لاکھ روپے ہیں۔ جہاں تک نیاب فیصل آباد کا تعلق ہے۔ یہ تحقیقاتی ادارہ وفاقی حکومت کے ماتحت ہے۔

(ب) ان اداروں میں زرعی اجناس کے بارے میں تحقیق اور ریسرچ کے نتیجے میں قابل ذکر کارکردگی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مختصر جائزہ برضمیمہ "الف" ایوان

کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) ان دونوں اداروں میں 1990ء سے 1996ء تک بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ضمیمہ "ب" میں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان تمام افراد کی بیرون ملک اعلیٰ تعلیم پر اخراجات ڈونر ایجنسیاں برداشت کرتی ہیں یا وظائف کی صورت میں ان کو مختلف ذرائع سے ملتا ہے۔ حکومت پنجاب براہ راست کوئی خرچ برداشت نہیں کرتی۔

جناب چیئرمین: جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس۔ اے حمید: جناب سپیکر! تقریباً 7,500 افراد زرعی یونیورسٹی' فیصل آباد اور ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ' فیصل آباد میں ہیں۔ اس کے علاوہ نیاب فیصل آباد جو کہ وفاقی حکومت کا ادارہ ہے اس میں ملازمین کی تعداد علیحدہ ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تحقیق اور ریسرچ کے نتیجہ میں قابل ذکر کارکردگی جو ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس میں کوئی خاص بات بتا دیں۔ جس میں پنجاب میں زراعت کے شعبے میں کوئی نمایاں کامیابی ہوئی ہو؟ ہماری فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوا ہو؟ کوئی نئی قسم کی اجناس دریافت ہوئی ہوں۔ جس سے ہمارے پڑوسی ملک بھارت کی طرح زراعت میں جس طور پر انھوں نے کامیابیاں حاصل کی ہیں' پاکستان میں یہاں پنجاب میں کوئی ایسی چیز ہو؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! بڑا اعلیٰ سوال فاضل دوست نے کیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دوں کہ اگر یہ ریسرچ انسٹی ٹیوشنز نہ ہوتے اور ہمارے ریسرچرز جو پاکستان میں زراعت کے میدان میں کام کر رہے ہیں وہ نہ ہوتے تو شاید زراعت کی یہ صورت حال نہ ہوتی جو یہ دیکھ رہے ہیں۔ اب جس حساب سے آبادی بڑھ رہی ہے اور جس حساب سے کاشت کاری والی زمین زیر آبادی آ رہی ہے جس کی وجہ سے آج تک ہم اپنی خوراک کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ آج ہر فیلڈ میں نئی اقسام آ رہی ہیں۔ آپ کاٹن کو دیکھ لیں کہ کاٹن میں پاکستان کے اندر اتنا break through ہوا ہے کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میرے بھائی کاٹن ایریا سے تعلق رکھتے ہیں' جن کا اپوزیشن سے تعلق ہے اور وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں' بڑے محترم بھائی ہیں اور وہ کاٹن کے بہت اچھے best grower ہیں۔ ان سے آپ دریافت کر سکتے ہیں کہ کاٹن کے اندر کتنا break through ہوا ہے۔ اور نئی اقسام کے آنے سے کیا انقلاب برپا ہوا ہے۔ آٹھ دس من فی ایکڑ جو کاٹن کی پیداوار ہوتی تھی وہ تیس پینتیس من فی ایکڑ تک پہنچ گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر وائرس کا اٹیک ہوا اگر یہ ہمارے ریسرچرز نہ ہوتے اور tolerant varieties کو نہ نکالتے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جیسے بہت سارے ممالک میں کاٹن کو بونا بند کر دیا گیا تھا اور تین تین سال کے لیے ban لگ گیا تھا کہ یہاں اس

ملک کے اندر کاٹن نہیں بوئی جا سکتی۔ کیونکہ وائرس کا اٹیک آ گیا تھا۔ ہمارے ریسرچرز نے ایسے نئے بیج ایجاد کیے کہ جنھوں نے کاٹن میں break through کیا۔ اس کے علاوہ ہم نے تمام اجناس میں بڑا انقلابی پروگرام دیا ہے۔ اب آپ نے جو بات انڈیا کے بارے میں فرمائی ہے تو وہاں ذرا کسانوں کو سہولیات دیکھیں۔ صرف ڈیپارٹمنٹ ہی زراعت میں انقلاب برپا نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ سہولیات ہوتی ہیں جو کسانوں کو دی جاتی ہیں جن کی بناء پر انقلاب برپا ہوتا ہے۔ ابھی فاضل بھائی بھی بتا رہے تھے۔ تو وہاں کسانوں سے ٹیوب ویل کا بل نہیں لیا جاتا۔ ان کی بجلی فری چارج ہوتی ہے۔ اب آپ بتائیں کہ انقلاب کا مقابلہ کس طرح کیا جاتا ہے؟ اب ہم نے اپنے sources میں رہ کر یہ مقابلہ کرنا ہے۔ اس لیے میں اپنے بھائی سے کہوں گا کہ ہمارے ریسرچرز کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ آپ ضرور خیال فرمائیں کہ وہ بہت محنت سے کام کر رہے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

جناب ایس۔ اے حمید: جناب چیئرمین! میں معزز وزیر سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے تو یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ پنجاب کے محکمہ زراعت کے پاس تقریباً ساڑھے سات ہزار افراد پر مشتمل ایک بیڑہ موجود ہے۔ انھوں نے کوئی قابل ذکر کارکردگی یا کوئی ایسا قابل ذکر بیج ایجاد کیا ہو کہ جس سے ہماری زراعت میں کوئی انقلاب آیا ہو؟ یہ ایک عام سا جائزہ ہے جو میں نے پڑھا ہے' جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے۔ میری معزز وزیر سے یہ درخواست ہے کہ کیا وہ اس معاملے میں ذاتی دلچسپی لے کر اس ریسرچ سیکشن کی بہتری کے لیے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یہ زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے ہمارا ملک تو ہے' اس پر ہم نے دلچسپی نہیں لینی یا اس کے اوپر ارادہ نہیں رکھنا تو پھر ہم نے کرنا کیا ہے؟ میں نے تو بڑا واضح الفاظ میں کہا ہے۔ آپ کارکردگی کی بات کر رہے ہیں۔ اس مرتبہ وزیر اعظم پاکستان نے پہلی دفعہ اتنی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے کہ گندم کا ریٹ بڑھایا ہے اور کسانوں کو incentive ملا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کیا انقلاب برپا ہوا؟ پنجاب اس وقت گندم میں خود کفیل ہے اور پورے ملک کو feed کر رہا ہے۔ اس طرح کے incentives اگر آپ دیں گے تو ملک میں ایک زرعی انقلاب آ جائے گا۔ اس کے لیے ہمارے محکمے کی کارکردگی کے بارے میں نے عرض کی ہے کہ وہ نئے بیج ایجاد کرتے ہیں تو اس سے فی ایکڑ پیداوار بڑھتی ہے۔ ہم بیماریوں کا بھی مقابلہ کر رہے ہیں۔ میں نے ساری تفصیلات رکھ دی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک سوال کے جواب میں سارا وقت لگا دوں اور تقریر شروع کر دوں۔ اس لیے میں نے مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔

جناب چیئرمین، ایس۔ اے حمید صاحب! میرا خیال ہے کہ اب انھوں نے کافی تفصیل سے بات بھی کر دی ہے۔ آپ کا جو لب لباب تھا وہ یہ تھا کہ کیا وہ ذاتی دلچسپی لیں گے؟ تو انھوں نے یہ فرمایا کہ وہ اگر ذاتی دلچسپی نہیں لیتے تو پھر اور انھوں نے کیا کرنا ہے؟ تو یقیناً وہ ذاتی دلچسپی لیں گے۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب چیئرمین! میں دوسرا سوال کر رہا ہوں کہ انھوں نے سکالر شپ پر 101 آدمی باہر بھجوائے اور پنجاب حکومت کا یہ کہنا ہے کہ ہم نے اپنی جیب سے کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ 101 افراد جو ریسرچ کر کے آئے انھوں نے اس ملک کو اس ریسرچ کے کیا نتائج دیے؟ حکومت پاکستان کی رقم ہے یا حکومت پنجاب کی' یہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ لیکن انھوں نے زراعت کو promote کرنے کے لیے کون سی نئی چیز متعارف کرائی اور ان کی ریسرچ سے قوم کو کیا فائدہ ہوا ہے؟

وزیر زراعت، جناب سپیکر! یا تو میرے فاضل دوست میری بات سمجھ نہیں پا رہے یا میں انھیں سمجھا نہیں سکا۔ اس لیے میں کیا گزارش پیش کروں۔

جناب چیئرمین، جی ہاں۔ انھوں نے ایک ہی سوال کو modify کر کے دوبارہ نئی form میں پیش کر دیا ہے۔ جس کا جواب میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف پہلے دے چکے ہیں۔ حمید صاحب نے اسی سوال کو دوبارہ re-frame کر دیا ہے۔ جس سوال کا جواب وہ پہلے دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر وہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ پوچھیں۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب چیئرمین! مسئلہ یہی ہے کہ یا میں سمجھ نہیں پا رہا یا معزز وزیر سمجھ نہیں پا رہے ہیں تو بات کر رہا ہوں کہ یہ ایک المیہ ہے کہ زراعت جو ہماری economy کی back bone ہے۔ مشرق بعید میں آج پوری economy برباد ہو چکی ہے۔ ہمارے پاس خوش قسمتی سے ایک ایسا سیکٹر موجود ہے کہ جس کو ہم بہتر طور پر mechanize کر کے اس ملک کو بچا سکتے ہیں۔ آج کوریا' انڈونیشیا' تائیوان' ملائشیا برباد ہو چکے ہیں۔ چالیس بلین ڈالر تک کوریا کو امداد ملی۔ اس کی economy اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکی۔ ہم 1.5 بلین ڈالر کی بھیک مانگنے کے لیے رات دن گردش کر رہے ہیں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب جو درحقیقت منی پاکستان ہے۔ اس میں اس شعبے کو کس طور پر ہم نے upgrade کرنے کے لیے' promote کرنے کے لیے ریسرچ کی ہے؟

جناب سمیع اللہ چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ہمارے دوست اور معزز رکن اسمبلی نے ابھی فرمایا ہے کہ 1.5 بلین ڈالر کی بھیک مانگنے کے لیے ہم اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ میں یہ

[illegible] ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ہم خود انحصاری کی پالیسی پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف پاکستان کا وقار بلند ہو رہا ہے بلکہ ساتھ ساتھ عوام کا بھی وقار بلند ہو رہا ہے۔ اور میں گزارش کروں گا کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب ایس ۔ اے حمید، جناب چیئرمین! آدمی بھیک بھی مانگے اور اپنے ہاتھ کو بھی چھپائے یہ تو کہنے اور سننے کی باتیں ہیں۔ Third World Countries تمام کے تمام اس صف میں شامل ہیں۔ کوریا جن کی مثال ہم اپنے سامنے ideal بنا کر پیش کرتے ہیں ملائشیا ' انڈونیشیا وہ World Bank سے اور دوسرے بنکوں سے aid لینے کے لیے مجبور ہیں۔ تو جناب چیئرمین! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں -----

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں اپنے فاضل دوست سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ماشاء اللہ یہ کاروبار کرتے ہیں' یہ انڈسٹری کے مالک ہیں جب یہ اپنے کاروبار کو بڑھانے کے لیے بنک سے loan لیتے ہیں اور اپنی انڈسٹری کے فروغ کے لیے لیتے ہیں تو آیا وہ بھیک مانگتے ہیں؟

جناب ایس ۔ اے حمید، جناب چیئرمین! درحقیقت-----

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ آپ اپنے سوال کو مکمل کریں تاکہ کارروائی بھی آگے بڑھ سکے۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ میں جس پس منظر میں بات کر رہا ہوں میں پچھلے نو سال سے اس اسمبلی میں ان ہی سوالات پر -------

جناب چیئرمین، میں گزارش کرتا ہوں۔ اصل میں کچھ الفاظ کے انتخاب کے حوالے سے غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں ورنہ ایس ۔ اے حمید صاحب ماشاء اللہ پارٹی سے' ملک سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔

جناب ایس۔ اے حمید، شکریہ' جناب چیئرمین! تو جناب والا! میں ایک دکھ بھرے دل کے ساتھ ایک پاکستانی ہونے کے ناتے صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ایسا سیکٹر موجود ہے جو ہمیں دوسروں کے دست نگر ہونے سے بچا سکتا ہے۔ وزیر موصوف سے میری یہ انتہائی دردمندانہ اپیل ہے کہ خدا را یہ جو آپ نے فیصل آباد میں یونیورسٹیاں بنائی ہیں یہ کوئی کام نہیں کر رہیں ان کے بہت سکینڈل ان کے سامنے آ چکے ہیں۔ فیصل آباد سے دوست یہاں موجود ہیں' اس بارے میں سینکڑوں سوالات یہاں آ سکتے ہیں۔ فاضل وزیر سے میری یہ درخواست ہے کہ خدا کے لیے ان اداروں

کو کام میں لائیں۔ جو 101 ادمی ریسرچ کر کے لائے ہیں۔ انہیں استعمال کیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

وزیر زراعت، جناب والا! جہاں تک میرے محترم بھائی کے ارشادات کا تعلق ہے ان کے ارشادات سر آنکھوں پر ہیں۔ جناب چونکہ چیئرمین بھی ہیں اور بڑے پڑھے لکھے ہیں اور سپیکر کا رول ادا کر رہے ہیں۔ آپ ذرا مجھے سمجھا دیں کہ یہ ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب چیئرمین، میرا خیال یہ ہے کہ جس دردمندی سے وہ بات کرنا چاہتے ہیں وہ انھوں نے convey کر دی اور آپ نے اس پر عملدرآمد کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ تو ہم اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔ جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 1067۔

مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی عمارت

*1067۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لوئر مال روڈ لاہور پر مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی عمارت کب اور کتنی لاگت سے شروع کی گئی اور منصوبے کی مدت تکمیل کیا تھی۔

(ب) کیا عمارت مکمل ہو گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز حکومت نے اب تک اس منصوبہ کی تکمیل میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)،

(الف) مارکیٹ کمیٹی لاہور نے 46۔ لوئر مال پر دفتر کی تعمیر مورخہ 25-3-92 کو شروع کی۔ بلڈنگ کا تخمینہ -/1,76,78,325 روپے لگایا گیا۔ عمارت کی تکمیل کی مدت دو سال تھی۔ اس عمارت کا بلڈنگ سٹرکچر، فلورنگ، بجلی و سیوریج وغیرہ مکمل ہو چکا ہے اور بلڈنگ کا تقریباً 65 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) سال 1993ء تا 1996ء مارکیٹ کمیٹی لاہور کے فنڈز سبزی و فروٹ منڈی راوی روڈ لاہور میں ترقیاتی کام جو کہ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے شروع کیے گئے تھے، مکمل کرنے پر صرف ہوئے اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے دفتر کی عمارت کی تعمیر کا کام موقع پر بند ہو گیا۔ اب مارکیٹ کمیٹی امسال اس بلڈنگ میں اپنا دفتر شفٹ کر رہی ہے اور تہہ خانہ، گراؤنڈ فلور و فرسٹ فلور کرایہ پر دینے کے لیے مختلف گورنمنٹ کے محکمہ جات سے رابطہ کیا گیا۔

جناب والا! اس میں amended صورتحال یہ ہے کہ اس کے کچھ portions کرائے پر دیے گئے ہیں اور اس میں میرے عزیز کی جو فکرمندی ہے وہ بڑی درست ہے اور اس کی جو موجودہ پوزیشن ہے وہ 99-1998 کے بجٹ میں 75 لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے اور اس کے باقی portions کو جلد از جلد مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پراجیکٹ 1992ء میں شروع ہوا اور 1,76,78,325 روپے خرچ ہونے تھے۔ اب 1998 آ گیا ہے۔ کہ یہ ابھی incomplete پڑا ہوا ہے تو یہ جو اتنا بڑا gap آیا ہے ظاہری بات ہے کہ اب اس کا estimate بھی revise ہوگا اور جو پلازا 1 کروڑ 76 لاکھ میں بننا تھا اب اس کا estimate زیادہ بن جائے گا۔ تو اسے delay کرانے کی کیا وجہ تھی اور اس طرح سے حکومت پنجاب کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ اسے ذرا تفصیل سے بیان کیا جائے۔

وزیر زراعت، میرے برخوردار عزیز نے بڑا پیارا سوال پوچھا ہے۔ جناب والا! وہ بادی النظر میں ایسا ہی نظر آتا ہے۔ لیکن ایسی صورت نہیں ہے۔ میں نے اس میں اپنی ساری مشکلات بھی عرض کی ہیں کہ یہ کچھ funding کی problem تھی۔ اس میں ہمارا منصوبہ یہ تھا کہ ہمارا جو پرانا دفتر ہے۔ اس کو بیچ کر اور اس کی قیمت حاصل کر کے اس پراجیکٹ پر لگا کر اس کو مکمل کر دیں گے۔ تو اس کی اتنی قیمت نہیں ملی جتنی ہماری requirement تھی۔ وہ کام بھی راستے میں رک گیا۔ باقی کچھ مزید مالی مشکلات رہیں۔ جناب والا! میں نے اس کی positive تحقیق کر کے اس کا جواب دیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ 65 فیصد اس کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ اس میں شفٹنگ بھی شروع ہو گئی اور portions کرائے پر بھی دینے شروع کر دیے۔ اور جو ابھی بقایا کام ہے اس کے لیے ہم نے 75 لاکھ روپے 99-1998ء میں مختص کر دیے ہیں۔ اس لیے یہ مکمل ہو جائے گا۔ اس میں کوئی تشویش کی بات نہیں اور نہ ہی حکومت پنجاب کو کوئی نقصان پہنچا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! اب جب اس کا 65 فیصد کام complete ہو چکا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ 65 فیصد کام مکمل ہو اور یہ دفتر وہاں شفٹ ہو جائے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی آدمی بھی incomplete دفتر میں شفٹ ہو جائے گا۔ اس کے لیے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ اتنی بڑی بلڈنگ ہے کہ 65 فیصد کا مقصد ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ شفٹنگ ہو سکتی ہے۔ اس کے جو portion رہتے ہیں ان میں کوئی نہیں جائے گا اور جو مکمل ہو

گئے ہیں وہاں چلے جائیں گے۔ ہمارا محکمہ وہاں شفٹ ہونے کو تیار ہے۔ وہ بہت جلد اپنے دفتر وہاں شفٹ کر رہے ہیں تو اس میں کوئی ایسی ٹیکنیکل غلطی نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ محکمہ زراعت بہت بڑا محکمہ ہے اور یہ back bone of the country ہے۔ میں اس پر ضمنی سوالات تو بہت کروں گا۔ کیونکہ زراعت پر ہی ہماری معیشت depend کرتی ہے؟ میں پہلے یہ ضمنی سوال کروں گا کہ یہ اتنا بڑا محکمہ ہے اور ابھی تک اس کا وزیر زراعت نہ بنانے کی کیا وجہ ہے؟ اگر آپ کو کوئی competent آدمی نہیں ملتا ہے تو چودھری اقبال صاحب ہی بڑے سینئر ہیں اور یہ پارلیمینٹرین بھی ہیں' ان کو زراعت کا بھی تجربہ ہے تو پھر زراعت کا محکمہ ان کو دیں تاکہ ہم وضاحت سے ان سے سوالات بھی کریں۔ زراعت کا وزیر نہ بنانے کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہمارے ہاؤس میں کوئی کمی ہے' کوئی competent نہیں۔ agrarian نہیں ہے یا کوئی پارلیمینٹرین اس قابل ہی نہیں ہے کہ اسے محکمہ زراعت دیا جائے۔ اس پر ہمارے ملک کی economy depend کرتی ہے۔ تو اس کا الگ وزیر نہ بنانا میرے خیال میں ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہے۔ تو پہلے مجھے یہ satisfy کریں کہ وزیر نہ بنانے کی کیا وجہ ہے؟

جناب چیئرمین، میرا یہ خیال ہے کہ آپ نے جو سوال کیا ہے اس کی کوئی relevancy اس کے دوسرے جز سے نہیں ہے۔ kindly آپ اپنے اس بنیادی سوال کے حوالے سے ضمنی سوال کیجیے۔

وزیر زراعت، بہت شکریہ۔ جناب والا! لیکن میں ایک بات عرض کرنی چاہوں گا۔ آپ مجھے بھی ایک منٹ دے دیں کیونکہ انھوں نے اپنی بات مکمل کر لی اور اس کا جواب ریکارڈ پر ہونا چاہیے۔

جناب والا! اس بات کا جواب میں اپنے بہت محترم المقام بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن کو دے چکا ہوں کہ اگرچہ یہ محکمہ بڑا important ہے' یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے تو اس وقت پنجاب میں سب سے اہم شخصیت کے پاس یہ محکمہ ہے اور انھوں نے اس پر پورا انقلاب برپا کیا ہے۔ جس طرح انھوں نے دو نمبر دوائیوں کا خاتمہ کیا ہے آج تک ایسی کوئی مثال پنجاب میں نہیں ملتی۔ بڑی حکومتیں آئیں' بڑے ادوار آئے کسی بھی دور میں اس طرح ان کا قلع قمع نہیں کیا گیا۔ کوئی بھی ایسا حکمران آج تک نہیں آیا جس نے زمینداروں کا خیال کرتے ہوئے دو لاکھ اورتیس ہزار روپیہ ٹریکٹروں کی قیمت پر کم کیا ہو۔ یہ سارے اقدامات اس لیے ہو رہے ہیں کہ ان کے پاس یہ محکمہ ہے۔ آپ پھر بھی گھبراتے ہیں لیکن مجھے اس گھبرانے کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے اسمبلی

ہیں کہ یہ محکمہ ایک اہم شخصیت کے پاس ہے ۔ وہ شخصیت قابل احترام ہے لیکن ان کے اپنے اتنے مسائل ہیں کہ انھوں نے ایک تو foreign affairs deal کرنے ہوتے ہیں' ایک فیڈرل affairs deal کرنے ہوتے ہیں' انھوں نے باقی صوبوں میں مداخلت بھی deal کرنی ہوتی ہے۔ پھر وہ اپنے صوبے کا لاء اینڈ آرڈر کنٹرول نہیں کر سکے تو میرے خیال میں یہ بہتر ہو گا کہ ایک whole time وزیر زراعت ہو بجائے اس کے کہ کام چلاؤ ۔ وزیر زراعت یہ محکمہ چلائے۔

جناب چیئرمین، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 1226 رانا ثناء اللہ صاحب کا ہے۔

رانا ثنا اللہ خان، سوال نمبر 1226۔

مارکیٹ کمیٹیوں میں ایڈمنسٹریٹرز اور سیکرٹریز کی تقرری

*1226۔رانا ثناء اللہ خان۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں قائم کل 132 مارکیٹ کمیٹیوں میں تعینات ایڈمنسٹریٹرز اور سیکرٹریز مارکیٹ کمیٹی کے نام اور موجودہ جگہ پر عرصہ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) جن ایڈمنسٹریٹرز اور سیکرٹریز صاحبان کا ایک ہی جگہ عرصہ تعیناتی تین سال یا اس سے زیادہ ہے تو انہیں وہاں سے تبدیل کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) صوبہ میں قائم کل 132 مارکیٹ کمیٹیوں میں تعینات ایڈمنسٹریٹرز اور سیکرٹیریز مارکیٹ کمیٹی کے نام اور موجودہ جگہ پر عرصہ تعیناتی کی الگ الگ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن سیکرٹریز صاحبان کا ایک ہی جگہ عرصہ تعیناتی تین سال یا اس سے زیادہ تھا۔ ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے صرف 7 مارکیٹ کمیٹیوں میں تبدیلی کرنا باقی ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی 132 مارکیٹ کمیٹیوں میں صرف 8 مارکیٹ کمیٹیاں ایسی تھیں' جن کے ایڈمنسٹریٹرز کا عرصہ تعیناتی 3 سال سے زیادہ ہے ان مارکیٹ کمیٹیوں میں سرکاری

ایڈمنسٹریٹرز کام کر رہے ہیں۔ ان کی جگہ پبلک ایڈمنسٹریٹرز لگانے کے لیے سفارشات طلب کر لی گئی ہیں اور جلد ہی ان کو تبدیل کر دیا جائے گا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سمیع اللہ چودھری، رانا صاحب کے سوال کے دونوں جزبانے کے جواب میں " تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے" کا فقرہ استعمال ہوا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دوبارہ وہی سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۔ حالانکہ کوئی تفصیل ایوان کی میز پر نہیں رکھی گئی ۔ دوسرے بھی بہت سے دوست ایسے ہیں کہ جو حقائق سے باخبر رہنا چاہتے ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یا تو تفصیلات ایوان کی میز پر رکھنی چاہیے یا پھر اس طرح کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہییں۔ منسٹر صاحب کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

جناب چیئرمین ، تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ 7 سیکرٹریز اور 8 ایڈمنسٹریٹرز ایسے ہیں کہ جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے ۔ یہ جو تفصیل انھوں نے ایوان کی میز پر رکھی تھی ۔ اس کے مطابق یہ تعداد 15 نہیں بلکہ 25 بنتی ہے ۔ اس جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کو جلد ہی تبدیل کر دیا جائے گا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ فی الحال کیا صورت حال ہے ۔ کیا ان کو تبدیل کر دیا گیا ہے ۔

وزیر زراعت، میرے محترم بھائی کا سوال بڑا ہی جائز ہے کہ تین سال کے عرصہ کے بعد کسی سرکاری ملازم کو ایک جگہ پر رکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ۔ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے کچھ ایسے واقعات ہوئے ہوں گے ۔ جیسے کہ ایک صاحب کی بیگم بھی وہیں ملازم ہے اس لیے انھیں وہاں رہنے دیا گیا ۔ یہ بات بہت جائز ہے ۔ اور میں ایوان میں ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی کے چند ایڈمنسٹریٹرز ہیں ان سب کو تبدیل کر دیا جائے گا ۔اور اس commitment میں انشاء اللہ کوئی کمی نہیں رہنے دی جائے گی ۔

جناب چیئرمین، جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! یہ جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے ۔ اس میں محکمہ نے پہلے commitment کی ہوئی ہے کہ مارچ 98 ء تک یہ تبدیلی مکمل کر دیں گے ۔ آپ کو یہ ensure کرنا چاہیے کہ جو جواب ایوان میں بھیجا ہے کہ مارچ 98 ء تک یہ تبدیلی مکمل ہونی تھی۔ وہ مارچ 1998ء تک تبدیل کر کے process complete کر دیں گے ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ

وزیر زراعت، جناب چیئرمین! یہ دقت اکثر اس لیے پیش آتی ہے کہ سوالات کے جوابات پہلے تیار ہو کر چلے گئے ہوتے ہیں۔ لیکن بعد میں اس میں developments ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ہم ان کی بات کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ ماسوائے ضلع بھکر کے تمام سیکرٹریز کو تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ اس وقت تمام پنجاب میں سیکرٹری تین سال سے زیادہ کسی جگہ بھی تعینات نہیں۔ جو میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ اس کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر کسی کی بیگم وہاں سرکاری ملازم ہے ۔ اس نے درخواست دی تھی کہ ہم دونوں میاں بیوی کو اکٹھے رکھا جائے اور حکومت کی پالیسی بھی یہی ہے ۔ ایک آدمی کے سوا باقی سارے سیکرٹریز کو ان کی انفرمیشن دینے کے بعد تبدیل کر دیا ہے ۔ اس وقت موجودہ پوزیشن یہ ہے۔ اس لیے ہم ان کی بات پر پورا عمل کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہوگا کہ جب بھی سوالات کے جوابات آتے ہیں اس وقت بھی منسٹر صاحبان تازہ ترین صورت حال سے آگاہ ہو جایا کریں تاکہ یہ درمیان کے عرصہ میں جو بھی تبدیلی آئی ہو اس کے بارے میں معلومات ہوں۔

وزیر زراعت، جناب چیئرمین! ایک تو day to day developments ہوتی رہتی ہیں ۔ دوسرے یہ کہ آپ کو مجھ سے زیادہ پتا ہے کہ بعض اوقات اجلاس بڑا اچانک آ جاتا ہے' جیسے آج اجلاس ختم ہونا تھا۔ پہلے اطلاع یہی تھی' آرڈر بھی ہو چکا تھا ۔ آج extend ہو گیا ہے۔ اس طرح بعض اوقات وقت تھوڑا ملتا ہے ۔ ایسی مجبوریاں ہیں ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! اس میں اتنی لمبی چوڑی بات تو ہے نہیں۔ یہ محکمہ سے کل ہی کنفرم کر سکتے تھے کہ موجودہ صورت حال کیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ وہ اب اس پوزیشن میں نہیں ہیں اور انھوں نے تصدیق نہیں کیا ہوا کہ وہ definitely بتا سکیں کہ اس وقت پوزیشن کیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس کو محکمے سے تصدیق کروائیں ۔ کیونکہ یہی معاملہ جو پہلے زیر بحث تھا ۔ اس میں چودھری صاحب نے دو تین مرتبہ کہا ایس اے حمید صاحب کے جواب میں کہ میں اس معاملہ میں ذاتی دلچسپی لوں گا۔ جناب چیئرمین ! یہ کیسے ذاتی دلچسپی لے سکتے ہیں ۔ نہ ان کے پاس یہ محکمہ ہے ' نہ تھا اور نہ ہوگا۔ اب بھی انھوں نے محکمہ سے تصدیق نہیں کیا ۔ مجھے تو میرے سوال کا جواب definitely چاہیے ۔ یہ بتائیں کہ یہ process complete ہو گیا ہے ۔ اگر نہیں ہوا اور ان کو اس کی اطلاع نہیں ہے تو یہ بتائیں ۔ کل بتا دیں یا پھر بتا دیں لیکن محکمہ سے کنفرم کر کے بتائیں۔ یہ لوگ پانچ پانچ سال سے بیٹھے ہیں ۔ یہ تعداد 7 نہیں بلکہ 25 ہے ۔ یا تو یہ process complete کروانے کی

ذمہ داری لیں یا یہ بتائیں کہ definitely اس کا جواب کیا ہے ۔ یہ process complete ہو گیا ہے یا ابھی ہونا ہے ۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! محترم بھائی نے ایک بات بڑی عجیب کی ہے ۔ اگر میں on the floor of the House سوالات کے جوابات دے رہا ہوں تو میں on behalf of the Chief Minister بات کر رہا ہوں ۔ دوسرا یہ کہ میرے پاس ایک اور بھی محکمہ ہے اور میں یہاں پہ جو بات کرتا ہوں پوری ذمہ داری سے کرتا ہوں۔ میں نے جو سیکرٹریز کے بارے میں کہا ہے کہ ایک سیکرٹری کے سوا باقی سارے کے سارے ہم نے تبدیل کر دیے ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین تفصیل یہ ہے کہ کل 132 ایڈمنسٹریٹرز ہیں ۔ جن میں سے 110 تو پبلک کے بندے ہیں ۔ اس لیے ان کے تبادلے کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ باقی صرف 22 سرکاری آدمی ہیں جو پورے پنجاب میں اس وقت کام کر رہے ہیں ۔ 22 میں سے ایک آدھ اگر کوئی ہے کہ جن کے بارے میں ان کو تشویش ہے تو ہم اس کو ٹرانسفر کر دیں گے ۔ میں ایوان میں on behalf of the Chief Minister میں ان کو commitment دے رہا ہوں۔ اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رہنا چاہیے ۔

راجہ محمد خالد خان ، میرا ضمنی سوال ہے کہ میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک آدمی کو بیک وقت کتنی مارکیٹ کمیٹیوں کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر زراعت، جناب والا! یہ ہمارے بڑے پڑھے لکھے دوست ہیں اور پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور بڑے مشکل سوالات پوچھتے ہیں۔ ایک آدمی کو ایک ہی مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر نہیں ہے تو اضافی چارج کے طور پر دیا جا سکتا ہے ۔ لیکن ایک آدمی کو ایک وقت میں ایک ایڈمنسٹریٹر بنایا جا سکتا ہے ۔

راجہ محمد خالد خان، جناب چیئرمین! یہ جو فہرست ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس کے نمبر 55 پہ ایک اقبال حسین کھرل صاحب ہیں جن کو جواب کے وقت تک حسن ابدال کی مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر مقرر ہونے پانچ سال آٹھ ماہ ہو چکے تھے۔ پھر ایک سال پانچ ماہ سے وہ جہلم میں تعینات ہیں ۔ پھر پانچ سال 8 ماہ وہ راولپنڈی میں تعینات ہیں ۔ کیا وہ کوئی ایسا کل پرزہ ہیں کہ جن کے بغیر یہ تینوں کمیٹیاں نہیں چل سکتیں یا ان کی مشینری خراب ہو جانے کا احتمال ہے ۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر، اگر وہ سرکاری ملازم ہے تو جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا اس کو اضافی چارج کے طور پر دوسری مارکیٹ کمیٹی دی جا سکتی ہے ۔ لیکن میرے بھائی کا نکتہ اعتراض بڑا موزوں ہے کہ ایسی بھی کیا مجبوری ہے کہ ان کو ضرور اضافی چارج دیا جائے ۔ اگر کوئی اس قسم

ن سکایت ہے تو میں جناب والا وعدہ کرتا ہوں کہ ان کی شکایت کا ازالہ کروا دوں گا۔

راجہ محمد خالد خان: آج جب یہ سوالات کا وقفہ ہے خالد حسین کھرل کو ساڑھے چھ سال سے زاہد کا عرصہ راولپنڈی میں ہو چکا ہے۔ اسی طرح حسن ابدال میں بھی پونے سات سال سے کام کر رہا ہے۔ جہلم میں بھی ایک سال سے کام کر رہا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے استدعا ہے کہ کیا وہ اس بارے میں غور فرمائیں گے کہ پبلک میں سے کوئی یہاں ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیے جائیں تو بہتر نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: انھوں نے یہ فرمایا کہ وہ اس پر توجہ دے رہے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ زلف کے سر ہونے کا مسئلہ نہیں، جونہی کسی معاملے کی اطلاع آتی ہے، کوئی معاملہ نوٹس میں آتا ہے تو حکومت اس کا فوراً نوٹس لیتی ہے۔ میں راجہ خالد صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت وہ کون سی مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر ہے؟

جناب چیئرمین: آپ دہرا دیں شاید وہ آپ کی بات کو سمجھ نہیں سکے۔

وزیر زراعت: پرانی باتیں جو انھوں نے فرمائی ہیں وہ درست ہیں، میں ان کو مانتا ہوں لیکن راجہ خالد خان صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ آج کل ان کے پاس کون سی مارکیٹ کمیٹی ہے؟ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق آج کل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر نہیں، یہ پرانی باتیں کر رہے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! میں مارکیٹ کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر نہیں ہوں اور نہ ہی میری خواہش ہے۔ میرے لیے یہی بہت ہے کہ میں پنجاب اسمبلی کا ممبر ہوں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں نے راجہ صاحب کو ایڈمنسٹریٹر بنانے کی بات نہیں کی، میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس وقت اقبال حسین کھرل کسی بھی مارکیٹ کمیٹی میں بطور ایڈمنسٹریٹر تعینات نہیں۔ ہمیں جب اطلاع ملی کہ وہ اتنے عرصے سے ایڈمنسٹریٹر چلے آ رہے ہیں تو ہم نے ان کو ہٹا دیا، یہ آج کی latest position ہے۔

راجہ محمد خالد خان: اچھا اگر ان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے تو میں اپنے ضلع جہلم کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں پر آج کل کون صاحب ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوئے ہیں؟

وزیر زراعت: وہاں ابھی ہم نے تقرر کرنا ہے، جلد ہی کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ اقبال حسین کھرل والی جو بات ہو رہی ہے اس بارے میں راجہ صاحب نے تین جگہوں کی نشاندہی کی ہے لیکن ایک چوتھی جگہ چکوال کا اضافی چارج بھی ان ہی کے

ہم سے پوچھ رہے ہیں کہ جی بتائیں وہاں پر کون تعینات ہے؟ جناب والا! اس کا جواب تو انھوں نے خود دینا ہے کیونکہ وہ منسٹر انچارج ہیں۔ وزیر صاحب بتائیں کہ اگر یہ وہاں پر تعینات نہیں تو کون ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! سرکاری آدمی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ ہو سکتا ہے' شاید میں اپنی بات صحیح طریقے سے اپنے دوستوں کو سمجھا نہیں سکا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ تبدیل ہو کر ایک سے دوسری جگہ پر گیا ہے۔

جناب چیئرمین: پوچھا یہ گیا ہے کہ اس کی جگہ پر کس کو ایڈمنسٹریٹر لگایا گیا ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! ابھی تو اسے ہٹایا ہے' دوسرا آدمی تعینات کرنا ہے جلد ہی کر دیں گے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ اقبال حسین کھرل آج تک وہیں پر continue کر رہا ہے تو پھر؟ میں ماضی کی بات نہیں کر رہا' حال کی بات کر رہا ہوں' آج کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! میں راجہ صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ Let it be a test case اگر اقبال حسین کھرل بطور ایڈمنسٹریٹر وہیں پر کام کر رہا ہو تو پھر میں صبح استعفٰے دے دوں گا یا راجہ صاحب استعفٰے دے دیں۔ ہمیں غلط اطلاع کیسے دی جا سکتی ہے؟ میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن وہ ہر غلط بات کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انھیں اپنے دوستوں پر اعتبار بھی کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ جب وزیر موصوف on the floor of the House ایک statement دے رہے ہیں تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے پاس جو اس وقت تک حقائق آئے ہیں ان کے مطابق یہ بات درست ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اسے متنازع مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ جی رانا صاحب! آپ مزید کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر کوئی دنگل تو نہیں ہو رہا کہ ایک دوسرے کو چیلنج کرنا ہے۔ بات تو بڑی مختصر سی ہے' یہ آفیسرز لابی کس لیے بنی ہے؟ یہ اسی لیے بنی ہے کہ جس محکمے کے سوالات ہوں اس سے متعلقہ آفیسرز یہاں پر بیٹھیں گے اور ان کے پاس relevant, current اطلاع ہوگی۔ وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ یہ آدمی چار مارکیٹ کمیٹیوں کا ایڈمنسٹریٹر نہیں ہے جبکہ ان کی طرف سے جو جواب ایوان میں رکھا گیا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ چار جگہوں پر یہ آدمی موجود ہے۔ تو اس میں چیلنج کرنے والی بات نہیں ہے۔ میں چودھری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ لابی میں بیٹھے ہوئے محکمے کے متعلقہ آفیسرز سے یہ بات کنفرم کر

کے بتا دیں کہ ان چاروں جگہوں پر آج کون کون افسر کام کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ جواب تو کر دیا کہ آج کل وہاں پر اقبال حسین کھرل کام نہیں کر رہا لیکن یہ بھی بتا دیں کہ وہاں پر کون کام کر رہے ہیں تاکہ یہ ابہام ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اس کے لیے مناسب ہو گا کہ آپ نیا سوال دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس میں fresh question والی کون سی بات ہے؟ یہ ان کے اپنے جواب میں چار جگہوں پہ لکھا ہوا ہے کہ اقبال حسین کھرل بطور ایڈمنسٹریٹر کام کر رہا ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں کر رہا تو ہم ان کے جواب کی تصحیح چاہتے ہیں کہ بتادیں وہاں پر کون کام کر رہا ہے؟

وزیر زراعت: رانا صاحب ذرا اپنا سوال دہرا دیں' آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ چکوال کا پوچھ رہے ہیں یا جہلم کا پوچھ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب پوچھ رہے ہیں کہ یہ ایک شخص جو چار جگہوں پر بطور ایڈمنسٹریٹر کام کر رہا تھا' اب اگر اسے ہٹا دیا گیا ہے تو وہاں پر کون لوگ تعینات کیے گئے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: میں اپنا سوال دہرا دیتا ہوں۔ چودھری صاحب! آپ ذرا اپنے جواب کے صفحہ نمبر 2 کو ملاحظہ فرمائیں اس میں سیریل نمبر 52 راولپنڈی میں اقبال حسین کھرل' سیریل نمبر 55 حسن ابدال' اقبال حسین کھرل' سیریل نمبر 57 چکوال' اقبال حسین کھرل اور سیریل نمبر 59 جہلم' اقبال حسین کھرل لکھا گیا ہے۔ یہ آپ ہی کا جواب ہے' اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے تو پھر ہمیں ان لوگوں کے نام بتا دیں جو ان جگہوں پر آج کل تعینات ہیں تاکہ ہم آپ کے پہلے جواب کی تصحیح کر لیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں نے یہ عرض کی تھی کہ اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے' اس وقت یہ جہلم میں کام نہیں کر رہا۔ اب انھوں نے چار جگہوں کا نام لے دیا ہے' میں ان چاروں کے نام زبانی تو نہیں بتا سکتا لیکن اگر یہ چاہتے ہیں تو میں فہرست سے نام پڑھ دیتا ہوں۔ جناب والا! چکوال میں اس وقت سلطان خان کام کر رہا ہے اور حسن ابدال میں ملک عزیز خان کام کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! ہاؤس میں لکھا ہوا جو جواب آیا ہے کیا وہ غلط ہے؟ اگر غلط

ذمہ داری لیتے ہیں۔لیکن جو طبع شدہ جواب ہاؤس میں دیا گیا ہے' وزیر صاحب کے دستخطوں سے اس ہاؤس کو جو غلط اطلاعات ملی ہیں ان کا کون ذمہ دار ہے؟ ہم نے جب اس جواب کو پڑھا تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آدمی تین چار جگہوں پر کام کر رہا ہے لیکن آج وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ ایسا نہیں۔ یعنی جو جواب ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے وہ غلط ہے اور جو ابھی وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں وہ صحیح ہے۔ جناب چیئرمین! اس بات کا ضرور نوٹس لینا چاہیے کہ سوالات کے جوابات جو ایوان میں تقسیم کیے جاتے ہیں وہ update ہونے چاہییں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف فرما نہیں تھے' میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے کہ جواب دینے سے پہلے آپ latest position دریافت کر لیا کریں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج کل اقبال حسین کھرل صاحب کہاں پہ تعینات ہیں؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس وقت وہ کسی مارکیٹ کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر نہیں۔ محکمے نے انھیں کسی نہ کسی جگہ پر تو تعینات کرنا ہی ہے۔ اب وزیر کے پاس کوئی کمپیوٹر تو نہیں کہ اسے پورے پورے نام یاد ہوں' ساری تعیناتیاں یاد ہوں۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ ڈیڑھ ہزار آدمی کہاں کہاں پر لگے ہوئے ہیں تو وزیر کوئی کمپیوٹر تو نہیں کہ فوراً بتا دے۔ اس سوال کی کوئی relevancy نہیں بنتی' آپ چیئرمین ہیں آپ ہی فیصلہ کر دیں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ آفیسر لابی اسی لیے بنی ہوئی ہے کہ متعلقہ محکمے کے آفیسرز اس میں تشریف رکھتے ہیں' کیا ان سے معلوم کر کے بھی یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ آج کل کھرل صاحب کہاں پر تعینات ہیں؟

وزیر زراعت: جناب والا! اگر پتا ہی کر کے بتانا ہے تو پتا میں نے کروا لیا ہے وہ اس وقت ای۔ اے۔ڈی۔اے' راولپنڈی لگے ہوئے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: تو کیا راولپنڈی میں انھیں تعینات ہوئے ساڑھے چھ برس نہیں بیت گئے؟ پالیسی کے مطابق تین سال کے بعد آفیسر کو تبدیل کرنا ہوتا ہے جبکہ ان کو راولپنڈی میں بھی تعینات ہوئے ساڑھے چھ سال ہو چکے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! جہلم سے راولپنڈی جانا کوئی اتنا بڑا گناہ ہے؟ اگر درمیان میں بریک آ جائے تو آدمی دوبارہ اسی جگہ پر تعینات ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی خلاف قانون بات نہیں کہ جہلم سے وہ

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! سروس بریک نہیں ہے' چار جگہوں پر وہ بیک وقت کام کر رہے تھے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب کا کہنا یہ ہے کہ راولپنڈی میں بھی تعینات ہوئے اسے ساڑھے چھ سال گزر گئے' وہ تین اور اضافی جگہوں پر بھی کام کر رہے تھے' ان کے پاس ایڈیشنل چارج تھا اور اس وقت وہ راولپنڈی میں continue کر رہے ہیں۔ ان کا سوال یہ ہے کہ کیا ساڑھے چھ سال کا عرصہ تعیناتی کافی نہیں کہ اب انھیں وہاں سے کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا جائے؟

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! بطور ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی ایک جگہ آدمی تعینات ہو اور ای۔اے۔ڈی۔اے دوسری جگہ تعینات ہو تو فرق آ جاتا ہے۔ اگر یہ چھ سال سے بطور ای۔اے۔ڈی۔اے راولپنڈی کام کر رہے ہیں تو پھر واقعی راجہ صاحب کا اعتراض درست ہے۔ اگر ایسا ہے تو انھیں فوراً' کل ہی کسی دوسرے ڈویژن میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو جواب داخل کیا گیا ہے یہ سارا غلط ہے تو اس محکمے کے خلاف میری تحریک استحقاق بنتی ہے اسے منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیے۔ میں چودھری صاحب کی توجہ مبذول کراؤں گا اور آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے جو جواب داخل کیا ہے اس کے نمبر 76 پر چنیوٹ میں شاہد بشیر اس کے بعد نمبر 81 لالیاں میں شاہد بشیر پھر نمبر 87 شاہ جیونہ شاہد بشیر۔ یہ صرف جہلم چکوال اور راولپنڈی کا مسئلہ نہیں ہے اگر آپ یہ لسٹ ذرا غور سے دیکھیں تو ہر جگہ یہی ہوا ہوا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ چنیوٹ لالیاں اور شاہ جیونہ سیریل نمبر 87,81,76 ہے ان تینوں جگہوں پر ایڈمنسٹریٹر شاہد بشیر ہے۔ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں کہ کیا یہی آدمی کام کر رہا ہے یا اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور اگر تبدیل کر دیا گیا ہے تو وہاں پر کون کام کر رہا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال): جناب والا! میرے خیال میں 76 پر رانا صاحب نے درست نہیں پڑھا۔

جناب چیئرمین: میں وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ وہ لابی سے چٹ کے ذریعے تو انفرمیشن حاصل کر سکتے ہیں لیکن لابی سے اس طرح consult نہیں کر سکتے۔ براہ مہربانی اس بات کا خیال رکھا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں نے لابی سے consult نہیں کیا۔ شاید میں آپ کو سمجھا نہیں سکا۔ میرے فاضل دوست جو پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں میں ان سے مخاطب تھا۔ میں یہ سمجھنا چاہتا تھا کہ جو لسٹ میرے پاس ہے اس میں نام اور ہے اور شاید غلطی سے

ان کے پاس کوئی اور لسٹ چلی گئی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اگر ایسا ہے تو پھر یہ تو پورے ایوان کے ساتھ بہت ہی زیادتی ہے۔ ان کو اور جواب دیا گیا ہے اور ہمیں اور دیا گیا ہے۔ یہ تو آپ ابھی اجازت فرمائیں اور اسے استحقاق کمیٹی میں بھیجیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! مجھے دو منٹ بات کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ درمیان میں interrupt نہ کریں بلکہ جب میں آپ کو request کروں تب اپنی باری پر بولیں۔ اب آپ تشریف رکھیں منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔جی چودھری صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! سوالات کے جوابات شروع ہونے سے پہلے میں نے جناب کی خدمت میں گزارش پیش کی تھی کہ مجھے amended جواب پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ اس لحاظ سے جو لسٹ میرے پاس ہے اس میں یہ صورت حال نہیں اگر میرے محترم بھائی کو واقعی کوئی غلط لسٹ دے دی گئی ہے تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں اور ابھی ہاؤس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد میں ان کے ساتھ یہ لسٹ tally کروں گا اگر اس قسم کی صورت حال ہوئی اور دو تین یا چار جگہوں پر ایسی بات ہوئی تو میں اس آدمی کے خلاف پورا ایکشن لوں گا کہ اسے غلط لسٹ بنانے کی ہمت کیسے ہوئی؟ میں آپ سے یہ commitment کرتا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب چیئرمین! چودھری صاحب جوش و جذبات میں آ کر ہاؤس میں استعفیٰ کی بات کر گئے تھے۔ انھیں اس پر بھی معذرت کرنی چاہیے۔

وزیر زراعت، نہیں۔ جناب والا! وہ اور بات تھی اور یہ اور بات ہے۔ اس کو inter link نہ کیا جائے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں نے کہا تھا کہ وہ آج تک راولپنڈی میں continue کر رہا ہے۔ جناب والا! یہ ہمارا ایک استحقاق ہے اور یہی تو وقفہ ہوتا ہے جس میں ہم اپنے دل کی بھڑاس بھی نکال سکتے ہیں اور ان کا امتحان بھی لے سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، ماشاء اللہ وزیر موصوف بہت سے امتحانوں میں کامیاب ہو چکے ہیں اور وہ آپ کا امتحان بھی اچھے نمبروں سے پاس کر لیں گے۔ میری ایک گزارش ہے کہ جب آپ کوئی بات کرنا چاہیں تو سب سے پہلے اجازت لے لیا کریں۔ بعض اوقات آپ بھی جوش جذبات میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی رانا صاحب! میرے خیال میں وزیر موصوف نے ایک firm commitment دے دی ہے کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کے سوال کے حوالے سے جہاں جہاں بھی کوئی معاملات ہیں وہ آپ سے طے کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! جو جواب داخل کیا گیا ہے اب یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے یہ میری ذاتی پراپرٹی نہیں ہے۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر کوئی معاملہ طے کر لیں گے۔ یہ معاملہ میرے ساتھ طے کرنے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، انھوں نے کہا ہے کہ اگر لسٹ کے حوالے سے کوئی discrepancy ہے تو اس کو چیک کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ لسٹ ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اور میں نے ایوان کی میز سے لی ہے میں نے ان کے محکمے سے نہیں لی۔ اگر اس میں غلط جواب دیا گیا ہے تو یہ ہاؤس کو غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس پر میں کیسے compromise کر سکتا ہوں؛ یہ بتائیں کہ شاہد بشیر کا تین جگہ پر نام ہے کیا وہ تینوں جگہوں پر کام کر رہا ہے اور اگر وہ نہیں کر رہا تو ان جگہوں پر کون آدمی کام کر رہے ہیں؛ اگر یہ جواب غلط ہے تو جو amended جواب ان کے پاس ہے اس کے مطابق اس کی تصحیح فرمائیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں نے اپنے محترم بھائی کو بڑے ادب سے گزارش کی ہے کہ جو لسٹ میرے پاس ہے اس کے مطابق وہ تین جگہوں پر کام نہیں کر رہا۔ جناب والا! بات درست کرنی چاہیے میں جہاں غلط ہوں گا فوراً مان لوں گا۔ میں ضد اور انا والی بات نہیں جانتا۔۔۔

جناب چیئرمین، خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں نے بڑی خندہ پیشانی سے یہ گزارش پیش کی ہے کہ جو لسٹ میرے محترم بھائی کے پاس ہے میں اپنی لسٹ ان سے tally کر لوں گا اور اگر ان کو غلط لسٹ دی گئی ہے تو میں اس پر کارروائی کے لیے پوری طرح تیار ہوں۔ ان کو پڑھنے میں غلطی لگ رہی ہے یا ان کو کوئی اور لسٹ چلی گئی۔ تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو پوری طرح sort out کروں گا لیکن جو لسٹ میرے پاس ہے اس میں اس کی تین جگہوں پر تعیناتی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، اگر یہ بات اسی طرح سے ہے کہ ان کی لسٹ میں جو حقائق دیے گئے ہیں وہ آپ

کی لسٹ کے متعلق ہیں تو پھر یہ بہت ہی سنجیدہ بات ہے۔

وزیر زراعت: جی واقعی سنجیدہ بات ہے۔

جناب چیئرمین: اور اس کا بڑی سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔

وزیر زراعت: جی بالکل۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر متعلقہ محکمے کے لوگ ایوان کی کارروائی کو سنجیدگی سے نہیں لیتے وزیر صاحب کو کوئی اور انفرمیشن فراہم کرتے ہیں اور ایوان کو اس سے مختلف انفرمیشن فراہم کرتے ہیں۔ تو پھر اس کو بہت سنجیدگی سے لینا چاہیے اور جو لوگ بھی اس کے ذمہ دار ہیں ان کو اس کے نتائج بھگتنے چاہییں۔

وزیر زراعت: جی ہاں۔ جناب والا! یہ لسٹ تو پورے ایوان میں تقسیم ہوئی ہے۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھ کر دو تین لسٹیں چیک کر لوں گا اور اگر یہی صورت حال ہے جو انھوں نے بتائی ہے تو میں ان سے معذرت خواہ بھی ہوں اور آپ سے commitment کرتا ہوں کہ اس پر پورا ایکشن بھی لوں گا۔

راجہ محمد خالد خان: جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ سعید اکبر خان صاحب پہلے سے کھڑے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! جو میرے بھائی چودھری اقبال صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ بیٹھ کر اپنی اور رانا صاحب کی لسٹ tally کرلیں گے مجھے اس بات پر سخت اعتراض ہے۔ جناب والا! جو کاغذات رانا صاحب کے پاس ہیں وہ ان کی کوئی ذاتی لسٹ نہیں ہے بلکہ اس ایوان کی میز پر محکمہ نے جو انفرمیشن مہیا کی ہے وہ ہے۔ رانا صاحب نے اس سے پڑھا ہے جو اس ہاؤس کی پراپرٹی ہے جس پر میرا بھی اتنا حق ہے جتنا رانا صاحب کا۔ اگر اس کی correction کرنی ہے اور satisfy کرنا ہے' اگر اس میں انفرمیشن پرانی ہے اور اب اسے correct کرنا ہے اور ان کے پاس latest ہے تو وضاحت سے وہی پوزیشن ہاؤس میں بیان فرما دیں کہ جب ان کے سوال کا جواب آیا اس وقت یہ بندہ تعینات تھا لیکن اس وقت یہ بندہ وہاں تعینات نہیں ہے۔ کسی اور جگہ پر ہے یا ان تینوں پر نہیں بلکہ ایک جگہ پر ہے۔ جناب والا! ایوان میں وقفہ سوالات میں کوئی بھی آدمی نہ ذاتی حیثیت سے جواب لیتا ہے نہ دیتا ہے۔ بلکہ یہ محکمے کی طرف سے انفرمیشن ہوتی ہے اور اس پر سوال کیے جاتے ہیں اور وہ سارے ایوان کی انفرمیشن کے لیے ہوتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! سوال دیا جاتا ہے اس کی عوامی لحاظ سے یا لوکل حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ وضاحت کی جاتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ ہر مسئلے کو انا کا مسئلہ بنایا جاتا ہے۔ کلیریکل غلطی بھی ہو سکتی ہے نیچے سے کوئی جواب بھی غلط آ سکتا ہے۔ اس میں نہ ممبر کی کوئی ذاتی انا ہے اور نہ فاضل وزیر کی کوئی ذاتی انا ہے تو یہ کون سی بات ہے۔ تحریک استحقاق اس لیے ہوتا ہے کہ ذاتی طور پر بات ہو جائے اور معاملے کو سمجھایا جائے انتظامیہ کے ساتھ بات کی جائے۔

جناب چیئرمین، چیمہ صاحب! آپ کا مائیک کام نہیں کر رہا اس لیے دوسرے مائیک پر ہو جائیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! ذرا یہ ساؤنڈ سسٹم ہی ٹھیک کرا دیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں یہ بات درست ہے کہ ساؤنڈ سسٹم کو ٹھیک ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ سے بھی بہت ساری دقتیں پیش آ رہی ہیں کل بھی سمجھنے اور سمجھانے کی بات ہو رہی تھی۔ اس میں نہ سمجھنے والی بات اس لیے آ جاتی ہے کہ شاید وہ صحیح طرح سن نہیں سکتے۔ تو ساؤنڈ سسٹم ٹھیک ہونا چاہیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، ایسا لگتا ہے کہ شاید ہر آدمی اونچا سنتا ہے حالانکہ اسمبلی کا ساؤنڈ سسٹم قابل مرمت یا قابل اصلاح ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ہم لوگ انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ ایک تو آج اس بات پر رولنگ دی جائے کہ فاضل وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری تیار ہو کر آئیں۔ اسمبلی میں ہمیشہ وقت ضائع نہ کیا جائے اور ہر بات کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے اس سے محکمے کی کون سی توہین ہو جاتی ہے۔ اگر ایک آدمی تعینات تھا وہ بدلا گیا ہے یا نہیں بدلا گیا اور اس بارے میں کوئی ممبر سوال کرتا ہے کرپشن کا معاملہ ہے غبن کا معاملہ ہے یا کوئی اور معاملہ ہے۔ ہر روز انا کی بات کہ فلاں نے جواب نہیں دیا فلاں نے نہیں کیا۔ آج یہ رولنگ دی جائے کہ ہر آدمی تیاری کر کے آئے۔ اور سوال کرنے والا بھی تیاری سے بولے اور تیاری سے بات کرے۔ ساری دنیا سن رہی ہے اور مذاق ہو رہا ہے۔ میرے عزیز، میرے بھائی اور میرے دوست میری اس بات کو برا محسوس نہ کریں۔ میں ذاتی لحاظ سے بات نہیں کر رہا۔ میں عام طور پر بات کر رہا ہوں جو روزانہ ہوتی ہے۔ کل کئی محکموں کے بارے میں اسی طرح ہوا تھا۔ اگر رات کو یہ سوالات پڑھ لیے جائیں یا ان کو ایک نظر دیکھ لیا جائے تو دقت نہ ہو۔ ان کا تو یہ محکمہ بھی نہیں ہے وقتی طور پر انھیں محکمہ ملا ہے۔ صبح کو یہ آسمانی صحیفہ دے دیا جاتا ہے اور وہ پڑھ دیا جاتا ہے۔ کوئی سوال ادھر ہو جاتا ہے کوئی ادھر ہو جاتا ہے۔ یہ دو اپوزیشن

والے ہیں صرف ہیں ہوتے دیتے۔ یہ دو یا تین ہیں۔ یہ تو اللہ کے فضل سے یقینی اعتبار سے بھی ناک آؤٹ ہو سکتے ہیں۔ تیاری کے لحاظ سے بھی ناک آؤٹ ہو سکتے ہیں۔ یہ کون سے لندن ریٹرن ہیں۔ لہٰذا جناب والا! میری عرض ہے کہ ان سے مؤدبانہ گزارش کی جائے کہ یہ مہربانی کریں اور تیاری کرکے آئیں۔ اسے مذاق نہ سمجھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین ، خاموشی اختیار کی جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی دو آرا نہیں۔ آئندہ منسٹر صاحبان کو اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو مکمل تیاری کے ساتھ ایوان میں آنا چاہیے۔ وقفہ سوالات ایک انتہائی اہمیت کا حامل وقت ہوتا ہے۔ اور عوام الناس ہماری کارکردگی کو ' ہماری achievements کو ' ہماری کوتاہیوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بالکل کوئی دو آرا نہیں اور اس میں کوئی لچک والی بات نہیں۔ جو منسٹر صاحبان ہیں وہ تیاری کے ساتھ ہاؤس میں تشریف لائیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اگر اس پر جواب دینا چاہتے ہیں تو وہ بھی اپنی پوری تیاری کر کے ایوان میں آئیں اور ان کے پاس latest information ہونی چاہییں۔ جب کوئی چیز ایوان میں پیش کی جائے تو وہ بالکل authentic ہو۔ یہ اراکین کا استحقاق ہے۔ بہت شکریہ اس کے ساتھ ہی وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت ، جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ مجھے ایک منٹ میں اس کا جواب دینے دیں۔ جناب والا! مجھے اپنے بھائی کے ریمارکس پر سخت اعتراض ہے۔ میں یہاں پر آبپاشی کے جوابات دیتا ہوں۔ اور جو بھی محکمہ مجھے تفویض ہوتا ہے۔ میں اس کے بھی یہاں پر جوابات دیتا ہوں۔ میں پوری طرح تیار ہو کر آتا ہوں۔ جناب والا! میں نے چیلنج کیا تھا رانا صاحب سے وہ ناراض ہوگئے ہیں۔ جناب والا! میرے پاس یہ لسٹ ہے۔ میں نے یہاں تک کہا تھا کہ شاید ان کو کوئی اور لسٹ مل گئی ہے یا اس میں کوئی غلطی ہو گئی ہے' آپ جناب والا! اس کے منصف رہیں آج بھی میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان کی بھی لسٹ لے لیں اور میری بھی فہرست لے لیں اور کسی دوست سے بھی فہرست لے لیں۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہوئی تو میں ہاؤس کے اندر آکر اس کی بات کروں گا۔ میں اس طرح کوئی انا کا مسئلہ بنانے والا بندہ نہیں ہوں۔ میں پوری طرح تیار ہو کر آتا ہوں۔ جیسے انھوں نے فرمایا کہ کوئی slip of pen بھی ہوسکتی ہے کوئی error بھی ہوسکتی ہے۔ اس کو اس طرح نہ لیا جائے کہ ہم تیار ہو کر نہیں آتے۔

جناب چیئرمین، گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی آپ کی ذات کا مسئلہ نہیں۔ جو فہرست رانا صاحب کو اور باقی ممبران کو مہیا کی گئی ہے وہ ڈیپارٹمنٹ نے اسمبلی کو دی ہے۔ اس میں اگر کسی جگہ پر

کوئی شخص ذمہ دار ہے تو وہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اور اس ڈیپارٹمنٹ سے آپ کو پوچھنا چاہیے۔ اور اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے۔ بقیہ جوابات ایوان کے میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گندے پانی سے سبزیوں کو دھونے سے منع کرنے کے اقدامات

*1434۔ سید مسعود عالم شاہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں کے گرد و نواح میں سبزیوں کے کھیت میں گٹر کا پانی (گندا پانی) دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سبزی پکنے کے بعد اسی گندے پانی سے سبزیوں کو دھویا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو کیا یہ Hygienically صحیح ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب کے بعض بڑے شہروں کے گردونواح میں نہری پانی کی کمی کی وجہ سے گٹر کا پانی بھی نہری پانی کے ساتھ سبزیوں کو دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سبزی پکنے کے بعد اس گندے پانی سے سبزیوں کو دھویا جاتا ہے۔ البتہ بعض شہروں میں سے گزرنے والی نہروں اور راجباہوں میں جن میں بعض دفعہ شہروں کا کوڑا کرکٹ اور گندہ پانی بھی شامل ہو جاتا ہے اور ان (نہروں اور راجباہوں) کے پانی سے ہی سبزیاں دھو لی جاتی ہیں جو کہ صحت کے لیے مضر نہیں۔

(ج) محکمہ زراعت سبزیوں کی کاشت اور پیداوار بڑھانے کے لیے شہروں کے نزدیک اور دور دیہات میں رہنے والے زمیندار حضرات سے سفارش کرتا رہتا ہے۔ پیشتر ازیں چونکہ ذرائع آمدورفت اور بار برداری کے لیے مطلوبہ سہولتیں اور سڑکیں مہیا نہ تھیں لہذا صرف شہروں کے نزدیک رہنے والے کاشت کار ہی سبزیاں کاشت کرتے تھے۔ اب چونکہ ذرائع آمدورفت میں بہتری ہوئی ہے اور فارم سے منڈی تک پکی سڑکوں کا جال بچھ چکا ہے۔ لہذا دور دراز دیہات میں رہنے والے کاشتکار بھی سبزیاں کاشت کر رہے ہیں جو کہ ہر طرح سے صحت کے لیے مفید ہیں۔ نیز حکومت پنجاب نے آلودگی کی روک تھام کے لیے الگ محکمہ تحفظ ماحولیات قائم کر رکھا ہے اور اس سلسلے میں متعلقہ محکمہ نے کچھ کام / منصوبے شروع

بھی کیے ہیں وقت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت ان میں مزید توسیع/ اضافہ بھی ہو گا۔

حلقہ 108 سیالکوٹ میں محکمہ زراعت کے دفاتر و مارکیٹ کمیٹیوں کی تفصیلات

*1635۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ حلقہ پی۔پی 108 میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں اور ان میں کتنا سٹاف کس کس جگہ کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ADB کے تحت بارانی علاقوں میں زرعی ترقیاتی کام شامل کیے گئے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ بارانی علاقہ ہے لیکن اس کی کسی تحصیل کو بھی اس منصوبہ میں شامل نہ کیا ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ کا سالانہ بجٹ کیا ہے۔ سال 1993ء سے 1997ء تک مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ کی آمدن، اخراجات اور نام منصوبہ جات کی مکمل تفصیل مہیا کی جائے نیز اس سال مارکیٹ کمیٹی زمینداروں کے لیے کیا نیا پیکج دے رہی ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) ضلع سیالکوٹ حلقہ پی۔پی 108 میں محکمہ زراعت پنجاب کے صرف شعبہ توسیع کے 15 دفاتر کام کر رہے ہیں۔ ان دفاتر کی شعبہ وار تفصیل مع سٹاف اور جگہ تعیناتی لف ہے۔

(ب) محکمہ زراعت پنجاب سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ کے سالانہ بجٹ سال 1993ء تا 1997ء کی تفصیل درج ذیل ہے:

	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء
ابتدائی بقایا	25544.02	22351.82	12696.57	2506.82
آمدن	350566.45	337755.25	362963.25	545758.50
خرچ	353758.65	347410 50	363153.00	521719.25
بقایا	22351.82	12696.57	12506.82	36645.07

سال 1993ء تا 1997ء کے دوران مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی میں کام کرتی رہی اور فنڈز منجمد ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیاتی منصوبہ شروع نہ کیا جا سکا۔

مارکیٹ کمیٹی ڈسکہ نے سال 1998-99ء کے بجٹ میں زمینداروں کو مناسب سہولت بہم پہنچانے کے لیے خطیر رقم مختص کی ہے۔ علاوہ ازیں غلہ منڈی کی شکستہ سڑکوں کی مرمت اور صفائی کا مناسب انتظام رکھنے کے لیے رقم مختص کی ہے اور گندم کے خریداری مرکز پر

ریسیلاروں کو دیئے جانے کے لیے کام کیا جا رہا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، حلقہ پی۔پی108 میں محکمہ زراعت پنجاب کے دفاتر مع سٹاف اور جگہ تعیناتی کی تفصیل

شعبہ توسیع

نمبر شمار	نام دفتر	تعداد	جگہ تعیناتی
1۔	زراعت آفیسر	3	ڈسکہ، جاکے چیمہ، ستراہ
2۔	فیلڈ اسسٹنٹ	12	سرانوالی، ستراہ، وڈالا سندھواں، جھارانوالہ، پیرو کے بڈھا گورائیہ، مالو ماھیا، کاواں لٹ، سلوکے، بوگرے، مچھر، شیخواں
3۔	بیلدار (ہر دفتر میں ایک)	15	

پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ کو فنڈز کی فراہمی کی تفصیل

*1732۔ ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1991ء سے قائم پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ کو رواں سال کے لیے کس قدر فنڈز فراہم کیے گئے تھے اور سال کے اختتام تک کتنی رقوم خرچ کی جا چکی ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) تنخواہ، مشینری، عمارات اور دیگر انتظامی اخراجات کے لیے کتنی رقوم صرف ہو چکی ہیں اور کس قدر ریسرچ پر کام ہو چکا ہے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) حکومت پنجاب نے پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ کو دو طرح کی مدات میں رواں مالی سال (1997-98) کے لیے رقوم فراہم کی ہیں۔ فراہم کردہ رقوم کی تفصیل اور اخراجات درج ذیل ہیں۔ اخراجات کی تفصیل 20 جون 1998ء تک دی گئی ہے۔

1۔ گرانٹ -18 (NON-DEVELOPMENT)

رقم ملین روپے میں

تفصیل	(Allocated) مختص کردہ رقم	(Release) جاری کردہ رقم	خرچ کردہ رقم
1۔ تنخواہ و الاؤنسز	3.453	3.453	3.441

2۔ غیر اخراجات (Contingencies)	0.822	0.500	0.484
میزان	4.275	3.953	3.925

2۔ ترقیاتی (Development) فنڈ کی مد میں بورڈ کے لیے تعمیر وطن پروگرام کے تحت 47.90 ملین روپے مختص کیے گئے۔ جس میں خرچ کردہ رقوم اور بقایا جات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ خرچ کردہ رقم کی تفصیل 20 جون 1998ء تک ہے۔

اکاؤنٹ کی مد	مد کی تفصیل	مختص کردہ رقم	خرچ کردہ رقم	بقایا رقم
36-Development (ریونیو)	1۔ تنخواہ و الاؤنسز	6.97	6.87	0.10
	2۔ انتظامی اخراجات (Operating cost)	1.13	1.01	0.12
	3۔ زرعی تحقیق	11.83	10.24	1.59
	میزان	19.93	18.12	1.81
38-Agriculture (Capital)	1۔ گاڑیوں کی خرید (18۔ عدد)	8.10	8.10	–
	2۔ مشینری، آلات و فرنیچر	0.30	–	0.30*
	3۔ کسٹم ڈیوٹی و دیگر ٹیکس	18.57	1.76	16.81**
	میزان	26.97	9.86	17.11
42-Agriculture	بلڈنگ کی تعمیر	1 00	–	1.00***
	کل میزان	47 90	27 98	19.92

*۔ فرنیچر کی خریداری کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔ جلد ہی وصول کر لیا جائے گا۔

**۔ مشینری و آلات کی خریداری کے لیے پیکج نمبر JCE-II/97 بنایا گیا اور منظوری کے لیے عالمی بنک کو بھیجا گیا۔ بنک نے یہ پیکج جس کی مالیت 29 ملین روپے تھی کو اس وجہ سے منظور نہ کیا کہ حتمی تاریخ سے پہلے سامان کی وصول یابی مشکل ہے۔ چونکہ اس مد میں رقم خرچ نہیں ہو رہی اس لیے یہ رقم حکومت کو واپس (Surrender) کی جا رہی ہے۔

***۔ بورڈ کے لیے جوہر ٹاؤن میں دفاتر قائم کرنے کے لیے عمارت تعمیر کرنا تھی لیکن قطعہ زمین پر عدم قبضہ (possession) کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا۔ اس لیے اس مد میں بچی ہوئی رقم بھی واپس (Surrender) کی جا رہی ہے۔

(ب) تنخواہ، مشینری، عمارات اور دیگر انتظامی اخراجات کے لیے جتنی رقوم خرچ ہو چکی ہیں۔ ان

ی میں بر (اف) میں دی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ نے 49 تحقیقاتی پراجیکٹوں کو منظور کیا اور رقم فراہم کی' ان کی تفصیل درج ذیل جدول میں ہے۔

محکمہ /ادارہ	پراجیکٹ کی تعداد	منظور کردہ رقم
1۔ زراعت	27	52.14
2۔ امور حیوانات	4	3.07
3۔ ماہی پروری	1	2.41
4۔ آبپاشی	2	3.11
5۔ زرعی یونیورسٹی	15	11.94
	49	72.67

چونکہ تحقیقاتی پراجیکٹوں پر کام ابھی جاری ہے اس لیے ان کے نتائج اور مکمل کردہ کام کی نوعیت اخذ کرنا قبل از وقت ہو گا۔ تاہم بورڈ کی انتظامیہ کی طرف سے تشکیل دی گئی ٹیمیں ان پراجیکٹوں کے کام کی باقاعدہ نگرانی اور جانچ پڑتال کر رہی ہیں اور یہ ٹیمیں ادارہ کے سربراہ کو رپورٹیں بھیج رہی ہیں۔ جیسے ہی انفرادی طور پر یہ پراجیکٹ مکمل ہوں گے ان کی تفصیل کے ساتھ جانچ پڑتال ہو گی اخذ شدہ نتائج سے مکمل استفادہ کیا جائے گا۔ اور زمیندار حضرات کے فائدے کے لیے ان کی تشہیر بھی کی جائے گی۔

یہ بتانا بھی ضروری ہوگا کہ پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ نے ARP-II Project کے تحت 29 تکنیکی رپورٹیں تیار کی ہیں جو کہ آئندہ کے لیے تحقیقی کام میں معاون ثابت ہوں گی۔ ان رپورٹوں میں زرعی مسائل پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور قابل عمل مفید تجاویز دی گئی ہیں۔ ان رپورٹوں میں صوبے کی سطح پر تیار کردہ زرعی Master Plan بھی شامل ہے۔ یہ ماسٹر پلان حکومت پنجاب نے حال ہی میں منظور کیا ہے۔ اس پلان کی جزوات پر اب عمل ہو رہا ہے۔ تکنیکی رپورٹوں کی لسٹ لف ہے۔

APPENDIX

OPCV/NESPAK CONSULTANCY REPORT TITLES OF ARP-II, PUNJAB

No.	REPORT TITLE	MONTH	YEAR
1.	Inception Report	June,	1993
2.	Work Plan 1993-94	July,	1993
3.	Horticulture: Post-Harvest	July,	1993
4.	Horticulture: Vegetable Cropping I	July,	1993
5.	Horticulture: Citrus Management	July,	1993

6.	Livestock: Interim Report	August,	1993
7.	Horticulture: Citrus Decline	November,	1993
8.	Research Extension-Farmer Linkages	November,	1993
9.	Research Priorities: (1) Evaluation of Methodologies	November,	1993
10.	Monitoring and Evaluation (1) Survey Results	November,	1993
11.	(2) Issues and Examples	November,	1993
12.	(3) Interim Report	November,	1993
13.	Livestock Final Report	December,	1993
14.	Planning and Program Budgetting	January,	1994
15.	Annual Progress Report	April,	1994
16.	Prioritising Agricultural Research - A Methodology Final Report	May,	1994
17.	Communicating Agricultural Research	May,	1994
18.	Diagnostic Surveys	July,	1994
19.	Monitoring and Evaluation (4) Final Report	November,	1994
20.	(5) A Scientist's Manual Case Study Examples	December,	1995
21.	Horticulture: Citrus Pathology	April,	1995
22.	Horticulture: Citrus Nomathology	April,	1995
23.	Horticulture: Citrus Plant Nutrition	April,	1995
24.	Horticulture Vegetable Cropping II	April,	1995
25.	Institutional Review	April,	1995
26.	Integrated Post Management	April,	1995
	_Cotton		
	_Rice		
	_Sugarcane		
	_Pesticide Residues		
	_Grain Storage		
27.	Scientific Report Writing	April,	1995
28.	Desktop Guide To Scientific Report Writing	April,	1995
29.	Provincial Research Master Plan (PRMP)	April,	1996

OPCV/NESPAK JOINT VENTURE CONSULTANTS B-I PUNJAB RESEARCH MASTER PLAN.

کاٹن ریسرچ اسٹیشن کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے اقدامات

*1737۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کاٹن ریسرچ اسٹیشن، ساہیوال کب قائم ہوا۔

(ب) اب تک اس اسٹیشن نے کتنی قسم کی کپاس کے بیج دریافت کیے۔ ان کے نام کیا کیا ہیں۔

(ج) اس وقت اس ادارہ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور ان پر سالانہ اخراجات کی تفصیل کیا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ادارہ نے اپنے قیام سے آج تک کوئی خاص قسم کی کپاس کا بیج فراہم نہیں کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس ادارہ کی ساکھ متاثر ہوئی ہے۔ کیا حکومت اس ادارہ کی کارکردگی بہتر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)،

(الف) 1972ء میں علاقہ میں کپاس کی فصل کی اہمیت کے پیش نظر پاکستان سنٹرل کاٹن کمیٹی نے اپنا ایک ذیلی ادارہ کاٹن ریسرچ اسٹیشن ساہیوال کے نام سے قائم کیا۔

(ب) 1984ء میں ادارہ ہذا نے پنجاب سیڈ کونسل کی منظوری کے بعد کپاس کی ایک نئی قسم SLH-41 ساہیوال، اوکاڑہ، پاکپتن اور ملحقہ علاقوں میں عام کاشت کے لیے جاری کی۔
1993-94ء میں جب کپاس کے علاقے وائرس کی لپیٹ میں تھے اور کپاس کی پیداوار بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔ کاٹن ریسرچ اسٹیشن ساہیوال کے عملے نے اپنی ان تھک کاوشوں سے کپاس کی ایک اور نئی قسم SLS-1 دریافت کی۔ جو وائرس کے خلاف بہت زیادہ قوت مدافعت رکھتی ہے۔ یہ قسم حکومت پنجاب نے 1995ء میں عام کاشت کے لیے منظور کی۔

(ج) ملازمین کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور سالانہ اخراجات کی تفصیل بر "الف" منسلک ہے۔

(د) یہ کہنا درست نہ ہے۔ جیسا کہ پیرا (ب) میں بتایا جا چکا ہے کہ اس ادارے نے کپاس کی دو بہترین اقسام SLH-41 اور SLS-1 جاری کی ہیں۔ SLH-41 تھوڑے خرچہ پر بہت اچھی پیداوار دیتی رہی ہے۔ اس کو زمینداروں نے بہت پسند کیا ہے۔ اس کے ریشے کی خصوصیات بھی بہت اچھی ہیں۔ جہاں تک SLH-1 کا تعلق ہے۔ تو یہ اس وقت ادارہ کی کاشوں سے منظور ہوئی جس وقت کاٹن لیف کرل وائرس نے سارے پنجاب میں کپاس کے علاقے کو لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ SLS-1 وائرس کے خلاف کافی زیادہ قوت مدافعت اور

قوت برداشت رکھنے کی وجہ سے سارے پنجاب میں مقبول ہو کر پھیل چکی ہے اور کاشت کار حضرات نے بہت پسند کیا۔ اب بھی جبکہ وائرس کے خلاف مکمل قوت مدافعت رکھنے والی اقسام منظور ہو چکی ہیں۔ اس وقت بھی اس کی پیداوار کسی بھی قسم سے کم نہیں ہے۔ اور اس کے بیج کی سارے پنجاب میں مانگ ہے۔

اس کے علاوہ ادارہ ہذا نے بہت سی اقسام تیار کیں ہیں۔ جن کی پیداواری صلاحیت اور ریشے کی خصوصیات بھی بہت اچھی ہیں۔ جن میں SLH-223,SLH-222, SLH171 اور SLH233 قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے تجربات میں بہت اچھی پیداوار دی ہے اور وائرس کے خلاف کافی زیادہ قوت مدافعت رکھتی ہیں۔ ان کے ریشے کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

کن(G.O.T) فیصد = 37.7% ـ 39.6%

ریشہ کی لمبائی = 27.6mm ـ 29.3 mm

ریشہ کی نفاست = 4.3 ـ 4.2 Ug/inch

ریشہ کی طاقت = 90.0 ـ 95.3 (ہزار پونڈ فی مربع انچ)

ٹینڈے کا وزن = 3.5 ـ 4.0 (گرام فی ٹینڈہ)

مزید براں کاٹن ریسرچ اسٹیشن ساہیوال کے پاس بہت سی اقسام موجود ہیں۔ جو وائرس کے خلاف مکمل قوت مدافعت رکھتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

SLH-241,SLH-240,SLH239,SLH238,SLH-237 اور SLH 242 ان اقسام کو تجربات میں ٹسٹ کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ دو سال میں ادارہ ہذا کپاس کی ایک ایسی قسم جو بہت اچھی پیداواری صلاحیت رکھتی ہو۔ ریشے کی خصوصیات بھی اچھی ہوں اور وائرس کے خلاف مکمل قوت مدافعت رکھتی ہو مہیا کر سکے گا۔ علاوہ ازیں ادارہ ہذا نے علاقے کے زمینداروں تک کپاس کی پیداواری ٹیکنالوجی پہنچانے اور محکمہ زراعت کی سفارشات کے مطابق زرعی عوامل کو بروئے کار لانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

حکومت بہرحال اس ادارے کی کارکردگی بہتر رکھنے کے لیے ہر سال ایک اچھا ریسرچ پروگرام سب ماہرین کی مشاورت سے منظور کرتی ہے اور اس پر عمل ہوتا ہے۔ حکومت کی یہ کوششیں انشاء اللہ جاری رہیں گی۔

کسٹ برائے سٹاف کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ساہیوال (پاکستان سنٹرل کاٹن کمیٹی کراچی)

وفاقی وزارت خوارک و زراعت

نمبر شمار	نام	عہدہ	سکیل نمبر	کیفیت
1۔	چودھری عبدالکریم	کاٹن بائنسٹ	18	
2۔	چودھری محمد سعید	S.S.O	18	
3۔	چودھری محمد یونس	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	1 اکتوبر 1997 کو فیصل آباد سے ساہیوال تبدیل ہوئے
4۔	چودھری رستم علی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
5۔	چودھری ارشاد علی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	
6۔	رضوان اللہ شاہ	S.O	17	
7۔	محمد ارشد	R.A(Tech)	16	
8۔	محمد یوسف	سٹینو گرافر	16	
9۔	محمد صدیق	سینئر کلرک	7	
10۔	شوکت علی	جونیئر کلرک	5	
11۔	مختار احمد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	
12۔	سید خاوت علی شاہ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	
13۔	مقصود احمد	ڈرائیور	7	
14۔	سرفراز حسین	جونیئر کلرک	5	1 اکتوبر 1997ء کو فیصل آباد سے ساہیوال تبدیل ہوئے۔
15۔	خالد جاوید ناز	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
16۔	شبیر حسین	فیلڈ اسسٹنٹ	13	۔ایضاً۔
17۔	محمد یوسف گل	۔ایضاً۔	12	۔ایضاً۔
18۔	حاجی محمد بوٹا	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
19۔	محمد اسلم	پلانٹ ابزرور	10	۔ایضاً۔
20۔	محمد جمیل	۔ایضاً۔	5	۔ایضاً۔
21۔	عبدالستار	فیلڈ اسسٹنٹ	10	
22۔	لیاقت علی	۔ایضاً۔	10	
23۔	محمد اسحاق	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	

25۔	محمد انور	فیلڈ اسسٹنٹ	5	
26۔	سلیم اللہ گوہر	پلانٹ ابزرور	5	
27۔	شوکت علی	فیلڈ مین	3	1 اکتوبر 1997ء کو فیصل آباد سے ساہیوال تبدیل ہوئے
28۔	محمد منیر	۔ایضاً۔	3	۔ایضاً۔
29۔	ظفر اقبال	۔ایضاً۔	1	۔ایضاً۔
30۔	محمد ابراہیم	بیلدار	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
31۔	محمد سلیمان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
32۔	محمد ارشد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
33۔	عنایت علی	۔ایضاً۔	3	
34۔	محمد اعظم	۔ایضاً۔	3	
35۔	محمد سرور	۔ایضاً۔	1	
36۔	محمد انور	۔ایضاً۔	1	
37۔	محمد حبیب	ایضاً۔	1	
38۔	ذاکر حسین	چوکیدار	1	
39۔	شبیر حسین	نائب قاصد	2	
40۔	لیاقت علی	نائب قاصد	1	
41۔	محمد سرور	۔ایضاً۔	1	
42۔	نذیر احمد	۔ایضاً۔	3	1 اکتوبر 1997ء کو فیصل آباد سے ساہیوال تبدیل ہوئے۔

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے تعینات کیا جانے والا عملہ

43۔	سہیل رشید	A.R.O	17
44۔	محمد اسماعیل	پلانٹ ابزرور	8
45۔	رفیق احمد	جونیئر کلرک	6
46۔	ظہیر احمد بابر	فیلڈ مین	1

تفصیل اخراجات برائے سال 97-1996ء

وفاقی ملازمین کی تنخواہ اور الاؤنسز	RS,1888946.00
صوبائی ملازمین کی تنخواہ اور الاؤنسز	RS,228890.00

صوبائی حکومت سے مہیا کی گی (Contingency) Rs. 2, 97,132.94

محکمہ زراعت ضلع خانیوال میں بغیر میرٹ کے بھرتی شدہ ملازمین کی تفصیل

*1739۔ڈاکٹر سید غاور علی شاہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1993ء سے لے کر آج تک محکمہ زراعت ضلع خانیوال میں بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتا جات کیا کیا ہیں۔

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ نیز میرٹ بنانے والے افسران، میرٹ پالیسی اور جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ جات کیا کیا ہیں اور ان کے بھرتی کیے جانے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) جن افراد کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام اور قواعد میں نرمی کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) سال 1993ء سے لے کر آج تک محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات میں ضلع خانیوال میں 89 افراد بھرتی کیے گئے۔ ان تمام ملازمین کے شعبہ وار نام عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت کے ذیلی اداروں کے سربراہان سے موصول کردہ اطلاعات کے مطابق کسی بھی شخص/ ملازم کو میرٹ پالیسی کے خلاف بھرتی نہیں کیا گیا اور تمام بھرتیاں مروجہ قابلیتی معیار کے مطابق ہوئیں۔ مجالس انتخاب (Selection Committees) پر مشتمل افسران / میرٹ پالیسی کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) کسی بھی ملازم کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

سیکرٹری، مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کے خلاف انکوائری

*1743۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا درجہ بندی کے لحاظ سے کس گریڈ میں فائل کرتی ہے اور اس کی گزشتہ تین سالوں کے دوران آمدن و اخراجات کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 1-10-96 سے مارکیٹ فیس دگنی کر دی تھی۔ جنوری 1996ء سے مئی 1998ء تک آمدن کا ماہانہ تقابلی جائزہ پیش کیا جائے اور اس عرصہ کے دوران ایڈمنسٹریٹر و سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی سرگودھا میں کون کون کتنا عرصہ تعینات رہے اور ان

کے دور تعیناتی میں مارکیٹ کمیٹی کی آمدن میں کتنا فرق واضح ہوا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی کی تعیناتی کے دوران، مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کی آمدن میں کمی واقع ہوئی ہے اور محکمہ نے مذکورہ سیکرٹری کے خلاف انکوائری کی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو انکوائری کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی سرگودھا درجہ بندی کے لحاظ سے گریڈ(اے) میں کام کرتی ہے اور اس کی گزشتہ تین سالوں کے دوران آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گزشتہ تین سال کی آمدن رپورٹ جنوری 1995ء تا دسمبر 1997ء

	لائسنس فیس	مارکیٹ فیس	کرایہ	سیکورٹی	دکانات	متفرق	میزان
سال1995ء	162945	1717798	451396	4010		120622	2458766
سال1996ء	158270	2590450	367954	8020		13409262	16535952
سال1997ء	290508	3329640	396185	18000		4347386	8383716

گزشتہ تین سال کی خرچ رپورٹ جنوری 1995ء تا دسمبر 1997ء

	تنخواہ جات	پنشن فنڈ	کنٹینجنسی	سیکورٹی	دکانات	ورکس	میزان
سال 1995ء	2093340	0	268854	0		127702	2491891
سال1996ء	2289674	565824	2550633	2000		1103798	6513925
سال 1997ء	2579388	629610	1607003	0		4157656	8975654

(ب) یہ درست ہے کہ مورخہ 1-10-96 سے مارکیٹ فیس دوگنی کر دی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اشیاء	پرانی شرح فیس	موجودہ شرح فیس
I۔ اجناس، سبزی، پھل، کپاس	0.50 روپے فی کوئنٹل (100)	1.00 روپے فی کوئنٹل (100) کلو
تیل دار اجناس و گوشت	کلو گرام	گرام
II۔ چارہ جات و گنا	0.25۔ایضاً۔	0.50۔ایضاً۔

2۔ جنوری 1996ء تا مئی 1998ء تک آمدن کا ماہانہ تقابلی جائزہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

3۔ جنوری 1996ء تا مئی 1998ء تک تعینات ایڈمنسٹریٹرز و سیکرٹریز مارکیٹ کمیٹی سرگودھا کی تفصیل بمعہ آمدن جنوری 1996ء تا مئی 1998ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ موجودہ سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی سید محمد اشفاق حسین کے خلاف محکمہ نے

آمدن کے حوالہ سے انکوائری کی تھی۔ انکوائری آفیسر (محمد افضل خان' ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت شعبہ (معاشیات و تجارت) پنجاب لاہور) نے اپنی انکوائری رپورٹ میں لکھا ہے کہ آمدن میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے مزید برآں مارکیٹ کمیٹی کی آمدن کا موازنہ پورے سال کی بنیاد پر کیا جائے کیونکہ ماہانہ آمدنی میں کمی بیشی جایا جات وصول ہونے/ نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انکوائری رپورٹ بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع میانوالی میں نئے بلڈوزر فراہم کرنے کے لیے اقدامات

*1791۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ زراعت ضلع میانوالی کے زیر استعمال کتنے بلڈوزر ہیں۔ ان میں کتنے بلڈوزر چالو حالت اور کتنے خراب حالت میں ہیں۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک یہ بلڈوزر کتنے گھنٹوں کے لیے کس کس زمیندار کو فراہم کیے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی میں زیادہ تر رقبہ ٹیلوں اور ریتلے ٹیلوں پر مشتمل ہے اور اس لحاظ سے اس علاقہ کے زمیندار کو فراہم کردہ بلڈوزر کی تعداد بہت کم ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ضلع میں نئے بلڈوزر فراہم کر کے اس علاقہ کی غیر آباد زمین کو آباد کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ زراعت شعبہ زرعی انجینئرنگ ضلع میانوالی کے زیر استعمال کل 11 عدد بلڈوزر ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ کمالسٹو	D-50-A/17	(ماڈل 1990)	3 عدد
2۔ کمالٹو	D50-A/17	(ماڈل 1993)	3 عدد
3۔ کاٹرپلر	D4H	(ماڈل 1987)	5 عدد
		کل میزان	11 عدد

کل گیارہ عدد بلڈوزر میں سے چھ عدد بلڈوزر چالو حالت میں ہیں۔ جبکہ پانچ عدد بلڈورز = 2 عدد کمالسٹو D50-A/17 اور 3 عدد کاٹرپلر D4H اپنی لائف پوری کر چکے ہیں۔ جو بلڈوزر اپنی لائف پوری کر چکے ہیں اور خراب حالت میں ہیں ان کی (Re-habilitation) درکار ہے۔

(ب) مورخہ 01-01-96 سے آج تک یہ بلڈوزر جس جس زمین کو جتنے گھنٹوں کے لیے فراہم

کیے گئے ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کل تعداد زمینداران 226 عدد

کل گھنٹے 24164 گھنٹے

(ج) یہ درست ہے کہ میانوالی میں زیادہ تر رقبہ خصوصی طور پر تحصیل پپلاں میں نیز کندیاں، واں بھچراں، شہباز خیل، روکھڑی کے رقبہ جات ٹیلوں اور رتلے ٹیلوں پر مشتمل ہیں۔ محکمہ نے بقدر حصہ بمطابق تمام اضلاع صوبہ پنجاب ضلع میانوالی کو بلڈوزروں کی تعداد مہیا کر رکھی ہے۔ علاقہ کے زمینداروں کو بلڈوزر مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہر حال بلڈوزروں کی تعداد بڑھانی درکار ہے۔

(د) مالی مشکلات کی وجہ سے فی الحال نئے بلڈوزر فراہم کرنے میں دقت پیش آ رہی ہے۔ لہٰذا گورنمنٹ فوری طور پر سکیم بنا رہی ہے کہ فنڈ مہیا کر کے درکار نئے پرزہ جات کا انتظام کیا جائے اور ناکارہ بلڈوزروں کی (Re-habilitation) کر کے چالو حالت کے بلڈوزروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

PAD&SC گورومانگٹ سٹور میں زرعی مشینری کی تفصیل

368۔ سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) PAD&SC کے سٹور گورومانگٹ لاہور میں زرعی مشینری کی تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) زرعی مشینری کتنی لاگت کی موجود ہے اور کتنا عرصہ سے ہے۔

(ج) کیا حکومت اس مشینری کو کاشتکاروں کے استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) مذکورہ مشینری کو اب تک استعمال میں نہ لائے جانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) پی۔اے۔ڈی اینڈ ایس۔سی کے سٹور گورومانگٹ لاہور میں موجود زرعی مشینری کی تفصیلات بطور ضمیمہ "الف" لف ہذا ہے۔

(ب) فرٹیلائزر امپورٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پاکستان نے مبلغ ساڑھے سات کروڑ روپے کی زرعی مشینری پی۔اے۔ڈی اینڈ ایس۔سی کو مارکیٹنگ کے لیے 1984ء تا 1988ء میں دی تھی۔ چونکہ اس میں پی۔اے۔ڈی اینڈ ایس۔سی کے فنڈز شامل نہیں ہیں۔ لہٰذا بعد از فروخت اس کی رقم فرٹیلائزر امپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو بھجوا دی جاتی ہے۔ اب تک بیشتر زرعی مشینری بک

چکی ہے اور صرف تقریباً 16 لاکھ روپے کا سٹاک باقی ہے۔ اس کے علاوہ ٹریکٹروں وغیرہ کے سپیئر پارٹس مالیتی 94 لاکھ روپے بھی سٹاک پر ہیں۔ چونکہ اب کارپوریشن ہذا (Dissolve) ہو چکی ہے۔ اس لیے باقی زرعی مشینری فرٹیلائزر امپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو واپس کی جا رہی ہے۔

(ج) یقیناً حکومت پہلے کی طرح باقی زرعی مشینری بھی کاشتکاروں کے استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں ظاہر ہے کہ مذکورہ مشینری کا بہت بڑا حصہ فروخت ہو چکا ہے اور زمینداروں کے زیر استعمال ہے۔ موجودہ سٹاک جو زیادہ تر سپیئر پارٹس پر مشتمل ہے اسی لیے رکھا گیا ہے کہ زرعی مشینری زیادہ سے زیادہ قابل استعمال رہے۔

ضمیمہ "الف"

پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کے سٹور واقع گورومانگٹ میں پڑی زرعی مشینری کی تفصیل

نمبر شمار	آئٹم	تعداد	نرخ فی عدد روپوں میں	کل روپے
1-	سب سائلر	4	5700	22,800/-
2-	سیلف فیڈنگ رائس تھریشر 610-	3	14850	44,550/-
3-	سیلف فیڈنگ رائس تھریشر 500	2	22800	45,600/-
4-	ٹیڈ ریک	1	23850	23,850/-
5-	سیڈر کومب	3	16300	48,900/-
6-	ٹریکٹر پاور سپیئر ماڈل ایم-360	16	34900	558,400/-
7-	ٹریکٹر پاور سپیئر ماڈل سی ایس ڈی600	11	58800	646,800/-
8-	رائس ٹرانس پلانٹر	4	62000	248,000/-
			کل میزان	1638,900/- روپے

نوٹ: مندرجہ بالا زرعی مشینری کے علاوہ مشوبشی، یانیر اور ایسکی ٹریکٹر کے فالتو پرزہ جات اور دوسرے زرعی آلات جن کی مالیت 94 لاکھ روپے ہے، سٹور میں موجود ہیں تا کہ فروخت شدہ

زرعی مشینری خراب ہونے کی صورت میں اگر متعلقہ زمیندار چاہیں تو یہاں سے حاصل کر سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے اس سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے تسلیم کیا ہے کہ ان کے پاس فہرست اور ہے اور جو ایوان میں جواب داخل کیا گیا یہ اور ہے۔ اور یہ آپس میں tally نہیں کرتے یہ غلط ہے۔ آپ نے بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے اس کا نوٹس لینا چاہیے اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کا جو ذمہ دار شخص ہے اسے سزا ملنی چاہیے۔ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس کے بارے میں کوئی ٹائم فکس کریں کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اس بات کی تحقیق کرے جس آدمی نے، جس ذمہ دار افسر نے جواب غلط داخل کیا ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اسی سے یہ مسئلہ درست ہو سکتا ہے ورنہ پھر اس قسم کے غلط جوابات آتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین، سب سے پہلے تو یہ جو الگ الگ فہرستیں ہیں ان کو دیکھ کر ایک دوسرے کے ساتھ tally کرنا چاہیے اگر وہاں پر کوئی ہے جیسے کہ میں نے ابھی عرض کیا پھر اس پر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نوٹس لے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس میں tally کرنے والی تو بات ہی نہیں ہے۔ یہ بات واضح ہے وزیر موصوف نے تسلیم کیا ہے۔ کہ یہ دونوں فہرستیں آپس میں tally نہیں کرتیں۔ ان کو جواب اور دیے گئے اور مجھے انفرمیشن اور دی گئی۔ اس میں اگر والی تو بات ہی کوئی نہیں۔

جناب چیئرمین، آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر پہلے اس کو دیکھ لیں اگر واقعتاً اس میں آپس میں کوئی مطابقت نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وزیر موصوف کے تسلیم کرنے کے بعد پھر اگر والی بات یہاں پر کہاں سے آ گئی؟

وزیر زراعت، جناب والا! میرے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس نام اور ہے۔ میری فہرست میرے پاس موجود ہے۔ میں آپ کو پڑھوا دیتا ہوں۔ آپ تین چار فہرستیں دیکھ لیں۔ ایک میں کوئی slip of pen ہوگئی ہوگی مگر آپ تین چار اور فہرستیں بھی دیکھ لیں، میری فہرست بھی دیکھ لیں میں نے تو بڑے کھلے دل سے کہا ہے اور میں پورے ایوان کے سامنے اس کی بات کروں گا۔ میں

اپنے بھائی کا دل سے احترام کرتا ہوں یہ ایسا کوئی انا کا مسئلہ نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! ایک سوال کے اوپر 'ایک ضمنی سوال کے اوپر اتنا وقت ضائع کر دینا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق تھا کہ وہ اس پر بحث کریں۔ لیکن یہ بھی ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہوگی کہ ہم نے اتنی محنت کے ساتھ سوالات تیار کیے ہوتے ہیں ایگریکلچر کا محکمہ ہے جس کے اوپر ہم depend کرتے ہیں۔ ایک سوال کے اوپر آج اتنا وقت جو ضائع ہوا ہے آپ دوسرے سوال کے لیے تھوڑا سا وقت بڑھائیں۔ میری درخواست ہوگی کہ یہ بڑے ہی اہم سوالات ہیں اور اس کے لیے ہمارے ایگریکلچر منسٹر صاحب ماشاء اللہ competent ہیں وہ اس کا جواب دیں گے۔ ہم بھی مطمئن ہوں گے۔ اگر یہ pending کر دیں گے یا ان کو ختم کر دیں گے یہ درست نہ ہوگا کیونکہ ہم نے تیاری کی ہوئی ہے ہمارے اندر تشنگی باقی رہے گی۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے تیاری کی ہوئی ہے اور ہاؤس بھی اس کو appreciate کرے گا کہ کم از کم اس وقفہ سوالات کو پندرہ منٹ اور extend کر دیں۔ کیوں کہ ایک ہی سوال پر آدھ گھنٹہ لگا دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں وقفہ سوالات تو اب ختم ہو چکا ہے۔ اب اگلا بزنس لیتے ہیں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ابھی میرے محترم بھائی' بزرگ اعظم چیمہ صاحب نے ہماری ادبی حالت کو یہاں پر take up کیا ہے۔

جناب چیئرمین، وہ چھیڑ خوباں سے چلی جائے۔ آپ اس کی وضاحت میں نہ جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں سمجھتا ہوں کہ ہم چند لوگ بھی تیاری کرکے آتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس طرف بیٹھے اپنے دوستوں کو یہ عرض کروں گا کہ کیئر ٹیکر ایگریکلچر منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ ایگریکلچر کا نہایت اہم محکمہ ہے۔ اور چیف منسٹر صاحب نے اسے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ جیسے کہ میرے محترم بھائی شاہد بٹ صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بہت ہی اہم محکمہ ہے اور چیف ایگزیکٹو کے پاس ہے۔ ابھی کل آپ نے سنا کہ میرے ایک محترم نے چیف منسٹر صاحب کو ****بنا کر پیش کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ جناب مائیں اپنے بچوں کو سلانے کے لیے' ڈرانے کے لیے ہاؤس لیڈر کا نام لیتی ہیں۔ جناب والا! یہ سمجھ نہیں آ رہی ایک طرف سے تعریفیں ہو رہی ہیں ادھر سے **** بنایا جا رہا ہے۔ میں شاہد بٹ

***(بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا)

صاحب کی بات اس کو endorse کرتا ہوں کہ یہاں پر بجائے کیئر ٹیکر ایگریکلچر منسٹر کے ایک ہول ٹائم ایگریکلچر منسٹر بنا دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب چیئرمین، جی ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ قائد حزب اختلاف نے جو الفاظ غیر پارلیمانی کہے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ جو الفاظ قائد حزب اختلاف نے قائد ایوان سے منسوب کیے ہیں ****** وہ کارروائی سے حذف فرمائے جائیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں اپنے بھائی کی بات کو endorse کرتا ہوں کہ جو بات خواجہ ریاض محمود صاحب نے کی تھی وہ ان کے اچھے ایڈمنسٹریٹر ہونے کے ناتے سے کی تھی۔ کہ وہ بڑے مضبوط ایڈمنسٹریٹر ہیں۔ ان سے بیوروکریٹس سے لے کر تمام لوگ گھبراتے ہیں ان کا کہنے کا مطلب یہ تھا لیکن اب قائد حزب اختلاف نے جن الفاظ میں بات کی ہے وہ مناسب نہیں۔ لہٰذا وہ کارروائی سے حذف فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین، میں وہ نامناسب الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ ہم نے کون سا غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ ڈکشنری منگوائیں اور اس میں لفظ **** دیکھیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو ڈراتی ہیں اور **** جو ہے یہ غیر پارلیمانی کس حساب سے بنا ہے؟ آپ انگلش کی ڈکشنری منگوائیں۔ وہ خود کہہ رہے ہیں کہ مائیں اپنے بچوں کو ڈرانے کے لیے ان کا نام لیتی ہیں یہ میں نے تو نہیں کہا۔ اور **** کیا ہے؟ **** کی فلمیں بنی ہیں' **** کی وڈیو کیسٹس ہیں اور **** آپ بچوں کو دکھاتے ہیں اس میں کون سا ایسا غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب چیئرمین، انھوں نے تو in good faith ایک بات کی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ **** ایسا غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ **** کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جی وہ لفظ حذف کر دیا گیا۔

***(بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا)

جناب سعید احمد خان ۔ یں، وہ ہاؤس کے محترم لیڈر ہیں میں ان کے خلاف ایسے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہی نہیں کرسکتا۔ لیکن **** کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہیں یہ صرف ڈرانے کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین، ملک صاحب! آپ بیٹھ کر بلا اجازت بات کر رہے ہیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

وزیر جنگلات، فشریز، وائلڈ لائف اینڈ ٹورزم (ملک سلیم اقبال)، اچھے بچے اپنے ماں باپ سے ڈرتے ہیں اور ماں باپ کوئی **** نہیں ہوتے۔ یہ بالکل غلط لفظ استعمال کر رہے ہیں اس کو حذف ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، جی ٹھیک ہے یہ لفظ حذف فرمایا جائے۔ جی، بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں عرض کروں گا کہ آپ خود بھی ایگریکلچر سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اگر یہ آپ کے بس میں نہیں ہے کوئی قانونی مجبوریاں ہیں کہ ٹائم نہیں بڑھا سکتے تو پھر میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کو زراعت اور اس ملک کے ساتھ محبت ہے تو آپ ان سوالات کو پینڈنگ کرلیں کیوں کہ ان کے جواب دینے بہت ضروری ہیں۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! جہاں تک اس محبت کا تعلق ہے جو بھی محب وطن شخص ہے وہ اس بات کو جانتا ہے کہ آج زراعت اس ملک کی سب سے بنیادی ضرورت اور اہمیت کی حامل ہے لیکن جہاں تک اسمبلی بزنس کا تعلق ہے ہمیں اور بھی بہت سے معاملات جو ہاؤس کی کارروائی سے متعلق ہیں، وہ لینے ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ اب یہ معاملہ اوور ہو چکا ہے۔ میں آگے کی کارروائی کے لیے گزارش کر چکا ہوں آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرا سوال چوتھے یا پانچویں نمبر پر ٹیک اپ ہوا تھا اور اس کا غلط جواب داخل ہونے کی وجہ سے سارا معاملہ الجھا رہا اور وقت ختم ہو گیا۔ اس سے آگے زراعت کے 14/15 ایسے سوالات ہیں جو انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، جن کے جواب دینے میں محکمے نے بھی بڑی محنت کی ہے اور ممبران نے بھی کی ہے۔ جناب! آپ اس کو پینڈنگ فرما دیں۔ یہ تو نہیں کہ صرف 4 سوالوں کا جواب آئے اور اگر محکمے کے غلط جواب دینے پہ اس پہ بحث ہوتی رہی اور وقت ختم ہو گیا تو باقی سوال ایوان میں نہ آئیں۔ یہ کی ہوئی ساری محنت ضائع چلی جائے، یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور جن احباب کے آگے سوالات ہیں اور وہ بہت اہم ہیں ان کو ضرور آنا چاہیے تھا لیکن چونکہ آپ کی بحث بھی خاصی اہم بحث تھی یہ

***(بحکم جناب چیئرمین حذف کر دیا گیا)

کوئی میر اہم باتیں کہی ہیں اور اس کے حوالے سے بہت سی جملہ کوتاہیاں بھی سامنے آئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سامنے آنا بھی بہت ضروری تھا اور ایوان نے اس میں بہت contribute کیا ہے۔ بقیہ سوالات ہاؤس کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ اب براہ کرم ہمیں آگے چلنے دیا جائے۔

استحقاق

جناب چیئرمین، اب تحریک استحقاق سردار احمد خان عاکوکا صاحب کی ہے۔ وزیر قانون صاحب! یہ تحریک پیش ہو گئی تھی؟

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ معزز رکن نے خود اپنی استدعا پہ اس تحریک کو پینڈنگ کرایا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ اس کو بے شک لمبے عرصے کے لیے پینڈ کر دیں۔ اس دوران وہ اس معاملے کو sort out کر لیں گے۔ متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ان کی بات ہوئی تھی۔ میرے ساتھ بات نہیں ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین، اگلی تحریک استحقاق مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 29 پینڈنگ رکھی گئی تھی۔

سردار احمد خان عاکوکا، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار احمد خان عاکوکا، ابھی میری تحریک استحقاق کے متعلق بات شروع ہوئی تھی وہ ختم بھی ہو گئی مجھے پتا ہی نہیں لگا۔

جناب چیئرمین، وہ فرما رہے ہیں کہ آپ کی گزارش پر یہ پینڈ کر دی گئی تھی۔ آپ اس پر کچھ اور کہنا چاہیں گے؟

سردار احمد خان عاکوکا، وہ پینڈنگ کی گئی تھی اس کے بعد وہ کل بھی put up ہوئی تھی' آج بھی put up ہوئی تھی۔ میرے ساتھ تو کسی وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کی کوئی بات نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین، آپ کی تحریک ہاؤس میں پیش ہو چکی ہے۔ آپ کی درخواست پر وہ پینڈ ہوئی ہے۔

سردار احمد خان عاکوکا، جناب! میں نے تو کوئی درخواست نہیں کی۔

جناب چیئرمین، جب انھوں نے یہ فرمایا تو اس وقت آپ خاموش رہے۔

سردار احمد خان عاکوکا، نہیں جناب! ابھی تو صرف میرا نام پکارا گیا ہے تو اس کے بعد مجھے پتا نہیں لگا کہ کیا ہوا۔

جناب چیئرمین، میں نے وزیر قانون صاحب کو کہا کہ وہ اس پہ کیا کہنا چاہتے ہیں تو انھوں نے ایک جواب دیا۔ آپ نے اس کے اوپر کوئی ریمارکس نہیں دیے۔ اب آپ فرمائیں۔ مولانا تشریف رکھیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سردار احمد خان عاکوکا، میں نے تو یہ پوچھنا ہے اس کا ہوا کیا ہے؟

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر' جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، یہ خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن یہ تحریک پیش ہوئی تھی اس دن متعلقہ محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب دیا تھا اور معزز رکن نے اس وقت یہ فرمایا تھا کہ اس کو بے شک لمبے عرصے کے لیے پینڈ کر دیں بلکہ ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے اور میں یقینی طور پر درست کہہ رہا ہوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ اس کو بے شک ایک مہینے تک پینڈ کر دیں۔ اسی دوران آپس میں بات کر لیتے ہیں۔ کیوں کہ میں نے جواب نہیں دیا تھا' متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دیا تھا اب چونکہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں اس لیے میں یہ استدعا کروں گا کہ میں اس کو ذاتی طور پر ٹیک اپ کرتا ہوں اور اس معاملے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کو کل ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی' سردار صاحب!

سردار احمد خان عاکوکا، یہ بالکل درست ہے کہ میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ کچھ افسروں نے میرے ساتھ رابطہ کیا ہے اور اس کو بے شک اگلے سیشن تک ملتوی کر دیں کیوں کہ جوابات بھی درست نہیں آئے تھے اور.....

جناب چیئرمین، تو ٹھیک ہے اس کو پھر پینڈنگ کرتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب چیئرمین! یہ تحریک پڑھنے سے پہلے عرض ہے کہ میری کل کی تحریک پینڈنگ رکھی گئی تھی اور سپیکر صاحب نے کہا تھا.....

جناب چیئرمین، آپ کی کل والی تحریک استحقاق dispose of ہو چکی ہے۔ آج تحریک استحقاق نمبر 30 ہے جو آپ نے پیش کرنی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سپیکر صاحب نے وزیر صاحب کو میرے پاس بھیجا تھا کہ وہ میری تسلی

کرائیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ میں اسمبلی فورم میں یہ وعدہ کروں گا کہ میں وہاں دورہ بھی جلدی کروں گا' آپ کا اعتراض دور کروں گا اور ان سیٹوں کو پورا کروں گا۔ میری تحریک یہ تھی کہ وہ جواب غلط ہے۔ اب غلط جواب پر اگر وہ معذرت کرتے ہیں اور اس کمی کو دور کرتے ہیں پھر تو ٹھیک ہے اور اگر وہ غلط جواب دے کر اس کی معذرت بھی نہ کریں اور ہمارا استحقاق مجروح کریں تو پھر میرا تو یہ مطالبہ ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب چیئرمین، مولانا! وہ تحریک کل dispose of ہو چکی ہے۔ آج آپ کی تحریک استحقاق نمبر 30 ہے آپ وہ پیش فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وزیر صاحب میرے ساتھ وعدہ کر کے گئے ہیں وہ اس وعدے کے مطابق یہاں اپنا اعلان کریں۔

جناب چیئرمین، اس وقت آپ سے یہ گزارش کی جا رہی ہے کہ آپ اپنی اگلی تحریک استحقاق پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پہلی تحریک کو پھر پینڈنگ رکھیں گے؟

جناب چیئرمین، وہ پہلے dispose of ہو چکی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وزیر صاحب موجود ہیں ان سے ابھی پوچھ لیں وہ کیا کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، مولانا! اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق یہ تحریک استحقاق' جو کل پیش ہوئی تھی یہ dispose of ہو چکی ہے۔ اب آپ اگلی تحریک استحقاق پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وزیر صاحب نے میرے ساتھ کل یہاں یہ وعدہ کیا کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین، میں وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کے بعد آپ سے مل لیں گے اور آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وزیر صاحب سے کہیں کہ اپنا وعدہ پورا کریں۔ اگر وہ ابھی اپنا وعدہ پورا نہیں کر رہے تو کل کو انھوں نے کیا کرنا ہے۔ یہاں بیٹھ کر میرے ساتھ وعدہ کر گئے ہیں اور اب بیٹھے صرف ہنس رہے ہیں۔

وزیرصحت، جناب چیئرمین! آپ کو کافی مشکل درپیش آ رہی ہے تو میں نے سوچا کہ میں بات کروں لیکن ابھی بھی میرے پاس کوئی گارنٹی نہیں کہ میں جو گزارش کروں گا وہ ان تک پہنچے گی کیوں کہ ان کو سننے کا مسئلہ ہے۔ جس کی وجہ سے کل بھی میری بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی۔

میں نے ان کی تحریک پر ان سے گزارش کی اور ان کی بات سے agree کیا کہ ابھی وہاں ڈاکٹر موجود نہیں اور ہم کنٹرکٹ پہ ڈاکٹرز رکھ رہے ہیں اور میں نے ان سے یہ بھی گزارش کی کہ میں اجلاس کے بعد انشاء اللہ چنیوٹ کا دورہ کروں گا اور وہاں بیٹھ کر ان کے سارے جائز مسئلے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ کل یہ میری بات ان سے ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین، بس وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ آپ on the floor of the House ایک دفعہ پھر ان کو یقین دہانی کرا دیں۔ میرا خیال ہے وہ یقین دہانی ہو چکی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، وزیر صاحب کسی تاریخ کا تعین کر سکتے ہیں وہ کب تک دورہ فرمائیں گے؟

جناب چیئرمین، وہ فرما رہے ہیں کہ اس اجلاس کے بعد دورہ کریں گے۔

وزیر صحت، جناب! میں ان کو دورے سے متعلق پیشگی بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ کو وہ قبل از وقت بتا دیں گے۔ جی، اگلی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 390 کے غلط جواب کی فراہمی

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرا سوال نمبر 390 یہ تھا کہ گورنمنٹ ہائی سکول ربوہ کی سیٹ سینئر ہیڈ ماسٹر گریڈ نمبر 18 کی ہے جس پر گریڈ نمبر 17 کا ہیڈ ماسٹر تعینات ہے۔ جب کہ ایجوکیشن پالیسی کے مطابق گریڈ نمبر 17 کے آفیسر گریڈ نمبر 18 کی اسامی پر تعینات نہیں کیا جا سکتا جس کا جواب محکمے کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ مورخہ 98-9-4 کو موضع رشیدہ کے گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ملک محمد صدیق کو، جو گریڈ نمبر 18 کے ہیں ربوہ گورنمنٹ ہائی سکول میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ یہ جواب محکمہ نے دانستہ طور پر غلط دیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق 98-9-23 تک حسب سابق دونوں ہیڈ ماسٹر صاحبان اپنے سکولوں میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور ابھی تک ایجوکیشن پالیسی کے مطابق ملک محمد صدیق کو موضع رشیدہ سے ربوہ میں تبدیل نہیں کیا گیا۔ محکمہ نے یہ غلط جواب دے کر نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! کیا آپ اس پر مختصر بیان دیں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، -- کل کی اطلاع پر ابھی تک عمل نہیں ہوا۔ آج کا مجھے پتا نہیں ہے۔

ابھی میں ڈی پی آئی صاحب کے آفس میں گیا تو وہ کہہ رہے تھے کہ آج فون کیا ہے کہ فوراً عمل کر کے ہمیں بتائیں۔ اب 25 دن اوپر ہو گئے ہیں۔ 4 تاریخ کو جواب دیا ہے اور میرے سوال کو ساڑھے تین ماہ ہو چکے ہیں۔ ساڑھے تین ماہ کے بعد جواب آیا کہ 4 تاریخ کو عمل کر دیا گیا ہے۔ ہیڈماسٹر موضع رشیدہ کے گریڈ 18 ربوہ چلا گیا۔ کل کے دن تک تو نہیں گیا اور عمل نہیں ہوا۔ یہ جواب دانستہ طور پر غلط ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو آپ منظور فرماتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ یہ ہر روز کا معمول بن گیا ہے کہ ہر محکمہ غلط جواب دیتا ہے اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ آپ سے پہلے ڈپٹی سپیکر صاحب نے بڑی سختی سے کہا تھا کہ جو آفیسر غلط جواب دیتا ہے' اس کو سیٹ پر نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے رانا ثناء اللہ صاحب نے تھوڑا سا اضافہ کیا تھا کہ اس وزیر کو بھی سیٹ پر نہیں ہونا چاہیے۔ بہرحال اب یہ مسئلہ ایوان کا ہے۔ آپ اس پر جو بھی فیصلہ دیں۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ روز روز آئے دن کا یہ مسئلہ کہ ایوان میں محکمے غلط جواب دیتے ہیں اور پریشان کرتے ہیں۔ اس کا سدباب ہو سکے۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے کل یہ تحریک استحقاق ملی تھی۔ ابھی تک محکمے کی طرف سے اس کا جواب مجھے میری تسلی کے مطابق موصول نہ ہوا ہے۔ اس لیے میری استدعا ہوگی کہ اسے کل تک pend فرما دیں۔ میں اس کا کل جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین، اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لیے اسے کل تک pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 31 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر 1189 کے غلط جواب کی فراہمی

حاجی مقصود احمد بٹ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 18-9-98 کو وقفہ سوالات میں میرا سوال نمبر 1189 جو کہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے متعلق تھا۔ جس کا جواب متعلقہ محکمے نے درست نہ دیا ہے۔ جب کہ میری مروجہ سکیم بجٹ 95-1994ء میں صفحہ نمبر 22 کے سیریل نمبر 158 سکیم نمبر 54 منظور کی جا چکی ہے۔ جس پر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ متعلقہ سکیم کو کبھی بھی کسی بجٹ میں شامل نہ کیا گیا ہے۔ اس جواب سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے جیسا کہ بتایا ہے کہ میں نے سوال کیا تھا اور جو جواب مجھے ملا تھا۔ وہ بالکل غلط تھا۔ میں نے بعد میں پھر اس کی تحقیقات کیں تو جواب درست نہ تھا۔ اس لیے میرا یہ حق بنتا تھا کہ میں اس کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کروں۔ لہٰذا آپ مہربانی کریں اور اسے کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس پر مکمل چھان بین کی جا سکے۔

جناب چیئرمین، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے دیہی ترقی و مقامی حکومت (ملک غلام محمد سواگ)، جناب والا! جواب موصول نہیں ہوا۔ اسے کل تک pending کر دیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اسے کل تک pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 32 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ لہٰذا اس کو بھی کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ میاں عبدالستار (پی پی 234) کی تحریک التوائے کار نمبر 38ہے۔ یہ پیش ہو گئی تھی۔ آج اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! کل محرک نے خود اپنی استدعا پر pend فرمائی تھی اور ان کا استدلال تھا کہ وزیر لوکل گورنمنٹ خود اس کا جواب دیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو pend فرما دیں۔

جناب چیئرمین، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ وزیر صحت صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر صحت، جناب والا! کل جب یہ تحریک پیش ہوئی تو اس وقت ہمیں یہ اسمبلی کے اندر تقسیم بھی نہیں ہوئی تھی۔ اگر یہ کل تک pend کر دی جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ نمبر 39 کا انھوں نے فرمایا تھا کہ آج تقسیم ہوئی ہے اور اس کا جواب نہیں دے سکتے اور 40نمبر بھی کل تقسیم ہوئی تھی۔ اس کا جواب تو انھوں نے کل دے دیا تھا۔ اس میں کوئی ایسی تکنیکی بات نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ common sense اور general knowledge کی بات ہے۔ اگر وہ اس کو take up کر لیں تو اچھی بات ہے۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ آپ کو ایک لکھی ہوئی تقریر آ جائے اور پھر آپ اسے پڑھیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس میں ایسی

کوئی بات نہیں۔ یہ common sense استعمال کرلیں گے تو اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اگر common sense نہیں ہے تو پھر بے شک اس کو pending کرلیں۔

وزیرصحت، یہ آج کل کمال مہربانی فرما رہے ہیں۔ ایسی روایات ڈال رہے ہیں جو کبھی بھی اس اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے حوالے سے نہ تھیں' نہ ایسی language تھی اور نہ کبھی قائد حزب اختلاف نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیے۔ لیکن ماشاء اللہ یہ روایات ڈال رہے ہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ انھیں ایک eye wash چاہیے یا ویسے ہی superficial سا جواب چاہیے تو وہ کسی وقت بھی دیا جا سکتا ہے' درحقیقت اس میں کوئی تکنیک involved نہیں۔ مگر پھر بھی صحیح طریقہ یہ تھا کہ محکمے کی input اس میں ہونی چاہیے۔ محکمے کی input آج آئے گی۔ میں اس سے avoid نہیں کر رہا یا اس سے بھاگ نہیں رہا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ان شاء اللہ کل میں اس تحریک کا جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ کی اجازت سے پھر اس طرح کرتے ہیں کہ یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھنا چاہتے ہیں تو ان کو موقع دے دیں۔ لیکن میں تو صرف اتنا کہنا چاہتا تھا کہ آیوڈین کی کمی کی وجہ سے بچے معذور ہو رہے ہیں۔ حکومت تو معذور ہو چکی ہے ان بچوں کو تو معذوری سے بچایا جائے۔

جناب چیئرمین، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 41 سیدمسعود عالم شاہ صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر قانون، یہ منسٹر لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہے۔ اس وقت وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میرے پاس اس کا جواب موجود نہیں۔ مجھے موصول نہیں ہوا۔ اس کو pend فرما لیں۔ منسٹر صاحب خود اس کا جواب دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ کار ہے کہ روزانہ منسٹر صاحبان غائب ہو جاتے ہیں اور تمام بوجھ لاء منسٹر صاحب کے سر پر ہوتا ہے اور مجبوراً ان کو کہنا پڑتا ہے کہ فلاں منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے؟ جناب سپیکر! کیا اس ہاؤس کی کارروائی سے کوئی اور کارروائی زیادہ اہم ہے؟ جناب سپیکر! اس بات کا آپ ضرور نوٹس لیں۔ جہاں سوالات کے جوابات غلط آ رہے ہیں اور منسٹر

صاحبان کی ہاؤس کی کارروائی کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے' روزانہ اس لیے pending کی جاتی ہیں کہ منسٹر صاحبان تشریف نہیں لاتے۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحبان کو یہاں لانے کے لیے انھوں نے ایک موٹر سائیکل پر دو دو سپاہی دے دیے ہیں۔ وہ ان کو یہاں لے آتے ہیں۔ اگر وہ ان سے بھی پیچھا چھڑا کرکہیں اور بھاگ جاتے ہیں تو اس کا ہمارے پاس تو کوئی اور علاج نہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کے پاس ہی علاج ہے کہ اس کا نوٹس لیں اور انھیں دو سپاہیوں کی custody میں یہاں لایا جائے اور اس ہاؤس میں بٹھایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی' تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں اپنے معزز بھائی کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں کہ وزراء کو ایوان کی کارروائی کو ترجیح دینی چاہیے اور ایوان میں موجود ہونا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی وزیر صاحب اپنی مصروفیت کی وجہ سے یا کسی ذاتی مجبوری کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یہاں پر حاضر نہیں ہوتے تو یہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں ان کی جگہ پر جواب دوں۔ لیکن میں نے استدعا یہ کی تھی کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اگر اس کی تاریخ ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ 28 ستمبر کو یہ circulate ہوئی ہے۔ اب ظاہری بات ہے کہ کل شام کو یہ circulate ہوئی ہوگی۔ کل شام کا اجلاس تھا اور آج صبح اجلاس ہے۔ اس لیے اس کا ابھی جواب آئے گا۔ اگر کل متعلقہ وزیر نہ بھی موجود ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی' شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! انھوں نے یہ بات تسلیم کی ہے۔ انھوں نے یہ نہیں فرمایا۔ انھوں نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے۔ میرا جواب کو pending کرنے پر اعتراض نہیں۔ میرا وزیر کے نہ آنے پر اعتراض ہے۔ میں نے اس بات پر اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ کل جو تحریک التوائے کار circulate ہوئی ہے' آج اس کا جواب آئے گا اور کل پھر اسے پڑھا جائے گا۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ یہ میرے متعلقہ نہیں ہے' اس کے فلاں وزیر ہیں۔ تو وزیر کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر اس کے متعلق کوئی تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق آئے تو وہ جواب دے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ منسٹر صاحب تشریف نہیں لائے۔ میں نے تو وہ کہا کہ آپ کوئی طریقہ کار اپنائیں اور کوئی نوٹس لیں تاکہ وزیر صاحبان یہاں تشریف لائیں۔ میں نے یہ کہا ہے۔ ان کے pending کرنے کے جواب پر میرا کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، اب الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب چیئرمین! میری دو تحاریک التوائے کار ہیں۔ ایک مسجد شہداء پر شیلنگ اور سپاہ صحابہ کے پرامن جلوس پر لاٹھی چارج کے بارے میں ہے۔ اس پر وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ امن عامہ کی بحث میں لے آئیں۔ اب شاید کل اجلاس ختم ہو جائے اور امن عامہ کی بحث کا وقت آئے بھی یا نہ آئے؟ اس لیے میری استدعا ہے کہ اسے چاہے آپ out of turn لیں۔ یہ میری ایک تحریک ہے اس کو آپ ضرور لیں۔ دوسری کل میں نے یہاں عیسائیوں کے ایک اشتہار کے بارے میں بات کی تھی کہ وہ جو میلہ لگا رہے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد کر رہے ہیں' ان کو روکا جائے۔ اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ آپ تحریک التواء لے آئیں۔ وہ میں نے آج تحریک التواء بھی جمع کرا دی ہے۔ میری یہ دونوں تحریکیں بڑی اہم ہیں۔ اس لیے آپ سے استدعا ہے کہ مجھے ان کو پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب چیئرمین، یہ جو آپ کی دوسری تحریک التوائے کار ہے یہ وقت آنے پر ہاؤس کی کارروائی میں انشاء اللہ include کر لی جائے گی۔ آپ کی پہلی تحریک التواء یقیناً امن عامہ کی بحث میں آئے گی۔ سپیکر صاحب اس پر لکھ چکے ہیں اور یہ dispose of ہو چکی ہے۔ اب الحاج ذوالفقار علی چشتی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 42 ہے۔

اوکاڑہ میں جامع مسجد کے ساتھ غلیظ ترین تالاب کی موجودگی

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موضع خیر پور داخلی نہال مہار ضلع اوکاڑہ میں جامع مسجد مکی کے ساتھ ایک غلیظ ترین تالاب بن چکا ہے جس میں مچھر اور دیگر کیڑے مکوڑے پیدا ہو چکے ہیں۔ جس سے علاقہ میں ملیریا اور دیگر موذی امراض پھوٹ گئی ہیں اور بدبو آنے لگی ہے۔ یہ سب علاقے کی سیوریج نالیاں جو لوکل گورنمنٹ نے بنائی تھیں صفائی نہ ہونے کے سبب خراب پڑی ہیں اور تمام نالیاں مٹی سے بھر کر گلیوں کے برابر ہو چکی ہیں۔ اب علاقے میں نکاسیٔ آب کا کوئی مناسب انتظام نہ ہے جس کی بناء پر غلیظ تالاب بن گیا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ متذکرہ معاملہ فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی' شارٹ سٹیٹمنٹ۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ آبادی ایک زمیندار کے

رقبے میں غریب لوگوں نے پانچ مرلے اور دس مرلے خرید کر بنائی تھی۔ اس کے ارد گرد زمینداروں کے رقبے ہیں۔ اب پانی کے نکاس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ وہ غریب جو پانچ مرلے اور دس مرلے زمین کے مالکان ہیں ان میں سکت نہیں کہ وہ وہاں پر پانی کے نکاس کا کوئی انتظام کر سکیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ زمین acquire کر کے اگر ان کو دے تو وہ بستی جو پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کی بچت کے لیے وہاں پر ایک پیٹر انجن یا ڈیزل انجن کوئی لگا دیا جائے تاکہ اس پانی کے نکاس کا انتظام ہو سکے اور زمیندار وہ پانی خرید لیں گے اور وہ غریب لوگ بچ جائیں گے۔ میری یہ تحریک التوا ہے اور میں گزارش کروں گا کہ اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ ابھی مجھے آج ہی اس کی کاپی ملی ہے۔

جناب چیئرمین، تو اس کو پھر کل تک کے لیے pending کر دیں؟

وزیر قانون، جی۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 43 جناب عبدالرحمٰن گجر صاحب کی ہے۔ ----وہ تشریف نہیں لائے۔ اس کو بھی pending تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 44 میاں عبدالستار صاحب (پی پی 234) کی ہے۔

سول ہسپتال رحیم خان میں پارکنگ کا مسئلہ

میاں عبدالستار (پی پی 234)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سول ہسپتال رحیم یار خان کی پارکنگ کے ٹھیکیدار نے بجائے سول ہسپتال کی پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں سے پارکنگ فیس وصول کرتا اس نے حال ہی میں سول ہسپتال کے گیٹ پر زنجیر لگا کر ہر آنے والی گاڑی پر انٹری فیس وصول کرنا شروع کر دی ہے۔ حالانکہ شیخ زید بن سلطان ہسپتال کو بھی یہی راستہ جاتا ہے اور شیخ زید بن سلطان ہسپتال جانے والے افراد اس ٹھیکیدار کو ناجائز انٹری فیس کے ساتھ ساتھ وہاں پر موجود پارکنگ لاٹ میں گاڑی کھڑا کرنے کی الگ فیس دیتے ہیں۔ اس پر وہاں پر آنے والے لوگوں نے کئی دفعہ احتجاج کیا ہے مگر ٹھیکیدار اپنی ہٹ دھرمی سے ابھی تک باز نہیں آیا۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین، جی، شارٹ سٹیٹمنٹ۔

میاں عبدالستار، کوئی بیان نہیں۔ یہ کل ہی circulate ہوئی ہے۔ ابھی اس کا جواب آنے گا۔

جناب چیئرمین، جی، تو پھر اسے.....

وزیرصحت ، جناب چیئرمین! معزز محرک میاں عبدالستار صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ "سول ہسپتال، رحیم یار خان کے پارکنگ کے ٹھیکیدار نے بجائے سول ہسپتال کی پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں سے پارکنگ فیس وصول کرنا اس نے حال ہی میں سول ہسپتال کے گیٹ پر زنجیر لگا کر ہر آنے والی گاڑی پر انٹری فیس وصول کرنا شروع کر دی ہے۔ حالانکہ شیخ زید بن سلطان ہسپتال کو بھی یہی راستہ جاتا ہے اور شیخ زید بن سلطان ہسپتال جانے والے افراد اس ٹھیکیدار کو ناجائز انٹری فیس کے ساتھ ساتھ وہاں پر موجود پارکنگ لاٹ میں گاڑی کھڑا کرنے کی الگ فیس دیتے ہیں"۔ اس ضمن میں، میں نے ابھی ان کی تحریک وصول ہونے کے بعد ایم۔ ایس، سول ہسپتال، رحیم یار خان کو ٹیلیفون کیا ہے۔ بوجہ رخصت ان سے بات نہ ہو سکی۔ تاہم اگر معزز محرک مناسب سمجھیں تو میں ایم۔ ایس، سول ہسپتال، رحیم یار خان کو ضروری ہدایت جاری کرتا ہوں کہ اگر یہ بے قاعدگی وہاں پر موجود ہے تو فوری طور پر اس کا سدباب کیا جائے۔

میاں عبدالستار ، جناب چیئرمین! اس کا جواب ضرور منگوا لیں۔ پھر بعد میں جو حکم کریں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ کیونکہ میرے علم کے مطابق ایم۔ ایس نے بھی بڑی کوشش کی ہے۔ ایم۔ ایس خود اس آدمی سے تنگ ہے۔ پھر اس کا جب جواب آئے گا تو پوزیشن واضح ہو جائے گی۔ جواب آنے تک کل تک اس کو pending کر لیں۔ وہاں سے جواب منگوا لیں۔

وزیرصحت، ٹھیک ہے۔ ایم۔ ایس سے رابطے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ پھر اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔

وزیرصحت، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 45 بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

کچی آبادی کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے میں رکاوٹ

میاں عبدالستار ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق کچی آبادیوں کی زمین محکمہ مال نے محکمہ بلدیات کو

منتقل کرنی تھی اور محکمہ بلدیات نے کچی آبادی میں مقیم لوگوں کو ملکیتی حقوق دینے کے ساتھ ساتھ وہاں پر ترقیاتی کام کروانے تھے مگر یہ زمین ابھی تک محکمہ بلدیات کو منتقل نہ کی گئی ہے اور اب محکمہ مال نے کچھ شہروں میں کچی آبادیوں کو بقایا سرکار میں شامل کر لیا ہے جس سے کچی آبادیوں کے مکینوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس ایوان کی کارروائی روک کر اس اہمیت عامہ کے مسئلہ پر فوراً بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی' کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ؟

وزیر قانون: جناب چیئرمین! اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہو گی۔ یہ مجھے ابھی ملی ہے۔ اس کا جواب ابھی آنا ہے۔ یہ انھوں نے آج ہی دی ہے۔

جناب چیئرمین: تو پھر اس کو pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کی ہے۔ جی بھچر صاحب!

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے تھے)

جناب چیئرمین: فاضل ممبر چونکہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اس کو dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ اب اگلی قرارداد لیتے ہیں۔ اگلی قرارداد چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش فرمائیں۔

بجلی کے نرخوں میں کمی

چودھری محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب والا! یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے ریٹ کم کر کے عوام پر مالی دباؤ کم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی:

"کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے ریٹ کم کر کے عوام پر مالی دباؤ کم کیا جائے"۔

(کسی نے مخالفت نہیں کی)

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ بجلی کے ریٹ کم کر کے عوام پر مالی دباؤ کم کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

اب اجلاس کل ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

بدھ 30۔ ستمبر 1998ء

(چہار شنبہ 8۔ جمادی الثانی 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

سورۃ المائدہ آیت 8 تا 9

اے ایمان والو اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے ۝ جو لوگ ایمان لائے اور کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے ۝

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ خزانہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا سوال ہے۔

دیہاتوں میں سرکاری ملازمین کو سہولیات کی فراہمی

*536۔ **جناب شاہد محمود بٹ:** کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اساتذہ، ڈاکٹر یا دیگر سرکاری ملازمین کو دیہات کی نسبت شہروں میں الاؤنسز وغیرہ کی بہتر مراعات میسر ہوتی ہیں نتیجتاً وہ دیہاتوں میں تقرری پسند نہ کرتے ہیں۔

(ب) کیا حکومت اس فرق کو ختم کرنے کو تیار ہے تاکہ دیہات میں تقرری ہونے پر بھی ملازمین خوش ہو سکیں؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار خان کھوسہ):

(الف) ڈویژنل ہیڈ کوارٹر اور سیالکوٹ شہر میں ملازمین کو کرایہ مکان بنیادی سکیل کا 45% فی صد مع سواری الاؤنس دیا جاتا ہے۔ جبکہ دیگر مقامات بشمول ضلع وتحصیل کرایہ مکان بنیادی سکیل کا 30 فی صد دیا جاتا ہے اور سواری الاؤنس نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اول الذکر مقامات پر مارکیٹ کے لحاظ سے کرایہ مکان کے ریٹ زیادہ ہیں جبکہ دوسری جگہوں پر یہ ریٹ بھی کم ہیں اور ملازمین کی تقرری (مثلاً اساتذہ وغیرہ) بھی ان کے اپنے گھروں کے قریب ہی ہوتی ہے۔ تاہم مرد اور خواتین ڈاکٹروں کو ٹاؤن کمیٹی سے نچلے درجہ کے مقامات پر تعیناتی کی صورت میں 1200 روپے اور 1500 روپے ماہوار علی الترتیب بطور پریکٹس کمپنسیٹری الاؤنس زائد دیے جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ کلی حقیقت نہیں ہے کہ دیہاتوں میں الاؤنسز کی بہتر مراعات میسر نہیں ہیں۔

(ب) حکومت اس فرق کو ختم کرنے کے لیے بہتر مراعات کی تجاویز اکٹھی کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت رورل ایریا اور سٹی

ایریا میں سرکاری ملازمین کے الاؤنسز میں فرق کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ اب دیہات میں اور شہر میں جو الاؤنسز ہیں ان میں پچاس فیصد کا فرق ہے۔ اس کے علاوہ دیہات والوں کو کنوینس الاؤنس بھی نہیں ملتا۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دیہات سے شہروں کی طرف یہ جو شفٹنگ ہوتی ہے، ہمارے اوپر جو دباؤ بڑھ رہا ہے اس کو کم کرنے کے لیے کیا حکومت ان کو مساوی الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، معظم جہاں زیب صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! بڑے اہم سوالات ہو رہے ہیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے متعلق وقفہ سوالات ہے اور ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، گنتی کی جائے۔ اس مرحلہ پر گنتی کی گئی۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، دوبارہ گنتی کی جائے۔ اس مرحلہ پر گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے۔ اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کی گئی)

(کورم ٹوٹنے کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 10 بج کر 55 منٹ پر دوبارہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز قائد حزب اختلاف! اگر کورم پورا ہے تو بزنس شروع کریں؟

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، گنتی کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ قائد حزب اختلاف کو تسلی نہیں ہے۔ گنتی کی گئی۔ کورم پورا ہے۔ سوالات وقفہ شروع کرتے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، چشتی صاحب۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آئے دن کورم کا مسئلہ کیوں پیدا ہو رہا ہے؟ ہمارے 72 اراکین اسمبلی مراعات یافتہ ہیں اگر صرف وہی حاضر ہوں تو کورم میں کمی پیدا نہ ہو۔ ہمارے لیے تو رجسٹر ہے۔ ہم حاضری لگاتے ہیں۔ اور اپنی پارٹی ڈسپلن کے بھی پابند ہیں' جو حکم دیں گے اس کی تعمیل کریں گے۔ یہ جو وزرائے کرام' پارلیمانی سیکرٹری یا چیئرمین صاحبان ہیں ان کے لیے بھی رجسٹر رکھا جائے تاکہ پتا چلے کہ یہ لوگ کس حد تک یہاں پر حاضر رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک وزیر تو ایسے ہیں جن کا میں نام نہیں لینا چاہتا' جب سے وہ وزیر بنے ہیں تب سے ہاؤس میں آنا پسند ہی نہیں فرماتے۔

معزز ایوان، آج وہ آگئے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، چلیں' جی۔ آج کی کوئی بات نہیں۔ وہ زیادہ تر نہیں آتے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے جو اسی کے ساتھ منسلک ہے کہ جو ایجنڈا پہلے پیش کیا گیا تھا یا جو حکم صادر فرمایا گیا تھا وہ 25 ستمبر تک کا تھا۔ اب اس کو 30 ستمبر تک بڑھا دیا گیا ہے۔ ہم نے انکم ٹیکس کے گوشوارے دینے تھے جس کے متعلق وفاقی حکومت کے احکامات تھے کہ 30 تاریخ تک تحصیل دار کے دفتر میں انکم ٹیکس پیش کریں اور انکم ٹیکس آفیسر صاحبان کے پاس بھی پیش کریں۔ میں نے وزیر قانون کی خدمت میں عرض کی تھی کہ وہ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں کہ انکم ٹیکس کرنے کے گوشوارے کی تاریخ بڑھائی جا رہی ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو پھر ہاؤس کو adjourn کر دیں تاکہ ہم اپنی ریٹرن وہاں پر پیش کر سکیں جو کہ ابھی تک ہم پیش نہیں کر سکے۔ دوسرا یہ کہ انتخابات یکم اکتوبر سے 6۔ اکتوبر تک ہیں۔ اس کے لیے بھی پارٹی میٹنگز وغیرہ ہوتی ہیں۔ یہ ہاؤس اگر 30۔ ستمبر تک ختم ہو سکے تو بہتر ہے اور اگر یہ ہاؤس بڑھانا ہے تو کیا انتخابات ہونے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، انتخابات والی بات آپ کی یہاں پر زیر بحث نہیں لائی جا سکتی۔ وہ تو غیر جماعتی بنیادوں پر ہو رہے ہیں۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا ایک پوائنٹ بہت valid ہے کہ کورم پورا کیوں نہیں ہوتا؟ یہ ٹریژری بنچز کی ذمہ داری ہے اور 72 مراعات یافتہ ہستیاں ہیں۔ شاید ان مراعات میں یہ بھی ایک سہولت شامل ہو کہ وہ نہ آئیں۔ اب جو صاحب نہیں آئے اور وہ آ جائیں ان کا اگر آپ نام لے دیتے تو ہم بھی ان کی صورت دیکھنے کی کوشش کرتے اور ان کو سلام پیش

کرتے کہ وہ آ گئے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! یہ تمام ہاؤس کے علم میں ہے اور آپ کے بھی علم میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس سلسلے میں کم علم ہوں۔ آپ اگر تھوڑا سا بتا دیں تو بہتر ہو گا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: نہیں، یہ ممکن نہیں ہو گا۔ وہ خود بھی جانتے ہیں اور ہاؤس بھی جانتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے اس کو اگر آپ پارٹی میٹنگز میں پوائنٹ آؤٹ کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ انکم ٹیکس ریٹرن والی بات بڑی اہم ہے۔ لاہنسٹر صاحب اس پر کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! معزز رکن نے دو تین نکات اٹھائے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز! یہ بات سنیں بڑی اہم ہے جو لاہنسٹر صاحب بتانا چاہ رہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ کوئی 72 کے قریب ایسے اراکین اسمبلی ہیں جو مراعات یافتہ ہیں اور اجلاس میں نہیں آتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی مراعات ملتی ہیں تو اس حوالے سے انسان کی کچھ ذمہ داریاں بھی بن جاتی ہیں اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ ہم ہاؤس میں آئیں۔ آپ بھی ذاتی طور پر اس بات کے شاہد ہیں کہ اجلاس شروع ہونے کے وقت سے لے کر آخر تک میں ذاتی طور پر خود یہاں پر موجود رہتا ہوں۔ میں اپنے دوسرے بھائیوں سے بھی استدعا کروں گا کہ وہ اس کی پابندی کریں اور اسی طرح ہاؤس میں حاضری دیا کریں۔ وزیر بننے سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ انسان ہاؤس سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے حوالے سے ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، جو ہمیں پوری کرنی چاہئیں۔ میں اپنے معزز رکن کے خیال سے اتفاق کرتا ہوں۔ گذشتہ اجلاس میں ہماری پارٹی کے سیکرٹری جنرل سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے تمام ممبران، پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور وزراء صاحبان کو بھی ذاتی طور پر گزارش کی تھی کہ ہاؤس کی حاضری کو ترجیح دی جائے اور میں پھر سردار صاحب اور قائد ایوان کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مزید کوشش کی جائے گی۔ دوسرا انھوں نے فرمایا ہے کہ آج انکم ٹیکس کے گوشوارے جمع کروانے کی آخری تاریخ ہے۔ یہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اس لیے ہم اس کی extension کی بات نہیں کر سکتے لیکن جہاں تک ہاؤس کے adjourn ہونے کا تعلق ہے تو

ہم قائد ایوان کے نوٹس میں یہ بات لاتے ہیں' ممبران کے جذبات سے بھی انھیں آگاہ کرتے ہیں اور ان سے گزارش کرتے ہیں۔ پھر جو بھی فیصلہ ہوگا میں ایوان میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ شکریہ۔

جناب احمد علی اولکھ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' اولکھ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب احمد علی اولکھ، جناب سپیکر! یہاں اکثر و بیشتر کورم کا مسئلہ ہوتا رہتا ہے۔ اس میں ایک confusion ہے کہ اراکین اسمبلی ہاؤس میں نہیں آتے۔ اس میں ایک مسئلہ ہے۔ اس میں دقت یہ ہے کہ مظفر گڑھ' ڈیرہ غازی خان' اٹک' راجن پور' رحیم یار خان قسم کے دور دراز علاقوں سے کافی سارے لوگ اجلاس کے دوران اپنے مسائل لے کر یہاں لاہور پہنچ جاتے ہیں۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ اولکھ صاحب نے کیا فرمایا ہے؟ میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی بات سنیں اور خاموشی اختیار کریں۔

جناب احمد علی اولکھ، میری ایک تجویز تھی اور پتا نہیں وہ feasible ہے یا نہیں کہ ہم شام کو اجلاس طلب کریں۔ اس سے یہ ہوگا کہ اراکین اسمبلی پہلے ٹائم اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل لے کر سیکرٹریٹ جا سکیں گے اور شام کو یہاں اجلاس میں آ سکیں گے اس لیے حاضری کا مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوگا۔ جس طرح قومی اسمبلی میں ہے کہ وہاں شام کو اجلاس ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کی تجویز ہاؤس کے سامنے رکھ دیتے ہیں اگر معزز ہاؤس اس کو پاس کرتا ہے تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ اولکھ صاحب کی تجویز ہے کہ اجلاس شام کو رکھا جائے۔ (شوروغل) یہ میری بات خاموشی سے سنیے۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ یہ وزراء صاحبان ذرا بات سنیں گے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ اگر آپ اسی طرح ہاؤس چلانا چاہتے ہیں تو پھر میں اس کو adjourn کرتا ہوں۔ ایک آپ کورم پورا نہیں کرتے۔ قانون سازی کب سے لٹکی آ رہی ہے اور اگر آپ آ ہی جاتے ہیں تو پھر یہاں پر آپ اپنے مسائل شروع کر دیتے ہیں۔ ہاؤس کی کارروائی کو آپ لفٹ ہی نہیں کراتے۔ اولکھ صاحب کی ایک تجویز ہے کہ اگر معزز ہاؤس اس سے اتفاق کرے تو اجلاس صبح کی بجائے شام کو رکھ لیا جایا کرے تاکہ صبح کے وقت سب اپنے کام کر لیں اور شام کو اجلاس ہو جایا کرے۔ اگر ہاؤس اس تجویز سے اتفاق کرتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض

نہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہاں کچھ گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' سردار صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر پارلیمانی امور راجہ صاحب نے یہاں ایک پیشکش کی ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم یہ مسئلہ پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں پیش کر دیں اور پھر وہاں رائے قائم کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس وقت ہاؤس کی رائے لینا چونکہ یہ مسئلہ انھوں نے فوری طور پر اٹھایا ہے اس پر ممبران کو ذرا موقع دے دیا جائے کہ وہ اپنے پروگراموں کو دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ ہاؤس کی اکثریت جو کہے گی ہم اس کے مطابق شروع کر دیں گے۔ سردار سرفراز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سردار محمد سرفراز خان، جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے کہ 30 تاریخ کو انکم ٹیکس ریٹرن داخل کرنے کا معاملہ وفاقی حکومت کا ہے تو ہمارے اختیار میں تو نہیں ہے لیکن میں آپ کی معرفت ان سے درخواست کروں گا کہ یہ سفارش تو کر سکتے ہیں۔ اگر آج ہاؤس adjourn بھی کر دیا جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو برائے مہربانی ایک ہفتہ' 10 دن' 4 دن تک اس تاریخ کو بڑھا دیں تاکہ جو آدمی دور دراز سے آئے ہوئے ہیں وہ اپنی ریٹرن داخل کرا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! سفارش کر دیں۔ اخباروں میں بھی آ رہا ہے' کوشش کریں شاید ہو ہی جائے۔

وزیر خزانہ، میں چیئر سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بالعموم یہ بات اٹھائی گئی ہے کہ وقفہ سوالات ضائع ہو جاتا ہے اور ہمارے سوالات رہ جاتے ہیں۔ اب یہ پوائنٹ آف آرڈرز اٹھائے جا رہے ہیں میں ان کی اہمیت کم نہیں کر رہا لیکن اگر یہ پوائنٹ آف آرڈرز وقفہ سوالات کے بعد بھی کر لیے جائیں بہتر ہوگا۔ کیوں کہ وقفہ سوالات صرف ایک گھنٹہ ہوتا ہے اور ہر سوال پر چھ چھ' آٹھ' آٹھ ضمنی سوال ہوتے ہیں اور پھر انھی ممبران کی شکایت ہوتی ہے کہ ہمارے سوال رہ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ کی بات بجا ہے۔ آپ اپنے ٹریژری بنچز سے کہیے۔ اب ؟

کسی کو رولز کے تحت پوائنٹ آف آرڈر پر روک نہیں سکتے۔

وزیر خزانہ، آپ نے بجا فیصلہ کیا۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈرز کی اجازت دی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے ساتھی سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ مسئلہ تو پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی اٹھایا جا سکتا تھا بلکہ وہاں اٹھانا زیادہ موزوں تھا لیکن اب چونکہ اس پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دے دی ہے۔ جناب! اب میں درخواست کرتا ہوں کہ سوالات کو لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ اگر اجازت ہو تو اب ہم کارروائی کو آگے لے کر چلیں؛ پہلے سوال کا جواب آنا ہے۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا سوال نمبر 536 ہے۔ وزیر خزانہ اس کا جواب دیں گے۔ بٹ صاحب! آپ نے کوئی ضمنی سوال کیا تھا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جی' جی۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ضمنی سوال میں فاضل رکن نے یہ کہا ہے کہ دیہاتوں سے بڑے شہروں کی آبادی شفٹ ہو رہی ہے اس کو روکنے کے لیے اگر تنخواہوں کے تفاوت کو مٹا دیا جائے تو کیا وہ رک نہیں جائے گی؛ دیہاتوں سے بڑے شہروں کی طرف آبادی کے شفٹ ہونے کے اسباب کچھ اور ہیں۔ تنخواہوں کا تفاوت آبادی کی شفٹنگ کا سبب نہیں ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ یہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور روزگار کا مسئلہ ہے۔ اس حکومت نے پہلی مرتبہ اس پر بڑی سنجیدگی سے سوچا ہے اور چیف سیکرٹری پنجاب کی سرپرستی میں میٹنگ ہوئی ہے اور میٹنگ کا سلسلہ جاری رہے گا اور تجاویز سوچی جا رہی ہیں کہ جو دشوار علاقے ہیں' جنہیں دور افتادہ کہہ لیں' کم ترقی یافتہ کہہ لیں جہاں سرکاری ملازم کو دقت پیش آتی ہے ان کے لیے کیا مراعات دی جائیں؛ تاکہ ان کے لیے بھی attraction ہو کہ وہ وہاں جا کر ملازمت کر سکیں۔ یہ مسئلہ اس وقت بھی اس حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا آبادی کے رجحان کا مطلب عام لوگ نہیں بلکہ ملازمین تھا کیوں کہ جو آدمی شہر میں آتا ہے وہ شہر میں بہت زیادہ سہولتیں حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بچوں کو اچھی تعلیم مل جاتی ہے۔ اس کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی مل جاتی ہے لیکن اگر ہم نے اس کو دیہی علاقے میں کنٹرول کرنا ہے' لوگوں کو وہاں بھیجنا ہے تاکہ وہاں بھی صحت کی سہولتیں ملیں' تعلیم

عام ہو تو ان لوگوں کو بھی اتنے ہی الاؤنسز دیے جائیں جتنے کہ شہر والوں کو دیے جاتے ہیں۔ میں اس کو دہرا دیتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کیا 15 فی صد کے فرق کو ختم کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟ میں نے تو اس کے الاؤنسز کی بات کی کہ کیا حکومت الاؤنسز کے اس فرق کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ ہاں یا نہیں میں اس کا جواب دے دیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں ان کا دوسرا ضمنی سوال تو نہیں سمجھ سکا لیکن فاضل رکن جواب کا مطالعہ فرما لیں مثلاً ڈاکٹرز کی مشکل مقامات پر تعیناتی ہے۔ یعنی ٹاؤن کمیٹی سے بھی نیچے دیہاتوں میں جو ڈاکٹر بھیجے جا رہے ہیں' ان میں مرد ڈاکٹروں کو 12 سو روپیہ اضافی اور خواتین ڈاکٹروں کو 15 سو روپیہ اضافی دیا جاتا ہے تو اسی طرح میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ تمام ملازمتوں کے لیے اس وقت بھی سوچ بچار جاری ہے۔ فاضل رکن ایک چیز خاطر میں نہیں لا رہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ ٹیچرز کا مسئلہ اٹھا رہے ہیں تو ٹیچرز کے لیے یہی کوشش کی جاتی ہے کہ جہاں سکول موجود ہیں وہاں انہی علاقوں کے لوگ بھرتی کیے جاتے ہیں ان کے لیے وہ مسئلہ نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس آپ خود جانتے ہیں کہ بڑے شہروں میں کرائے کا مکان ڈھونڈنا پڑے تو کرایہ آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ بجلی کے بل دفتر سے گھر اور گھر سے دفتر آنے جانے کی تمام مشکلات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں ہے یہاں اربوں روپے کی بات ہوگی۔ یہ لاکھوں یا کروڑوں کی بات نہیں ہے تو حکومت کو ان تمام معاملات کی چھان بین کر کے جو بھی فیصلہ کرنا ہے وہ ایسا ہونا چاہیے کہ جس کا ہم نفاذ بھی کر سکیں۔ صرف زبانی جمع خرچ تک نہ رہ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب 97-8-9 کو موصول ہوا ہے۔ آج 30-9-98 ہے۔ ایک سال گزر گیا ہے۔ حکومت نے اس فرق کو ختم کرنے کے لیے جو بھی مواد اور تجاویز اکٹھی کی ہیں' کیا وہ منسٹر صاحب بتا سکتے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں اس ضد کی وجہ نہیں سمجھ سکا۔ میں نے تو بڑی وضاحت سے یہ کہا ہے اور کچھ جایا بھی ہے کہ ہم نے فرق مٹانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے یہاں ڈاکٹروں کی تنخواہوں کا ذکر کیا ہے۔ چیف سیکرٹری کی میٹنگ کا ذکر اس جواب میں نہیں ہے۔ یہ سوال موصول ہونے اور جواب تیار ہونے کے بعد کی development ہے۔ میں بارہا کہہ رہا ہوں کہ وہ اس وقت بھی زیر غو

ہے۔ یہ جلد بازی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں بہت سے پہلو دیکھنے پڑیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سعید انور صاحب! ضمنی سوال۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! جز (ب) میں ہے کہ حکومت اس فرق کو ختم کرنے کے لیے بہتر مراعات کی تجاویز اکٹھی کر رہی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ یہ جواب 9-8-97 کو آیا تھا' ایک سال گزرنے کے بعد کیا فیصلہ ہوا ہے؟ کیا ابھی تجاویز ہی اکٹھی ہو رہی ہیں یا فیصلہ ہو گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سوال کا جواب تو انھوں نے پہلے ہی دے دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے غور نہیں فرمایا۔ ان کا بھی یہی سوال تھا۔ وہ بتا رہے ہیں کہ کچھ کی مراعات بڑھا دی گئی ہیں۔ باقی چیف سیکرٹری کی میٹنگ حال ہی میں ہوئی ہے۔ اب اس میں وسائل کی روشنی میں فیصلے کیے جا رہے ہیں؟ تاکہ ان کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں اور وہ وہاں پر رہ سکیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ کوشش کسی کو نظر نہیں آتی' عمل نظر آتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی کارکردگی دکھائیں کہ ہم نے ایک سال میں یہ مواد اکٹھا کیا ہے۔ کیا ہم نے اس پر عمل در آمد کیا ہے یا نہیں کیا؟ یہ فرق ختم کرنے کا ارادہ ہم نے کیا ہے تو یہ کب کریں گے؟ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ کوشش کر رہے ہیں۔ کوشش تو ہم 50 سال سے کرتے آ رہے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا کوئی مقررہ وقت بتا دیا جائے کہ ہم اس کے لیے کوشش تو کر رہے ہیں لیکن اس پر عمل درآمد اگلے سال ہو جائے گا یا چھ ماہ بعد ہو جائے گا۔ جناب والا! کوئی commitment ہو جائے تاکہ لوگوں کو ہم بتا سکیں کہ یہ فرق جو دیہاتوں اور شہروں کا ہے' اس کے لیے واقعی کوشش ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا بنا؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مراعات کو برابر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کوشش تو کر رہے ہیں لیکن وہ کوشش کیا ہے' جو عملی طور پر نظر نہ آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ اس پر اندازاً کب تک عمل در آمد ہو جائے گا؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل رکن کے ابتدائی ریمارکس سے مجھے دکھ ہوا ہے۔ انھوں نے فرمایا

ہے کہ جو عمل میں سامنے آتا ہے، ہمیں صرف اس سے تسکین ہوتی ہے، جو کوششیں ہیں اس سے نہیں ہوتی۔ کیا اس حکومت کے عمل ان کے سامنے نہیں آئے۔ کتنی unpopular تبدیلیاں اس حکومت نے اختیار کی ہیں، کیا وہ عمل ان کے سامنے نہیں آئے؟ حکومتی مشینری کے ذریعے یا بلدیاتی اداروں کے ذریعے کرپشن اور جو بدعنوانیاں ہو رہی تھیں، ان کو چیک کیا گیا، کیا وہ ان کے سامنے نہیں آیا؟ جو زمین داروں کو ادویات بیچی جاتی تھیں، وہ بالکل بوگس ہوتی تھیں یا ملاوٹ شدہ ہوتی تھیں، کیا وہ عمل ان کے نوٹس میں نہیں آیا؟ جو گھوسٹ سکول یہاں چل رہے تھے، جو ارب ہا روپے کھا رہے تھے، ان کا چیک اور ان کی شناخت کرنے کا عمل ان کے سامنے نہیں آیا۔ میں کس کس حکومتی عمل کا یہاں ذکر کروں۔ ان کی طرف سے یہ کہنا کہ حکومت کا عمل نہیں ہے۔ البتہ میں بڑی وضاحت سے کہہ چکا ہوں کہ یہ جو مسئلہ انھوں نے یہاں پوچھا ہے، ان کو میں نے مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے، یہ مسئلہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ صرف محکمہ تعلیم کے ساڑھے پانچ لاکھ ملازمین ہیں۔ ساڑھے پانچ لاکھ ملازمین کی ماہوار تنخواہ کا آپ اندازہ فرما لیجیے۔ یہ لاکھوں کروڑوں کا مسئلہ نہیں یہ تو اربوں کا مسئلہ ہوگا۔ میں ان کے کہنے پر یا ان کے سوال اور ضمنی سوال پر کیسے یقین دلا سکتا ہوں کہ یہ اگلے مہینے ہو جائے گا یا چھ مہینے بعد ہو جائے گا۔ یہ بہت نازک مسئلہ ہے۔ 50 سال میں پہلی دفعہ ہماری حکومت اس مسئلہ سے نمٹ رہی ہے۔ اب یہ معارشات پوچھتے ہیں۔ کیا میں قبل از وقت یہاں ایوان میں معارشات کا اظہار کر دوں۔ جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے۔ میں نے آپ کی وساطت سے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ میں ان کو مطمئن کروں۔ یہ میرے ساتھی ہیں اور ان کا سوال پوچھنا حق بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ کیا آپ مطمئن نہیں ہوئے؟

جناب شاہد محمود بٹ، میں بہت مطمئن ہوں۔ ہمارے سینئر منسٹر صاحب جو فرما رہے ہیں اور جس چیز کا وہ ہمیں بتا رہے ہیں، وہ تو ہم نے لوگوں کو خود educate کر کے دکھایا ہے کہ جو کچھ ہمارے وزیر اعلیٰ نے کیا ہے، اس کو تو ہم سراہتے ہیں۔ گھوسٹ سکولوں کا ہم نے عملی طور پر کام کر کے دکھایا ہے۔ اگر ہم نے میڈیسن کا کیا ہے تو عملی طور پر ہم نے کر کے دکھایا ہے۔ میں تو خود اس چیز کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ منسٹر صاحب کو موقع دیں وہ عمل کر کے دکھا دیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ جو چیزیں ہم نے ظاہر کر دی ہیں وہ ٹھیک ہیں۔ اسی لیے میں کہہ رہا تھا کہ ان الاؤنسز کے لیے بھی یہ ہمیں کچھ کر کے دکھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ یہ میٹنگ ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی عمل نظر آ جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عمل بھی دکھایا ہے۔ میں نے ڈاکٹروں کی تنخواہوں کا یہاں ذکر کیا ہے۔ دیہاتوں میں مرد ڈاکٹر کو -/1200 روپے اور خاتون ڈاکٹر کو -/1500روپے اضافی دے رہے ہیں۔ اگر یہ عمل نہیں ہے تو کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! شکریہ۔ جناب سعید احمد خان منیس۔

ڈاؤن سائزنگ

*1044۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ حکومت اپنے اخراجات کم کرنے کے لیے محکموں اور خود مختار اداروں میں ڈاؤن سائزنگ اور ملازمین کی تعداد کم کرنے کی پالیسی وضع کر رہی ہے اگر کر رہی ہے تو کب تک؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

حکومت اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کم کرنے کے بارے میں بہت سنجیدہ ہے۔ اس حکومت نے آتے ہی جناب ارشد خان لودھی وزیر صنعت و معدنی ترقی کی زیر سرکردگی ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں متعدد محکموں میں اسامیاں کم کرنے، اداروں کو ختم کرنے یا ان کو آپس میں مدغم کرنے کا عمل جاری ہے۔

اس وقت بھی حکومت کی ایک اور کمیٹی جو کہ میرے زیر نگرانی ہے (جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ، وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات، مواصلات و تعمیرات) کی سربراہی میں حکومتی اداروں کے حجم میں مزید کمی کرنے پر کام کر رہی ہے۔ اس کی رپورٹ جلد مکمل

ہو جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جس طرح جواب میں لکھا ہے' اسی طرح پڑھا جائے۔

وزیر خزانہ، ان کو میرے نام سے اختلاف ہے تو میں اپنا نام پڑھ دیتا ہوں اور اگر یہ محکموں کی بات کر رہے ہیں تو جب کابینہ میں اضافہ ہوا تو محکموں کی ردوبدل بھی ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جواب میں جو لکھا ہے صرف وہ پڑھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد ہے کہ آپ جواب پڑھ دیں۔

وزیر خزانہ، میں جواب کا آخری حصہ پڑھ دیتا ہوں۔ "اس وقت بھی حکومت کی ایک اورکمیٹی جو کہ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ' وزیر خزانہ' منصوبہ بندی و ترقیات' مواصلات وتعمیرات کی سربراہی میں حکومتی اداروں کے حجم میں مزید کمی کرنے پر کام کر رہی ہے۔ اس کی رپورٹ جلد مکمل ہو جائے گی"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ مطمئن ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی' میں مطمئن ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے بہت ہی محترم ہیں لیکن جواب وزیر خزانہ خود دے رہے ہیں تو جب وزیر خزانہ خود جواب دیں تو اپنے آپ کو جناب نہیں لکھا جاتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکمہ جو کچھ دیتا ہے۔ وہی کچھ وزراء کرام پڑھ دیتے ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ جو میری سرپرستی میں ہے۔ میں نے جناب نہیں پڑھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب' ان کا مقصد ہے کہ وقت زیادہ سے زیادہ لگے۔ آپ تشریف رکھیں اور اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر خزانہ، یہ محکمہ کی طرف سے جواب آتے ہیں۔ جس فاضل رکن کا نام ہوگا تو اس کے ساتھ جناب لکھا ہوگا۔ یہ فاضل رکن کا حق ہے۔ میں بنیادی طور پر اس ہاؤس کا رکن ہوں۔ جب ہم قائد حزب اختلاف کا نام لیتے ہیں تو اسی طرح جناب کر کے لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مختلف محکموں اور اداروں میں کی گئی اب تک کی پیش رفت سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! ویسے تو یہ بالکل ایک علیحدہ سوال بنتا ہے لیکن کیونکہ تھوڑا سا متعلقہ ہے۔ مثلاً پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن (PRTC) میں آٹھ ہزار سات سو کچھ ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے فارغ کر دیا گیا ہے۔ پھر سمال انڈسٹریز میں پی۔ آئی۔ ڈی۔ بی کے جو ملازمین تھے' جہاں وہ پرائیویٹ سیکٹر میں بیچ دی گئی ہیں وہاں وہ ملازمین گورنمنٹ کے پے رول سے ہٹ کر اب پرائیویٹ سیکٹر میں چلے گئے ہیں۔اب بڑی لمبی تفصیل ہو جائے گی اور میری تو خواہش یہ ہے کہ تمام سوالات اس ایک گھنٹے کے اندر نمٹ جائیں۔ آج فہرست چھوٹی ہے۔ لیکن اگر یہ دوسرے محکموں کی تفصیل چاہتے ہیں تو ان کو اس پر دوسرا سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں وہ تفصیل ان کے دفتر میں بھجوا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ " کیا حکومت کا بے روزگاری کو مزید بڑھانے کا مصمم ارادہ ہے؟"

وزیر خزانہ، جی' نہیں۔ ہمارا کوئی ایسا ارادہ نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ بلاجواز سرکاری تنخواہیں وصول کر رہے ہیں ان سے کام لینے کا بھی ارادہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ "پولیس میں جو کانسٹیبل کی بھرتی دو دفعہ ملتوی کی گئی ہے کیا وہ بھی austerity اور down sizing کا حصہ ہے؟"

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ہمیں یہ شکایات موصول ہوئی تھیں کہ بعض اضلاع میں جو شرائط رکھی گئی ہیں ان میں کچھ گڑبڑ کی گئی ہے۔ مثلاً قد وغیرہ یا وہ جو فزیکل ٹیسٹ دیتے ہیں اس میں لوگوں کو کچھ favour کیا گیا ہے اور کچھ کو undue طور پر پاس نہیں کیا گیا۔ تو یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ جب اس قسم کے serious الزامات سامنے آئیں تو وہ اس کی تحقیقات کرے۔ جونہی وہ حقائق سامنے آ جائیں گے تو پھر بھرتی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1128۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

جہاں تک محکمہ خزانہ سول سیکرٹریٹ کا تعلق ہے کوئی بھی ملازم وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کے حکم پر اکتوبر 1997ء تک معطل نہیں کیا گیا۔

محکمہ خزانہ پنجاب کے ماتحت درج ذیل ادارے کام کرتے ہیں:

(1) پروانشل ٹریژری/ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس

(2) لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب
پراونشل ٹریژری/ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس

موجودہ حکومت کے دور میں اس محکمہ کے کسی بھی سرکاری ملازم کو وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کے حکم پر معطل نہیں کیا گیا۔

لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ

فیصل آباد میونسپل کارپوریشن میں بے ضابطگیوں کے سلسلہ میں ایک عدد مراسلہ منجانب سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب موصول ہوا تھا(ضمیمہ "الف") ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے تحت درج ذیل ملازمین کو معطل کیا گیا۔

1۔ چودھری نور محمد سابق ریذیڈنٹ اسسٹنٹ ڈائرکٹر آڈٹ،
میونسپل کارپوریشن فیصل آباد

2۔ ملک اختر نواز سابق ریذیڈنٹ آڈٹ آفیسر،
میونسپل کارپوریشن فیصل آباد

3۔ ملک محمد نسیم سابقہ آڈیٹر،
میونسپل کارپوریشن فیصل آباد۔

ان ملازمین کو بذریعہ چٹھی مورخہ 97-7-9 معطل کیا گیا(ضمیمہ "ب") ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور تاحال انہیں بحال نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت انکوائری مکمل نہ ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں بتایا گیا ہے کہ ان ملازمین کو 97-7-9 کو معطل کیا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تک ای اینڈ ڈی رولز کی کارروائی مکمل کیوں نہیں کی گئی؟ حالانکہ ایک سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے اور انھیں کب تک معطل رکھنے کا ارادہ ہے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جب یہ سوال بھیجا تھا تو کاش کہ اس وقت انھوں نے اپنے سٹاف سے یہ کہہ دیا ہوتا کہ وہ تھوڑی سی معلومات حاصل کر لیتے تاکہ وہ مجھے مزید پیچیدگی میں ڈال دیتے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی معلومات کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے کچھ ملازمین رِٹ پٹیشن میں چلے گئے تھے۔ کچھ تاخیر رٹ پٹیشن کی وجہ سے ہوئی۔ بعدازاں اب یہ ایک کیس نہیں، دو کیس نہیں، دس کیس نہیں، سو کیس نہیں، دو سو اٹھاسی کیس ہیں اور مختلف محکمہ جات نے ان کا ریکارڈ طلب کر لیا تھا جس میں انٹی کرپشن، سی۔ ایم۔ آئی۔ ٹی، ایف۔ آئی۔ اے وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ان تمام محکمہ جات سے ریکارڈ واپس حاصل کرنا جس کی بنیاد پر ای اینڈ ڈی رولز کے تحت ایکشن ہونا ہے، اب وہ تمام ریکارڈ واپس حکومت پنجاب کے محکمہ کو مل چکا ہے اور انشاء اللہ العزیز جتنا جلدی یہ ممکن ہو سکا ہم کریں گے۔ یہ تقریباً 12 کروڑ روپے کی رقم میں 3 کروڑ روپے کے گھپلے

ہیں۔ یہ کوئی لاکھ 2 لاکھ کا گھپلا نہیں۔ ان کے دور حکومت میں تو 3 کروڑ، 10 کروڑ، 20 کروڑ گھپلا کوئی گھپلا نہیں ہوا کرتا تھا۔ ہمیں ان چیزوں کا احساس ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ 97ء کا ہے۔

وزیر خزانہ ، ہم کسی کو غیر مناسب سزا نہیں دینا چاہتے۔ لیکن کسی سے رعایت بھی نہیں کرنی۔ کرپشن کے 288 واقعات ہیں۔ اس میں ہم چاہتے ہیں کہ تسلی بخش کام کر کے پھر ہی ان کو re-instate کریں یا ان کے خلاف جو procedure ہو گا وہ پورا کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس ،جناب سپیکر! اگر ضمیمہ (ب) دیکھیں تو اس میں suspension کا ذکر کیا گیا ہے کہ As desired by the P.M. Secretariat, Islamabad. ۔ اس سے آگے پھر دیا گیا ہے کہ In pursuance of the Prime Minister's directive, the committee headed by Ch. Sher Ali, M.N.A. پھر اس کے بعد میں صرف relevant portion کو ہی پڑھے دیتا ہوں کہ They may be placed under suspension; میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ صوبائی خود مختاری کے خلاف نہیں ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! جس ڈائرکٹو کا وہ ذکر کر رہے ہیں اور جس کمیٹی کا وہ ذکر کر رہے ہیں اس کمیٹی نے متعلقہ محکمے کو اپنی رپورٹ بھیجی ہے۔ کیا محترم قائد حزب اختلاف یہ فرما سکتے ہیں کہ ان کی رپورٹ ہی فیصلہ کن مرحلہ تھا اور اس رپورٹ پر ہی معطل کر دیا گیا اور اس رپورٹ پر ہی کارروائی کر دی گئی؟ یہ قطعاً نہیں ہے۔ پرائم منسٹر آف دی اسلامک ری پبلک آف پاکستان اس صوبے کے چند اہم شہروں میں سے ایک اہم شہر کا دورہ کر رہے ہیں، وہاں کے منتخب نمائندوں نے کارپوریشن کے محکمے کی کرپشن اور mis-demeanour کی شکایات کیں جس پر انھوں نے مقامی منتخب نمائندوں ایم این۔ اے اور ایم۔ پی۔ ایز پر مشتمل ایک un-official کمیٹی تشکیل دے دی کہ آپ اس معاملے کی تحقیق کریں۔ انھوں نے وہ تحقیق کی اور پھر وہ معاملہ صوبائی محکموں کے پاس بھیجا گیا جس کی تصدیق اور تائید اب محکمے کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اب اس کے درمیان کے جو حالات ہیں کہ ان کو رٹ پٹیشن میں چلے جانا اور جن حالات کی وجہ سے تاخیر ہوئی وہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 1255 سردار سعید انور صاحب کا ہے۔ جی سردار سعید انور صاحب۔

فنڈز کی فراہمی

*1255۔ سردار سعید انور۔ کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے لیبارٹری مڈل گرلز سکول کمالیہ کو اپ گریڈ کیا تھا۔

(ب) محکمہ تعلیم نے فنڈز کی منظوری کے لیے جو مراسلہ محکمہ خزانہ کو بھیجا تھا اس پر کیا عمل درآمد ہوا۔ اگر عمل درآمد نہیں ہوا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے مراسلہ نمبر DS(Coord) CMS-97-43/PP-71 مورخہ 28-4-1997 کے ذریعے محکمہ تعلیم کو ہدایت کی گئی تھی کہ مذکورہ سکول کی اپ گریڈیشن کی تجویز کا جائزہ لیا جائے اور پالیسی کے مطابق ضروری کارروائی کی جائے۔

(ب) محکمہ تعلیم نے فنڈز کی منظوری کے لیے جو مراسلہ محکمہ خزانہ کو ارسال کیا اس کے جواب میں محکمہ تعلیم کو یہ مشورہ دیا جا چکا ہے کہ تجویز بالا کو اگلے مالی سال کے بجٹ میں شامل کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا ڈائرکٹو اپریل 1997ء کو جاری ہوا۔ جز (ب) میں انھوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ تعلیم نے فنڈز کی منظوری کے لیے جو مراسلہ محکمہ خزانہ کو ارسال کیا اس کے جواب میں محکمہ تعلیم کو یہ مشورہ دیا جا چکا ہے کہ تجویز بالا کو اگلے مالی سال کے بجٹ میں شامل کر لیا جائے۔ اپریل 1997ء کے بعد دو بجٹ announce ہو گئے ہیں تو اس سکول کی اب کیا پوزیشن ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! محکمہ تعلیم کی طرف سے جب یہ request وزیر اعلیٰ کو گئی تو وزیر اعلیٰ صاحب کے ڈائرکٹو میں یہ ہے کہ اس کا جائزہ لیا جائے۔ اب جب محکمہ تعلیم بلڈنگ ہی مہیا نہیں کرتا تو ہم سٹاف کس لیے دیں گے۔ محکمہ تعلیم کا فرض تھا کہ محکمہ تعلیم جس اضافی سٹاف کا مطالبہ کر رہا ہے اس کے لیے بلڈنگ کی provision تو ہو جانی چاہیے تھی جب بلڈنگ مہیا نہیں کی گئی تو ہم سٹاف کس چیز کے لیے مہیا کریں گے اور وہ سٹاف کہاں جا کر بیٹھے گا؟ مجھے صحیح یاد نہیں ہے لیکن غالباً

مارچ اپریل میں یہ مطالبہ کیا تھا اور انھیں چاہیے تھا کہ وہ آئندہ سال کے بجٹ کے لیے SNE کی post کی منظوری کرتے اور ساتھ اپنے بجٹ میں بھی اس بلڈنگ کی provision کرتے جہاں سٹاف نے جا کر بیٹھنا تھا اور کام کرنا تھا۔ یہ گیند تو اب محکمہ تعلیم کی کورٹ میں ہے کہ جب وہ بلڈنگ کی provision پیدا کریں گے اور SNE میں posts مانگیں گے تو محکمہ خزانہ اس پر اعتراض نہیں کرے گا۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں بڑی معذرت کے ساتھ اپنے واجب الاحترام وزیر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ شاید انھیں صحیح اطلاعات نہیں پہنچائی گئیں۔ sufficient building کے تحت صرف سٹاف مانگا گیا تھا بلڈنگ میں صرف سٹاف کی منظوری کے لیے محکمہ تعلیم نے محکمہ خزانہ سے ایک لاکھ اور کچھ رقم کی مانگی تھی تو وہاں پر بلڈنگ کی ضرورت نہیں صرف سٹاف کی منظوری کے لیے دو سال سے یہ کیس محکمہ خزانہ میں پڑا ہے۔ میں ایک ماہ پہلے ایڈیشنل سیکرٹری فنانس کے پاس خود گیا تھا اور میں نے محکمہ تعلیم سے وہ فائل دوبارہ put کروا کر محکمہ خزانہ میں پہنچائی تھی۔ وہ فائل اب بھی ایڈیشنل سیکرٹری فنانس کے پاس پڑی ہے۔ یعنی محکمہ تعلیم نے دوسری فائل سفارش کر کے وہاں بھیجی ہے اور وہ اب بھی وہاں پڑی ہے۔ یہ sufficient building کے تحت ہونا تھا تو وزیر موصوف مجھے اس کا جواب دیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ویسے بھی سپلیمنٹری گرانٹ کسی ہنگامی صورتحال میں دی جا سکتی ہے جیسا کہ آپ بہت بہتر طریقے سے جانتے ہیں ورنہ پھر یہ سپلیمنٹری گرانٹ وزیر اعلیٰ کی منظوری سے ہوگی۔ اگر محکمہ تعلیم سمری move کرے اور وزیر اعلیٰ صاحب اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے سپلیمنٹری گرانٹ کی اجازت دے دیں تو ہم رقم اسی وقت release کر دیں گے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! شاید میں اپنے فاضل وزیر موصوف کو اپنی بات سمجھا نہیں سکا۔ یہ جز (ب) کا جواب ہے کہ "تجویز بالا کو اگلے مالی سال کے بجٹ میں شامل کر لیا جائے۔ یہ محکمہ تعلیم کو محکمہ خزانہ direct کر رہا ہے"۔ تو یہ کسی سپلیمنٹری گرانٹ کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ محکمہ نے اسے دوبارہ شامل کر کے وہ کیس پھر محکمہ خزانہ کو بھجوایا ہے۔ محکمہ خزانہ نے ایک لاکھ اور کچھ رقم کی صرف منظوری دینی ہے۔ آپ جز (ب) کے جواب کو دیکھیں۔ اس میں محکمہ تعلیم کو محکمہ خزانہ نے کہا ہے کہ اگلے مالی سال میں شامل کر لیں۔ یہ 1997ء کے بجٹ سے پہلے کی بات ہے اب

1998ء کا بجٹ announce ہو چکا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ محکمہ خزانہ محکمہ تعلیم کو خود ہی تو کہہ رہا ہے کہ اگلے مالی سال میں اسے شامل کرلیں۔ اب انھوں نے اگر وہ کیس بھجوایا ہے تو اب تک اس کا فیصلہ کیوں نہیں ہوا۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب محکمہ تعلیم سپلیمنٹری گرانٹ مانگے گا تو ہم اس کا یہی جواب دیں گے تاوقتیکہ اس سپلیمنٹری گرانٹ کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب کی خاص منظوری موجود نہ ہو۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں ان کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ محکمہ خزانہ محکمہ تعلیم کو کہتا ہے کہ ٹھیک ہے جی آپ اسے اگلے مالی سال میں شامل کر کے بھیج دیں۔ محکمہ تعلیم محکمہ خزانہ کی سفارش کے مطابق وہ شامل کرتا ہے۔ پھر یہاں وزیر اعلیٰ یا کسی اور دوسرے کی بات نہیں رہتی۔ محکمہ خزانہ محکمہ تعلیم کو خود ہی کہتا ہے اور محکمہ تعلیم اس کے مطابق وہ کیس بھیج دیتا ہے۔ اب اس میں باقی کیا بات رہ گئی؟ میں نہیں سمجھتا کہ محکمہ خزانہ کے مطابق محکمہ تعلیم نے وہ فائل بھیجی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں محکمہ تعلیم کی کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرنے پر ممبر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز ممبر کا اصل میں مقصد یہ ہے کہ جب محکمہ فنانس کی طرف سے یہ لکھ دیا گیا کہ آپ اس کو لکھ کر بھیج دیں ہم اس کو شامل کرلیں گے تو اب سپلیمنٹری گرانٹ کی وزیر اعلیٰ کی منظوری کی تو بات ہی نہیں رہتی۔ یا تو محکمہ یہ لکھتا کہ یہ سپلیمنٹری گرانٹ آپ کو نہیں مل سکے گی تاوقتیکہ وزیر اعلیٰ صاحب اس کی منظوری نہ دے دیں۔ ان کا غالباً مقصد یہ ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! محکمہ تعلیم نے اس سکیم کو بجٹ 99-1998ء میں ایس۔این۔ای میں شامل کرنے کے لیے محکمہ خزانہ سے رجوع نہیں کیا۔ میں یہ بار بار عرض کر رہا ہوں کہ محکمہ تعلیم نے محکمہ خزانہ سے رجوع نہیں کیا۔ تاہم اگست 1998ء میں محکمہ تعلیم نے محکمہ خزانہ کو اس سکیم کی منظوری اور فنڈ مہیا کرنے کے لیے مراسلہ تحریر کیا۔ چونکہ اس وقت سال 99-1998ء کا بجٹ تیار ہو چکا تھا اور اب اس تجویز پر عمل درآمد کے لیے سپلیمنٹری بجٹ کی منظوری لازمی تھی۔ سپلیمنٹری بجٹ کے طریقہ کار کے بارے میں' میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔

سردار سعید انور، جناب والا! بات پھر وہی ہے جو وزیر تعلیم صاحب نے کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو تو خوشی ہو گی۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی ایک کی تعریف کر دیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! خوشی کہاں ہو گی۔ جناب سیکشن افسر نے ہی راہ نہ دی تھی۔ مجھے پتا ہے کہ میں نے تین چار ماہ کلرکوں کے پیچھے پڑ کر کیسے یہ کیس محکمہ خزانہ کو بھجوایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کو اب یہاں پر ہی ختم کرتے ہیں کہ آپ سردار صاحب سے مل کر اگلے سپلیمنٹری بجٹ میں شامل کروا لیں اور اگر اس پر وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری چاہیے تو آپ کل پرسوں ان سے مل کر وہ بھی کروا لیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! وہ تو سردار صاحب کروا سکتے ہیں۔ ڈیڑھ لاکھ کی کیا بات ہے۔ سردار صاحب اس کا اعلان فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھو جی۔ مسئلہ تو دو سرداروں کے درمیان ہے۔ آپ مل بیٹھیں گے تو اس کا ضرور حل کوئی نہ کوئی نکل آئے گا۔

وزیر خزانہ، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب سے جو مراسلہ جاری ہوتا ہے آپ اس کا مطالعہ فرما لیں۔ اس میں محکمہ تعلیم سے صرف یہ کہا گیا ہے کہ سکول کی اپ گریڈیشن کی تجویز کا پالیسی کے مطابق جائزہ لیا جائے۔ اب پالیسی واضح ہے۔ محکمہ تعلیم والے خود بھی جانتے ہیں۔ اب وہ اس پالیسی کے مطابق چلے نہیں۔ اب فاضل رکن یہ فرما رہے ہیں کہ بلڈنگز کافی موجود ہیں لیکن اس کے اور بھی تو لوازمات ہیں جن کی میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں۔ جب انھوں نے وہ تقاضے پورے نہ کیے تو کیا محکمہ فنانس ان کی فرمائش پر اتنی آسانی سے اتنے فنڈ جاری کر دے گا یا اتنی posts sanction کر دے گا۔ تو جناب والا! اس کا کوئی طریقہ کار ہے جس کا میں کم از کم تین مرتبہ یہاں ذکر کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وہ آپ سے مل لیں گے اور اس کے لوازمات مکمل کر لیں گے۔

وزیر خزانہ، ضرور تشریف لائیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! بات دوسری طرف چلی گئی ہے۔----

سردار سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ معاملہ دو سرداروں کے درمیان ہے۔ جناب! اس میں میں اس طریقے سے اضافہ کرتا ہوں کہ یہ

معاملہ تین سرداروں کے مابین ہے اور یہ معاملہ ختم نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں جناب۔ سردار سعید انور صاحب' سردارحسن اختر موکل اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔ یہ تین سردار ہیں۔ اس کو ادھر ہی روک دیں۔ سردار صاحب سردار صاحب سے مل لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ چیئر فریق نہیں ہوتی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں جناب! یہ آپ کی وساطت سے ہے ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! میری صرف عرض یہ تھی کہ محکمہ تعلیم نے sufficient building کے تحت صرف سٹاف کے لیے کچھ فنڈ مانگے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! آپ ان سے مل لیں۔ ان سے بات کرلیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جی' یہ ہو جائے گا۔

سردار سعید انور، ٹھیک ہے جی۔ میں تو تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وہ بھی تیار ہیں۔

وزیرخزانہ، جناب والا! مجھے ملنے کے لیے جتنے وہ تیار ہیں اس سے زیادہ خوشی مجھے ان سے مل کر ہو گی یہ کیسی بات کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال سیدمسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔ جی شاہ صاحب۔

جناب سعید اکبر خاں، سوال نمبر 1433 سیدمسعود عالم شاہ کے ایماء پر دریافت کرتا ہوں۔

سرکاری ملازمین کو OUT OF TURN قرضہ کی ادائیگی

*1433۔سیدمسعود عالم شاہ۔ کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فروری1997ء سے آج تک پنجاب کے کتنے سرکاری ملازمین کو out of turn بنیاد پر قرضہ دیا گیا۔

(ب) out of turn قرضہ دینے کے لیے کیا معیار مقرر ہے۔

(ج) جن افراد کو قرضہ دیا گیا ان کے نام اور ضلع وار تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) فروری 1997ء سے آج تک پنجاب کے 993 ملازمین کو out of turn بنیاد پر قرضہ دیا گیا۔

(ب) قلیل تنخواہ پانے والے مستحق سرکاری ملازمین کو out of turn قرضہ جات کا اجراء کیا جاتا ہے۔

(ج) پنجاب کے مختلف محکموں سے تعلق رکھنے والے 993 سرکاری ملازمین جنہیں قرضہ جاری کیا گیا کی فہرست پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خاں ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سال 98-1997ء کے لیے بغیر باری کے قرضہ جات کے لیے کتنا بجٹ رکھا گیا تھا؟

وزیر خزانہ ،جناب سپیکر! 5 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔

جناب سعید اکبر خاں، جناب سپیکر! اس جواب میں جن خوش نصیب لوگوں نے بغیر باری کے قرضہ لیا وہ 993 لوگ تھے ۔ میں نے جو فہرست ایوان کی میز سے لی ہے ۔ اس میں' میں نے دیکھا ہے کہ 93 افراد کو 32 اضلاع سے ملا ہے اور تقریباً 900 افراد لاہور اور ڈی جی خان سے تعلق رکھتے ہیں جن کو out of turn قرضہ دیا گیا ہے ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا دوسرے اضلاع سے قلیل تنخواہ پانے والوں میں سے کسی نے out of turn قرضہ کے لیے درخواست نہیں دی تھی؟

وزیر خزانہ، تقریباً تقریباً سے تو بات نہیں بنتی یا تو exact figures quote ہوں۔ لیکن یہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ لاہور اور ڈیرہ غازی خاں سے بھی باقی اضلاع کی نسبت زیادہ ہوں گے۔ اس مد کا نام ہی out of turn ہے ۔ اور out of turn میں کوئی ایسی شرائط یا کوئی ایسی پابندی نہیں۔ ماسوائے کہ جو رولز کے تحت ہوں کہ کم از کم سروس کچھ مدت کی ہونی چاہیے اور بقایا سروس کچھ مدت کی ہونی چاہیے۔ اس میں یہ حکومت کی صوابدید ہے کہ جو زیادہ ضرورت مند ہو ' جس کی سروس کا عرصہ زیادہ ہو۔ جو کسی مخصوص حالات کے تحت درخواست دے رہا ہو ۔ ان کے حالات دیکھ کر یا بعض جہاں محکمہ جات بھی شامل ہوں ۔ مثلاً محکمہ خزانہ اس میں شامل ہے ۔ اس کے ملازمین کی اچھی

خاصی فہرست ہے ۔ جو شب و روز محنت کرتے ہیں اور بعض اوقات ساری ساری رات بجٹ کی تیاری میں لگے رہتے ہیں ۔ اسی طرح محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ہے ۔ ان کے ساتھ خصوصی مراعات کی گئی ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ دوسری طرف اگر آپ یہ دیکھیں کہ صرف لاہور شہر کے محتاط اندازے کے مطابق 80 ہزار ملازمین ہیں۔ ان کا ممبران پر بھی دباؤ پڑتا ہے ۔دفاتر میں جاتے ہیں تو ممبران کو وہ لوگ گھیر لیتے ہیں۔ مجھے گھیر لیتے ہیں۔ اپنے محکمے کے افسران کے ذریعے approach کرتے ہیں۔ کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کو wide spread base پر استعمال کیا جائے ۔ اور آئندہ بھی اس میں احتیاط برتی جائے گی ۔ سنیارٹی اس معنی میں کہ کسی ملازم کی 22 سال سروس ہو گئی ہے' 30 سال سروس ہو گئی ہے۔ اس بات کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر یہ out of turn ہے۔ یہ کوئی حقوق کے تحت نہیں۔ لہٰذا یہ اس طرح سے تقسیم ہو گیا۔

جناب سعید اکبر خان، میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنا سوال اپنے محترم بزرگ وزیر صاحب کو سمجھا نہیں سکا۔ میں نے کہا ہے کہ باقی 32 اضلاع میں سے کیا لوگوں نے out of turn قرضہ کے لیے درخواستیں نہیں دیں یا باقی 32 اضلاع میں سے کتنے لوگوں نے درخواستیں دیں؟ کیونکہ 993 ملازمین کہ جن کو out of turn میں سے نواز گیا ہے۔ اس میں سے 93 ملازمین ایسے ہیں جو 32 اضلاع میں بستے ہیں۔ 900 ایسے خوش بخت ہیں جو لاہور اور ڈیرہ غازی خان میں بستے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کیا 32 اضلاع میں سے لوگوں نے out of turn قرضہ کے لیے درخواست نہیں دی' جن کو یہ سکروٹنی کر کے out of turn دیتے ۔

وزیر خزانہ ، یہ 993 نہیں ہیں بلکہ یہ 993 ہیں۔ میں نے تو اپنے جواب میں کہہ دیا ہے کہ درخواستیں تو صوبے بھر سے آئی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سعید اکبر صاحب نے exact figures نہیں دیں۔ اس میں exact figures یہ ہیں کہ 798 افراد کا تعلق لاہور اور ڈیرہ غازی خان سے ہے ۔ باقی 195 کا پورے پنجاب سے ہے ۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اتنا زیادہ فرق ہے' جو قلیل تنخواہ پانے سرکاری ملازمین ہیں ان کی تعداد کے تناسب کے حساب سے اگلے سال سے عمل میں لانے پر غور کر رہے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں اس حد تک تو ضرور کہہ سکتا ہوں کہ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ جو زیادہ

حق دار ہو۔ ظاہر ہے کہ جو درخواست گزارتا ہے وہ اپنا حق توجتلائے گا۔ کسی نے گھر کی مرمت کرنی ہے، کسی نے موٹر سائیکل خریدنا ہے۔ اب کتنے لوگ صحیح معنوں میں گھر کی مرمت یا پلاٹ خریدنے پر خرچ کرتے ہیں یا کتنے لوگ موٹر سائیکل خریدنے پر خرچ کرتے ہیں یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ اکثر و بیشتر یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی اور کاروبار میں پیسہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ کوشش کی جائے گی کہ کسی نہ کسی طرح سے مساویانہ سلوک برتا جائے۔ اب خود فاضل اراکین اسمبلی جب میرے پاس تشریف لاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ "تسیں لکھ دیو کرو نہ کرو ایہہ بعد دی گل اے۔ اسیں ایناں نوں تے راضی کر لئیے۔" میرے لیے یہ بھی بڑا دشوار مرحلہ ہوتا ہے کہ اس بے چارے کو ہم ایک جھوٹی تسلی دے رہے ہیں۔ لیکن اتنا ضرور کہتا ہوں کہ کوشش کی جائے گی کہ مساویانہ طور پر صوبے بھر میں اسے تقسیم کیا جائے۔ لیکن کچھ ایسی دقتیں، مشکلات آتی ہیں کہ جن سے نمٹنا میرے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس میں خود محرک نے جو سوال کیا تھا اس کے جز (ب) میں انھوں نے out of turn قرضہ دینے کا معیار بھی پوچھا تھا۔ جس کو بڑے خوبصورت انداز سے محکمے نے گول کر دیا۔ اور صرف یہ بتا دیا کہ یہ صرف قلیل تنخواہ پانے والوں کو دیا جاتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جتنی درخواستیں آتی ہیں اس کے لیے کوئی کمیٹی ہے جو اس کے لیے priorities fix کرتی ہے یا یہ total discretion of the Minister ہے کہ وہ جس کو خوش کرنا چاہیں تو آرڈر کریں یا جس کو نہ کرنا چاہیں نہ کریں۔ میں اس کے بارے میں وضاحت چاہوں گا۔

وزیر خزانہ، اس کے بارے میں کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! اس سے آپ بخوبی محسوس کر سکتے ہیں کہ 5 کروڑ روپے کی رقم ایک خطیر اور پھر میرے دوستوں نے یہ پوائنٹ آؤٹ بھی کیا کہ اس میں سے major distribution دو اضلاع میں ہوئی ہے۔ آپ اس سے محسوس کر سکتے ہیں کہ وزیر صاحب صرف اپنی discretion استعمال کرتے ہیں جب کہ میرے حساب سے اور انصاف کے تقاضے سے اس کی within the department ہونی چاہیے جس میں ہر ملازم کو میرٹ کے مطابق قرضہ ملنا چاہیے جیسا کہ انھوں نے ابھی فرمایا کہ قلیل تنخواہ والا ہے یا ضرورت مند۔ تو اس کی سکروٹنی کون کرے گا؟ اس کا مطلب تو یہ

ہوا کہ یہ چلتے پھرتے جہاں مرضی آرڈرز کر دیں 5 کروڑ روپیہ تو پھر وزیر خزانہ کی discretion پر ہو گیا کہ وہ جس کو دینا چاہیں دے دیں۔ یہ بالکل انصاف کے منافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں۔ لیکن کیا رولز میں کوئی ایسی بات ہے کہ کمیٹی بنائی جائے یا اس سے پہلے کوئی ایسی پریکٹس رہی ہے؟ اگر رہی ہے تو پھر تو ہم معزز وزیر صاحب سے جواب طلب کرتے ہیں کہ انھوں نے کوئی کمیٹی کیوں نہیں بنائی۔ اگر رولز میں نہیں ہے یا اس سے پہلے اس کی روایت نہیں ہے اسی روٹین میں چلی آ رہی ہے پھر تو ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں یہاں آپ کی اجازت سے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ وزیر خزانہ جسے چاہے دے دے' یہ سرا سر غلط ہے۔ درخواست دہندہ سرکاری ملازم ہونا چاہیے۔ اس کی سروس کی کچھ مدت ہونی چاہیے اور بقایا سروس کی کچھ مدت ہونی چاہیے۔ ان کے اندر رہتے ہوئے محکمہ خزانہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ میں ان کے ملازم کو دے دوں یا ان کے کسی چہیتے کو دے دوں یا اپنے کسی چہیتے کو دوں یا اپنے ملازم کو دوں۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں پہلے بھی ایک دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے وزراء کو کم از کم مہینے میں ایک دفعہ اپنا چیک اپ ضرور کروانا چاہیے کیونکہ بہت جلدی ان کا بلڈ پریشیر ہائی ہو جاتا ہے۔ سردار صاحب سمجھے نہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ناراض بھی تو نہیں ہوئے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جو criteria انھوں نے خود فرمایا ہے میرا ملازم کبھی ان کے پاس جائے گا بھی نہیں۔ مگر ملازمین جہاں اتنی ساری کمیٹیاں بنا رہے ہیں اور پیسے کو ضائع کرنے کے لیے اتنے سارے طریقے ڈھونڈ رہے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس کو بہتر نہیں سمجھتے کہ انصاف مہیا کرنے کے لیے اپنے محکمے میں ہی ایک کمیٹی بنا دیں چاہے رولز میں ہو یا نہ ہو' رولز کا تقاضا ہو یا نہ ہو مگر ایک انصاف کا تقاضا تو ضرور ہے۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ بعض لوگ سالہا سال درخواستیں دیتے رہتے ہیں اور وہ ضرورت مند بھی ہوتے ہیں مگر ان کو قرضہ نہیں ملتا لیکن بعض لوگوں کو فوراً' جب چاہیں مل جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ' اگلا سوال ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: ارشد عمران سلہری کے ایماء پر سوال نمبر 1498 دریافت کیا۔

A-C-R کی کاپی مہیا کرنا

*1498۔جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب کوئی فرد سرکاری ملازم تعینات ہوتا ہے تو سروس JOIN کرنے سے پہلے اس کی تعلیمی اسناد، شناختی کارڈ اور دیگر متعلقہ کاغذات کی تصدیق کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب بھی سرکاری ملازم ریٹائر ہوتا ہے تو اس کی پنشن کے وقت اس کی تعلیمی اسناد، شناختی کارڈ اور دیگر کاغذات کی اکاؤنٹ آفس کا عملہ دوبارہ چارٹ پڑتال شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے پنشن کے کیس میں بلاوجہ تاخیر ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنشن کیس کے وقت ریٹائر سرکاری ملازم سے اس کی سالانہ اے۔سی۔آر بھی طلب کی جاتی ہیں حالانکہ سرکاری ملازم کو اے۔سی۔آر کی کاپیاں فراہم نہیں کی جاتیں۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس طریقہ کار کو ختم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ، (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔ تاہم پینشن کی منظوری دینے والی اتھارٹی متعلقہ ملازم کی ملازمت کے کوائف، بقایا جات ذمہ نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ (No Demand Certificate) اور انکوائری وغیرہ نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ No Enquiry Certificate چیک کرتی ہے اور اس کے بعد پینشن کا کیس متعلقہ آڈٹ آفس کو برائے اجراء پینشن ادائیگی آرڈر (Pension Payment Order) بھیج دیا جاتا ہے۔

(ج) درست نہیں ہے۔

(د) مندرجہ بالا اجزاء (الف) (ب) اور (ج) کے سامنے جو جواب دیا گیا ہے اس کی روشنی میں کسی قسم کے مروجہ قوانین میں رد و بدل کی ضرورت نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا رولز میں کوئی وقت مقرر ہے کہ جب ایک ملازم کی ریٹائرمنٹ ہو جاتی ہے تو اس کی پنشن کے کیس کو اتنے عرصے میں مکمل ہو جانا چاہیے' رولز میں کوئی ایسی بات ہے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! میں کوئی specific rule تو quote نہیں کر سکتا لیکن یہ اخلاقی تقاضا ہے کہ جب ایک سرکاری ملازم اپنی مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائرڈ ہوتا ہے تو اسے پنشن جلد از جلد مل جانی چاہیے۔ محکمے کی طرف سے صرف دو اہم معاملات کی تحقیق کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر ان کے علاوہ اس میں red-tapism آتا ہے تو مجھے اس پر ذاتی طور پر افسوس ہے۔ ان دو معاملات میں سے ایک یہ ہے کہ آیا اس ریٹائرڈ شدہ ملازم کے خلاف کوئی demands outstanding تو نہیں اور دوسرا اس کے خلاف کوئی inquiries pending نہ ہوں۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ شاید اسے کوئی سزا نہ ہو جائے۔ صرف یہ تحقیق کر لینا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مسئلہ درپیش نہیں۔ تاخیر ہوتی ہے' ماضی میں دفاتر کی جو کارکردگی رہی' میرے فاضل رکن جانتے ہیں لیکن اس حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ اس کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ محترم قائد حزب اختلاف کی طرف سے محکمہ جات کی تخفیف' down sizing وغیرہ کا ذکر کیا گیا' یہ اسی سمت میں موجودہ حکومت کا ایک اہم قدم ہے کیونکہ red-tapism میں ڈال کر فائلیں کئی کئی مہینے گم کر دی جاتی ہیں۔ مجھے فاضل رکن سے اتفاق ہے اگر دیر ہوتی ہے تو وہ ناجائز ہے۔ اس لیے ہم یہ کوشش کریں گے کہ جو سرکاری ملازمین ریٹائرڈ ہوں ان کی پنشن کی disposal کے کیسز میں تاخیر نہ ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بڑی عام شکایت ہے کہ ریٹائرڈ ملازمین اپنی پنشن کے کیسز کو finalize کروانے کے لیے سالہا سال دھکے کھاتے رہتے ہیں لیکن وہ finalize نہیں ہوتے۔ محکمے نے جتنی چیزیں جواب کے جز(ب) میں بیان کی ہیں کہ ملازمت کے کوائف' بقایا جات ذمہ نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ' انکوائری وغیرہ نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ یہ سب چیزیں پہلے ہی محکمے کے پاس ہوتی ہیں۔ اس میں سے کوئی چیز بھی ریٹائرڈ ملازم نے مہیا نہیں کرنی ہوتی۔ ہر چیز محکمے میں یا متعلقہ آدمی کی فائل میں ہوتی ہے۔ ملازم نے تو کوئی چیز مہیا نہیں کرنی ہوتی۔ پھر مہینہ' دو مہینے یا تین مہینے کا کوئی وقت مقرر کیوں نہیں کر لیا جاتا کہ محکمہ اتنے عرصے میں کیس کو لازماً finalize کرے گا۔ اس بارے میں

عدالت کی رولنگز بھی ہیں اور غالباً ہائی کورٹ کی ایک رولنگ ہے کہ ایک سال کے اندر پنشن کیس کو مکمل ہو جانا چاہیے لیکن شکایات یہ ہیں کہ سالہا سال کیس finalize نہیں ہوتے اور جو چیزیں demand کی گئی ہیں' جن کے متعلق بتایا گیا ہے ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جو کہ کسی ریٹائرڈ ملازم نے مہیا کرنی ہو۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ اس سے متعلق رولز میں کیوں کوئی وقت مقرر نہیں کر دیا جاتا تاکہ یہ شکایات ختم ہو سکیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اگر رولز میں ترمیم کرنی ہوگی تو وہ اسی ہاؤس نے کرنی ہے۔ اسے دیکھ لیں گے۔ اس کا بھی جائزہ لے لیں گے۔ میں تو آپ کی وساطت سے معزز رکن کو یقین دہانی کروا چکا ہوں۔ مجھے خود احساس ہے کہ ایک ریٹائرڈ ملازم کو اس طرح کی پریشانی پیش نہیں آنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں سردار صاحب! دیکھ لیں اگر رولز میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو اس بارے میں غور فرمالیں تاکہ ریٹائرڈ ملازمین کو وقت پر ان کے بقایاجات مل سکیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں تو خود تسلیم کرتا ہوں کہ یہ دشواری پیش نہیں آنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کے پاس اگر اس بارے میں کوئی اچھی تجاویز ہیں تو مل بیٹھ کر کوئی رولز تجویز کر لیں کیونکہ رولز میں ترمیم تو ہاؤس نے کرنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں وہ ساری بات سن رہے ہیں۔ وہ اس بارے میں فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ضرور بیٹھے ہیں لیکن آپ ذرا ان کی مدد فرمائیں کیونکہ آپ نے ریٹائرڈ لوگوں کے لیے ایک بڑا خوب صورت سوال اٹھایا ہے۔ آپ ان سے مل کر کہیں کہ یہ سابق رولز ہیں۔ ان کو اگر ہم اس طرح سے کر لیں تو زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ آپ کا آپس میں مل بیٹھ کر جو ایک مسودہ تیار ہوگا اسے ہم ہاؤس میں لے آئیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں ان سے اختلاف کر رہا ہوں تو انھیں ضرور تشویش کرنی چاہیے۔ میں تو ان سے متفق ہوں کہ اس میں ضرور ایسی تبدیلی لانی چاہیے تاکہ ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کو یہ پیچیدگیاں' پریشانیاں نہ اٹھانی پڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اس پر میں کموسہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

(محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ)

ضلع سیالکوٹ میں ملک پلانٹ و چلنگ پلانٹ کے لیے فراہم کردہ قرضہ جات کی تفصیل

*1650۔ جناب شاہد محمود بٹ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت سے سال 1985ء سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں کتنے لوگوں نے ملک پلانٹ و چلنگ پلانٹ کے لیے قرضہ جات حاصل کیے ہوئے ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس قرضہ کی اقساط کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ ان میں سے کتنے افراد نے قرضہ معاف کروایا ہے۔ قرضہ معاف کرانے والے افراد کا نام اور پتہ جات کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ نے 1985ء سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں ملک پلانٹ و چلنگ پلانٹ کے لیے قرضہ جات کی کوئی سہولت فراہم نہیں کی۔

(ب) جز (ب) کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر محکمہ لائیو سٹاک 1985ء سے 1998ء تک دودھ کی production کے لیے قرضے نہیں دیتا رہا تو پھر یہ محکمہ کیا efficiency دکھاتا رہا ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت نے 1985ء سے لے کر 1998ء تک milk production/milkplant کے لیے کوئی قرضہ نہیں دیا تو پھر یہ حکومت لائیو سٹاک کو promote کرنے کے لیے کیا کرتی رہی ہے؟ وزیر صاحب اس کی تفصیل بتائیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! میں نے اپنے جواب میں ان کو تفصیلاً

عرض کر دیا ہے لیکن میرے بھائی شاید میرے جواب سے مطمئن نہیں ہو رہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک نے کبھی بھی قرضہ جات جاری نہیں دیے، قرضہ جات ہمیشہ اے ڈی بی پی جاری کرتا ہے۔ میں نے آپ کو categorically یہ بتا دیا ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہد محمود بٹ صاحب! آپ مطمئن ہو گئے؟

جناب شاہد محمود: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

منڈی بہاؤالدین کے سرکاری ملازمین کے جی پی فنڈ اکاؤنٹس کے معاملات

*1685۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دیے ہوئے 5 سال کا عرصہ ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کے سرکاری ملازمین کے جی۔پی فنڈز اکاؤنٹ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس گجرات میں ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ مذکورہ جی پی فنڈ اکاؤنٹس ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس منڈی بہاؤالدین منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ لیکن یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ ایسے تمام سرکاری ملازمین جنہوں نے ملازمت کا آغاز منڈی بہاؤالدین کے ضلع کے قیام کے بعد منڈی بہاؤالدین سے کیا یا کسی اور جگہ سے تبادلے کے ذریعے آئے ان تمام کے جی۔پی فنڈ اکاؤنٹس ان کی اس ضلع میں تعیناتی کی تاریخ سے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس منڈی بہاؤالدین میں مرتب کیے جا رہے ہیں۔ البتہ ایسے ملازمین جن کے اکاؤنٹس منڈی بہاؤالدین کے بطور ضلع قیام سے قبل ضلع گجرات میں تھے ان کی منتقلی کے مروجہ طریق کار کے

وضاحت جواب کے جز (ج) میں کر دی گئی ہے۔

ج) مروجہ طریقہ کار کے مطابق ہر ملازم اپنا جی۔پی فنڈ تبدیل کروانے کے لیے اپنے موجودہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں درخواست جمع کرواتا ہے۔ جس پر اس کا موجودہ جی۔پی فنڈ اکاؤنٹ نمبر تصدیق کر کے اس اکاؤنٹس آفس کو بھیجا جاتا ہے جہاں سے جی۔پی فنڈ تبدیل کیا جانا مقصود ہو۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس منڈی بہاؤالدین کے پاس جتنے ملازمین کی درخواستیں برائے تبدیلی جی۔پی فنڈ آئی ہیں وہ تمام ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس گجرات کو برائے تصدیق اکاؤنٹ نمبر بھیجی جا چکی ہیں۔ جونہی ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس گجرات سے متعلقہ سرکاری ملازمین کا جی۔پی فنڈ بیلنس موصول ہو جائے گا تو اسے فوراً ان کے منڈی بہاؤالدین کے جی۔پی فنڈ اکاؤنٹس میں منتقل کر دیا جائے گا۔ مزید براں بیشتر ملازمین کے جی۔پی۔ایف اکاؤنٹس پہلے ہی منڈی بہاؤالدین منتقل ہو چکے ہیں۔

ناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

دھری سلطان محمود گوندل: جناب سپیکر! میں اس جواب کے جز(ج) کے بارے میں گزارش کرنا ہوں گا کہ مروجہ طریق کار یہ ہے کہ جب کسی سرکاری ملازم کی کسی ضلع سے ٹرانسفر ہوتی ہے تو ں آرڈر کی کاپی متعلقہ اے جی آفس میں پہنچ جاتی ہے۔ اس میں کسی سرکاری ملازم کو فنڈز کی قلی کے لیے درخواست دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ منڈی بہاؤالدین جب ضلع بنا تو ہزاروں ملازمین ے جی پی فنڈز اب تک ضلع گجرات سے منڈی بہاؤ الدین نہیں پہنچے۔ غریب ملازمین ہیں ان میں سے کئی تو پنشن پر چلے گئے ہوں گے اور کئی پنشن کے قریب ہوں گے۔ کیا سردار صاحب ضلعی اؤنٹس آفیسر گجرات کو یہ حکم جاری فرمائیں گے کہ طریق کار کے مطابق ان کے جی پی فنڈز متعلقہ لع منڈی بہاؤالدین بھجوا دیے جائیں؟ حالانکہ طریق کار یہ ہے کہ یہ فنڈز خود بخود جانے چاہییں۔

زیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو سرکاری ملازمین کی مشکلات ن کی ہیں میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان رکاری ملازمین کے جی پی فنڈ کی shifting کی ہدایت کر دی جائے گی۔

اب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ دوسرا

سوال بھی انھی کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے ۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ تو سوالات ختم ہوئے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں اپنی معلومات کے لیے آپ سے کچھ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ میں نے محکمہ پبلک ہیلتھ اور اربن ڈویلپمنٹ کے بارے میں اسمبلی کو چند سوالات بھیجے تھے جن کا آج مجھے جواب ملا ہے کہ They have been turned down کیونکہ وہ اسمبلی کے رولز کے تابع نہیں ہیں اور اس میں رول 46 کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اس کے تابع نہیں آتے اور یہ ایک انفرادی سوال بنتا ہے۔ میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ میں نے جتنے سوالات کیے ہیں وہ تقریباً انفرمیشن اور ایڈمنسٹریشن سے تعلق رکھتے تھے۔ جس آدمی سے نا انصافی ہوئی ہے میں نے اس کے نام کا ذکر کیا ہے حالانکہ میں ضمنی سوال میں بھی put up کر سکتا تھا مگر میں نے اپنے سوال کو زیادہ واضح کرنے کے لیے یہ کیا۔ آپ بخوبی آگاہ ہوں گے رول نمبر 46(2) میں ہے کہ،

46(2). A question addressed to a Minister shall relate to the public affairs with which he is officially connected or to a matter of administration for which he is responsible.

تو یہ سوال مجھے واپس کرنے کی سمجھ نہیں آئی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ براہ کرم مجھے بتا دیں کہ یہ سوال turn down کیوں کیے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، لغاری صاحب! آپ کو اس پر اعتراض ہے کہ آپ کے پاس کاپی کیوں آئی ہے یا اس پر اعتراض ہے کہ سوال منظور نہیں ہوئے؟

سردار رفیق حیدر لغاری، مجھے اس پر اعتراض ہے کہ انھوں نے جس قاعدے کے تابع سوال turn down کیے ہیں مجھے اس کی وجہ بتائی جائے۔ کیونکہ میں نے جو سوال کیے ہیں وہ قاعدے کے تحت ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے سوال کیا تھے؟ لغاری صاحب! آپ نے اس میں پڑھا ہو گا کہ،

46 (1) Subject to the provisions of these rules, a question may be asked for the purpose of obtaining information on a matter of public concern within the special cognizance of the Minister to whom it is addressed

(2) A question addressed to a Minister shall relate to the public affairs with which he is officially connected, or to a matter of administration for which he is responsible.

لغاری صاحب! یہ جنرل انفرمیشن تھی یا کسی individual کے بارے میں تھی؟

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے سوال پڑھ دیتا ہوں، You can very well imagine وہ اس کے اندر آتے ہیں یا نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لغاری صاحب! آپ مجھے یہ سوال بھجوا دیں تاکہ میں دیکھوں کہ کیوں turn down ہوئے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب کی بڑی مہربانی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈائرکٹر لائیوسٹاک راولپنڈی کو پر کرنے کے لیے اقدامات

*1698۔ ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا اس وقت ڈائرکٹر لائیوسٹاک راولپنڈی کام کر رہا ہے اگر نہیں تو اس کی جگہ کون سا افسر کام کر رہا ہے نیز حکومت کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)

اس وقت ڈاکٹر محمد عرفان زاہد بحیثیت ڈائرکٹر لائیو سٹاک راولپنڈی کام کر رہے ہیں۔

زمینداروں کو آسان قسطوں پر جانوروں کی فراہمی

*1699۔ ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے چھوٹے زمینداروں کو آسان قسطوں پر بھیڑ بکریاں، گائیں اور بھینسیں دینے کی سکیم کے اجراء کا اعلان کیا تھا کیا اس سکیم پر عملدرآمد ہو ہے۔

(ب) سال 98-1997ء کے دوران صوبہ میں کتنے زمینداروں کو قسطوں پر جانور دیے گئے۔

(ج) کیا ضلع میانوالی میں یہ سکیم جاری ہے اگر سکیم جاری ہے تو کتنے زمینداروں کو سکیم کے تحت جانور دیے گئے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ میں ایسی کسی سکیم جس میں زمینداروں کو آسان قسطوں پر بھیڑ، بکریاں، گائے اور بھینسوں کا اجراء نہ کیا ہے۔

(ب) جز "الف" میں جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) ضلع میانوالی میں ایسی کوئی سکیم جاری نہ ہے۔

تحصیل پیلاں میں اسامیوں کو تخلیق کر کے تعیناتی کے لیے اقدامات

*1786۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پیلاں کو تحصیل کا درجہ دیتے وقت اس میں تحصیل لیول کی کس کس عہدہ کی اسامیوں کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تحصیل میں تحصیل دار اور اے۔سی کے علاوہ تمام محکموں کی تحصیل لیول کی کوئی اسامی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے اس تحصیل کی عوام شدید مشکلات سے دوچار ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل پیلاں میں تحصیل لیول کی تمام محکموں کی اسامیاں تخلیق (Create) کر کے ان پر تعیناتی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) اسسٹنٹ کمشنر، ریذیڈنٹ مجسٹریٹ اور تحصیلدار کی اسامیاں تخلیق کی گئیں اور ان کے ساتھ ضروری سٹاف بھی مہیا کیا گیا۔

(ب) درست ہے۔ کیونکہ کسی محکمہ نے تحصیل لیول کی اسامی کی تخلیق کے لیے تجویز محکمہ خزانہ کو ارسال نہیں کی۔ صرف محکمہ امور داخلہ نے سال 99-1998ء کے دوران ڈی۔ایس۔پی کی اسامی مع ضروری عملہ کے تخلیق کرنے کی تجویز بھیجی تھی جو بجٹ کیلنڈر میں دی گئی مقررہ تاریخ کے بعد وصول ہوئی۔ اس لیے مسترد کر دی گئی۔

(ج) مختلف محکموں کے تحت تحصیل لیول کی کسی اسامی کی تخلیق پر ایسی کسی تجویز کے موصول ہونے کے بعد ہی غور کیا جا سکتا ہے۔ تعیناتی کا سوال بھی اسامی کی تخلیق کے بعد ہی پیدا ہو گا۔

جہانگیر آباد فارم سے متعلق تفصیلات

*1817۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جہانگیر آباد فارم کچا کھوہ ضلع خانیوال کتنے رقبہ پر قائم ہوا تھا۔ اس وقت کتنے رقبہ پر اس فارم کا قبضہ ہے اور بقیہ رقبہ کس کی ملکیت میں ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک اس فارم کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) مذکورہ فارم پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور مستقل پتہ جات نیز حکومت ہر ملازم پر سالانہ کتنے اخراجات برداشت کرتی ہے۔

(د) اس وقت اس فارم پر کس کس نسل کے جانور پالے جا رہے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) لائیو سٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد ضلع خانیوال 3373 ایکڑ رقبہ پر قائم ہوا تھا۔ اس وقت 1653 ایکڑ رقبہ پر اس فارم کا قبضہ ہے اور بقیہ 1720 ایکڑ رقبہ پٹہ داران کے قبضہ میں ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک اس فارم کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
1996-97	11316000 روپے	12304800 روپے
1997-98	10238000 روپے	12983800 روپے

(ج) لائیو سٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، مستقل پتہ جات اور حکومت ہر ملازم پر سالانہ جتنے اخراجات برداشت کرتی ہے، کی تفصیل گوشوارہ "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس فارم پر ساہیوال نسل کی گائیں اور حصار ذیل نسل کی بھیڑیں پالی جا رہی ہیں۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

بھرتیوں کی تفصیل

241۔ میاں عبدالستار (PP-234)۔ کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ خزانہ میں کتنی بھرتیاں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کی گئی ہیں۔

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بتائی جائے جن میں تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

(ج) ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی ہیں نیز تمام بھرتی شدہ اہلکاروں کا نام و عہدہ اور بھرتی کرنے والے افسر کا نام و عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) سال 1985ء سے لے کر مارچ 1997ء تک محکمہ خزانہ اور اس کے ذیلی اداروں یعنی لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب، آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسرز میں کل 38 افراد کو قواعد و ضوابط یعنی رولز ریلیکس کر کے تعینات کیا گیا۔
کوئی بھی اہلکار قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) کسی بھی ملازم کو تعلیمی معیار کو نظر انداز کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ج) ان بھرتی کیے گئے ملازمین کی تفصیل کا خلاصہ بمعہ نام اہلکار، عہدہ، بھرتی کرنے والے افسر کا عہدہ ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق پیش ہو چکی تھی لیکن وزیر تعلیم نے اس کا جواب دینا تھا۔ اس سے پہلے سردار احمد خان عاکوکا کی تحریک استحقاق pending ہوئی تھی۔ جس کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دے دیا تھا۔سردار صاحب! کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

سردار احمد خان عاکوکا، پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے ایک دن پہلے بات ہوئی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ ہم بیٹھ کر بات کرلیں گے۔ تو کیا آپ اس میٹنگ سے مطمئن ہوئے ہیں؟

سردار احمد خان عاکوکا، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے یہ تحریک اس لیے پیش کی تھی کہ جو کرپشن کی انتہا کی گئی اس کا کوئی سد باب ہو سکے۔ اس سلسلے میں محکمے نے بھی وعدہ فرمایا ہے کہ ہم اُس کو pursue کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس کو highlight کر دیں کہ مسٹر منظور موہل کی بیگم واحدہ موہل نے جو کرپشن کی تھی اس کے خلاف ٹھیک ٹھاک کارروائی ہو رہی ہے یا ہو جائے گی تو میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ جی وزیر تعلیم صاحب!

نشان زدہ سوال نمبر 390 کا غلط جواب

--------(جاری)

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اس پر طریقے کے مطابق بڑی ٹھیک کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ تو اس کو disposed of کرتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 30 بھی پیش ہو چکی ہے۔ وزیر تعلیم اس کا جواب دیں گے۔

وزیر تعلیم (برگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب سپیکر! مولانا صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ ایک ہیڈ ماسٹر کے تبادلے کے سوال کے متعلق ہے۔ محکمے نے کہا ہے کہ ہیڈ ماسٹر محمد صدیق جو گریڈ اٹھارہ کے ہیں ان کو ربوہ ہائی سکول میں تعینات کر دیا ہے لیکن مولانا صاحب نے

کہا ہے کہ اس پر عمل نہیں ہوا اور ہمیں غلط جواب دیا گیا ہے۔ میں اس میں گزارش کروں گا کہ ایک تو مولانا صاحب کی یہ اطلاع کہ ادھر گریڈ اٹھارہ کا ہی ہیڈ ماسٹر ہونا چاہیے۔ یہ محکمے کے قانون میں نہیں ہے کیونکہ کسی بھی سکول کے ہیڈ ماسٹر کی اسامی notify نہیں ہے کہ کس سکول میں کس گریڈ کا ہیڈ ماسٹر ہوگا۔ لہذا ان کا پہلا نکتہ کہ چونکہ ادھر گریڈ اٹھارہ کا ہونا چاہیے تھا یہ غلط بات ہے۔ آگے ان کا مطالبہ ہے کہ چونکہ یہ بندہ گریڈ اٹھارہ کا ہے اس لیے اسے لگایا جائے۔ میں اس سلسلے میں بھی یہ کہوں گا کہ جو پہلا ہیڈ ماسٹر ہے۔ چونکہ جب ان کا سوال آیا تو ڈائرکٹر صاحب نے ان کے خوف کی وجہ سے اس کے آرڈر ادھر کر دیے۔ جب میں نے اس کا جواب دیکھا ہے اور اس کی تفصیل چیک کی ہے تو میرے خیال میں وہ ہیڈ ماسٹر ادھر بہت اچھا کام کر رہا تھا۔ اگرچہ وہ گریڈ سترہ کا ہے لیکن اس سال میٹرک کا رزلٹ 66 فی صد لایا ہے۔ ہم ہیڈ ماسٹر کو اس کی کارکردگی کی بنیاد پر لگاتے ہیں نہ کہ اس کا گریڈ دیکھتے ہیں۔ چونکہ مولانا صاحب محمد صدیق کے اوپر دست شفقت رکھتے ہیں اس لیے اسے ربوہ لے آئے ہیں اور 4 تاریخ کے آرڈر بھی جاری ہو چکے ہیں۔ ان پر عمل در آمد بھی ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مولانا صاحب سے کہیں ناں کہ ذرا وہ دوسرے ہیڈ ماسٹر پر بھی دست شفقت رکھیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ تو اب ان کا فرض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! اب آپ مطمئن ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! وزیر صاحب نے توجیہات تاویلات کی ہیں۔ اس سکول میں ہیڈ ماسٹر گریڈ اٹھارہ کا ہے اور جب قانون کے مطابق ہمیں گریڈ اٹھارہ کے بندے میسر ہیں تو پھر انھیں رکھنا چاہیے۔ اگر اس میں ان کی کوئی مجبوری تھی تو وہ اور بات ہے لیکن جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہم نے 04-09-98 کو گریڈ اٹھارہ کے ملک صدیق صاحب کو ادھر منتقل کر دیا ہے۔ مجھے کل اطلاع ملی ہے کہ سپیشل آدمی بھیج کر تعمیل کرائی گئی ہے اور ملک صدیق صاحب نے ربوہ میں بطور ہیڈ ماسٹر رپورٹ کر دی ہے۔ لیکن میری گزارش یہ تھی کہ جواب دیا گیا کہ 4 تاریخ کو عمل در آمد ہوا ہے لیکن کل 29 تاریخ تھی۔ اس پر 25 دن تاخیر سے عمل ہوا' وہ بھی تب ہوا جب میں نے تحریک استحقاق دی۔ اگر تحریک استحقاق بھی نہ ہوتی تو شاید جیسے جواب تھا کہ عمل ہو گیا ہے حالانکہ عمل ہوا نہیں تھا۔ اب میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کے بعد اس پر عمل در آمد ہو گیا

ہے لیکن آپ فیصلہ کریں کہ اگر جواب غلط ہے تو اس کا کیا ہونا چاہیے۔ پچیس دن اس پر ضائع کیے گئے ہیں اور اب اس پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ کے خوف سے آپ کی تحریک کے آنے سے پہلے ہی اس پر عمل درآمد ہو گیا۔ میں اب اس کو rule out کرتا ہوں۔ اب ہم اگلی تحریک استحقاق پر چلتے ہیں۔ حاجی مقصود احمد بٹ!

نشان زدہ سوال نمبر 1189 کا غلط جواب (-----جاری)

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! کل انھوں نے وقت لیا تھا کہ وہ آج اس کا جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر لوکل گورنمنٹ اس ضمن میں آج اس کا جواب دیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب والا! اس ضمن میں عرض ہے کہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے نے اپنے سوال نمبر 1189 میں پوچھا تھا کہ سال 96-1995 میں چک فیض آباد، ضلع اوکاڑہ کو تقریباً تین کلومیٹر سڑک کی منظوری دی تھی اور کیا مالی سال 96-1995 میں اس سڑک کو شامل کیا گیا تھا؟ اس ضمن میں محکمہ ہذا نے جواب دیا تھا کہ مالی سال 96-1995 میں سڑک ہذا کے لیے نہ تو کوئی فنڈ ملے تھے اور نہ ہی محکمہ ہذا کے مذکورہ سال کے بجٹ میں اس کو شامل کیا گیا تھا جو کہ مورخہ 18-09-1998 کو ہاؤس میں پیش ہوا۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب نے اپنی تحریک استحقاق میں سال 95-1994 کے بجٹ کے مطابق سکیم سیریل نمبر 158 سیکٹر نمبر 54 صفحہ نمبر 22 کا حوالہ دیا ہے جب کہ سوال نمبر 1189 میں معزز ممبر نے سال 96-1995 کا تذکرہ کیا تھا۔ محکمہ ہذا کے ریکارڈ کے مطابق صحیح جواب دے دیا گیا تھا جو حقیقت پر مبنی تھا۔ تاہم ریکارڈ دوبارہ چیک کیا گیا ہے جس پر معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ سڑک فارم ٹو مارکیٹ روڈ ایف ایم آر کے بجٹ مالی سال 96-1995 میں شامل تھی جو کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلقہ ہے۔ محکمہ بلدیات کا اس سے بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی تعلق نہ ہے۔ لہذا محکمہ بلدیات کی حد تک یہ جواب درست ہے۔ مالی سال 96-1995 کے متعلقہ بجٹ کی کاپی لف ہذا ہے۔

جناب والا! اس میں میرے پاس لوکل گورنمنٹ کے اے ڈی پی کی کاپی موجود ہے اور جس اے ڈی پی میں یہ سکیم ڈالی ہوئی ہے اس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ بٹ صاحب کو کچھ غلط فہمی ہوئی تھی اگر وہ مناسب سمجھیں تو میں ان کی تسلی ریکارڈ کے مطابق کروا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بٹ صاحب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! ویسے میں بھی بجٹ کی کتاب ساتھ لایا تھا۔ بہرحال جو انھوں نے کہا وہ درست ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اگر یہ سوال محکمہ دیہی ترقی و مقامی حکومت کے متعلق نہ تھا تو رولز آف بزنس صفحہ نمبر 25 شق نمبر 3 پر واضح ہدایت موجود ہے کہ اگر کوئی سوال غلطی سے کسی محکمہ کو چلا جائے جو کہ اس کے متعلق نہ ہو تو وہ سوال متعلقہ محکمہ کو بھیج دیا جائے۔ اگر یہ ان کے متعلق نہ ہے تو انھوں نے اسے دوسرے محکمے کے سپرد کیوں نہ کیا؟ یہ سوال ایک سال تک ان کے پاس رہا پھر انھوں نے اس کا جواب دیا۔ یہ کاپی میں ساتھ لایا ہوں۔ آپ یہ پڑھ لیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر ان کی غلطی ہے اور انھوں نے جواب غلط کیوں دیا؟

وزیر قانون ،جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو جواب غلط دیا ہی نہیں۔ ہم نے تو یہی کہا ہے کہ یہ سڑک ہمارے متعلقہ نہ ہے۔ نہ ہی بجٹ میں ہم نے اس کے متعلق پیسے رکھے ہیں۔ ہم نے تو یہی جواب دیا ہے جو وہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ بات درست ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو یہ سوال سی اینڈ ڈبلیو کو بھجوا دینا چاہیے تھا اور یہ اس طرح بھی ہے کہ اگر معزز رکن خود اس بات کی وضاحت کر دیتے ' اب انھوں نے لوکل گورنمنٹ سے پوچھا تھا' لوکل گورنمنٹ نے اپنے متعلق جواب دے دیا۔ ہم نے یہ تحقیق بھی اس وقت کی ہے جب یہ تحریک استحقاق آئی ہے تب ہمیں پتا چلا کہ یہ سوال سی اینڈ ڈبلیو سے متعلقہ ہے۔ ہم تو یہی جواب دے سکتے تھے میرے پاس کاپی موجود ہے انھوں نے بجٹ کا صفحہ نمبر 22 بتایا تھا۔ صفحہ نمبر 22 پر تو اس سکیم کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ ہم خوامخواہ تحقیق شروع کر دیتے کہ یہ کس محکمے سے متعلق ہے۔ یہ تحقیق کرنا محکمے کا کام نہیں تھا۔ شکریہ' جناب!

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر انھوں نے ایک سال تک کیوں اس سوال کو دبائے رکھا؟ وہ اسی وقت اس کا جواب دے دیتے۔ اگر انھوں نے جان بوجھ کر ایک سال دبائے رکھا اور ایک سال کے بعد جب جواب دیا تو پھر میرا یہ حق بنتا تھا کہ جو میرے پاس ثبوت تھے وہ میں لے آیا ہوں اور اس ثبوت سے تو یہ جائز تھا کہ میں تحریک استحقاق پیش کروں۔

وزیر خوراک ، معافی دے دو۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! اگر یہ کہتے ہیں تو معافی دے دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! خاکوانی صاحب میرے محسن ہیں۔ ان کے کہنے پر ہم بے شک معاف کر دیتے ہیں لیکن میں ثبوت پورا ساتھ لے کر آیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جناب۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 32 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ انھوں نے مجھے لکھ بھیجا ہے کہ یہ مؤخر کر دی جائے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو مؤخر کرنے کی بجائے dispose of کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو move ہی نہیں ہوئی۔

وزیر مال، یہ پلندا ہے جو میں نے تیاری کی ہے۔ رات گیارہ بجے میری ان سے بات ہوئی ہے۔ ڈی سی کو میں نے صبح گجرات سے ادھر بلایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بڑا اچھا کیا مگر وہ تو move ہی نہیں ہوئی۔

وزیر مال، میں اس پر confirm ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میں نے ریکارڈ کے مطابق جواب درست دیا ہے۔ وہ جان بوجھ کر ہاؤس سے غائب ہوتے ہیں۔ یہ دیکھیں اتنا پلندا ہے۔ پلیز اس کو آپ dispose of کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا وہ یہاں آ کر غائب ہوتے ہیں۔ وہ کل بھی نہیں تھے۔

وزیر مال، وہ جان بوجھ کر غائب ہوتے ہیں۔ یہ دیکھ لیں۔ میری تیاری مکمل ہے اور رات گیارہ بجے میری ان سے بات ہوئی ہے۔ پھر میں نے ان کو یہ بھی offer کی تھی کہ صبح میں نے ڈی سی کو گجرات سے بلایا ہے۔ آپ آٹھ بجے میرے پاس آئیں۔ اگر کوئی غلط فہمی ہے تو میں بیٹھ کر اسے دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ انھوں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔ مجھے بھی وہ کہتے رہے ہیں کہ آپ اس کو نہ لیں۔ میں نے کہا کہ میں تیار ہوں۔ آپ خود ان سے درخواست کریں کہ وہ واپس لیں یا میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر ہم اس کو disposed of کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ پرسوں میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار مؤخر ہوئی تھی جس کا نمبر 38 ہے اور یہ move ہو گئی تھی۔

ہسپتال روڈ رحیم یار خان میں بلدیہ کی کروڑوں روپوں کی اراضی کا خوردبرد

---------جاری

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب والا! زیر بحث مسئلے کے سلسلے میں حقائق اس طرح ہیں کہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ رحیم یار خان نے اپنی چٹھی مورخہ 4-6-1998 کے تحت محکمہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب سے استدعا کی کہ بلدیہ کی دکانوں' پلاٹس کے برائے ماہوار کرایہ داری پر دیے جانے کی منظوری دی جائے۔ محکمہ ہذا کو ہدایت کی گئی کہ معاملہ ہذا کو بذریعہ کمشنر بھیجا جائے۔ بعد ازاں کمشنر بہاولپور نے اپنی چٹھی مورخہ 23-6-1998 کے تحت سفارش کی کہ بلدیہ کو پلاٹ' دکانوں کی کرایہ داری پر نیلامی کی اجازت دے دی جائے۔ کیوں کہ حکومت پنجاب محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اپنی چٹھی 2-347/96/LG3SO مورخہ 27-11-1996 کے تحت ایسی نیلامی پر پابندی عائد کر دی۔ جس کے لیے محکمے کی پیشگی اجازت ضروری قرار دے دی گئی۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے معاملہ ہذا کا جائزہ لے کر اپنی چٹھی مورخہ 08-07-1998 کے تحت بلدیہ رحیم یار خان کو زیر بحث پلاٹس سمیت 30 عدد دکانوں کی کرایہ داری کی بنیاد پر نیلامی کی منظوری دے دی۔ ایڈمنسٹریٹر کی رپورٹ کے مطابق خالی پلاٹ تعدادی 6 عدد کو حکومت کی پالیسی کے مطابق بذریعہ اشتہار بوساطت محکمہ تعلقات عامہ قومی و مقامی اخبارات میں مشتہر کیا گیا۔ تحریک التوائے کار میں اٹھائے گئے اس پوائنٹ پر کہ شہر کے قیمتی ترین کاروباری مرکز میں واقع کروڑوں روپے مالیت کے ایک پلاٹ کا فرنٹ بند کر کے اسے کمی قدر (devalue) کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی سے شہر میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی و ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) رحیم یار خان نے رپورٹ دی ہے کہ موقع پر ایسی کوئی صورت حال نہ ہے۔ نہ ہی بلدیہ کو کسی قسم کا نقصان ہوا ہے۔ پلاٹس زیر حوالہ بلدیہ ہیں۔ بلدیہ کو سالانہ ایک لاکھ 57 ہزار 8 سو روپے کی آمدن ہو رہی ہے۔ چونکہ کوئی بے ضابطگی سامنے نہ آئی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار نمٹا دی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب اختر محمود (ایڈووکیٹ) کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ محرک نے اپنی تحریک میں یہ بھی فرمایا تھا کہ چونکہ front block کر دیا گیا ہے اور اس کے پیچھے جو پلاٹ ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق جو latest information ایڈمنسٹریٹر نے دی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر بھی سرکاری رہائش گاہ میونسپل کمیٹی کے ملازمین کی بنی ہوئی ہے۔ وہ پلاٹ بھی میونسپل کمیٹی کی ہی ملکیت ہے۔ اس لیے کسی قسم کے نقصان کا کوئی اندیشہ نہ ہے۔ لہذا میں محرک سے استدعا کروں گا کہ وہ تحریک التوائے کار پر زور نہ دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اسے disposed of تصور کرتے ہیں۔ محترم جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I am on a point of order.

MR CHAIRMAN: Yes.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Chairman! before this Adjournment Motion is taken up I want to draw your attention to another Adjournment Motion.

جناب والا! میں نے ایک تحریک التوائے کار داخل کرائی تھی۔ جس میں یہ بتایا تھا کہ صوبہ پنجاب میں کانسٹیبل اور ڈرائیورز کی ایک دفعہ بھرتی شروع کی گئی تھی اور درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ ان کو پھر بھگا دیا گیا۔ ان کے انٹرویو لیے گئے۔ پھر ان کو ملتوی کر دیا گیا۔ اس کے بعد دوبارہ وہ سلسلہ شروع ہوا۔ پھر ان کو دوبارہ دوڑایا گیا۔ ان کے مسلز پل کرائے گئے۔ سارا پروسیجر بن گیا۔ ان کی لسٹیں بھی تیار ہوگئیں۔ اس کے بعد اب پھر حکومت پنجاب نے اس کو ملتوی کر دیا ہے۔ میری یہ تحریک التوائے کار اہمیت عامہ کی حامل تھی اور اسے یہ کہہ کر turn down کیا گیا ہے کہ:

> As the matter is not of sufficient public importance to warrant interruption of the normal business of the House.

جناب والا! اب اس سے زیادہ کیا ہو کہ بے روزگاری پہلے ہی اتنی زیادہ ہے۔ لوگ بے روزگاری سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور یہاں پر یہ کہہ کر میری تحریک التوائے کار کو turn down کیا جا

رہا ہے کہ یہ اہمیت عامہ کی حامل نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اہمیت عامہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ براہ کرم آپ اس کو ٹیک اپ کریں۔

جناب چیئرمین، آپ اس طرح سے کریں کہ آپ اس کی فائل بھی ہمیں دے دیں۔ ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ بھجوا رہا ہوں اس کے ساتھ تحریک التوا بھی لگی ہوئی ہے۔ تو پھر آپ اس پر فیصلہ کریں گے؟

لاہور شہر کی 81 فی صد آبادی کا آیوڈین کی کمی کا شکار ہونا

-------(جاری)

جناب چیئرمین، اس کو بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔ اب ہم آپ کی تحریک التوا نمبر 39 لے رہے ہیں۔ یہ کل آج کے لیے پینڈنگ کر دی گئی تھی تو اس کا جواب جناب وزیر صحت دیں گے۔

وزیر صحت، (راجہ اشفاق سرور)، معزز قائد حزب اختلاف نے یہ تحریک پیش کی ہے جو روزنامہ "دی نیوز" کی اشاعت مورخہ 26 ستمبر 1998ء کی بنیاد پر ہے۔ اس میں یونیسف کی جس رپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے اس میں 1994ء میں لیے گئے samples کی بنیاد پر لاہور میں 81 فی صد آبادی آئیوڈین کی کمی کا شکار بتائی گئی ہے' جب کہ رواں سال 1998ء میں یہ پوزیشن نہیں ہے۔ یونیسف کی ہی رپورٹ کے مطابق پاکستان بھر میں گوائٹر کے صرف 32 فی صد کیس ہیں اور آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے مختلف قسم کے پیچیدہ امراض خطرناک حد تک بڑھنے کی خبر بھی درست نہ ہے۔ محکمہ صحت کا یہ موقف' پروگرام آفیسر ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن یونیسف ڈاکٹر نصیر نظامانی نے بھی تصدیق کیا ہے۔ میں امید کروں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف اس تفصیل کے بعد زور نہ دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں معزز وزیر کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ تقریباً 50 ملین پاکستانی آئیوڈین کی کمی کا شکار ہیں اور آئے دن اخبارات میں اور ہسپتالوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں اور اب تو وفاقی حکومت کی طرف سے اشتہارات بھی آ رہے ہیں۔ وفاقی وزیر صحت بار بار کہتے ہیں کہ آئیوڈین ملا نمک استعمال کریں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئیوڈین کی کمی لازماً ہے۔ پھر 1994ء میں صوبائی اسمبلی پنجاب میں قانون سازی کے ذریعے یہ mandatory بنا دیا گیا تھا کہ نمک میں آئیوڈین ملا کر دیں۔ حکومت نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ انسان

میں مکمل ذہنی اور جسمانی توانائی نہیں پائی جا رہی اور یہ بیماری بچپن میں ہی شروع ہو گئی ہے۔ میں ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ قانون سازی کے ذریعے آئیوڈین ملا نمک مہیا کرنا mandatory بنا دیا گیا ہے وہ کیوں نہیں مہیا کیا جا رہا۔ یہ اس قانون پر عمل درآمد کیوں نہیں کر رہے؟ کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ یہ ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور صرف یہ نہیں کہ ایک لکھا ہوا جواب آیا اور وزیر صاحب نے طوطے کی طرح فرفر یہاں پڑھ دیا۔

I am not satisfied with this reply of the honourable Minister. He is honourable and the brother of mine.

لیکن میں آپ سے خاص طور پر یہ گزارش کروں گا کہ آئیوڈین کی اس کمی کو دور کرنے کے لیے اور جو قانون سازی ہوئی ہے اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے خصوصی بجٹ مختص کیا جائے کہ آئیوڈین ملا نمک پنجاب کے لوگوں کو مہیا کیا جائے ورنہ یہ ہوگا کہ حکومت اس قانون سازی پر عمل نہ کر کے خود معذور ہو چکی ہے۔ خدارا! باقی بچے' نوجوان اور یہاں اس ایوان میں بیٹھے معزز اراکین کو تو کم از کم cripple ہونے سے بچا لیں۔

جناب چیئرمین: جی' معزز وزیر صاحب۔

وزیر صحت: جناب چیئرمین! یہ مجھے بھائی بھی کہہ رہے ہیں اور ساتھ طوطے کی زبان بھی کہہ رہے ہیں اور خود بھی یہ اعتراف کر گئے کہ خود کیا ہیں۔ کل بھی انھوں نے ایک بات کی جس میں انھوں نے common sense کی بات کی تھی۔ common sense اس بات میں تو استعمال کیا جا سکتا ہے کہ دل آئے ہوئے ہیں شاید بارش ہو جائے مگر common sense اس بات میں استعمال نہیں کیا جا سکتا یہاں اعداد و شمار کی بات ہو اور انھوں نے اس بات کا بھی اعتراف کر لیا ہے کہ وفاقی وزیر خود ٹیلی ویژن پر اشتہارات کے ذریعے اور اخباروں کے ذریعے اس بات کی تنبیہہ کر رہے ہیں اور educate کر رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس چیز کو آگے بڑھائیں گے اور ان کی بات پر محکمہ یقیناً ایکشن بھی لے گا اور آپ کی اس advice پر عمل بھی کرے گا۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں ان سے یہ بھی عرض کروں گا کہ 1994ء میں جو قانون سازی ہوئی ہے یہ اس پر بھی عمل درآمد کرائیں کیوں کہ اس میں mandatory بنا دیا گیا ہے کہ یہ جو بھی

تک بیچیں گے وہ آئیوڈین ملا نمک ہی بیچ سکتے ہیں۔ اگر یہ اس کی مجھے تسلی دیتے ہیں اور یہ confirm کرتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد کرائیں گے تو پھر میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

وزیر صحت: یقیناً ان کی ہر اچھی تجویز پر عمل درآمد ہوگا۔ حکومت پہلے بھی کر رہی ہے۔ لاہور میں 1994ء میں 81 فی صد تھا اب پورے پاکستان میں 32 فی صد ہے تو یقیناً حکومت کے کسی اقدام کی وجہ سے یہ رزلٹ سامنے آیا ہے تو ہم انشاء اللہ اس پر ضرور عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، مولانا چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب چیئرمین! پرسوں میں نے ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ بشارتی شعائیہ عبادات عیسائی کی طرف سے پانچ چھ روزہ پروگرام ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ تھا۔ مجھے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ آپ اس پر تحریک التوا پیش کریں۔ میں نے کل اس پر تحریک التوا بھی جمع کرا دی ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ مجھے اس تحریک کو پڑھنے کی اجازت دیں۔ یہ امن عامہ کا مسئلہ بن رہا ہے اور اس میں بہت زیادہ خطرات ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! یہ فائل پہلے ہی سپیکر صاحب کے زیر غور ہے جونہی انھوں نے کوئی فیصلہ فرمایا ان شاء اللہ مناسب وقت پر آپ کی یہ تحریک التوا کار لے لی جائے گی۔ فی الحال سید مسعود عالم شاہ صاحب کی تحریک التوا کار نمبر 41 ہے۔ یہ پیش ہو گئی تھی اور آج کے لیے پینڈنگ ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا۔

بلدیاتی اداروں کے ملازمین کو برطرف کرنے کا فیصلہ

--------(جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ): زیر بحث مسئلہ کے متعلق یہ بات اس حد تک درست ہے کہ این ایف سی سیکرٹریٹ نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ ضلع ٹیکس اور محصول چنگی کی وصولی کو سادہ اور سہل بنانے کے لیے جنرل سیل ٹیکس کے ساتھ منسلک کر دیا جائے۔ یہ تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہے اور اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس تجویز کے نتیجہ میں موصول چنگی اور ضلع

ٹیکس وصول کرنے والے تقریباً 12 ہزار ملازمین کے روزگار کا مسئلہ اور محصول چنگی اور ضلع ٹیکس سے بلدیاتی اداروں کو حاصل ہونے والی آمدنی کے متاثر ہونے کا امکان بھی حکومت پنجاب کے پیش نظر ہے۔ این ایف سی سیکرٹریٹ کی تجویز پر غور کرتے ہوئے ان پہلوؤں کو قطعاً نظر انداز نہیں کیا جا رہا۔ بلدیاتی اداروں کا شہری زندگی میں کردار اور اس کی اہمیت بھی حکومت پنجاب کے مدنظر ہے۔ اس تجویز پر حکومت پنجاب اس کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لا کر غور کر رہی ہے اور فیصلہ ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر کیا جائے گا۔ ایوان میں اس مسئلے پر بحث قبل از وقت ہے۔ شکریہ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! تحریک کا جواب تو وہ سن ہی نہیں پائے اور جب تک وہ جواب نہ سن پائیں اور مطمئن نہ ہوں تو میرے خیال میں اس وقت تک اس کو پینڈنگ کر دیا جائے۔

وزیر مال، جناب والا! تحریک التوائے کار میں یہ پروویژن ہوتی ہے کہ اس میں بحث کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس کو صرف ایوان میں پڑھنا ہوتا ہے۔ اگر محرک ہوتے بھی تو انھوں نے اس کو پڑھنا تھا اور وزیر نے اس کا جواب دینا تھا۔ لہٰذا اس کو disposed of کر دیں۔

جناب چیئرمین، اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 42 الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور آج کے لیے pending ہے۔

ضلع اوکاڑہ میں جامع مسجد کے ساتھ غلیظ ترین تالاب کی موجودگی

--------(جاری)

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجہ)، جناب چیئرمین! اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ سے رابطہ کیا گیا۔ انھوں نے رپورٹ دی ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے 1985ء سے 1998ء تک اس نام کی کوئی سکیم موضع خیرپور داخلی نہال مہار ضلع اوکاڑہ میں تعمیر نہ کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق 1993ء میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اوکاڑہ نے اس موضع کے لیے ایک ڈرینج سکیم شروع کی جس کی لاگت کا تخمینہ 26.49 لاکھ تھا اور یہ منصوبہ 1996ء میں مکمل کر کے مقامی لوگوں کی کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا جو اس سکیم کو چلانے کے ذمہ دار تھے۔ تاہم ضلعی انتظامیہ نے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو ہدایت کی ہے کہ ان کا کوئی سینئر آفیسر خود موقع پر ملاحظہ کر کے صفائی کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ تحریک جو محرک نے پیش کی ہے۔ اس

میں specifically محکمہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق کہا گیا تھا کہ یہ سکیم انھوں نے بنائی ہے۔ اس کی تو میں نے وضاحت کر دی ہے کہ انھوں نے نہیں بنائی ہے۔ معزز رکن کی اس تحریک کو پیش کرنے کی جو منشاء تھی وہ یہ تھی کہ اس معاملے کو حکومت کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ حکومت اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی اقدامات کرے۔ اس کے لیے میں محرک کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے خصوصی طور پر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو احکامات جاری کیے ہیں کہ وہ فوری طور پر اقدامات کرے تاکہ اس مسئلے کا فوری حل نکالا جا سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے' تو یہ disposed of ہوتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 43' جناب عبدالرحمن گجر صاحب کی ہے۔

نوشہرہ ورکاں میں کالج کا اجراء

جناب عبدالرحمن گجر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرا حلقہ نوشہرہ ورکاں میں بچوں کی تعلیم کے لیے کوئی کالج نہ ہے۔ جب کہ ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر کالج موجود ہے۔ اس وجہ سے میرے علاقے میں بہت مایوسی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ استدعا ہے کہ میرے حلقے کی اس محرومی کو دور کرنے کے لیے ایوان میں میری تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، جی' وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب والا! معزز ممبر نے درخواست کی ہے کہ نوشہرہ ورکاں میں لڑکوں کا ڈگری کالج یا بچیوں کا کالج بنایا جائے یا یہ کہ یہاں دونوں ہی کالج نہیں ہیں۔ میں اس میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک بچیوں کے ڈگری کالج کا تعلق ہے تو اس کی منظوری پہلے ہی ہو چکی ہے۔ اس کے لیے اس سال 98-1997ء کے بجٹ میں تقریباً 4 ملین سے زیادہ پہلے ہی خرچ ہو گئے ہیں اور اس سال بھی بجٹ میں اس کی provision ہے تو جیسے ہی یہ عمارت مکمل ہو گی تو لڑکیوں کے ڈگری کالج میں کلاسز کا اجراء ان شاء اللہ ہو جائے گا۔ جہاں تک لڑکوں کے ڈگری کالج کا تعلق ہے تو مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نوشہرہ ورکاں میں تعلیم کی طرف رجحان کم ہے۔ یہ اپنے بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کریں ہم ان شاء اللہ کالج کھولنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب عبدالرحمن گجر، جناب چیئرمین! میرا حلقہ جو نوشہرہ ورکاں ہے وہاں لڑکیوں کا ڈگری کالج تو ہے۔ لیکن لڑکوں کا کوئی ہائر سیکنڈری سکول بھی نہیں۔ وہاں سے گوجرانوالہ 32 ' 33 کلومیٹر دور ہے۔ نوشہرہ ورکاں میں تقریباً سب سے اچھے رزلٹ آ رہے ہیں۔ یہ کس طرح کہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو تعلیم کی طرف لائیں۔ آپ ہاؤس میں یہ وعدہ کریں کہ وہ کالج بنے گا۔ تو ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم، جناب چیئرمین! ان کے علاقے میں تقریباً دس ہائی سکول ہیں۔ جن کی مشترکہ کارکردگی یہ ہے کہ 177 لڑکے میٹرک میں پاس ہو رہے ہیں۔ یہ دس سکول 177 بچے پاس کر رہے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کا یہ حال ہے۔ اس لیے میں نے گزارش کی ہے کہ ان کو کہیں کہ یہ بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کریں۔ گورنمنٹ تو کبھی ہچکچاہٹ نہیں کرتی۔ ہم تو ایسے ادارے کھولنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالرحمن گجر، جناب چیئرمین! مجھے یہ بتائیں کہ وہاں جو بھی استاد لگے ہوئے ہیں۔ کیا انھوں نے وہ سب qualified لگائے ہوئے ہیں؟

وزیر تعلیم، کسی کا ڈیرہ بنانے کے لیے عمارت نہیں بنائی جا سکتی۔ یہ پہلے بچوں کو پڑھائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ماشاء اللہ ہمارے وزیر تعلیم اور معزز رکن کا difference بہت زیادہ ہے۔ نہ وزیر تعلیم ' ہمارے معزز رکن کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ معزز رکن' وزیر تعلیم کو سمجھ سکتے ہیں۔ دونوں کا educational difference بہت زیادہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ چودھری اقبال صاحب بہت سینئر ہیں۔ وہ کوئی بیچ بچاؤ کروائیں۔ کوئی ایسے طریقے سے یہ مسئلہ حل کروائیں تاکہ ہاؤس میں ہم اچھے طریقے سے ایک دوسرے کو قائل کر سکیں۔

جناب چیئرمین، جی' رفیق حیدر لغاری صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں تو سن کر حیران رہ گیا۔ جو وزیر موصوف نے یہاں ہائی سکولوں کے رزلٹ کے figures بتائے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم سب اس کو ہنسی مذاق میں ٹال دیں۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی حیران کن اور ہمارے لیے بہت ہی باعث شرمندہ

figures ہیں کہ کتنے ہائی سکولوں میں سے کتنے لڑکے ہم نکال سکے جو کہ صرف پاس کر کے آگے انٹر میڈیٹ میں جا سکتے ہیں۔ محرک نے تو کالج کے لیے تحریک دی ہے۔ میں وزیر موصوف وزیر تعلیم سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ یہ نکتہ ان کے لیے ضرور سوچنے کا نکتہ ہونا چاہیے کہ ان ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر یا اساتذہ یا ان کے اپنے تعلیمی نظام میں کہاں خرابی ہے کہ یہ ہاؤس پورے پنجاب کا نمائندہ ہے۔ آج ہم تعلیم کے معیار کے اوپر خود ہی ہنس رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اس پر شرمندہ ہونا چاہیے تھا۔ آپ دیکھیں کہ بقول حکومت وقت کے کہ ہم سب سے زیادہ کوشش، جس طرح کہتے ہیں کہ war footings پر نظام تعلیم کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر تعلیم یہ رزلٹ بتاتے ہوئے خود بھی a kind of guilt کچھ محسوس کر رہے تھے؟ کیا وہ اس کے بارے میں کچھ کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، جی، رانا ثناء اللہ صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میرا اعتراض یہ ہے کہ معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ پورے ایوان کے لیے یہ باعث شرمندگی ہے اور پورا ایوان معیار تعلیم پر ہنس رہا ہے۔ انھوں نے یہ بالکل غلط فرمایا ہے ایوان قطعی طور پر معیار تعلیم پر نہیں ہنس رہا، وہ تو صرف وزیر تعلیم پر ہنس رہا ہے۔ (قہقہہ)

جناب چیئرمین، جی، معزز وزیر تعلیم!

EDUCATION MINISTER: I pay compliments to a sense of common sense and sense of decency.

وزیر مال ، جناب والا! کیا رولز اجازت دیتے ہیں کہ کسی تحریک التوائے کار پر اس طرح کی بحث ہو سکتی ہے؟ میرے خیال کے مطابق یہ ہے کہ جب تک ہاؤس کسی تحریک کو پاس نہیں کرتا اس وقت تک اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس طرح cross questions اور باتیں کرنے کی رولز اجازت نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین، اس پر یقیناً رولز بڑے clear ہیں۔ ایک تحریک التوائے کار پر اس نوعیت کی بحث جو شروع ہوئی، اس کی رولز اجازت نہیں دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی پارلیمینٹرین جو یہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ سب رولز سے بھی کما حقہ واقف ہیں۔

جناب چیئرمین، کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑی سی liberty ہم دے دیتے ہیں اور کچھ liberty

وہ لے لیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے رولز پر کوئی زد نہیں پڑنی چاہیے۔ رولز جوں کے توں ہیں اور آئندہ خاص طور پر ہمارے جو سینئر احباب ہیں ان کو اس پر محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ چونکہ یہ اسمبلی پورے پنجاب کی نمائندگی کرتی ہے۔ پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان کے لیے کیا پالیسیاں مرتب کرتے ہیں؛ ہمارا ڈسکشن اور مختلف نکتہ ہائے اٹھانے کا level کیا ہے؛ میری توقع یہ ہے کہ ہم آئندہ انشاء اللہ زیادہ باوقار اور محتاط رویہ اختیار کریں گے۔ میں شکر گزار ہوں۔ جی' عبدالرحمن صاحب۔

جناب عبدالرحمٰن گجر، جناب چیئرمین! مجھے یقین دلوایا جائے کہ کیا وزیرتعلیم وہاں پر کالج بنوانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر رکھتے ہیں تو یہ ہمیں کتنی دیر میں کالج بنا کر دیں گے؟

جناب چیئرمین، جی' وزیرتعلیم صاحب!

وزیرتعلیم، جناب والا! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جب تک کالج میں لڑکے داخل کرنے کرنے کے لیے موزوں تعداد نہیں ہوگی تو کالج کا بنانا کسی لحاظ سے بھی موزوں نہیں ہوگا۔ آپ کے وہاں پر اس وقت جو ادارے ہیں' آپ کے اس علاقے میں ہائی سکول اور دو انٹر کالجز ہیں' آپ ان کی out put بڑھائیں جس سے یہ justify ہو سکے کہ وہاں پر ڈگری کالج کی بھی ضرورت ہے۔ جب تک وہ نہیں ہوگا تو میں نے کہا ہے کہ وہ بلڈنگ کسی کا ڈیرہ بنانے کے لیے تو بنائی نہیں جا سکتی۔ اس لیے میں نے موصوف سے گزارش کی تھی کہ یہ اپنے علاقے میں خود بھی دلچسپی لیں۔ وہاں جا کر والدین کی کمیٹیوں کو بھی اس طرف راغب کریں۔ اپنے لٹریسی ریٹ کو بڑھائیں انشاء اللہ گورنمنٹ ایسی جگہوں پر کالج و سکول کھولنے کے لیے تیار ہے۔

چودھری شمشاد احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شمشاد احمد خان، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نوشہرہ ورکاں پی پی 82 جو حلقہ ہے وہ میرے ساتھ ہی ملحقہ حلقہ ہے۔ نوشہرہ ورکاں ایک تحصیل ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ اس شہر سے ملحقہ بہت سے دیہات ہیں۔ وہاں پر کالج کی اشد ضرورت ہے۔ وہاں پر کالج بننا چاہیے۔ جس طرح میرے ساتھی نے فرمایا ہے کہ یہ واقعی بڑی فکرمندی کی بات ہے کہ اگر وہاں پر ایجوکیشن کی شرح اتنی کم ہے کہ وہاں پر بہت کم طالب علم پاس ہوتے ہیں تو واقعی

بہت فکرمندی کی بات ہے۔ تعلیم دینا محکمہ تعلیم کا فرض ہے نہ کہ وہاں اس حلقہ کا جو منتخب نمائندہ ہے۔ اس کا بھی فرض ضرور بنتا ہے کہ وہ چیک کرے لیکن محکمہ تعلیم کا جو نوشہرہ ورکاں کا سسٹم ہے میں اپنے وزیر تعلیم کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں وزٹ کریں اور دیکھیں کیونکہ وہ بار بار ایک بات کا ذکر کر رہے ہیں کہ "یہ نہیں کہ کالج وہاں پر کسی کے ڈیرہ کے لیے بنا دیا جائے کہ وہ اسے ڈیرے کے طور پر استعمال کریں۔" اب کتنے وہاں پر ایسے سکول اور کالجز ہیں جو ڈیرے کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں؟ کیا وہاں پر کوئی وزٹ کیا گیا ہے؟ کوئی ایسی رپورٹ مرتب کی گئی ہے کہ فلاں فلاں کالجز یا فلاں فلاں سکول جو ہیں وہ فلاں فلاں ڈیروں میں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا ان کے پاس کوئی figures ہیں کہ وہ کون سے سکول ہیں جہاں پر لوگوں نے اپنے ڈیرے بنائے ہوئے ہیں؟

جناب چیئرمین، جی، شکریہ! محرک اپنے علاقے کی تعلیمی ضروریات کو high-light کرنا چاہتے تھے اور منسٹر صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ حکومت کسی مرحلے پر بھی hesitate نہیں کرے گی اور وہ اپنی پالیسی کے تحت ہی وہاں پر کالجز بنائے گی۔ آپ مہربانی کر کے وہاں پر والدین کی کمیٹیوں کو اس بات پر اکسائیں کہ وہاں پر بہتر ماحول پیدا ہو، تو وہ اس کے لیے تیار ہیں۔ آپ نے جس مسئلے کو high-light کرنا چاہا وہ میرا خیال ہے کہ کافی حد تک آپ اس بات میں کامیاب رہے کہ آپ ان کے نوٹس میں لے آئے اور انھوں نے اپنی طرف سے یہ یقین دہانی کرا دی ہے کہ وہ یقینی طور پر اس بات کو seriously لیتے ہیں۔

جناب عبدالرحمٰن گجر، جناب چیئرمین! یہ بات نہیں ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب جو فرما رہے ہیں کہ دس ہائی سکولوں میں سے تقریباً 177 لڑکے پاس ہوئے ہیں۔ جتنے بھی یہ بتا رہے ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ جو حلقہ نوشہرہ ورکاں ہے، میں ایمان داری سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں میرے گاؤں میں کوئی مڈل سکول نہیں جہاں پر میں رہتا ہوں اور نہ ہی میرے ڈیرے پر ہے۔ نہ ہی ہمارے گاؤں میں کوئی سرکاری عمارت بنی ہے۔ یہ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے اپنے ڈیرے کے لیے کالج بنانا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ شہر نوشہرہ ورکاں میں یہ کالج بنے۔ تو یہ کیوں نہیں بناتے؟ یہ اس floor پر جھوٹ بول کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہاں پر ڈیرے بنتے ہیں۔ یہ بنتا ہے، وہ بنتا ہے۔ جن کے ڈیرے پر یہ بنے ہیں ان کا تو انھوں نے کچھ کیا نہیں ہے۔ یہ اس طرح ہم تمام ممبران کی عزت اچھال رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، جی' پلیز۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں آپ کو figures پڑھ کر سناتا ہوں۔ گورنمنٹ ہائی سکول نوشہرہ ورکاں۔ 135 طلباء نے میٹرک کا امتحان دیا۔ صرف 40 پاس ہوئے اور وہ بھی زیادہ تھرڈ ڈویژن میں۔ اس کے علاوہ ان کے علاقے میں ہی جو انٹر کالج' ڈگری کالج کو feed کرسکتا ہے اس میں40 طلباء نے امتحان دیا اور صرف 4 پاس ہوئے۔ تو اس طرح کی feeding strength کے اُوپر ڈگری کالج فی الحال تو بنانا بہت مشکل ہے۔ میں نے یقین دہانی کرائی ہے اور گزارش کی ہے کہ یہ تعلیمی معیار کو بڑھائیں۔ تعلیم کا معیار بڑھانا صرف تعلیم کے محکمے کی ہی ذمہ داری نہیں۔ اس میں ہم سب بحیثیت سوسائٹی شامل ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس میں جب تک سوسائٹی کی اپنی moral commitment نہیں ہوتی تب تک کسی معاشرے کا تعلیمی معیار نہیں بڑھ سکتا۔

جناب چیئرمین، جی' شکریہ۔ اعظم چیمہ صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! آج بحث کچھ عجیب سی چھڑی ہے۔ ویسے سنتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ بعض اوقات ارادہ یہ بنتا ہے کہ نہ بات کی جائے۔ لیکن پھر ضمیر بھی لعنت ملامت کرتا ہے کہ کوئی نہ کوئی بات کرنی چاہیے کہ آئے ہیں اور ٹی۔ اے' ڈی۔ اے لیتے ہیں۔

جناب والا! قانون یا رولز کے مطابق شاید تحریک التوائے کار بھی نہ بنتی۔ لیکن اصول' اخلاق' محکمے اور حکومت کے جواب کے مطابق شاید جواب بھی درست نہ ہو۔ اب عرض یہ ہے کہ آئین میں یہ درج ہے کہ تعلیم' صحت اور باقی ضروریات کا مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ جواب قطعاً قبول نہیں کہ وہاں علاقے کے لوگ ان پڑھ ہیں اور تعاون نہیں کرتے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ میں وہاں کا قریب ترین رہنے والا ہوں۔ بچوں سے زیادہ وہاں کلاشنکوفیں ہیں اور قبائلی علاقے سے بھی زیادہ عجیب حالات ہیں۔ لیکن اس کو راہ راست پر لانا' قوم کو بنانا' پڑھانا اور پروان چڑھانا ہماری ذمہ داری ہے' ہماری پارٹی کا منشور ہے' ہمارا مینڈیٹ ہے' ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن ہم نے پالیسی دی۔ بڑا اچھا انتظام کیا۔ امتحانوں میں نقلیں نہیں مارنے دیں۔ رزلٹ ٹھیک ہوئے۔ لوگوں کو راہ راست پر لائے۔ فوجیوں سے ہم نے سروے کروایا کہ وہ ان سکولوں کو دیکھیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس بحث پر کوئی وقت رکھنا چاہیے تھا۔ تین سال سے کوئی کسی قسم کی بھرتی نہیں اور پھر جس ملک کا معیار یہ ہو کہ میٹرک پاس پی۔ ٹی۔ سی ٹیچر ہو اور وہ نئے نونہال کو تعلیم دے' خود وہ تھرڈ

ڈویژن، سیکنڈ ڈویژن ہو تو پھر وہ خاک پڑھائے گا۔

جناب والا! یہ پالیسی ہوتی کہ بی۔ اے اور ایف۔ اے کے طالب علم میرٹ پر بھرتی ہوتے۔ اب بلڈنگیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں استاد کوئی نہیں۔ سکول ہیں وہاں استاد نہیں جاتے۔ میرے ایک سکول قلعہ دیدار سنگھ میں 77 ٹیچر لگے ہوئے ہیں۔ وہاں 500 کے قریب طالب علم ہیں۔ میں نے تحریک استحقاق بھی دی۔ سب کچھ کیا لیکن محکمہ تعلیم نے کچھ نہیں کیا۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، وزیر قانون صاحب! آپ میری تھوڑی سی بات سن لیں۔ آپ کو یقیناً بر محسوس ہو رہا ہو گا۔

وزیر قانون، مجھے کوئی برا محسوس نہیں ہو رہا۔ میں قواعد کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! ایک تحریک التوائے کار معزز رکن نے پیش کی۔ اس کے بعد short statement بھی رولز کے مطابق نہیں بنتی۔ معزز وزیر صاحب نے جواب دیا۔ اگر رولز کے مطابق بنتی ہے تو آپ اس کو admit کریں۔ دو گھنٹے کے لیے بحث کریں اگر نہیں بنتی تو اس disposed of کریں۔ لیکن یہ جو جنرل ڈسکشن کا ماحول پیدا ہو گیا ہے اور جو میرے انتہائی قابل احترام بزرگ چیمہ صاحب فرما رہے ہیں یہ تو ایجوکیشن پالیسی کے حوالے سے تھا جو اس ہاؤس میں پہلے ہی ہو چکی ہے۔ اگر پھر کوئی بات ہے تو نئی تحریک التوائے کار دی جا سکتی ہے اور اس پر جنرل ڈسکشن کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایک specific تحریک کو اگر آپ اتنا لمبا لے جائیں اور معزز ارکان اس پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کر دیں تو اس سے بہتر ہے کہ آپ اس کو in order قرار دے کر اس پر جنرل ڈسکشن کروا لیں۔

جناب چیئرمین، اس کو ہم اب disposed of کرتے ہیں۔ اس پر کافی گفتگو ہو چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ اسے highlight کر چکے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب چیئرمین: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب نے مصروفیت کی وجہ سے 15 ستمبر کی رخصت طلب کی ہے۔

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: جناب عاشق حسین گوپانگ صاحب نے بوجہ ناسازی طبع مورخہ 15 ستمبر 1998ء تا 17 ستمبر 1998 رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری عبدالغفور

سیکرٹری اسمبلی: چودھری عبدالغفور صاحب نے ناسازی طبع کی وجہ سے 16 ستمبر 1998ء کے لیے ایک یوم کی رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی: جناب شوکت علی لالیکا صاحب نے مصروفیت کی وجہ سے 12 ستمبر کی رخصت طلب کی ہے۔

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے 18 ستمبر 1998ء بروز جمعہ کو ضروری امور کی وجہ سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب پیٹر گل

سیکرٹری اسمبلی، جناب پیٹر گل صاحب نے درخواست کی ہے کہ میں مورخہ 21 ستمبر 1998ء سے باقی ایام میں ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ رخصت دی جائے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی، جناب حاجی اللہ یار انصاری صاحب نے درخواست کی ہے کہ مورخہ 17 ستمبر 1998ء اور 24 ستمبر 1998ء کے اجلاس میں اہم مصروفیات کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا رخصت منظور کی جائے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار محمد مسعود خان گادھی

سیکرٹری اسمبلی، سردار محمد مسعود خان گادھی صاحب نے درخواست کی ہے کہ 21 ستمبر اور 22 ستمبر کی رخصت دی جائے۔ کیونکہ وہ ضروری مصروفیات کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکیں گے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد حنیف اعوان

یکرٹری اسمبلی، ملک محمد حنیف اعوان صاحب نے درخواست کی ہے کہ:

My beloved mother has died on 7th of this month; so I am unable to attend current Assembly session. Leave may be allowed for 15th September, 1998.

اب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک غلام مرتضٰے بیتلا

یکرٹری اسمبلی، ملک غلام مرتضٰے بیتلا صاحب نے درخواست کی ہے کہ بوجہ ناسازی طبع میں مورخہ 21 نبر تا 23 ستمبر کو منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں۔ ازراہ کرم تین یوم ں رخصت منظور کی جائے۔

اب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایس ۔ اے حمید

لرٹری اسمبلی، جناب ایس ۔ اے حمید صاحب نے درخواست کی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے مورخہ 15 بر کے شروع ہونے والے اجلاس میں بوجہ خرابی صحت مورخہ 15 تا 18 ستمبر اور 24 تا 25 بر اجلاس میں شرکت نہ کر سکا رخصت منظور کی جائے۔

ب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد حیات اُترا

SECRETARY ASSEMBLY: Malik Muhammad Hayat Utra has requested leave for 21st September, 1998.

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خورشید احمد صوفی

SECRETARY ASSEMBLY: Mr Khurshid Ahmed Soofi has requested for leave for the entire session on account of personal occupation.

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری خالد جاوید وڑائچ

سیکرٹری اسمبلی، چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب نے بوجہ بیماری 15 ستمبر تا اختتام اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی، جناب تاج محمد خانزادہ صاحب نے درخواست کی ہے کہ،

for the entire session leave may be granted.

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد ریاض ملک

سیکرٹری اسمبلی، جناب محمد ریاض ملک صاحب نے درخواست کی ہے کہ 29 ستمبر 1998ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا ایک یوم کی رخصت دی جائے۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد اسلم خان

SECRETARY ASSEMBLY: Mr Muhammad Aslam Khan has requested leave for 24th . 25th and 28th September, 1998 as he could not attend ı session on account of the sad demise of his father.

ب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید مسعود عالم شاہ

مرٹری اسمبلی، مسعود عالم شاہ صاحب نے درخواست کی ہے کہ میں نجی مصروفیت کی بنا پر 30 ستمبر یکم تا 5 اکتوبر اگر سیشن جاری رہا تو حاضر نہیں ہو سکوں گا رخصت منظور فرمائی جائے۔

ب چیئرمین، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

لوی محمد سلطان عالم انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض رنا چاہتا ہوں کہ ابھی ایک تحریک التوائے کار پر تعلیم کے متعلق بڑی لمبی گفتگو ہوئی اور جنابنے وہ disposed فرما دی۔ اسی سلسلے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن تعلیم پر بحث کا دن تھا ، دن وقت کی قلت کی بنا پر جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اور اس کے بعد وزیر تعلیم صاحب نے ، کی لیکن ممبران کو بات کرنے کا موقع نہ مل سکا اور آج آپ نے دیکھ لیا ہے کہ تعلیم کے متعلق ب بہت سی باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ مناسب ہو گا کہ تعلیم پر کوئی وقت مخصوص کیا جائے اور سب رز ممبران کو بولنے کا موقع دیا جائے۔ ہم بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ مناسب وقت مقرر لادیں تو بہتر ہو گا۔

ب چیئرمین، آپ کی بات مناسب ہے۔ مختلف محکمہ ہائے کے بارے میں یہاں پر بحث و تمحیصکا سلہ پہلے بھی ہوتا رہا اور آئندہ بھی ہو گا۔ انشاء اللہ وقت آنے پر یہ بھی ہو جائے گا۔

Now I would request the Health Minister to resume his speech.

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے آپ کے سیکرٹریٹ میں ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی وہ کافی دنوں سے pending ہے اور مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہو سکا کہ اس کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کی تحریک استحقاق سپیکر صاحب کے پاس زیر غور ہے اس کے بارے میں آپ کو بتا دیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وہ پچھلے تین چار دن سے زیر غور ہے۔ اس کے بعد جو submit ہوئی ہیں وہ تو ہاؤس میں آ گئی ہیں تو اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ جناب سپیکر صاحب نے اسی چیئر پر بیٹھے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ دوبارہ جمع کروا دیں ہم اس کو ہاؤس میں لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ کی یہ تحریک استحقاق ایک دفعہ فارغ کر دی گئی تھی ۔ اس کے بعد آپ نے دوسری تحریک استحقاق review کے لیے دی ۔ اب وہ ان کے زیر غور ہے۔ آپ کو اس کی اطلاع ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین،جناب! میں نے یہ with the permission of the chair دوبارہ submit کی ہے۔

جناب چیئرمین، اس کی جو state of affairs ہے وہ آپ کو بتا دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کافی ہے۔ انشاء اللہ آپ کو اس سے آگاہ کر دیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں کہ ڈپٹی سپیکر صاحب اپنے کمرے میں میرے الفاظ ضرور سن رہے ہوں گے تو شاید اسی التجا پر وہ اس کو consider کریں۔ آج اجلاس prorogue ہو رہا ہے اور وہ اس prorogation کی زد میں آ جائے گی پھر دیکھیں اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

جناب چیئرمین، جی۔ وزیر صحت صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! جس طرح میرے بھائی معزز سعید اکبر خان صاحب نے ایک تحریک استحقاق کا ذکر کیا ہے۔ میں بھی ایک تحریک استحقاق کا ذکر کر چاہتا ہوں۔ میں مناسب نہیں سمجھتا تھا کہ میں معزز وزیر کو interrupt کروں۔ شاید ان کا low of

thoughts disturb ہو رہا ہو۔ لیکن میں اس لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاید آج سیشن prorogue ہو جائے کیونکہ اسی طرح کے کچھ عنوان نظر آ رہے ہیں۔

جناب والا! میں نے ایک تحریک التوائے کار زرعی انکم ٹیکس پر دی تھی۔ اس میں' میں نے یہ عرض کیا تھا کہ 1997-98 کا جو زرعی انکم ٹیکس ہے حکومت وہ اپنے قانون کے مطابق بھی غلط وصول کر رہی ہے تو اس پر تھوڑی دیر بحث و مباحثہ ہوا۔ اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب چیئر کر رہے تھے۔ انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وزیر قانون' لیڈر آف دی اپوزیشن اور سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو بیٹھ کر اس کو sort out کریں گے اور اگر واقعی وہ قانون کے خلاف ہو رہا ہے تو اس کی collection بند کر دی جائے گی۔ میں نے اس وقت یہ point out بھی کیا تھا کہ کافی گرفتاریاں بھی ہو رہی تھیں as arrears of land revenue وہ کاشتکاروں کو گرفتار کر رہے تھے۔ اس کے بعد مجھے محکمہ قانون کی طرف سے ایک چٹھی ملی کہ فلاں تاریخ کو یہ میٹنگ ہو گی۔

اس میٹنگ والے دن جیسا کہ آپ کو پتا ہی ہے کہ امن و امان کی صورت حال کیا ہے ' ڈی آئی جی قتل ہو گئے ۔ تو پھر محترم وزیر قانون کو وہاں جانا پڑ گیا۔ اس کے بعد پانچ چھ مہینے کوئی میٹنگ منعقد نہیں ہوئی ۔ اس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی ۔ اس وقت جناب ڈپٹی سپیکر جو کہ صدارت کر رہے تھے۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ وہ اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ آج اگر اجلاس prorogue ہو رہا ہے پھر یہ معاملہ لٹک جائے گا۔ پھر انھوں نے چار مہینے سیشن نہیں بلانا ۔ تو میں آپسے استدعا کرتا ہوں کہ اس کے لیے مناسب احکامات جاری فرمائے جائیں۔

جناب چیئرمین، چونکہ پہلے سے یہ بات طے ہو چکی ہے اور اس پر آپ کی تحریک استحقاق بھی آ چکی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ آپ کی باری آنے پر وہ پیش ہو جائے گی ۔ اس وقت میں گزارش کروں گا کہ وزیرصحت اپنی بات کا آغاز کریں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون' ادارہ جات صحت و طب پنجاب' مصدرہ 1998ء

---------(جاری)

وزیرصحت، (راجہ اشفاق سرور)، شکریہ' جناب چیئرمین قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے ممبران نے بل کے پاس کرنے میں autonomy کو توڑ مروڑ کر ایوان میں اور اخبارات کے ذریعے اس طرح

پیش کرنے کی کوشش کی کہ جس طرح ہسپتال privatize ہو رہے ہیں۔ اور پھر اپنی تصحیح بھی خود ہی کی کہ پہلے تو privatization پر اڑے رہے ۔ جب دیکھا کہ حکومت کے اقدامات یا حکومت کا کام یقیناً autonomy کی طرف جا رہا ہے تو انھوں نے اپنے آپ کو back track کر کے پندرہ منٹ اس بات کی وضاحت پر لگائے اور اعتراف بھی کیا کہ autonomy تو ہو رہی مگر بالآخر privatization کی طرف جا رہے ہیں ۔ جس میں ایوان میں نہ تو بل میں کوئی ایسا loop-hole سامنے آیا یا کوئی ایسی چیز سامنے آئی کہ اب مجھے یقین ہے کہ یہ اپنے آپ کو re-track کر کے بالآخر اس بات کا اعتراف کریں گے کہ یہ واقعی ہی autonomy تھی ۔ انھوں نے جو سب سے بڑا اعتراض کیا اور جو سب سے بڑی بات کی وہ چیف ایگزیکٹو کے اختیارات تھے ۔ انھوں نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو کو جب ہسپتال پہ لگایا جائے گا تو اس کے پاس سیاہ و سفید کے کلی اختیار ہوں گے۔ وہ جو چاہے کرے مگر ان کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ چیف ایگزیکٹو کے پاس کلی اختیار نہیں ہیں۔ وہاں جس ہسپتال کو بھی autonomy دی گئی' چیف ایگزیکٹو مقرر کیا گیا تو اس ہسپتال میں management committee بنا دی گئی ۔ اور اس management committee میں non officials کی اکثریت ہے ۔ non official پانچ ہوں گے جو کہ معززین علاقہ ہوں گے ۔ علاقے کے شریف لوگ جن کے نام چیف ایگزیکٹو بھیجے گا ان میں سے حکومت نام منتخب کرے گی ۔ اس وجہ سے یہ کیا گیا ہے کہ حکومت کی طرف سے یہ نام impose نہیں کر رہے۔ ہم چیف ایگزیکٹو کو وہ پلیٹ فارم دے رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! معزز وزیر صحت میری اس تقریر کو یا میرے ان الفاظ کو بڑا distort کر کے یہاں بیان کررہے ہیں ۔ اب یہ جو بل کی بات کر رہے ہیں۔ بل میں بھی یہی دیا ہوا ہے کہ پانچ non official member ہیں' ان کو چیف ایگزیکٹو نامزد کرے گا۔ یہ میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں ۔ جب بل کلاز بائی کلاز آئے گا تو اس وقت ان کو وہ بھی نظر آ جائے گا کہ وہ جو پانچ آدمی نامزد کرنے ہیں وہ بھی چیف ایگزیکٹو نے کرنے ہیں۔ اس کو تو انھوں نے واقعی اتنا power full بنا دیا ہے. He should stand corrected.

جناب چیئرمین، وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب چیئرمین! ان کو آپ نے پہلے وقت بھی دیا اور یقیناً میں نے اس اسمبلی کی روایات

کو برقرار رکھتے ہوئے ان کو interrupt نہیں کیا۔ مگر پھر میں ان کی تصحیح کرتا ہوں کہ چیف ایگزیکٹو نامزدگی نہیں کرتا۔ چیف ایگزیکٹو دس نام تجویز کرتا ہے ۔ اور پھر حکومت ان میں 5 نام چن کر ان non officia کو نامزد کرتی ہے ۔ انھوں نے جناح ہسپتال کے حوالے سے بات کی کہ جناح ہسپتال سے چھ ڈاکٹروں کو نکال دیا گیا مگر انھوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ وہ چیف ایگزیکٹو نے اپنے قلم سے نہیں کیا بلکہ اس ادارہ کی مینجمنٹ کمیٹی کی منظوری سے کیا۔ ان کی یہ بات کہ چیف یگزیکٹو کے پاس کلی اختیارات ہیں ۔ ایسی بات بالکل نہیں ہے ۔ پھر چیف ایگزیکٹو ایک سال کے contrac پر ہے۔ اس کی اگلے دو سال کے لیے renewal ہوسکتی ہے ۔اور پھر اس کے ساتھ ساتھ سال میں چار دفعہ ہسپتال کا آڈٹ ہوگا اور وہ روایتی فنانشل آڈٹ نہیں ہوگا ۔ مینجمنٹ کا بھی آڈٹ ہوگا' میڈیکل کا بھی آڈٹ ہوگا اور وہ آڈٹ گورنمنٹ کے محکمہ جات نہیں کریں گے ۔ وہ آڈٹ کسی تیسری پارٹی کے ذریعے ہوگا اور پھر یہ system of accoutability کسی اور پبلک سیکٹر میں نظر نہیں آتا۔ یہ صرف پہلی دفعہ autonomy کے ساتھ evolve کیا گیا ہے اور ان شاء اللہ اس کے دوررس نتائج سامنے آئیں گے ۔ تاریخ میں پہلی دفعہ ہسپتالوں میں اس autonomy کے دوران اگر کوئی مریض آئے گا جیسے کہ پہلے روایت رہی ہے کہ مریض مرا تو اس کے عزیز اٹھا کر لے گئے اور جا کے دفنا دیا ۔ پہلی دفعہ اس autonomy کے ساتھ یہ ہوگا کہ اگر مریض ہسپتال میں مرے گا تو مریض کے مرنے کی پوری تحقیق ہوگی اور ڈاکٹروں کو اس بات کا جواب دہ ہونا پڑے گا کہ یہ مریض کس جہ سے مرا۔ کہیں ڈاکٹر کی نا اہلی کی وجہ سے تو نہیں مرا؟ پھر ہسپتالوں میں پروفیسرز کی حاضری خواہ ہ او پی ڈی میں ہو یا وارڈ میں کو یقینی بنایا گیا۔ انھوں نے جو بات کی کہ مشینیں خراب پڑی ہوئی ہیں۔ autonomy آنے کے بعد لاہور کے ہسپتالوں کے حوالے سے یا دو اور ہسپتال ہیں ان کے والے سے وہ مشینیں جو عرصہ دراز سے خراب پڑی تھیں وہ اب کام کر رہی ہیں ۔ مجھے تو افسوس اس ت کا ہے کہ کوئی اچھا اقدام بھی ہو' خواہ وہ آنے کے حوالے سے کیا گیا ہو تو بجائے اس بات کے کہ اس اسمبلی میں اس کا اعتراف کیا جائے کہ چیف منسٹر پنجاب نے یا اس حکومت نے ایک چھا اقدام کیا ہے اور غریب لوگوں کو ریلیف دیا ہے ۔ یہ اٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ زکوٰۃ میں سے ایک وپیہ دیا گیا ہے ۔ اسی طرح autonmy کا بل پیش ہوا تو اس کو distort کر کے اسمبلی میں یہ کہہ ہے ہیں کہ اس کو پرائیویٹائز کیا جا رہا ہے ۔ پھر یہ غریبوں کی بات کرتے ہیں ۔

جناب والا! آج اس حکومت کے اقدامات کی وجہ سے' اس حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے 15

لاکھ لوگوں کا ایمرجنسی میں مفت علاج ہو رہا ہے۔ میں facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ پنجاب کے ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں 15 لاکھ غریب آدمیوں کو آج مفت علاج مہیا ہو رہا ہے۔ آج بھی 14 ٹیچنگ ہسپتالوں اور 14 ڈسٹرکٹ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں لوگوں کو مفت ادویات مہیا کی جا رہی ہیں۔ اور جن ہسپتالوں کو autonomy دی گئی ہے ان کو بھی انہی اصولوں کے مطابق کام کرنا ہوگا جو حکومت پنجاب نے طے کیے ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے پراپرٹی بیچنے کی بات کی کہ چیف ایگزیکٹو کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ ہسپتال کی پراپرٹی بیچ سکتا ہے یا خرید سکتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو کو یہ اختیار بالکل نہیں کہ وہ کسی immovable property کو disposed of کر سکے۔ ہاں اگر کوئی نئی مشین آ رہی ہے، نئی ایکسرے مشین خریدنی ہے یا پرانی ایکسرے مشین کو disposed of کرنا مقصود ہو تو یقیناً انسٹی ٹیوشن کی Management Committee کے ذریعے وہ اس کو dispose of کر سکیں گے لیکن کسی immovable property کو وہ بالکل نہیں بیچ سکیں گے۔ یہاں ہاؤس میں بات کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب نے غریب اور پنجاب کی عوام کو اس autonomy کے ذریعے جو سہولتیں یا فوائد ملیں گے ان کا ذکر کیا اور ان سب سہولتوں کو autonomy کا نام دیا۔ مگر میرے بھائی نے اٹھ کر extempore، بات کرتے ہوئے ان ساری چیزوں کو الٹ کر کے یہاں پیش کیا۔ میں آج قائد حزب اختلاف کو بتانا چاہتا ہوں کہ autonomy کیا ہے؟ جناب سپیکر! autonomy نام ہے مالیاتی اور انتظامی اختیارات کو نچلی سطح پر لانے کا، autonomy نام ہے عوام کو زیادہ سے زیادہ طبی سہولتیں پہنچانے کا، autonomy نام ہے حکومتی وسائل کو ضائع ہونے سے بچانے کا، autonomy نام ہے ہسپتال کی سروسز کو بہتر بنانے کا، autonomy نام ہے حکومتی وسائل، ادویات کو چوری ہونے سے بچانے کا، autonomy نام ہے حق داروں کو ان کا حق دینے کا، autonomy نام ہے ڈاکٹروں اور طبی عملے کی بہتر ٹریننگ کرنے کا، autonomy نام ہے غریبوں کی protection کا، autonomy نام ہے خراب مشینری کی دیکھ بھال اور فوری ٹھیک کروانے کا، autonomy نام ہے دستیاب وسائل کو احسن طریقے سے استعمال کرنے کا، autonomy نام ہے عوام کی بھلائی کے لیے فوری فیصلے اور ضروری اقدامات کرنے کا، autonomy نام ہے ڈاکٹروں کی حاضری کا، autonomy نام ہے ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی کا، ہسپتال میں صفائی کا، autonomy نام ہے حکومتی وسائل کو خورد برد ہونے سے بچاؤ کا، autonomy نام ہے مالیاتی لین دین میں بچت کا اور autonomy نام ہے غریبوں کو بہتر سے بہتر صحت کی

یں میسر کرنے کا۔ جناب سپیکر! جن ہسپتالوں کو ہم نے autonomy دی پچھلے تین چار ماہ میں
کی بہتر کارکردگی سامنے آئی۔ ان ہسپتالوں کی OPD میں بہتری ہوئی۔ ہسپتالوں کی صفائی میں
ی ہوئی۔ ہسپتالوں کی مشینری کام کرنے لگ پڑی۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ
فیسر حضرات یا ڈاکٹر صاحبان اس طریقے سے مریضوں کو سروسز یا توجہ نہیں دیتے جس طرح انھیں
اری ہسپتالوں میں دینی چاہیے۔ مگر autonomy دینے سے پروفیسر حضرات کی ہسپتالوں میں
ری' OPD میں مریضوں کی تعداد' overall ہسپتالوں کی condition بہت بہتر ہوئی ہے۔ میرے
بھائی کو کسی قسم کا شک یا اعتراض ہے' جناب چیئرمین! خصوصی طور پر میں قائد حزب اختلاف
آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے ساتھ چل کر ان ہسپتالوں کا visit کریں'
پتالوں میں ہم جو سہولتیں مہیا کر رہے ہیں انھیں دیکھیں' عرصہ دراز سے خراب پڑی ہوئی مشینوں
چالو حالت میں دیکھیں۔ پھر بھی وہاں کوئی خامی نظر آئے تو ہمیں بتائیں ہم اسے دور کرنے کی
شش کریں گے۔ لیکن اگر حکومت کوئی بہتر اقدامات کر رہی ہے تو اسے بھی سراہنا چاہیے اور میں
ہ ہی یہ بھی کہتا چلوں کہ جب میرے بھائی قائد حزب اختلاف وہاں visit کے لیے جائیں گے تو
کا بھی انشاء اللہ پوری طرح سے علاج کرائیں گے' چیک اپ کرائیں گے۔ دیکھیں جناب! یہ اب
ے disturb کر رہے ہیں۔

ب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں ان کو interrupt تو نہیں
رنا چاہتا تھا لیکن میں نے پچھلے دنوں MRI کروانا تھا' میں جب اس سلسلے میں جنرل ہسپتال گیا تو
ں سے معلوم ہوا کہ MRI کی مشین خراب پڑی ہے۔

یرصحت: میں اس بارے میں دیکھ لوں گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خدا نخواستہ قائد حزب اختلاف on the
floor of the Hou کھڑے ہو کر غلط بیانی سے کام لیں گے۔ ان کی MRI ہونا ضروری تھی۔ میں
رت خواہ ہوں کہ آپ کی MRI وہاں نہیں ہو سکی۔ انھوں نے اگر حکم دیا ہوتا تو ہم ان کی MRI
یں اور سے کرا دیتے۔ مگر I will look into it and Inshallah, it will be taken care of
حال میں تو overall ہسپتالوں کی حالت کے بارے میں عرض کر رہا تھا اور پھر مجھے قائد حزب
لاف پر افسوس ہے کیونکہ ہمارے پاس جنرل ہسپتال لاہور میں MRI ہے ہی نہیں۔

اب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے افسوس ہے کہ ان کا محکمہ جھوٹ بھی بولتا

ہے۔

وزیرصحت: جناب والا! میں نے تو ایک ریکارڈ کی بات کی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے on the floor of the House کھڑے ہو کر کہا کہ میں جنرل ہسپتال لاہور میں MRI کرانے کے لیے گیا اور وہاں کی MRI خراب تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! مجھے جو کچھ وہاں پر بتایا گیا میں نے وہی عرض کیا ہے۔

وزیرصحت: سنی سنائی باتوں پر نہیں جانا چاہیے کیونکہ سنی سنائی بات جھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جنرل ہسپتال لاہور کے پاس MRI نہیں ہے۔ آپ کے توسط سے میں پھر انھیں گزارش کروں گا کہ اگر انھیں MRI یا کسی اور سہولت کی ضرورت تھی تو مجھے حکم کیا ہوتا۔ میں یہاں ایک اور گزارش کرتا چلوں کہ MRI ایک بہت ہی مہنگی مشین ہے اور ہمارے کسی سرکاری ہسپتال میں بھی MRI نہیں۔ قائد حزب اختلاف تو صرف جنرل ہسپتال لاہور کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے کسی سرکاری ہسپتال میں MRI نہیں۔ اب میں ان کی باتوں پر کیا اعتماد کروں اور انھیں کیا کہوں؟

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے کہا کہ میں MRI کرانے کے لیے جناح ہسپتال گیا تو وہاں یہ مشین خراب تھی تو وزیرصحت نے فرمایا کہ یہ مجھے بتاتے میں کسی اور ہسپتال سے ان کی MRI کروا دیتا۔ لیکن اب جب بوٹی آئی ہے تو انھوں نے کہا ہے کہ MRI کی مشین ہمارے پاس ہے ہی نہیں۔ حالانکہ پہلے انھوں نے فرمایا کہ ہم اس کا سرکاری ہسپتالوں میں خود انتظام کرتے ہیں۔ لیکن اب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ مشین ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ on the floor of the House غلط بات کرنا اس ہاؤس کے ساتھ مذاق ہے۔ اس بات کا نوٹس لیا جائے کہ اگر وزیر صاحب کو کسی بات کا پتا نہیں تو وہ اسے اس ہاؤس میں بتائے ہی نہ۔ جب باہر سے سیکرٹری صحت نے ایک بوٹی دی تو انھوں نے اسی وقت کہہ دیا کہ ہمارے پاس پورے پنجاب میں

MR کی مشین ہی نہیں ہے۔ ابھی کوئی اور کاغذ آیا ہے یہ اس کے متعلق کچھ اور بات کریں گے۔
ناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی منسٹر صاحب!

زیرصحت، جناب سپیکر! میں اب بھی کہتا ہوں کہ آپ نے مجھے بتایا ہوتا تو چودھری اختر رسول
احب کے بھائی کے پاس MRI کی مشین ہے میں ان کو کہہ دیتا یا کہیں اور سے بندوبست کرا
لتا تھا۔ میں اب بھی اس بات پر قائم ہوں مگر سرکاری ہسپتالوں میں MRI کی مشین نہیں ہے۔
ناب والا! میرے محترم بھائی نے پوائنٹ آف آرڈر پر قائد حزب اختلاف کو تو protect کیا مگر
ش خطاب میں انھیں یہ بھی پتا نہیں کہ یہ MIR نہیں بلکہ MRI ہے۔ لیکن ساتھ لغاری صاحب
ٹھے ہوئے ہیں انھوں نے بوٹی دی تب ان کی correction ہوئی۔

ناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں
، MRI سے کیا بنتا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ناب ڈپٹی سپیکر، جی منسٹر صاحب!

زیرصحت، بتاتے ہیں۔ جناب والا! میں autonomy کے حوالے سے گزارش کرتا چلوں۔

اب ڈپٹی سپیکر، یہ جو بوٹی آئی ہے پہلے یہ تو بتا دیں۔

زیرصحت، جناب والا! آپ کو تو ایسے نہیں کرنا چاہیے۔

اب ڈپٹی سپیکر، کیوں؟

یرصحت، جناب والا! MRI اتنی مہنگی مشین ہے اس کے باوجود موجودہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے
ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں یہ مشین دی جائے گی اور اس کی ابتدا ہولی فیملی ہسپتال سے کر کے
شاء اللہ لاہور میں بھی غریب اور ضرورت مند لوگوں کو یہ سہولت مہیا کی جائے گی۔ قائد حزب اختلاف
یہاں MRI کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو پوری دنیا میں اپنا علاج کراتے ہیں۔ اللہ ان کو صحت دے۔
ں نے پرائیویٹائزیشن کی بات بار بار اٹھائی جس کی میں تشریح ضروری سمجھتا ہوں۔ انھوں نے اسے بڑا
ع کرنے کی کوشش کی ہے مگر ساتھ ساتھ لوگوں کے دماغ میں یہ بھی ڈالتے رہے کہ This is
privatization, not autonom اپنے آپ کو بڑا back track کیا مگر میں ان سے گزارش کرتا
ں کہ----

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے یہاں جو باتیں کی ہیں معزز وزیر بڑا distort کر رہے ہیں۔ میں نے کبھی پرائیویٹائزیشن کی بات نہیں کی۔ میں نے کہا کہ Autonomy is the first step towards privatization. مجھے autonomy اور privatization کا مطلب اچھی طرح آتا ہے اور ان کو سمجھانے کے لیے میرے پاس ڈکشنری بھی پڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی منسٹر صاحب!

MINISTER FOR HEALTH: Still he says that means it is privatization. You are saying it is the first step towards privatizaton. So, that means we are saying that it is privatization.

جناب والا! انھوں نے پھر on the floor of the House یہ بات کی ہے کہ یہ پرائیویٹائزیشن ہے۔

We are going there and it is the first step towards privatization whereas it is not true.

اگر ہم قائد حزب اختلاف کی بات کو اتنا وزن دیں اور ان کی بات کو صحیح مانیں۔ لیکن یہاں پر قائد ایوان نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ autonomy ہے It is not privatization اور میں نے ان کے بھائی ہونے کی حیثیت سے on the floor of the House کہا کہ یہ autonomy ہے تو It is not privatization.

He is doing service to the people of Punjab. He is not doing service to the nation by saying this that it is privatization because he is trying to put some thing in the heads of the people which does not exist, which is not our intention, which we are not trying to do, which we never intended to do and which we do not plan to do.

جناب والا! نیک نیتی اور صاف ذہن سے غریب لوگوں کے علاج معالجے کی سہولت کو

سامنے رکھتے ہوئے اس حکومت نے اور وزیر اعلیٰ نے یہ autonomy کا کام کیا ہے۔ ان شاء اللہ ہم اس کو کامیاب کریں گے۔ آج یا آج سے ایک سال بعد ہم پھر فخر سے اٹھ کر اپنے اس اقدام اور کام کو brag کریں گے اور توقع کریں گے کہ ایک سال بعد For the people of Punjab, for the people of Pakistan آپ بھی ان اقدامات کی تعریف کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Health be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th October, 1998.

(The motion was lost)

جناب ڈپٹی سپیکر: پیشتر اس کے کہ میں آگے چلوں میں موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں چونکہ یہ میڈیکل کے متعلق ہی بات ہو رہی ہے۔ آج مجھے بلڈنگ کے وزیر تو نظر نہیں آ رہے' پارلیمانی سیکرٹری ہوں گے۔ لیکن وزیر قانون اور وزیر صحت بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ میں کل سروسز ہسپتال میں چیک اپ کرانے کے لیے گیا تھا تو وہاں ایک بہت اہم مسئلہ سامنے آیا۔ جس پر میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں کل یہ point out کروں گا۔ وہاں نرسنگ کا ہوسٹل مکمل نہیں ہے شروع میں یہ سکیم چلتی رہی پھر بعد میں اس کے لیے مزید رقم بڑھی۔ اب پچھلے سال اس کے لیے انھیں 18 لاکھ روپیہ ملا almost یہ مکمل ہے لیکن بے شمار چھوٹے چھوٹے کام باقی ہیں جس کے لیے انھوں نے ایک لاکھ 58 ہزار روپیہ مانگا ہے۔ پہلے یہاں کی نرسز کو EIC میں accommodate کرتے تھے لیکن انھوں نے ان بچیوں کو کہا کہ آپ اپنا انتظام کر لیں تو اب ان کے لیے یہ ایک بہت ہی بڑا مسئلہ بن گیا تھا کہ اب ان بچیوں کو کہاں رکھا جائے۔ میری گزارش ہے کہ چونکہ یہ ایک چھوٹی سی رقم ہے اس لیے C&W سے کہہ کر دے دی جائے تاکہ ان بچیوں کے لیے کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔ براہ کرم وزیر قانون اور وزیر صحت یہ note کر لیں اور ان کو یہ رقم دلوا دیں۔

Now, the next amendment is from :

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Moazzam Jehanzab Ahmad Khan Wattoo,

Sardar Rafiq Haider Leghari

Pir Shujaat Hasnain Qureshi,

Syed Masood Alam Shah,

Mr Mansoor Ahmad Khan,

Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,

Mr Saeed Akbar Khan,

Mr Ikramullah Khan Niazi,

Sahibazada Muhammad Usman Khan Abbasi

Saeed Akbar Khan may move it

) AKBAR KHAN: Mr Speaker, I move .

it the Punjab Medical and Health Institutions Bill , 1998 as ommended by Standing Committee on Health be referred to the ect Committee consisting of the following members with the ructions to report upto 30th October, 1998:-

Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA,

Mr Saeed Akbar Khan, MPA

Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

Raja Javed Akhlas, MPA

Mian Tariq Mahmood, MPA

Mian Naveed Tariq, MPA

Ch Saeed Iqbal, MPA

Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA

Mr Sultan Mahmood Gondal, MPA

'Y SPEAKER: The motion moved is:

it the Punjab Medical and Health Institutions Bill , 1998 as

recommended by Standing Committee on Health be referred to the Select Committee consisting of the following members with the instructions to report upto 30th October, 1998 -

1. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
2. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
3. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
4. Raja Javed Akhlas, MPA
5. Mian Tariq Mahmood, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA
9. Mr Sultan Mahmood Gondal, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میں نے جو amendment move کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ Standing Committee Health نے اس پر اپنی جو recommendations دی ہیں انھوں نے اس پر اپنا صحیح mind apply نہیں کیا۔ جو Standing Committee ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ گورنمنٹ کے زیر اثر ہے اور لاء ڈیپارٹمنٹ کی جو recommendations ان کے پاس تھیں انھوں نے اس کو اسی طرح واپس بھیج دیا ہے اور اس پر اپنا mind apply نہیں کیا۔ اس کی کچھ وجوہات ضرور ہیں کیوں کہ اس میں بھی حکومت کا کافی influence ہوتا ہے اور اپنی بات منوانے کے لیے کافی persuade کرتے ہیں۔ اسی لیے میں نے independent committee تجویز کی ہے جو اس سارے معاملے کو دیکھ کر اپنی independent opinion دے گی۔ ہاؤس میں ان تمام معاملات پر کافی discussion ہو چکی ہے اور میرے محترم ایم پی اے صاحبان نے اس discussion سے ضرور استفادہ حاصل کیا ہوگا۔ جب وہ تمام

recommendations اور تمام بحث و مباحثے کے بعد اس پر اپنا mind apply کریں گے تو لازماً اس میں ان کی جو recommendations ہوں گی وہ بہتر ہوں گی۔ اسی لیے میں نے یہ گزارش کی۔ یہاں پر کافی discussion ہوئی۔ autonomy پر بھی بات ہوئی۔ یہاں پرائیویٹائزیشن پر بھی بات ہوئی۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے ہمیشہ تمام معاملات کو administratively حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہتر پالیسی بنانے کی کوشش نہیں کی۔ آپ ایجوکیشن میں دیکھیں کہ ایک تحصیل میں کوئی اے ای او ہوتا تھا۔ پھر ہم نے کہا کہ ہم نے ایجوکیشن سسٹم کو بہتر کرنا ہے ادھر ڈی ای او لگا دیا' ڈپٹی ڈی ای او لگا دیا اور ایڈمنسٹریشن کی اتنی اسامیاں create کر دیں۔ لیکن on the ground اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب یہ بھی وہی ایک طریق کار ہے۔ پہلے ہم نے ہیلتھ میں انتظامی اسامیاں create کیں۔ ڈی ایچ او لگایا' اسے ڈی ایچ او لگایا۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے ایڈمنسٹریٹو دور میں اتنی اسامیاں پیدا کیں تاکہ ہم اس گنجھٹ کی تمام خرابیوں کو دور کرسکیں۔ لیکن سالہا سال تک ہم یہ اسامیاں پیدا کرتے گئے۔ ایڈمنسٹریٹر کے اوپر ایڈمنسٹریٹر لگاتے گئے۔ لیکن رزلٹ وہی زیرو کا زیرو رہا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اسی طرح کی ایک اور کوشش ہے کہ ہم اس کو administratively کنٹرول کریں کہ پہلے ایم ایس لگاتے تھے اب ہم نے اس کو چیف ایگزیکٹو بنا دیا اور اس کی powers بے شک بڑھا دیں۔ لیکن آپ کچھ عرصہ بعد دیکھیں گے کہ جب بھی کوئی اچھا افسر وہاں تعینات ہو جاتا ہے تو definitely اس کے حالات کچھ بہتر ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اپنی مدت پوری کرکے وہاں ہٹ کر جاتا ہے یا ریٹائر ہو جاتا ہے۔ جب کوئی دوسرا آتا ہے اس کی اہلیت اور قابلیت اس standard کی نہیں ہوتی تو ہم توقع کرتے ہیں تو پھر وہی خرابیاں جو سابقہ ایڈمنسٹریٹو کنٹرول کے ساتھ ہو رہی تھیں وہی repeat ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ کی سوچ یا نیت اس میں بہتر ہو۔ لیکن سلسلہ وہی ہے جو سابقہ ادوار سے پچھلے پچاس سال سے ہم نے دیکھا ہے اور ہم نے اس کو محسوس کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اس میں کوئی اچھی چیز develop ہو اور ہم اس میں اچھے نتائج حاصل کریں۔ اس کے لیے کوششیں بھی ہوتی ہیں لیکن ہمارا پورے کا پورا معاشرہ کرپشن کی لپیٹ میں ہے۔ ہمیں اس چیز کو ہمیشہ مد نظر رکھنا ہوگا کہ آیا یہ جو کینسر اس قوم کو یا اس ملک کے باسیوں کو لگ چکا ہے اس میں آپ جو بھی اقدامات کریں گے اس کا رزلٹ شاید چند دنوں تک بہتر رکھ سکیں لیکن ہمیشہ اس کو کنٹرول نہ کرسکیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے مثال دی ہے کہ ہم نے ایڈمنسٹریٹر پر ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے۔ ان کو بہتر کرنے کے

لیے ڈپٹی سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور سیکرٹری مقرر کیے۔ لیکن کہیں بھی کوئی رزلٹ بہتر نہیں ہوا۔ میرا خدشہ اس میں یہ ضرور ہے کہ پھر وہی انتظامی مشکلات پیش آئیں گی۔ جب اس میں ایک repetition ہوگی کہ ایک آدمی جو اچھا ہے اور یہ گورنمنٹ اس کو لگانا چاہتی ہے اور اس کے اچھے رزلٹ ہوں گے اور اس کے بعد جو آئے گا شاید وہ اس قابلیت اور اس اہلیت کا نہ ہو اور وہ ویسے رزلٹ نہ دے سکے۔ پھر وہی انسٹی ٹیوشن وہی خرابی، وہی کرپشن، وہی غلط کاریوں کی زد میں آ جائے گا۔ ہمیں اس کو over all بیٹھ کر، دیکھ کر یہ سوچنا ہوگا کہ ہم اس میں کوئی ایسی تبدیلی کریں کہ ان تمام ایڈمنسٹریٹو جھنجھٹ سے ہمیں چھٹکارا مل سکے۔

جناب سپیکر! اس میں مجھے ایک اور بات بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ محکمہ اس autonomy کو کیسے handle کرے گا۔ خود مختار ادارے میں جو آدمی بھرتی ہوتے ہیں وہ تو اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے جو نمائندے وہاں ڈیپوٹیشن پر جاتے ہیں میری اطلاع کے مطابق اس محکمہ کو ان کی بنیادی تنخواہ پر 10 فی صد زائد ادا کرنا پڑتے ہیں۔ جیسے علامہ اقبال جناح ہسپتال کو انھوں نے پرائیویٹائز کیا ہے I am sorry. اس کو autonomy دی ہے۔ (قہقہے)

یہ اس بات پہ خوش ہوتے ہیں لیکن میں نے یہ جان بوجھ کر کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): یہ صرف اپنے آپ کے ساتھ زیادتی نہیں کر رہے۔ یہ بات بار بار کہہ کر پورے پنجاب کی عوام کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اور وہ لوگ ہم پر ہنسیں گے کہ ان فاضل ممبران کو autonomy اور پرائیویٹائزیشن کے فرق کا پتا نہیں ہے اس لیے میں اپنے بھائی کو گزارش کروں گا کہ Be careful۔

جناب سعید اکبر خان: میں وزیر صحت کا مشکور ہوں کہ انھوں نے autonomy اور privatization کا مطلب مجھے بتا دیا۔ مجھے autonomy کا پتا ہے، مجھے ان کے motives کا بھی پتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑتی ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازیں اگر اجلاس کے درمیان آئیں تو اجلاس کا وقفہ نہیں کیا جاتا۔ ابھی نیچے جماعت ہو رہی تھی میں

جماعت میں شامل ہوا اور مجھے وضو کرتے ہوئے خیال آ رہا تھا کہ میں اس جانب آپ کی توجہ دلاؤں۔ ہم ایک طرف شریعت بل لا رہے ہیں اس پر اقامت صلوٰۃ عطائے زکوٰۃ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آ رہے ہیں اور ہمارے اس حکومتی ادارے کا عمل یہ ہو کہ نماز جیسے فریضے کے لیے ہم وقفہ نہ کریں تو آپ ہی بتائیں کہ لوگ اس شریعت بل کو دیکھ اور سن کر کیا تاثر لیں گے۔ کیا حکومت اس میں مخلص ہے؟ نماز کے لیے کوئی شریعت بل منظور ہو یا نہ ہو' اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں کہ شریعت بل آ جائے منظور ہو جائے۔ ما شاء اللہ ہمارے بعض وزراء نمازی ہیں' ممبران میں بھی کافی نمازی ہیں اگر آپ نماز کے وقت وقفہ کیا کریں تو یہ انتہائی ضروری مسئلہ ہے۔ مغرب کی نماز کے وقت وقفہ ہوتا ہے اس لیے کہ آپ لوگ تھک جاتے ہیں چلو وقفہ کر لیا اور جس نے نماز پڑھنی ہو اس نے نماز پڑھ لی۔ ظہر اور عصر کا وقفہ نہیں ہوتا۔ مجھے اس پر شدید احتجاج ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ میری بات سنیں۔ آپ کا پوائنٹ بڑا خوب صورت ہے لیکن ایک بات کا آپ اکیلے فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ظہر کی نماز کا وقت مقرر کیا جائے۔ یہ different school of thoughts ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ ہم ظہر کی نماز پڑھتے ہی اڑھائی بجے ہیں اور اڑھائی بجے اجلاس ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پڑھ لیں۔ اگر معزز ہاؤس کے ممبران کی اکثریت کسی ایک چیز پر متفق ہو جائے کہ ظہر کی نماز کے لیے اتنے بجے وقفہ کر دیا جائے تو ہمارے لیے تو خوشی کی بات ہے ہم کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جس معاملے کو مولانا صاحب نے اٹھایا ہے۔ میں صرف ایک منٹ بات کروں گا اس سے بات کو لمبا نہیں کروں گا کیوں کہ اس پر آپ نے رولنگ فرمائی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے مولوی صاحبان ہمیشہ اپنی بات منوانے کے لیے اسلام کا سہارا لیتے ہیں۔ اسلام کے ارکان کا سہارا لیتے ہیں اور بات کو اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ خود پیچھے ہو جاتے ہیں اور اس چیز کو آگے کر دیتے ہیں اور پھر پس پردہ ان کی intention یہ ہوتی ہے کہ نعوذ باللہ کوئی دوسرا آدمی اسلام یا اسلام کے کسی دوسرے رکن کی توہین کرے۔ اسلام میں نماز کو قصر کر کے' قضا کر کے پڑھنے کی رعایت ہے اور اسلام نے آخر جو رعایت دی ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے کہ اگر کوئی مسلمان نماز کے وقت اپنی کسی دوسری مصروفیت میں مصروف ہے اور اس کی منشاء یہ ہے کہ میں اپنی اس مصروفیت کو پورا کر کے اس کے بعد نماز پڑھ لوں گا تو اس کے لیے نظام میں باقاعدہ

ایک رعایت موجود ہے کہ وہ قصر کر کے پڑھ لے۔ اب ہم ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ ہم پانی پینے کے لیے ہاؤس سے اٹھ کر جا سکتے ہیں۔ ہم اپنی باتیں کرنے کے لیے لابی میں جا سکتے ہیں تو ہم نماز پڑھنے کے لیے کیوں نہیں جا سکتے؟ یہاں ہاؤس میں بیٹھے اس بات پر قطعی طور پر کوئی پابندی نہیں کہ کوئی آدمی جا کر نماز پڑھے' کوئی اپنا پرائیویٹ کام کرے' لابی میں جا کر بیٹھ جائے' سگریٹ پیے' پانی پیے' کوئی پابندی نہیں۔اس لیے جب اس بات پر کوئی پابندی نہیں تو پھر جو آدمی وقت پر نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ اٹھ کر جا سکتا ہے اور جو بعد میں پڑھنا چاہتا ہے اس کے لیے اسلام میں رعایت موجود ہے۔ اس لیے نماز جیسے ایک پاکیزہ فریضے کو آڑ بنا کر بار بار اٹھ کھڑے ہونا اور بار بار یہ بات کرنا قطعی طور پر نامناسب ہے۔ آپ آج اس کے اوپر رولنگ فرمائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو دوبارہ اسانداز سے اٹھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیجیے اس کے بعد فرمایے گا۔ سردار صاحب! اس کے بعد آپ کھل کر بات کیجیے گا۔ مولانا صاحب! تشریف رکھیں ۔ انھوں نے ایک بات کی مجھے اس کا جواب دینے دیں۔ میں نے اس معزز ہاؤس کی رائے کے اوپر چلنا ہے۔ اگر یہ معزز ہاؤس کہے کہ ڈیڑھ بجے نماز کا وقفہ کر لیں تو مجھے خوشی ہے ڈیڑھ بجے کر لیں۔ اگر یہ معزز ہاؤس کہتا ہے کہ اڑھائی بجے وقفہ ہونا چاہیے تو مجھے پھر بھی خوشی ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ different school of thoughts ہیں ہم ان پر بحث نہیں کریں گے کہ کون سا school of thought نماز کے لیے کون سا وقت بہتر سمجھتا ہے۔ میں اس پر تو بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ نماز کی بات چلی ہے' جن دوستوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس بحث کو آگے مت لے جائیے۔ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں اور ساتھ آپ دوست بیٹھ جائیں۔ اگر آپ یہ طے کر لیں کہ اس وقت وقفہ نماز ہونا چاہیے۔ دیکھیں! مغرب کی نماز کا وقفہ اس لیے ہوتا ہے کہ اس میں وقت کے آگے پیچھے کی بات ہی نہیں ہے۔ جونہی سورج غروب ہو ہم وقفہ کر دیتے ہیں۔ اگر آپ ظہر اور عصر کی نمازوں کے لیے اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ فلاں وقت پر وقفہ ہونا چاہیے تو ہم اس کو adopt کر لیں گے۔ اگر آپ اسی طرح کہیں گے کہ ٹھیک ہے اڑھائی بجے نماز ہوتی ہے اس وقت جنھوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہو وہ جا سکتے ہیں کوئی پابندی نہیں۔ اس

لیے میں گزارش کروں گا کہ میں اس پر بحث کی اجازت نہیں دوں گا کیوں کہ یہ بڑا sensitive issue ہے۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ قائد ایوان' قائد حزب اختلاف اور ساتھ وہ دوست جیسے مولانا صاحب ہیں' سردار صاحب بھی غالباً اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا رانا صاحب ہیں۔ یہ آج ہی بیٹھ کر کوئی فیصلہ کرلیں کہ ان دو نمازوں کے اوقات کار اگر اجلاس کے دوران ہوں تو کون سے ہوں گے۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' صاحب زادہ صاحب۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! رانا صاحب بڑے محترم' بڑے پیارے ہیں اور ہماری بڑی frankness بھی ہے۔ قضا کا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ارادتاً قضا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، صاحب زادہ صاحب! ٹھیک ہے۔ میں نے یہ بحث ختم کر دی ہے۔ اس پر میں نے اجازت نہیں دینی۔ یہ بڑا sensitive issue ہے اس پر میں نے اجازت نہیں دینی۔ تمام مسلمان ہیں اور ہر ایک کو اپنے اپنے school of thought کا پتا ہے۔ میں نے بتا دیا ہے کہ یہ دوست بیٹھ جائیں اور یہ جو فیصلہ کریں گے ہم adopt کرلیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، شکریہ۔ یہ روز روز کا مسئلہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی سعید اکبر خان صاحب بول رہے تھے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں autonomy اور privatization کی بات کر رہا تھا۔ پہلے دن سے ہمارا یہ خدشہ ہے کہ 'autonomy privatization ہے۔ ہم نے پہلے دن سے یہی گزارش کی ہے کہ ان کے جو یہ motives ہیں کہ ان اداروں کو ایک دفعہ autonomy دیں۔ جب ان کی حالت خراب ہو تو پھر ان کو اس طرح پیش کر کے پرائیویٹائز کیا جائے۔ میں بات کر رہا تھا کہ جو گورنمنٹ کے ملازمین ہیں' autonomy دینے کے بعد آیا وہ اس ادارے کے ملازم ہو جائیں گے یا گورنمنٹ کی طرف سے ڈیپوٹیشن پر کام کریں گے۔ میری سمجھ میں تو اس طرح آتا ہے کہ جب انھوں نے چھ پروفیسرز کو جناح ہسپتال سے نکالا تو ان کو کہا کہ گورنمنٹ کو جا کر رپورٹ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس خود مختار ادارے کے ملازم نہیں تھے۔ اس لیے ان کو یہ بھی سوچنا ہوگا کہ ان کے ساتھ کس طریقے سے behave کرنا ہے اور کس طریقے سے چلانا ہے۔ اگر ڈیپوٹیشن پر تصور کرنا ہے تو لازماً ان کو ان کی تنخواہ کا دس فی صد اضافہ دینا ہوگا۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ کے رولز کے تحت ہے اور ان

رولز کو انھیں follow کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم ان تمام کوتاہیوں اور خرابیوں کو انتظامی طور پر حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ ہمارا تجربہ آج تک کامیاب نہیں ہوا۔ ہم افسر کے اوپر افسر لگاتے جا رہے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا ہمیں دوسرے ممالک میں ان تمام معاملات کو study کرنا ہوگا۔ جہاں یہ معاملات بہتر انداز میں چل رہے ہیں۔ ہمیں وہاں دیکھنا ہوگا کہ یہ کس طریقے سے چل رہے ہیں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آخر کار ہمیں اس محکمہ صحت سے جان چھڑانی ہوگی۔ اس کے لیے ہمیں ان ممالک کو follow کرنا ہوگا جو اس پالیسی کو کامیاب طریقے سے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ نے بھی دیکھا ہے۔ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ وہاں ہیلتھ انشورنس ہوتی ہے۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ہمارے لوگ نہایت غریب ہیں اور وہ ہیلتھ انشورنس کی اقساط نہیں دے سکتے۔ ہمارے صوبے میں تقریباً سات کروڑ عوام ہیں۔ اگر ہم انتظامی جھنجھٹ سے نکل کر اس طرف آئیں کہ صحت کا کل جتنا بجٹ ہے۔ اس میں سے کچھ حصہ سے ہم تجرباتی طور پر ملک کے انتہائی غریب طبقے کی ہیلتھ انشورنس کریں۔ اور ان کی اقساط گورنمنٹ ادا کرے۔ وہ جہاں سے بھی چاہیں علاج کرائیں۔ چاہے وہ مہنگے سے مہنگا علاج ہو وہ کرائیں اور انشورنس کمپنیاں اس کی ادائیگی کریں اگر ہم اس طریقے سے سوچیں اس بجٹ کو ضائع ہونے سے بچایا جائے جو کہ اکثر ضائع ہو جاتا ہے اور کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ اگر ہم اس بجٹ کو تجرباتی طور پر عوام کی ABCD category بنا دیں کہ جو لوگ خود انشورنس کروا سکتے ہیں' وہ خود برداشت کریں۔ ہم اس کی قانون سازی کر لیں کہ اس ملک میں کوئی بھی آدمی' اس صوبے میں کوئی بھی آدمی ہیلتھ انشورنس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو برداشت نہیں کر سکتے اگر ان کی انشورنس کی اقساط گورنمنٹ برداشت کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہم اس کا کوئی بہترین حل نکال سکیں۔ اس پر غور ہو سکتا ہے۔ اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ اس میں بجٹ کو بڑھایا جا سکتا ہے جو بجٹ ضائع ہو رہا ہے' ہم اس کا بہترین استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی وزیر موصوف یہ فرما رہے تھے کہ ہم نے جو autonomy دی ہے۔ اس میں پراپرٹی کو وہ disposed of نہیں کر سکتے۔ تو انھوں نے جو movable or immovable property کی بات کی ہے۔ اس کے لیے انھوں نے کلاز 2 کی' شق (2) میں یہ تفریق نہیں رکھی۔ اس میں disposed of اور hold کی بات کی ہے۔ اس میں اگر ان کا یہ مدعا تھا تو اس میں ان کو

ضرور یہ تفریق اور اس کی قانون سازی clear cut کرنی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر! میں پھر پہلی بات پر آؤں گا کہ یہ اپنا mind apply نہیں کرتے۔ محکمہ قانون جو بھی ان کو لکھ کر دے دیتا ہے۔ اسی پر یہ بھروسہ کر کے ہاؤس میں لے آتے ہیں۔ اسی لیے جب یہ یہاں اس پر بحث کرتے ہیں تو ان کو پتا نہیں ہوتا کہ ہم بات کیا کر رہے ہیں اور ہم نے اس ہاؤس میں لکھ کر کیا پیش کیا ہوا ہے؛ انھوں نے دوسری بات یہ بھی فرمائی کہ چیف ایگزیکٹو کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ وہ کوئی کام اپنے طور پر نہیں کر سکتا۔ ہم نے مینجمنٹ کمیٹی تشکیل فرما دی ہے۔ مینجمنٹ کمیٹی کون بنائے گا' کس کی منظوری پر بنے گی اور اس کا چیئرمین کون ہوگا؟ وہی چیف ایگزیکٹو مینجمنٹ کمیٹی propose کرے گا۔ اس مینجمنٹ کمیٹی کا چیئرمین پھر وہی چیف ایگزیکٹو ہوگا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ یہ سارا کچھ انھی کے بل میں موجود ہے جو انھوں نے خود پیش کیا ہے اور اسی کی خود on the floor of the House جب تقریر کرتے ہیں تو نفی کرتے ہیں۔ جب کوئی آدمی اپنی خواہش کے مطابق اپنی پسند کے مطابق لوگ بنے گا تو وہ اس کے احسان مند ہوں گے اور دوسرا وہ اس کے دباؤ میں ہوں گے۔ پھر اسی کو Head لگا دیا۔ اس مینجمنٹ کمیٹی کا چیئرمین وہی چیف ایگزیکٹو ہوگا۔ تو ان کے خیال میں اس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ وہ معاملات مینجمنٹ کمیٹی چلائے گی۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک بہت بہترین آڈٹ کا نظام قائم کیا ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی خرابی کا خدشہ ہی نہیں ہے۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ یہاں آڈٹ بھی ہوتا ہے اور آڈٹ کے بعد خرابیاں بھی ہوتی ہیں۔ آڈٹ والے بھی جن کا آڈٹ کر رہے ہوتے ہیں ان سے مک مکا کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارا پورا معاشرہ کرپشن کی لپیٹ میں ہے۔ اس میں اچھے لوگ بھی ہیں لیکن اب اکثریت جو سامنے آئی ہے وہ اس کینسر میں مبتلا ہے اور اس بیماری نے ان کو پوری طرح گھیر لیا ہے تو ہم ہر بات خیالوں میں کرتے ہیں۔ ہر بات ہواؤں میں کرتے ہیں۔ اور جو on ground ہے' جو پریکٹیکل ہے اس کو ہم realize نہیں کرتے کہ کل کو یہ باتیں ہونی ہیں۔ اب ہمیں ان باتوں کو realize کرنا ہوگا کہ جو بنیادی خرابیاں ہیں پہلے ان کو discuss کرنا ہوگا۔ اس کے بعد پھر ہم نے کوئی بھی قدم اٹھانا ہے۔ کیا جو ڈاکٹر ہیں ان میں کرپشن نہیں ہے؛ انہی میں سے آپ نے چیف ایگزیکٹو لگانا ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک آدمی اچھا لگے گا۔ جب دوسرا آنے کا تو شاید وہ اس معیار پر پورا نہ اترے اور وہ اتنے اختیارات کی وجہ

سے اس ادارے کو اور زیادہ تباہ کر دے گا۔ اسی آڈٹ کے دوران میرے بھائی نے فرمایا کہ ہم تیسری پارٹی شامل کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو اسی ہم تیسری پارٹی نے تو تباہ کیا ہے۔ اسی تیسری پارٹی نے تو اس ملک کا کوئی نظام نہیں چلنے دیا۔ جو تیسری پارٹی یہ اس آڈٹ میں شامل کرنا چاہتے ہیں' کیا یہ جو اس تیسری پارٹی سے آڈٹ کروائیں گے' وہ کوئی باہر سے درآمد کریں گے؟ وہ اسی معاشرے اور ہم میں سے نہیں ہوں گے؟ جو خرابی ہم میں ہے' جو ہمارا سرکاری آڈٹ ہے' جو آڈیٹر جنرل کرتا ہے' شاید اس میں جو لوگ ہیں ان میں زیادہ خرابیاں ہوں اور وہ اس کو اور زیادہ خراب کریں۔ میری یہی گزارش ہے کہ ہم ہوا میں بات کرتے ہیں' جو پریکٹیکل on ground ہے ہم ان باتوں کو محسوس نہیں کرتے' جس کی وجہ سے ہم پھر ناکام ہوتے ہیں اور پچھلے پچاس سال سے یہی دہرایا جا رہا ہے اور آج تک کوئی بھی بہتری نہیں ہو سکی۔ آپ کسی پبلک کے آدمی سے یہ پوچھیں کہ کل اور آج میں کیا بہتر ہے؟ تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ جو کل گزر گیا ہے وہ آج سے بہتر تھا۔

جناب سپیکر! میرے بھائی ہیلتھ پر بات کرتے کرتے آٹے کی مہنگائی پر بھی بات کرتے رہے۔ چونکہ یہ بات متعلقہ نہیں تھی لیکن جوش خطابت میں انھوں نے یہ ضرور فرمایا کہ ہم نے ایک روپیہ آٹا کم کر دیا ہے۔ میں قربان ہوں ان کی اس پالیسی پر کہ پانچ روپے آٹا مہنگا کر کے پھر اسی مہنگائی میں سے ایک روپیہ کم کرتے ہیں۔ چار روپے ابھی آپ کے ذمے ہے جو آپ نے مہنگائی کی ہے۔ وہ ابھی تک پبلک آپ کے ذمے لگا رہی ہے۔ آپ ایک سو روپیہ چیز مہنگی کرتے ہیں' پھر اس میں ایک روپیہ کم کرتے ہیں' اسی کا پھر آپ کریڈٹ لیتے ہیں۔ یہ بھی عوام کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے اور ان سے جیسے زخم کے اوپر نمک چھڑکنے والی بات ہے' یہ گورنمنٹ وہی کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! اب جو بھی چیز commercialize ہو جائے۔ جہاں خرچہ اور آمدنی اسی ادارے نے پورا کرنا ہے' تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہاں عام آدمی کے لیے علاج سستا ہوگا یا مہنگا ہوگا۔ میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جو بھی ادارہ commercialize بنیادوں پر چلایا جائے گا' اس کا آمدنی اور خرچ کا موازنہ کیا جائے گا تو پھر جو بھی وہاں باڈی ہوگی یا مینجمنٹ کمیٹی ہوگی' وہ ضرور جو بھی وہاں چیزیں ہیں ان کے ریٹ بڑھائیں گے جن کا بوجھ ایک عام اور غریب آدمی پر پڑے گا۔ جب گورنمنٹ ایک ادارے کو چلاتی ہے تو اس میں ضرور inefficiency ہوتی ہے۔ لیکن گورنمنٹ کا چلانے کا جو مقصد ہوتا ہے وہ ایک عام آدمی کو سہولت فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس کا منافع کا طریق کار ایک عام

آدمی کو سہولت پہنچانا ہوتا ہے۔ اس کا منافع کا طریق کار پیسے سے نہیں ہوتا کہ وہ منافع پیسوں میں نہیں لیتے۔ وہ منافع ایک عام آدمی کو جو سہولت پہنچتی ہے وہ اس کو comparison کرتے ہیں کہ کیونکہ ہم عام آدمی کو' ایک غریب آدمی کو علاج کی سہولت پہنچا رہے ہیں۔ ہمارا منافع ایک غریب آدمی یا عام آدمی کو علاج کی سہولت پہنچانا ہے۔ وہ اس کو پیسوں کے ساتھ compare نہیں کرتے۔ اب یہاں یہ طریقہ اپنایا جائے گا کہ اپنی قابلیت دکھانے کے لیے' اپنی efficiency دکھانے کے لیے' گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لیے کہ پہلے یہاں جو آمدنی تھی وہ دس روپے تھی آج ہم نے سو روپیہ کر دی ہے۔ وہ چیف ایگزیکٹو نے اپنی جیب سے نہیں کرنی۔ وہ ہر چیز کے ریٹ بڑھا کر' ایکس رے کے ریٹ بڑھا کر' ٹیسٹ کے ریٹ بڑھا کر اس کھاتے سے پورا کرے گا اور گورنمنٹ کو خوش کرے گا اور اس کا بوجھ ایک عام اور غریب آدمی پر پڑے گا جو وہاں علاج کے لیے جائے گا۔ اب گورنمنٹ کا جو یہ خیال ہے کہ ہم عام آدمی کو بہت زیادہ مفت اور اس میں زیادہ بہتری پیدا کر کے سہولت دے رہے ہیں' یہ قطعاً غلط ثابت ہو گا اور میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔

وزیر خوراک، او بس کر یار۔ وائنڈ اپ کر۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! خاکوانی صاحب comments کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں اور ہمیشہ بڑے خوب صورت comments کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اور صحیح کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، صحیح تو میں نہیں کہہ سکتا کیوں کہ میں نے آج تک صحیح سنا نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں مان جاتا ہوں۔

جناب سپیکر! انہی خدشات کی بنیاد پر ہم نے تمام گزارشات کیں اور اس بل کے ذریعے جو ہمیں اس میں خدشات اور خرابیاں نظر آ رہی تھیں ان کو ہم نے اس ہاؤس کے ممبران کے سامنے رکھا اور میں نے پہلے یہ گزارش کی تھی کہ ہماری تمام گزارشات جب یہ سلیکٹ کمیٹی کے ممبران یہاں سن رہے ہیں اور وہ سننے کے بعد جب ان کے زیر غور آئیں گی تو وہ ضرور اس پر اپنا mind apply کر کے اس میں بہتر ترامیم کریں گے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کریں تاکہ اس پر بہتر رائے آ سکے اور اس پر بہتر قانون سازی ہو سکے۔ ان کا اس پر اپنا mind apply کرنے اور سوچ بچار کرنے اور تمام discussion کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہتر

انداز میں اس پر اپنی معارشات دے سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اور کوئی صاحب؟

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' لغاری صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! ہم نے اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھجوانے کے لیے اس لیے یہاں لکھا ہے کہ جس طرح سعید اکبر خان نے کہا کہ پہلی کمیٹی نے اس بل کو اس depth میں نہیں دیکھا بلکہ لاء ڈیپارٹمنٹ یا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے دباؤ کی وجہ سے اس کو چند ایک معمولی ترامیم کے ساتھ ٹیبل کر دیا ہے۔ حالانکہ میرے خیال میں اس کو اس depth سے دیکھنا چاہیے کہ خاص طور پر ہیلتھ حکومتِ وقت کی ان بنیادی خدمات میں سے ایک ہے جو کہ حکومت کو اپنی عوام کو مہیا کرنی چاہییں۔ اس میں نفع نقصان کی بنیاد پر ہمیں نہیں سوچنا چاہیے۔ جس طرح کہ حکومتی ڈھانچے کے اندر عوام کے لیے بنیادی سہولتیں بہم پہنچانا حکومت وقت پر فرض ہے تو ان فرائض میں سے ہیلتھ بھی ایک فرض ہے اس میں ہمیں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کرنی چاہییں مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ محکمہ فریادی طور پر چل رہا ہے بلکہ اگر آپ دیہاتوں میں جا کر دیکھیں تو اس محکمے کی جو صورتحال ہے وہ بیان نہیں کی جا سکتی جو رورل ہیلتھ سنٹر کی بلڈنگز ہیں وہاں سٹاف غائب ہے اگر سٹاف موجود ہے تو وہاں سے دوائیاں غائب ہیں اور اسی طریقے سے آپ تحصیل ہیڈکوارٹرز کو لے لیں وہاں پر ڈاکٹرز لوگوں کی صحت کے بارے میں interested نہیں ہوتے جتنے کہ وہ پولیس کیسوں میں سرٹیفکیٹ ایشو کرنے میں intrested ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پولیس کیسز بگڑ جاتے ہیں اور یہ prolong کرتے رہتے ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ اگر اس محکمے کے افسران عبادت سمجھ کر اس میں سروس کریں تو یہ عبادت ہوگی کیونکہ ہسپتال میں وہی لوگ جاتے ہیں جن کی صحت کمزور ہو گی یا جن میں کوئی نقص ہو گا اگر وہاں پر proper دوائیاں نہ ملیں تو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس مرض کی حالت میں دوا کا کیا اثر ہوگا اور ان کے منہ سے جو بددعائیں نکلتی ہیں ان سے عرش ہل جاتے ہیں۔ ہمیشہ جب بھی آدمی تکلیف میں ہو اور جو اس وقت مانگے تو رب تعالیٰ اس کا فوری طور پر ازالہ کرتے ہیں۔ میں تو اس محکمے کو بلکہ وزیر صحت کو یہ کہوں گا کہ اسے صرف بطور وزارت سمجھ کر نہ نبھائیں بلکہ اس کو عبادت سمجھ کر

اس کی کارکردگی کو مدنظر رکھیں اور اس کی اصلاح فرمائیں۔ مگر مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے جس طرح ابھی آپ نے نماز کے بارے میں خود فرمایا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر different schools of thoughts ہیں لہٰذا ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اسی طرح حکومت کو چلانے کے لیے بھی different schools of thoughts ہوتے ہیں۔ different schools میں different instructions ہوتی ہیں' آپ کا ذہن اس طرف چلتا ہے اور ہر آنے والی حکومت ماضی سے کچھ نہ کچھ حاصل کرتی ہے۔ تو میری نظر میں جن لاتوں پر مسلم لیگ (ن) گروپ چل پڑا ہے انھوں نے شاید ایسٹ انڈیا کمپنی والا school of thought اپنایا ہے کیونکہ اگر آپ تاریخ سے اس کا مقابلہ کریں تو جو جو قدم یہ اٹھا رہے ہیں یہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملتے جلتے ہیں۔ جب برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی آئی اور جس طریقے سے مغل بادشاہوں کو انھوں نے dodge کیا اور ہر چیز کی اہمیت جتلا جتلا کر آدمی وہاں appoint کیے اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ کچھ عرصے میں مغل بادشاہوں کو اپنی حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھنا پڑا اسی طرح جب ہمارے وزراء یہاں بحث کرتے ہیں تو وہ ایک ہی چیز پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ اپوزیشن کو ہمارے اوپر آخر شک کیوں ہے؟ تو شک ہمیشہ اس وقت ہوتا ہے جب پیچھے کا ماضی گواہی دے رہا ہوتا ہے۔ جب پیچھے کا ماضی آپ کی ان باتوں کی نفی کر رہا ہوتا ہے تو پھر اس وقت اپنی چیزوں کو بیان کرتے ہوئے ان کی تعریفوں کے پل باندھے جاتے ہیں اور ان کے نتائج کچھ اور نکلتے ہیں تو اسی لیے ہمیں کچھ شک گزرتا ہے۔ پھر یہ بھی اسی طریقے سے صوبائی سطح پر billing کرائی جا رہی ہے جس طرح کہ وفاقی سطح پر آپ دیکھ رہے ہیں وہاں پر بھی حکومت وقت نے اپنے پسندیدہ لوگوں کو key posts پر بٹھانے کے لیے کنٹریکٹ پر لوگ باہر سے لیے ہوئے ہیں اور کئی ریٹائرڈ کو پھر کنٹریکٹ پر لا کر نواز رہے ہیں۔ اس طرح میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی چند دن پہلے جو ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے بارے میں ہم نے اپنے شک و شبہات کا اظہار کیا اور یہ بل بھی بعینہ اسی طرح شیشے میں نظر آ رہا ہے کہ حکومت وقت کی کیا خواہشات ہیں۔ اس کے کیا عزائم ہیں اور کس طریقے سے وہ ان اداروں کو autonomous بنا کر اپنے لوگوں کو نوازنا چاہتے ہیں۔ کس طرح اپنے چیف ایگزیکٹو بنا کر بٹھانا چاہتے ہیں۔ کس طریقے سے کمیٹیوں میں اپنے لوگوں کو لانا چاہتے ہیں اور سب سے بڑا ظلم تو ان پروفیسرز یا ان ڈاکٹرز کے ساتھ ہوگا جو اس وقت ان اداروں میں کام کر رہے ہیں کیونکہ اسی لاء میں جو انھوں نے پیش کیا ہوا ہے اس میں ہے کہ یہ خود مختار ادارے ہوں گے۔ یہ جس کو رکھنا چاہیں گے رکھیں گے اور جن کو واپس

اپنے parent departments میں بھیجنا چاہیں گے واپس بھیج دیں گے۔ پہلے ہی آپ کے مشاہدے میں یہ بات ہو گی کہ میڈیکل کالجز میں بھی اور پروفیسرز میں بھی سیاست گھس چکی ہے۔ وہاں پر بھی ایک grouping ہے۔ بعض ایک گروپ سے وابستہ ہیں، بعض دوسرے گروپ سے وابستہ ہیں اگر یہ ہتھیار حکومت وقت کے ہاتھ آ گیا تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں بعض لوگ ناجائز بھر جائیں گے۔ ادھر کوئی سنیارٹی، کوئی تجربہ، کوئی قابلیت مدنظر نہیں رکھی جائے گی اور پسند و ناپسند کو مدنظر رکھ کر بعض کو واپس بھیج دیا جائے گا اور بعض کو ان اداروں میں رکھ لیا جائے گا۔ لہٰذا اس کی سخت ضرورت ہے اور اس کی ضرورت اس لیے پڑ رہی ہے کہ جس طرح سعید اکبر خان صاحب نے کہا ہے کہ کسی چیز کو بل میں واضح نہیں کیا گیا۔ وزیر موصوف انگلش جانتے ہوں گے میں نے بل میں دیکھا ہے اس میں کہیں بھی پراپرٹی کا immovable concept نہیں دیا گیا اور اگر آپ بل کا خود پورا ملاحظہ کریں تو ہر جگہ، ہر فقرے میں ابہام ہے۔ ان اداروں کا دائرہ کار گورنمنٹ مقرر کرے گی۔ چیف ایگزیکٹو گورنمنٹ مقرر کرے گی اس کے targets and objects کیا ہوں گے جو گورنمنٹ مقرر کرے گی تو یہ بات تو یہیں سے صاف ہو گئی کہ گورنمنٹ تو چاہ رہی ہے کہ یہ weapon اپنے ہاتھ میں لے۔ گورنمنٹ تو یہ ادارے بنانا چاہ رہی ہے میرے بھائی وزیر صحت کہیں گے کہ پھر وہی privatization کی بات ہونے والی ہے۔ میرا خود یہ تجربہ ہے کہ جب بھی حکومت وقت نے ایک چیز پر زیادہ زور دیا ہے کہ نہیں، نہیں یہ نہیں ہو گا ڈالرز اکاؤنٹ کے بارے میں اتنی دفعہ کہا گیا، پتا نہیں کہ کتنے وزراء نے تو قسموں کی حد تک کھا لیں کہ یہ نہیں ہوگا مگر نتیجہ کیا نکلا وہی کچھ ہوا devalue کرنے کے وقت بھی کہا گیا کہ یہ نہیں ہوگا۔ بالکل نہیں ہوگا۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ نہیں ہوگا اور چند ماہ کے بعد وہی چیز سامنے آ جاتی ہے تو اسی طرح آج وزیر صحت بار بار اس چیز کا یقین دلا رہے ہیں اور ہم پر الزام لگا رہے ہیں کہ ہم لوگوں کے ذہن خراب کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدارا! اس دفعہ ان کے منہ سے سچ نکل جائے مگر جس طریقے سے بل پیش کیا جا رہا ہے اس میں آثار کچھ اچھے نظر نہیں آ رہے اور سعید اکبر خان صاحب فرما رہے تھے کہ پچاس سال سے یہی سلسلہ چلتا آ رہا ہے۔ میں ان سے اور اپنے باقی دوستوں سے بھی بڑی معذرت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس دفعہ یہ سلسلہ نیا آ رہا ہے وہ پچاس سالہ نہیں آ رہا۔ پچاس سالہ تو یہ تھا کہ کسی کی ٹرانسفر کر دی، کسی کو پسند ناپسند کی بناء پر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیج دیا۔ کسی جگہ پر کسی کو سیٹیر کر دیا۔ چھوٹی موٹی لاء کی breaches ہوتی تھیں۔ اب تو یہ باقاعدہ قبضہ گروپ آ رہا ہے۔ یہ چھوٹی موٹی

breaches نہیں کر رہے یہ عوام کے اس ہاؤس کو camouflage کر رہے ہیں، کیونکہ الزام ہمارے اوپر ہی آتا ہے۔ ہمارے توسط سے بل پاس کرا کر پھر قبضہ گروپ اپنے اپنے مہرے فٹ کریں گے۔ تاکہ آنے والے وقت میں چونکہ key posts پر ان ہی کے لوگ ہی بیٹھے ہوں گے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! یہ ہاؤس پنجاب کا سب سے بڑا جمہوری ہاؤس ہے۔ جہاں پنجاب بھر سے عوامی نمائندے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ میرے فاضل بھائی نے جس کو قبضہ گروپ قرار دیا ہے۔ یہ پارلیمانی زبان نہیں ہے۔ ان کو روکا جائے کہ اس قسم کی گفتگو جمہوریت پارلیمانی آداب اور قواعد و ضوابط کے بھی خلاف ہے۔ یہ جو الفاظ انھوں نے کہے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! مجھے بے حد افسوس ہے اور بے حد افسوس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ مجھے پھر وہی بات دہرانی پڑتی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریز ہمہ وقت راہ کے۔ ہمارے دیہات میں کہتے ہیں کہ اگر صبح کے وقت شیشم کا پانی پی لیا جائے تو وہ آدمی کو ٹھنڈا رکھتا ہے یا تو وہ صبح پی کر آیا کریں یا پھر اپنے میڈیکل چیک اپ کرائیں تاکہ بلڈ پریشر کچھ کم رہے یا پھر میرے بھائی کے سر کے اوپر سے بات گزر گئی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ ہاؤس کو camouflage کرا کر قبضہ گروپ سے مراد میری حکومت وقت سے ہے نہ کہ اس ہاؤس سے ہے۔

خواجہ ریاض محمود: حکومت کوئی آسمان سے نہیں آئی۔ حکومت اس ہاؤس سے تعلق رکھتی ہے اور اس ہاؤس کی تائید سے حکومت پالیسیاں بناتی ہے اور حکومت چل رہی ہے۔ اس ہاؤس کو جب آپ قبضہ گروپ کہیں گے تو حکومت کو بھی آپ قبضہ گروپ کہیں گے۔ ویسے جب وہ پچھلے اجلاس میں آئے تھے تو انھوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ آج آئے ہیں تو داڑھی منڈوائی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! مجھے پہلے آپ سے رولنگ چاہیے کہ کیا یہ آپ سے پہلے اجازت لے کر اٹھے ہیں اور کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس پر کچھ بھی نہیں کہا۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں نے ان کو یہ نہیں کہا کہ آپ نے valid بات کی ہے۔ جہاں چیئر خاموش ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا کوئی مطلب نہیں۔

ار رفیق حیدر لغاری، اس لیے اس کو حذف کر دیا جائے جہاں اس کا مطلب کوئی نہیں۔

ڈپٹی سپیکر، جہاں چیئر رولنگ نہیں دیتی تو اس کا کچھ مطلب نہیں ہوتا۔

ار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! ویسے میں ان سے گزارش کروں کہ ----

، ریاض محمود ، جناب سپیکر! اگر یہ گزارش کریں گے تو میں بھی جواب دوں گا۔ میرے اندر طوفان آیا ہوا ہے۔

ار رفیق حیدر لغاری، ہمیں طوفان ٹھنڈے کرنے آتے ہیں۔ ہم نے بڑے بڑے طوفانوں رام سے بیٹھتے بھی دیکھا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ انھوں نے سنت رسول کے بارے میں بات کی ، کی ضرور وضاحت کروں گا کہ ان کی یادداشت کمزور ہے۔ اس کو عرصہ آٹھ ماہ گزر چکے ہیں اور سے پہلے یہاں پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تھا۔ میں اس بات کو دہرانا نہیں چاہتا۔ جس کو یہ حکومت کہہ ہیں اسی حکومت کے پاس افراد کے کردار کی وجہ سے چونکہ وہ بھی صاحب داڑھی ہیں میں نے داڑھی کٹائی۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ خدشات ہمارے خدشات نہیں ہیں بلکہ یہ پچھلے ڈیڑھ سال ارکردگی نے بہت سارے ہمارے خدشات کو یقین میں تبدیل کیا ہے۔ میں مزید نہیں بتاؤں گا ، کون سے کردار ہیں۔ (قطع کلامیاں)

، ڈپٹی سپیکر، میری معزز اراکین سے گزارش ہے کہ خاموشی سے بات سنیں۔

ی شان الٰہی شاہ، جناب والا! انھوں نے بڑے ادب و احترام سے کہا کہ وہ داڑھی کا مسئلہ ہے۔ ہ اتنی جلدی جاگے کہ پتا نہیں چلا کہ انھوں نے کس کے خوف سے داڑھی منڈوائی ہے۔

، ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ مت interrupt کریں۔ آپ دلچسپی کھتے کہ یہ بل پاس ہو جائے؟

ی شان الٰہی شاہ، دلچسپی رکھتے ہیں۔

ڈپٹی سپیکر، تو پھر آپ ان باتوں پر stick کریں جن پر وقت ضائع نہ ہو۔ جی سردار ! آپ بات جاری رکھیں۔

رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ جو کچھ ہمارے بھائی کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ان کو صحیح وقت پر صحیح بات تو کرنے نہیں دی جاتی لہٰذا انھوں نے بھی بولنا ہے۔ اب بعض

وزراء کے اشارے پر وہ کچھ نہ کچھ ڈسٹرب کرنا چاہتے ہیں تو ان کو کرنے دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں یہ عرض کروں گا کہ وزیرصحت صاحب یہاں فرما رہے تھے کہ جہاں جہاں ہم نے autonomy دی ہے اور اس کے اوپر انھوں نے بیس منٹ تک اپنا لیکچر دیا آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ کارکردگی کس حد تک بڑھ چکی ہے ۔ مجھے باقی ہسپتالوں میں جانے کا وقت نہیں ملا اور اللہ تعالیٰ ہسپتالوں میں نہ لے جائے اور ایسا موقع نہ آئے ۔ مگر میرے اپنے ضلعے میں شیخ زید صاحب کی مہربانی سے ایک شیخ زید ہسپتال بنا ۔ وہ ایک independent body تھی اور independently کام کر رہی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے غالباً اسی پالیسی کے تحت ڈسٹرکٹ ہیلتھ ہسپتال کو اس کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھی ایک نیم خود مختار ادارے کی طرح بنا دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وقت آدھا گھنٹا بڑھاتا ہوں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، مگر میں نے جو کچھ لوگوں سے سنا ہے اور جو کچھ محسوس کیا ہے کیونکہ یہ میرے اپنے ضلعے کا معاملہ ہے اس کی کارکردگی بہتر ہونے کی بجائے الٹا متاثر ہوئی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ وزیرصحت فرما رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اصول اور نیت دونوں کو صحیح رخ پر ڈال دیا جائے تو کارکردگی بہتر ہوسکتی ہے ۔ مگر جہاں شروع سے نیت صرف یہ ہو کہ اداروں کے نام پر اپنے لوگ سمائے جائیں ' اپنے لوگ بھرتی کیے جائیں ۔ چونکہ اب چیف ایگزیکٹو صاحب ایک مستقل قسم کے ملازم ہوں گے لامحالہ سہولیات بھی لیں گے ۔ گاڑیاں بھی آئیں گی۔ تنخواہیں بھی لی جائیں گی ۔ کرائے پر مکان بھی لیے جائیں گے اور بات پھر وہی آتی ہے کہ گھما پھرا کر آپ باتیں کرتے رہیں۔ وزن آخر پیروں پر ہی آتا ہے۔ جسم کا وزن پیروں نے اٹھانا ہے۔ آپ جتنے اخراجات کرتے چلے جائیں گے اس کا بوجھ بالآخر عوام پر پڑے گا۔ آپ بلا واسطہ ٹیکسیشن کریں تب بھی اور بالواسطہ ٹیکسیشن کریں تب بھی عوام پر پڑتا ہے ۔ آپ کسی ملازم کو سہولتیں دیں تو اس کا اثر بھی عوام پر پڑتا ہے ۔ ۔ آپ عمارات نئی بنائیں تو اس کا بھی اثر عوام پر پڑتا ہے۔ 32'30 روپے کی انٹری فیس یا پرچی فیس کہہ لیں چونکہ آپ اس ادارے کو خود مختار ادارہ بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کو interrupt تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ یہ جو ترمیم ہے یہ اس حوالے سے تھی کہ اس بل کو select committee کے پاس جانا چاہیے ۔ انھیں وہ وجوہات بتانی چاہییں تھیں کہ کیا کوتاہی سٹینڈنگ کمیٹی سے رہ گئی ہے جو سلیکٹ کمیٹی دور کرے گی ۔ اس پر وہ اگر بات کرتے تو شاید میں انھیں interrupt نہ کرتا ۔ لیکن محسوس اس طرح ہو رہا ہے کہ جیسے وہ principles پر بات کر رہے ہوں اور overall discussion کر رہے ہیں اور اپنی ترمیم پر بات نہیں کر رہے ۔ اس لیے میں آپ کی توجہ رول 206 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔

206. Limitation on Debate:-

(1) Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be

(2) At the appointed hour, in accordance with the time limit fixed for the completion of a particular stage of a Bill or a motion, the Speaker shall, unless the debate is sooner concluded, forthwith put every question necessary to dispose of all the outstanding matters in connection with that stage of the Bill or the motion.

اور خاص طور پر اس کی کلاز (3) کو دیکھیں۔

(3) The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion.

اس لیے میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس کی sense لے کر ایک time fix کر دیں کہ اتنے منٹ بولا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہاؤس کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point بڑا valid ہے۔ سردار رفیق حیدر لغاری صاحب سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ رول 206 کو دیکھ لیں۔ اس سے پہلے کہ ہم کوئی time fix کریں میرا خیال

ہے کہ آپ wind up کر لیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں' I will take just few more minutes.

جہاں تک وزیر قانون نے point out کیا ہے کہ I am going out of the subject and talking irrelevant. چونکہ ہم نے اس بل کو Select Committee کے پاس بھیجنے کی تجویز پیش کی ہے اس لیے مجھے اسی پر stick کرنا چاہیے اور وجوہات بتانی چاہئیں کہ یہ وہاں پر کیوں بھیجا جائے۔ تو میں اپنے بھائی وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں اس کی بنیاد یہی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ میں اس بل کو Select Committee کے پاس بھیجنے کے حق میں ہوں۔ جن خیالات کا میں یہاں اظہار کر رہا ہوں کمیٹی نے اس depth میں اس کو دیکھا تک نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! اب آپ اپنی بات پانچ منٹ میں مکمل کر لیجیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: تو میں عرض کر رہا تھا کہ میرے سامنے اپنے رحیم یار خان ضلعے کی ایک مثال ہے۔ وزیر صحت کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اپوزیشن صرف مفروضوں پر مبنی باتیں کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اپوزیشن کے مفروضے صحیح نہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ جن ہسپتالوں کو ہم نے autonomy دی ہے' وہ بڑے flourish کیے ہیں اور autonomy کے بعد بڑے اچھے نتائج سامنے آئے ہیں لیکن میں ان کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ ہسپتالوں کی میں نے زیادہ study نہیں کی' نہ ہی ان کو visit کیا ہے اور نہ ہی اللہ مجھے کرائے۔ لیکن میرا یہ خدشہ ہے کہ اس بل کے ذریعے پنجاب حکومت جو عزائم درپردہ رکھتی ہے اگر اس کو من عن' جس طریقے سے پیش کیا گیا ہے' جو تھوڑی بہت' چھوٹی موٹی ترامیم کی گئی ہیں اسی طرح پاس کر لیا گیا تو پھر یہ ادارے نہ صرف پنجاب کے لوگوں کے لیے سفید ہاتھی بن جائیں گے بلکہ عام آدمی کی دسترس میں بھی نہیں رہیں گے کہ وہ وہاں جا کر اپنا علاج کروا سکیں۔ اور یہ اس basic concept کے بھی خلاف ہوگا جس کے تحت حکومت پنجاب لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کی پابند ہے۔ اس میں نفع نقصان کا کوئی نظریہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک بنیادی سہولت ہے اور ہمارے بجٹ میں ایک اچھی خاصی رقم اس کے لیے مختص کی جاتی ہے۔ اگر کہیں چھوٹے موٹے خلاء ہیں تو وزارت صحت خود جائزہ لے کر انھیں انتظامی طور پر ٹھیک کرے۔ لوگوں کے اوپر بوجھ نہ ڈالے۔ لوگ تو پہلے ہی مہنگائی کی وجہ سے بہت پس چکے ہیں۔ اگر ہم نے بجلی چھین لی ہے تو کم از کم صحت کی سہولتیں' علاج تو ان سے نہ

چھینیں۔ لہٰذا میں تجویز کروں گا کہ اس بل کو Select Committee کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی وزیر صحت!

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! اس پر میں بھی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر پہلے یہ فیصلہ کر لیں کہ کتنا وقت ایک سپیکر کے لیے مقرر کیا جائے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میرے لیے تو 25 منٹ کافی ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو اب ہاؤس کی اکثریت نے فیصلہ کرنا ہے۔ ہاؤس کے آگے رکھتے ہیں جو ہاؤس فیصلے کرے گا' وہی ہو گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو جو معزز رکن اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے وقت مقرر ہونا چاہیے اور باقی اس کے بعد کلاز پر بھی جو جو معزز رکن اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے بھی وقت مقرر کر لیا جائے۔ میرے خیال میں 5' 5 منٹ کافی ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب کے لیے وقت مقرر کر لیتے ہیں۔ تو پھر اکثریت کا فیصلہ یہی ہے کہ 5' 5 منٹ کا وقت دیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے تو بولنا ہی نہیں۔ جنھوں نے بولنا ہے ان سے پوچھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے بہت پوچھا لیکن جب آپ بتانے پر تیار نہیں ہوئے تو پھر ہاؤس کو بتانا پڑا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہم نے تو آپ پر فیصلہ چھوڑا تھا۔ قانون سازی میں اس طرح کی قدغن آپ نہ ہی لگائیں تو بہتر ہے۔ جب repetitions ہوں گی تو آپ روک دیجیے گا۔ آپ بہت بہتر جج ہیں' جو کوئی بھی repetition کرے گا آپ اس کو روک سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تو معزز ہاؤس نے جو فیصلہ کر دیا ہے وہ آپ کو اور مجھے ماننا پڑے گا۔ جی معظم وٹو صاحب!

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! ہاؤس کا فیصلہ تو مجھے قابل قبول ہے لیکن مجھ

سے پہلے جو سپیکرز تھے ان پر وقت کی پابندی نہیں لگائی گئی، تو میرے ساتھ یہ امتیاز کیوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ صرف آپ کے لیے نہیں۔ آپ گواہ ہیں کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اپوزیشن کو زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے لیکن اگر بار بار ایسی باتوں کو دہرایا جائے جن کا تعلق ہی نہیں تو پھر کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑتا ہے۔ بہرحال آپ بسم اللہ کیجیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل بل ہے اور حکومت اس کے ذریعے ہمارے صوبے کے صحت کے اداروں کو autonomy دینا چاہتی ہے۔ جب کوئی بل اسمبلی میں پیش کیا جائے اور اگر ہمیں اس بل میں کچھ خامیاں نظر آئیں یا اس بل سے کوئی خرابی ہوتی نظر آئے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس کی نشاندہی کریں۔ حکومت کو اس خرابی سے آگاہ کریں۔ اب یہ حکومتی بنچز کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمارے خدشات کو اہمیت دیتے ہیں یا نہیں۔

جناب والا! صحت کی سہولتیں مہیا کرنا حکومت کا فرض ہے، یہ آئینی ذمہ داری ہے۔ کہ لوگوں کو صحت کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ ہسپتالوں کو autonomy دینے کا جو بل یہاں پر پیش کیا گیا ہے اس سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ حکومت نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کے جو existing ادارے ہیں وہ لوگوں کو سہولتیں دینے میں ناکام ہو چکے ہیں اور اس سلسلے میں حکومت اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہی۔ میں حکومت کی نیت پر شک نہیں کرتا، کاش یہ ان اداروں کی کارکردگی دیکھ لیتے جنھیں پہلے autonomy دی گئی ہے۔ جن تعلیمی اداروں کو autonomy دی گئی ہے ان کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان کی فیسوں میں اضافہ ہوا ہے۔ میں گورنمنٹ کالج کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں autonomy ملنے کے بعد فیسوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ جن دوسرے تعلیمی اداروں کو autonomy دی گئی ہے وہاں پر بھی طلباء کے لیے بے شمار مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ تو اس بل سے صحت کے اداروں میں بہتری کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ہمارا ملک 13 کروڑ آبادی کا ملک ہے لیکن یہاں نصف سے زیادہ لوگ صحت کی سہولتوں سے محروم ہیں یا تو انھیں بالکل ہی صحت کی سہولتیں میسر نہیں اور اگر کہیں میسر ہیں تو ان کا معیار نہایت ناقص ہے۔ میری اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان کے بجٹ کا صرف ایک فی صد صحت پر خرچ کیا جاتا ہے اور It is one of the lowest in the world یعنی دنیا میں جہاں سب سے کم صحت کی سہولتیں میسر ہیں ہمارا ملک ان میں سے ایک

ہے۔ میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ پچھلے سال ٹی بی ایسوسی ایشن آف پاکستان نے ایک سروے کروایا میں ڈاکٹرز کی کارکردگی کے متعلق بتا رہا ہوں۔ انھوں نے سات ڈاکٹروں کو ایک ٹی بی کے مریض کی history بتائی اور ان سے کہا کہ اس کے لیے medicine prescribe کریں۔ لیکن اس سروے کے مطابق ان سات ڈاکٹروں میں سے صرف ایک ڈاکٹر صحیح prescribe کر سکا اور سات میں سے چھ ڈاکٹروں نے اس مریض کی غلط تشخیص کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر competent نہیں۔ ہمارے ملک میں 15 لاکھ افراد tuberculosis کے مرض کا شکار ہیں اور ہر سال اس میں 2 لاکھ 10 ہزار مریضوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ میں صرف ایک مرض کے بارے میں بتا رہا ہوں اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ 25 فی صد سے زیادہ کیسز diagnosis ہی نہیں ہو پاتے اور وہ لوگ اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔

جناب والا! ہمارے ملک میں جتنا infrastructure ہے اگر اسی کو improve کر لیا جائے تو شاید اس میں بہتری کی کوئی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اس infrastructure کو صحیح استعمال نہیں کیا جا رہا۔ پچھلے دور میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو تعینات کیا گیا لیکن موجودہ حکمرانوں نے آتے ہی ان میں سے بیشتر کو فارغ کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے ایک تو بے رزوگاری میں اضافہ ہوا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ لیڈی ہیلتھ ورکر دیہاتوں میں ایک مثبت رول ادا کر رہی تھیں۔ ان پڑھ خواتین کو educate کرنے میں اور ان کو طبی سہولتیں پہنچانے میں یہ جو کردار ادا کر رہی تھیں اب وہ جاری نہیں رکھ سکیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں بات ختم کر رہا ہوں۔ میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وزیر صحت نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ شاید ان اداروں کو autonomy دینے سے accountability کا سسٹم پیدا ہو سکے۔ کاش اس ملک میں ایسا سسٹم بن سکے کہ ڈاکٹرز کی بھی accountability ہو۔ ہم مسلمان ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ زندگی موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن جب کسی ڈاکٹر کی لاپرواہی سے کوئی مریض ہلاک ہوتا ہے تو اسے پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! دوستوں کے اعتراضات آپ کے سامنے ہیں۔ یہ وہی باتیں کر رہے ہیں جو

میں پہلے clarify کر چکا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے لغاری صاحب کے حوالے سے بات کروں گا کہ انھوں نے جس ہسپتال کا ذکر کیا ہے ہم نے ابھی اس ہسپتال کو autonomy نہیں دی۔ تو میں گزارش کروں گا کہ یہ ان ہسپتالوں کا visit کریں جن کو ہم نے autonomy دی ہے۔ باقی انھوں نے وہی باتیں کی ہیں جن کی میں وضاحت کر چکا ہوں تو میں گزارش کروں گا کہ ان کو ہمارے اس بل کی support کرنی چاہیے اور اس بل کو پاس کرنے میں ہماری مدد فرمانی چاہیے۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is

That the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Health be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 30th October, 1998:-

1. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
2. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
3. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
4. Raja Javed Ikhlas, MPA
5. Mian Tariq Mahmood, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Awaisi, MPA
9. Mr Sultan Mehmood Gondal, MPA

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Medical and Health Institutions Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Health be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
3. Sardar Rafique Haider Leghari;
4. Pir Shujaat Hasnain Qureshi.
5. Syed Masood Alam Shah;
6. Mr Mansoor Ahmad Khan;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chiniotı;
8. Mr Saeed Akbar Khan;
9. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;
10. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں move کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ move کریں اور آپ کو یہ بھی پتا چل گیا ہے کہ ہاؤس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر مقرر کے لیے پانچ منٹ ٹائم ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ قانون سازی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سب ٹھیک ہے لیکن جو فیصلہ ہو چکا ہے اس پر دوسری رائے نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ کوئی فیصلے کی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ معزز ہاؤس کے فیصلے کی بات ہے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: We want to contribute in the House

جناب ڈپٹی سپیکر، I am sorry. اگر آپ ہاؤس کے فیصلے کو کہتے ہیں کہ فیصلے کی بات نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! فیصلہ اکثریت سے کریں۔ وہ اسے پاس کریں یا نہ کریں، لیکن time limit پر کوئی قدغن نہیں لگ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ لگ سکتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر آپ کہیں کہ ہم قانون سازی میں contribute نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ رول 206 دیکھیں قدغن لگ سکتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے 206 بھی دیکھا ہوا ہے۔ مجھے پارلیمانی روایات کا بھی پتا ہے کہ قانون سازی پندرہ پندرہ بیس بیس دن چلتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مہربانی کر کے move کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر وہ adamant ہیں کہ آپ نے اسے آج ہی ختم کرنا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! آپ شروع کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پہلے آپ واضح کریں کہ کتنی دیر مزید ہاؤس چلانا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ وقت کے ساتھ دیکھوں گا کہ کتنی دیر اور چلانا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ ہماری ترامیم دیکھ لیں کہ کتنی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جتنی بھی ہیں۔ آپ شروع کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ہماری 13 ترامیم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بے شک 113 بھی ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، 113 بھی ہوں لیکن کوئی آیت تو نہیں لکھی ہوئی کہ آج ہی اجلاس prorogue کرنا ہے اسے کل پر لے جائیں پرسوں پر لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ کی مرضی سے نہیں بلکہ اکثریت کی مرضی سے ہاؤس چلتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! آپ اکثریت سے اسے پاس کریں لیکن ہماری پوری بات آپ کو سننا پڑے گی۔ آپ کو ہمیں موقع دینا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس نے جو فیصلہ کیا ہے وہ میں نے آپ کو کہہ دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: یہ کوئی بات نہیں۔ اگر آپ اتنی hurriedly, hasty legislation کرنا چاہتے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ This is very important Bill

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بالکل بجا ہے۔ آپ بسم اللہ کیجیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! جس طرح منیس صاحب گزارش کر رہے ہیں کہ یہ قانون سازی ہے لیکن آپ نے پانچ منٹ کا وقت مقرر کیا ہے۔ ہم تو اس وقت میں اپنا خیال بھی ظاہر نہیں کر سکتے تو ہاؤس کو کیا بتائیں گے کہ ہم نے یہ ترامیم کیوں دی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ لغاری صاحب! آپ یہ کیا بات کرتے ہیں؟ آپ دو دو گھنٹے بولتے رہے ہیں۔ آپ نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے اور repetition کرتے ہیں۔ آپ کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس وقت کو consume کریں۔ معزز ہاؤس نے جو فیصلہ کیا ہے میں اسے ختم نہیں کر سکتا۔ منیس صاحب! آپ بسم اللہ کیجیے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:-

That in sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, for the words "hold and dispose of property" appearing in line 2, the words "hold property" be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

That in Sub clause (2) of Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, for the words "hold and dispose of

property" appearing in line 2, the words "hold property" be substituted.

INISTER FOR LAW: Mr Speaker, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! اگر آپ کے سامنے بل ہے آپ بھی اسے دیکھیں۔ اگر معزز اراکین اسمبلی کے سامنے یہ بل ہے تو وہ بھی اس کو ذرا غور سے پڑھیں۔ اب اس کلاز 2 میں دیا گیا ہے کہ establishment of the Institutions. اس کی ib clause 2 کہتی ہے کہ-----

Sub-clause (2) The notified Medical Institution shall be a body corporate, having perpetual succession and common seal, with power, to acquire, hold and dispose of property, and may by its name sue and be sued

اب اس میں ہم نے جو amendment propose کی ہے اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ اسے hold تو کریں۔ لیکن اس کو dispose of کرنے کا جو right ہے وہ چیف ایگزیکٹو کو نہیں دینا چاہیے۔ اب کیوں نہیں دینا چاہیے۔ اس کے لیے ہم اپنے خدشات کا اظہار پہلے کر چکے ہیں کہ autonomy کے نام پر move کر رہے ہیں towards privatization جب کچھ عرصے کے بعد ان کے یہ ادارے نہیں چلیں گے تو پھر انھوں نے کہنا ہے کہ یہ ایک autonomy کا معاملہ تھا جو فیل ہوگیا' اس کو اب پرائیویٹائز کریں۔ اور پھر وہ جو چیف ایگزیکٹو ہوں گے کوڑیوں کے مول اس کو بیچ ڈالیں گے اور بیچنے والی مثال میں آپ کو یہ پیش کرتا ہوں کہ ایل ڈی اے بھی ایک autonomous body ہے۔ اب جو ایل ڈی اے کے ساتھ حال ہوا وہ یہاں کس سے چھپا ہوا ہے۔ ایک ایسی autonomous body جو کہ اپنے آپ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرے ان کے یہاں کتنے assets تھے ان کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ یہاں اس طریقے سے رولز کو flout کرتے ہوئے' رولز کو relax کرتے ہوئے کروڑوں' اربوں روپے کی پراپرٹی کو کوڑیوں کے مول صرف کوئی 90 ہزار روپے فی کنال' کوئی 60 ہزار روپے فی کنال اور کئی رہائشی علاقہ جات کو کمرشل ایریاز میں تبدیل کر کے' جہاں graveyards تھے ان کو residential areas میں تبدیل کر کے plots بنا کر دے

دیے گے۔ جو ہسپتالوں کا رقبہ مختص تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! فاضل قائد حزب اختلاف بات کر رہے تھے۔ میں مخل تو نہیں ہونا چاہتا تھا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت ہیلتھ کے بل پر بحث ہو رہی ہے اس میں ایل ڈی اے کا ذکر کہاں سے آ گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ مثال دے رہے ہیں اور وہ مثال دے سکتے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! اگر پلاٹ کوڑیوں کے بھاؤ بیچے گئے تھے تو وہ پیپلز پارٹی اور ونو کے دور میں بیچے گئے تھے۔ اس کی باقاعدہ انکوائری کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ یہ وقت بتائے گا کہ کون لوگ تھے جنھوں نے یہ پلاٹس کوڑیوں کے بھاؤ بیچے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! I hop it that I was relevant.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہاں You are relevant

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ خوامخواہ کی point scoring کے لیے جو interruptions ہیں We are fed up of these. لیکن چونکہ یہ ایک democratic ادارہ ہے یہاں سننے کی جرأت پیدا کرنی چاہیے۔ میں آپ کو مثال دے رہا ہوں کہ autonomous bodies کا جو پہلے حال کیا ہے وہی حال آپ لوگوں نے ان ہسپتالوں کے autonomous institutions کے ساتھ کرنا ہے۔ اب جناح ہسپتال کے ساتھ جو خالی پلاٹ پڑے ہوئے ہیں کل جب آپ کا دل مانے تو آپ کہیں کہ ٹھیک ہے جی پانچ روپے فی مرلہ ان کو بیچ دیں۔ اور پھر کون لینے والے ہوں گے؟ آپ کے چہیتے اور favourite ان کو لینے والے ہوں گے۔ ہم یہ legislation میں propose کر رہے ہیں کہ آپ اس کو hold کریں لیکن dispose of اس لیے نہ کریں کیوں کہ آپ کے جو ulterior motives ہیں ہم چاہتے ہیں کہ وہ پورے نہ ہوں۔ آپ تو وہاں پر اس کا ایک ایک انچ بیچ ڈالیں گے۔ میں ایل ڈی اے کی مثال دے رہا ہوں اور باقی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی میں مثالیں دوں تو وہ مثالیں ختم ہونے میں نہیں آئیں گی۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں چونکہ آپ کے ulterior motives ہیں اس لیے آپ اسے صرف autonomy کی طرف

نہیں لے جا رہے بلکہ اس کو پرائیویٹائزیشن کی طرف لے جا رہے ہیں اور جو بھی جتنا بھی رقبہ ساتھ ساتھ پڑا ہوا ہے، جو خالی پلاٹس ہوں گے، خالی لان ہوں گے آپ کہیں گے کہ ان کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ان کو dispose of کر دیں۔ جب یہ خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے اس کے بعد وہ چیف ایگزیکٹو پنج ہزاری کا خطاب حاصل کرے گا کہ جناب ہمیں یہ حکم ملا تھا کہ فلاں پراپرٹی کو dispose of کر دیا جائے۔ پنج ہزاری کا خطاب تو اسے مل گیا۔ کیا ہوگا؟ آپ کی، ہماری اور اس صوبے کے عوام کی جو پراپرٹی ہے اس کو کوڑیوں کے مول بیچ دیا جائے گا۔ میں اس پر stress کرتا ہوں کہ اس معاملے کو شفاف بنانے کی ضرورت ہے۔ آپ اس کو dispose of کرنے کا حق کیوں دیتے ہیں؟ آپ اسے hold کرائیں۔ وہ hold کرے اور اس کے بارے میں look after کرے دیکھے کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا اور کس طرح بہتری ہوسکتی ہے آپ بیچنے کا اختیار اس کو کیوں دیتے ہیں؟ اسی بیچنے کے اختیار سے پھر ہمارے جو خدشات ہیں وہ اور زیادہ ابھرتے اور بڑھتے ہیں کہ یہ جو ایسی legislation لا رہے ہیں جس میں وہ ایسے اختیارات ہی چیف ایگزیکٹو کو دے رہے ہیں کہ اسے احکامات ملیں اور وہ dispose of کر دے۔ میں اس لیے کہتا ہوں کہ اس میں ہم نے جو propose کیا ہے کہ صرف hold property and dispose of کرنے والے اختیارات میں hold and dispose of property appearing in line 2. کو substitute کر دیں۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا اور خاص طور پر وزیر صحت بے چارے کی خدمت میں عرض کروں گا، ان کو جو لکھ کر دے دیا انھوں نے پڑھ دیا اس کے مطابق انھوں نے بغیر سوچے سمجھے بات کرنی ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ میں on the floor of the House یہ کہہ رہا ہوں کہ These are ulterior motives اور ہمیں ان ulterior motives سے بچنا چاہیے۔ ہم آج یہاں legislation کر رہے ہیں۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہمیں بڑا restrict کیا جا رہا ہے کہ ہم آج اس پر بات نہ کریں۔ لیکن ہم باہر جواب دہ ہوں گے۔ جنھوں نے ہمیں یہاں منتخب کرکے بھیجا ہے ہم نے ان کو جواب دینا ہے۔ اب آپ سے بہتر اور معزز اراکین اسمبلی سے بہتر اور کون سمجھ سکتا ہے کہ ایم پی اے اور ایم این اے باہر عوام کے لیے ایک گالی بن گئے ہیں۔ یہ تو خدا کا شکر ہے کہ کسی طریقے سے حکومت کے ذہن میں یہ بات آئی کہ آپ name plates ایم پی اے اور ایم این ایز کی اپنی اپنی گاڑیوں پر نہ لگائیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں اور میں اس کا شاہد ہوں کہ یہ جہاں سے گزرتے ہیں اگر ایم پی اے کی پلیٹ لگی ہو تو لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ کس لیے دیتے ہیں؟ اس لیے

کہ ہمارے ہاں یہاں پر عادات و روایات ایسی بن گئی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ معزز ہاؤس کے تمام اراکین ایسے ہیں۔ لیکن جب ہم اس طریقے سے legislation کریں گے، ہم legislation جو ہے وہ proper طریقے سے نہیں کریں گے، ہم اس میں اتنا lacuna رکھیں گے، ہم اس میں اتنی vague legislation رکھیں گے تو اس میں آپ اور ہم سب responsible ہوں گے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ایسی responsibility میں ہم فریق بنیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم پوائنٹ آؤٹ کریں۔ We should come on the record اور کم از کم باہر ہم لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے آپ کی نمائندگی کا حق پورا کیا ہے۔ اور ہم نے جناب سپیکر کی وساطت سے پورے ہاؤس میں یہ کہا تھا کہ یہ پراپرٹی عوام کی پراپرٹی ہے۔ اس کو بیچنے کا اختیار چیف ایگزیکٹو کو نہ دیں۔ لیکن اس کے باوجود democratic process ہے اور زیادہ تر جو معزز اراکین اسمبلی چاہتے ہیں کہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں دس منٹ وقت مزید extend کرتا ہوں۔ اور آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کرلیں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، جناب سپیکر! میں interrupt تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن یہاں history کو مسخ کیا جا رہا تھا۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ ایم پی ایز گالی بن گئے ہیں اور پھر روایات، قانون اور ضابطے کی باتیں کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کی یادداشت اتنی کمزور نہیں ہونی چاہیے۔ انھوں نے جو کردار ادا کیا وہ ہسٹری میں لکھا ہوا ہے اور وہ سنہری حروف میں نہیں بلکہ کالے حروف میں لکھا ہوا ہے۔ ان کا اس ایوان کے ساتھ جو behaviour تھا، ہاؤس کی majority تھی انھوں نے اس majority کو ختم کرتے ہوئے اپنے قلم کی یک جنبش سے اس پنجاب اسمبلی کا جو حشر کیا وہ عیاں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری بات یہ بھی ہسٹری کا ایک حصہ ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں پاکستان مسلم لیگ اور اس کی الائیڈ پارٹیز، اس کے ایم این ایز اور ایم پی ایز نے اپنے اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپوزیشن کے دور میں اپنا جو کردار ادا کیا آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ کریڈٹ میاں نواز شریف کو جاتا ہے کہ ہمارے ایم این ایز اور ایم پی ایز فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ایک تاریخ رقم کی ہے۔ ہم اگر ایم این ایز اور ایم پی ایز بنے ہیں تو ہم نے اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ ہم لوٹے نہیں بنے۔ ہم نے لفافوں اور پلاٹوں کی سیاست نہیں کی بلکہ پنجاب اور پورے ملک میں منتخب نمائندوں نے اپنا جو ایک کردار ادا کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ

آئندہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف اتنا جذباتی ہونا چاہتے ہیں تو یہ "لوٹوں" کی بات کر رہے ہیں۔ میں پھر "لوٹوں" کی بات بتاتا ہوں کہ "لوٹا" کس چیز کا مطلب ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ وہ تو عمر کا تقاضا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، "لوٹا" اسے کہتے ہیں جو ایک دفعہ پہلے تحریک استقلال میں گیا ہو اور پھر وہ وہاں سے نکل کے پاکستان مسلم لیگ میں آ گیا ہو اور پھر پاکستان مسلم لیگ کو چھوڑ کے پھر اس نے splinter group بنا لیا ہو، "لوٹا" اسے کہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، منیں صاحب! میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ آپ ان باتوں میں اپنا وقت نہ لگائیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، میں جب ایک صحیح بات کر رہا ہوں تو مجھے خواہ مخواہ کیوں interrupt کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں پلیز، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ آپ کے پاس ایک منٹ ہے۔ آپ بات ختم کریں۔ تشریف رکھیں پلیز، میں اس بحث کی اجازت نہیں دوں گا۔ ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں مجھے قانون سازی کا کام کرنے دیں۔ بہت باتیں ہو گئیں۔ منیں صاحب! آپ اپنی بات ختم کریں۔ پھر اگلے معزز ممبر کو میں نے ٹائم دینا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں اس سے پہلے یہاں متعدد بار کہہ چکا ہوں کہ اس ایوان کو "انجمن ستائش باہمی" کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ یہاں مبارک باد اور خراج تحسین وزیر اعظم سے شروع ہوتی ہے اور وزیر اعلیٰ پر ختم ہوتی ہے۔ خدا کا نام مانیں، آپ قانون ساز ہیں، آپ قانون سازی کریں، آپ کے سامنے یہ ایک بل پڑا ہوا ہے، آپ اس کو پڑھیں اس کے اوپر بات کریں۔ آپ یہاں پچھلی حکومتوں اور اپنا تقابلی جائزہ شروع کر دیتے ہیں۔ خدا کے لیے آپ کو جو کام سونپا گیا ہے آپ وہ کریں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور آپ سے بھی عرض کروں گا کہ proper legislation کی جائے۔ اگر relevant ہونا ہے تو آپ سب کو elevant

رکھیں اور میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ میں نے جس کلاز میں ترمیم پیش کی ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ اور کوئی صاحب بولنا چاہیں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی وزیر صحت اپنی پچھلی تقریر میں فرما رہے تھے کہ ہمیں dispose of کا تو اختیار ہی نہیں ہے' آپ کس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ dispose of کریں۔ جب آپ کلاز واٹز آئے ہیں تو جو کلاز زیر بحث ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایے۔ ملک صاحب! آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ اب بات آگے چلنے دیں۔

جناب آصف علی ملک: جناب سپیکر! میں صرف یہ بات کروں گا کہ میں قائد حزب اختلاف کی صاف گوئی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج انھوں نے اس بھرے ایوان میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ منظور وٹو سب سے پہلے تحریک استقلال میں گئے' اس کے بعد پاکستان مسلم لیگ میں گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ قانون سازی کو آگے چلنے دیں۔ ملک صاحب! میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ میں تمام معزز ممبران سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ قانون سازی کے لیے سنجیدہ ہوں۔ اس بحث کے لیے اور بہت ٹائم ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ قانون سازی پر interrupt کر کے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جی' سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ وزیر موصوف ہیلتھ منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ پراپرٹی تو dispose of ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم نے تو اس کی کوئی قانون سازی ہی نہیں کی تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ اپنی قانون سازی کے ساتھ کتنے سنجیدہ ہیں۔ میرے بھائی سعید احمد خان فرما رہے تھے کہ یہ ان کو بیچیں گے' کچھ اور طریق کار بنائیں گے۔ میرا خدشہ یہ ہے کہ جب یہ ادارے اس autonomy کے تحت نقصان میں

جائیں گے تو اس نقصان کا بہانہ بنا کر انھوں نے ہسپتالوں کے باہر لان اور پلاٹوں کو بیچنا ہے اور یہ آہستہ آہستہ اسی طریقے سے کریں گے جس طرح انھوں نے ایل ڈی اے کے ساتھ کیا' ایم ڈی اے کے ساتھ کیا' ایف ڈی اے کے ساتھ کیا۔ اس وقت ان تمام autonomous bodies کا جو حشر ہے' وہ جس وقت بنائی جا رہی تھیں اور بنانے والوں کی خواہشات اور ان خواہشات کے مطابق ان کی ترقیاتی سکیمیں چلانے کا جو مدعا تھا وہ آج تک پورا نہ ہو سکا۔ پھر یہ کمرشل ادارے بن گئے اور لوگوں کو معاد پہنچانے کے لیے اور اپنے آپ کو سیاسی طور پر مستحکم کرنے کے لیے ان اداروں کو استعمال کیا گیا اور یہ ادارے مکمل طور پر politicise ہو گئے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ اس کلاز میں جو قانون سازی لا رہے ہیں کہ چیف ایگزیکٹو کو power ہوگی کہ وہ پراپرٹی کو dispose of کر سکتا ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ وہ اس پراپرٹی کو dispose of کر سکے۔ یہ اسی طریقے سے کریں گے جیسے انھوں نے پہلے ان autonomous bodies کے ساتھ کیا ہے۔ آج میں اس ہاؤس کے علم میں جو خدشات لا رہا ہوں چند دن کے بعد اس ہاؤس کے تمام ممبران کہیں گے کہ وہ صحیح خدشات تھے اور آج وہی حشر ہو رہا ہے کہ جو بھی ادارہ خسارے میں جائے گا اس کے ساتھ جو بھی لان یا پلاٹ ہوگا اس کی کوڑیوں کے بھاؤ نیلامی کر دیں گے۔ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ ان کو کیوں dispose of کر رہے ہیں تو یہ کہیں گے کہ یہ ادارہ نقصان میں ہے' ہم اس کے نقصان کو پورا کر رہے ہیں۔ آج یہ پوری حکومت جس طریقے سے اس ملک کی پراپرٹی کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچ کے عوام کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ اب ملک میں کچھ نہیں رہا۔ ہم یہ جائیدادیں' یہ مکان' یہ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس بیچ کر اس ملک کا نظم و نسق چلانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ان تمام باتوں کو اپنے ذہن میں رکھیں اور ان کو اپنے دل میں گنجائش دیں تو آج یہ پوری حکومت جو طریقہ اپنا رہی ہے' کہیں سٹیٹ گیسٹ ہاؤس نیلام ہو رہے ہیں' کہیں کئی اور ادارے نیلام ہو رہے ہیں اور بہانہ بنایا جا رہا ہے کہ حکومت کے پاس کچھ نہیں رہا اور ہم اس حکومت کو چلانے کے لیے تمام جائیدادوں کو نیلام کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی پالیسیوں سے اس ملک کی معیشت کو تباہ کیا اور اس تباہی کو چھپانے کے لیے اب جائیدادیں بیچی جا رہی ہیں اور یہ جو چیف ایگزیکٹو کو اختیارات دیے جا رہے ہیں تو یہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے کہ جس دن ہم صوبے اور ملک کی تمام پراپرٹی بیچ دیں گے اور اپنے پسندیدہ افراد میں تقسیم کر دیں گے اس کے بعد ان ہسپتالوں کی باری آئے گی اور ہم ان کو بیچ کر اپنے پسندیدہ افراد کو خوش کریں گے۔

جناب سپیکر! صوبائی حکومت کے ماتحت جو شوگر ملیں تھیں ان کو انھوں نے جس طریقے سے کوڑیوں کے بھاؤ بیچا اور انھی کے آدمیوں نے وہ خریدیں اور یہ خود گواہ ہیں کہ ان کو کن کن لوگوں نے خریدا۔ آپ اور میں نے نہیں خریدا۔ نہ آپ اور میں خرید سکتے ہیں۔ وہ "ٹولہ" جو چند آدمیوں کا "ٹولہ" ہے انھی نے تمام شوگر ملیں خریدی ہیں، تمام جائیدادیں خریدی ہیں۔ جو شوگر ملیں اربوں کے حساب سے بکنی چاہییں تھیں، انھوں نے ان میں ان کی liabilities ڈال کر، ان کے بنکوں کے ریٹ ڈال کر، ان کو مفت تقسیم کر دیا ہے۔ وہ liabilities قسطوں میں دیں گے۔ وہ دو دو، چار چار، پانچ پانچ، دس دس سال میں ادائیگی کریں گے۔ وہ انھیں شوگر ملوں سے کما کر دیں گے لیکن انھوں نے یہ وتیرہ بنا لیا ہے کہ اس ملک کو جب تک تباہی کے آخری کنارے تک نہیں پہنچا دیتے، انھوں نے اس کی جان نہیں چھوڑنی۔ آپ اس وقت اپنی autonomy کو دیکھیں۔ آپ اپنے تمام لاء اینڈ آرڈر کو دیکھیں۔ انھی خدشات کی وجہ سے آج میں یہ خدشہ ظاہر کر رہا ہوں کہ یہ قانون سازی بھی اسی کی کڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کے سامنے یہی رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ تمام قانون سازی کو پڑھ کر اور اس کو سمجھ کر اس پر ووٹنگ کریں تاکہ ہم بعد میں تمام بیٹھ کر نہ پچھتاتے رہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں وقت مزید 15 منٹ بڑھاتا ہوں۔

SARDAR RAFIQUE HAIDER LEGHARI: Sir, I am a mover. In support of this amendment I would put my case from a different angle and I think that I will be given time to plead my case.

جناب والا! یہ ترمیم اس لیے پیش کی گئی ہے کہ جن خدشات کا سعید احمد خان منیس صاحب نے یا سعید اکبر خان صاحب نے پہلے بھی ذکر کیا اور خود اس کے الفاظ سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ ہم نے یہ ترمیم ان الفاظ پر محدود کی ہے۔ آپ گنگا رام ہسپتال، سروسز ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال کو دیکھیں۔ آج یہ اربوں روپے کی ایک ایک پراپرٹی ہے۔ اگر میں نیت پر شک نہ بھی کروں، مثال کے طور پر کل کو یہ عمارتیں پرانی ہونے کی وجہ سے اس کا چیف ایگزیکٹو اور باڈی یہ کہہ دیں کہ یہ عمارتیں پرانی ہو چکی ہیں۔ لہٰذا ہم یہ ادارے یہاں سے اٹھا کر رائے ونڈ کے قریب نئے ادارے بنا

دیتے ہیں۔ تو یہ قانون کے مطابق ہے۔ جو قانون ہم اس وقت بنا رہے ہیں۔ hey stand within the law. یہاں اربوں روپے کی پراپرٹی بیچ کر وہاں چند کروڑ لگا کر اور لوگوں کی بساط سے باہر نکل جائیں گے۔ کیونکہ لوگ اس وسطی علاقے میں آ کر کوئی سر درد کی گولی' پیٹ درد کی گولی یا کچھ اور جنسی سے لے لیتے ہیں۔ اگر یہ ادارے شہر سے پندرہ بیس کلو میٹر باہر نکل گئے صرف اس لالچ کی وجہ سے کہ یہ اربوں' کھربوں روپے ہمارے ہتھے لگ جائیں۔ اس لیے ہم تو صرف ان دو تین الفاظ کی تبدیلی سے ان کو روکنا چاہتے ہیں۔ ہم اس bargaining کو روکنا چاہتے ہیں۔ ہم اس breach کو روکنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کو صرف لاہور کی مثال دی ہے کہ یہ کھربوں روپے کی پراپرٹیز ہیں میں اس لیے ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو بڑے سوچ سمجھ کر' دیکھ بھال کر پاس کریں ہم نے یہ ترمیم برائے ترمیم نہیں دی۔ مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ کیا intentions ہیں؟ کیا motives ہیں؟ اور خوانخواستہ کیا ہو جانا ہے؟ اس کے تابع میں پھر پرزور طریقے سے کہوں گا کہ یہ ترمیم جس میں ہم نے restrict کر دیا ہے کہ Yes they can hold the property but they can not dispose of the property. اس کو ضرور پاس کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی' وزیر قانون۔

وزیر قانون (محمد بشارت راجہ)، جناب سپیکر! معزز ارکان نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے وزیر صحت اس کا بہت پہلے سے خود اظہار کر چکے ہیں اور انھوں نے فرمایا تھا کہ معزز اراکین اپوزیشن نے اس بات کا اظہار کیا کہ خراب autonomy اور privatization سے کر رہے ہیں۔ اگر ہم اٹانومی کی بات کرتے ہیں تو پھر کسی بھی ادارے جس کو ہم autonomy دیں گے تو ہمیں اس کو یہ اختیار دینا پڑے گا کہ وہ پراپرٹی خرید بھی سکے اور پراپرٹی کو بیچ بھی سکے۔ لیکن جب ہم ترامیم دینے لگتے ہیں تو ہم اس بات کا قطعی طور پر خیال نہیں رکھتے کہ جو ترامیم ہم پیش کر رہے ہیں۔ کیا اس قانون کے مطابق وہ وہاں پر fit بھی ہوتی ہیں یا نہیں؟ اس سے پہلے ہم نے جو قانون سازی کی تھی اور وہاں پر good faith کے حوالے سے بات کی گئی تھی۔ میں نے اعتراض کیا تھا تو معزز اراکین نے اس بات کو بہت exploit کیا کہ اس بات کو کون determine کرے گا کہ ہم یہ good faith کر رہے یا کس طرح کر رہے ہیں؟ یہاں بھی اگر صرف hold property کا ذکر آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر autonomy دینے کا جو تصور ہے وہی ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ دنیا بھر میں یہ بات موجود ہے اور جہاں

میں بھی autonomous bodies موجود ہیں۔ ان کو مکمل طور پر اختیار ہوتا ہے اور ان پر اعتماد کرنا تا ہے۔ یہ تو اتنی بداعتمادی کا شکار ہو چکے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے اراکین کو د اپنے اوپر اعتماد نہیں رہا۔ انھوں نے پلانوں کے حوالے سے بات کی کہ یہ بیچ دیں گے۔ میں سمجھتا ں کہ شوکت داؤد صاحب نے بالکل درست بات کی تھی کہ ہمیں ہر بات پر شکوک و شبہات کا اظہار ں کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کو ہی اعزاز جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کی زمین ے' ہماری ہاؤسنگ سوسائٹی کی جو زمین ہے' اس کی disposal کے لیے بھی قانون اس وقت ایوان) میز پر رکھا ہوا ہے اور وہ قانون سازی آئندہ ہونی ہے۔ ہم تو اس کے لیے بھی قانون بنانا چاہتے) اور یہ ہم سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم ہسپتالوں کی زمین کو بیچ دیں گے۔ یہ نیت اور اپنی اپنی چ کی بات ہے۔ اگر حکومت نے ان ہسپتالوں کو autonomy دی ہے اور autonomous bodı بنایا ہے تو پھر ہم نے ان لوگوں پر اعتماد کیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ لوگ عوام کے ماد پر پورا اتریں گے۔ اس لیے میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور بل پاس فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The Amendment moved and the question is:-

> "That in sub-clause (2) of Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Health, for the words "hold and dispose of property" appearing in line 2, the words "hold property" be substituted."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

رکن اسمبلی کی رخصت

SECRETARY ASSEMBLY: Dr. Muhammad Anwar-ul-haq has requested for leave for 16th, 21st, 22nd, 24th, 28th & 29th September, 1998 on account of ailment.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

MR DEPUTY SPEAKER: "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Ch. Parvez Elahi**, *Acting Governor of the Punjab*, hereby withdraw the order dated 23rd September, 1998 for proroguing the Assembly on 28-09-1998 and hereby prorogue the Assembly w.e.f. September 30, 1998, on the conclusion of the sitting on that day."